

GOVERNMENT OF INDIA
ARCHÆOLOGICAL SURVEY OF INDIA
ARCHÆOLOGICAL
LIBRARY

ACCESSION NO. 5695

CALL No. 913.05441/Sye

D.G.A. 79





107

ACC.N. 5695

D 10

ASAR-UOS-SANADID,

5695 i. e.

The first literary venture

OF

Jawad-ud-dowla Arif-i-Jang

Dr. Sir Syed Ahmad Khan,

the respective merits of the first and
second edition of which have now
been collected in this edition

BY

Mohammad Fahmatulla Rad,

PRINTED IN

THE NAMI PRESS, CAWNPORE

913.05441

Sye 1904.



CENTRAL ARCHAEOLOGICAL
LIBRARY, NEW DELHI.

Acc. No. 5695

Date. 6/3/57

Call No. 913.05 / Del / S. M.

acc

5th. In the file

THE FACTS CONNECTED WITH THE FAMILY OF THE AUTHOR OF THIS WORK.

— 101 —

The Native Place of the Ancestors of the Author, is Arabia. They removed afterwards to Herat—and during the reign of Emperor Akbar Jalahooddeen, they came into India. Ever since that period, they have enjoyed Royal titles and dignity.

It is almost useless to advert to particulars of times immemorial, I shall therefore recite a few of recent date. That during the time of Ameer-oodeen Alamgeer Khaner, the grandfather of the Author received the title of Jawud-oodee-Dawlah—Jawud Ally Khan Bahadar, received the munsh of Nazareenat, and 500 horsemen—and that the brother of his grandfather received the same munsh with the title of Koobad Ally Khan Bahadar. After the death of the Author's grandfather, the same degree of munsh at the time of Shah Allam, continued to Syed Mohomed Mostukee Khan Bahadar, the father of the Author—and that after his demise, the same hereditary title was conferred on the Author.

That the maternal grandfather of the Author enjoyed the title of Nawab Dubbeer-ood-Dawlah Ameen-ool-Moolk Khwaja Farreed-oodeen Ahmed Khan Bahadar Moosleh Jung. That whilst the British were in Bengal, and their rule was not introduced in Upper India—and when the Vakeel of the King of Persia was killed in Bombay in an attack—it became urgent for the British Government to send a Vakeel to Persia, and the Author's grandfather (abovenamed) was selected for the high office. On his return, he was fully completed, and he was appointed a full Political Agent. After his return, he held the office of Prime Minister of the King of India.

That the Author's maternal grandfather was a friend of Sir Edward Colebrooke, and that he always visited him on his return to India. Part paid the price.

PREFACE.

—:—

That this work *Asar-oos-Sunnadeed*, was first composed by the Author, and published in the year, 1846 and 1847, A. D. The reason for composing the 2nd Edition was this—

That the first Edition of this work was taken by Mr. A. A. Roberts, to England, and presented to the Royal Asiatic Society, and with the approbation of its members—and Colonel Saxxon, a member of the Court of Directors, asked Mr. Roberts to translate the work into English. On that Gentleman's returning to his office in Delhi, made a Translation of the work with the aid of the Author—it then appeared necessary to render the work still better with additions and necessary corrections.

That the Author begs to offer respectfully, his humble gratitude, to Mr. Roberts and Colonel Saxxon, who have patronised him, and he considers that it is through their kindness, that he has been able to complete this work, which he thinks will maintain his name for ages to come.

That the author also considers his duty to offer his gratitude to Mr. Edward Thomas, through whose aid and kindness he has been able to put the work in Type.

That the present Edition, contains the following additions and alterations.

1st. The first chapter of this Edition is a new addition altogether (which the first Edition did not contain), and contains a brief History of the first population of all India, and particulars respecting the Capital or Seat of Empire, during the old and new reigns.

2nd. The second chapter of the first Edition contained only an account of the Fort built by Shah Jehan. But the 2nd Edition, contains a full account of that Fort, as well as of all the Fortresses erected ever since the City of Delhi was first populated.

3rd. What the 1st and 3rd chapters of the 1st Edition contained—are to be found in the 3rd chapter of the 2nd Edition, together with additional particulars respecting the old Buildings.

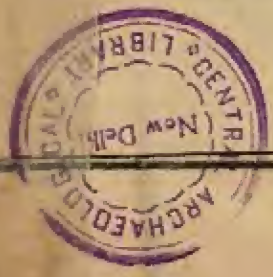
4th. In the 1st Edition, there were 2 faults, viz., one was this—some particulars respecting some of the old Buildings were not then satisfactorily ascertained—and 2ndly some errors existed in their description. The necessary corrections, &c., are however made in the 2nd Edition.

5th. In the 1st Edition, the description of the Buildings was given; but in the new or 2nd Edition, the dates of the Buildings are given.

6th. In the 1st Edition it was inserted from where the particulars were gathered. But on the margin of the present Edition—the names of the Historical Books are quoted.

7th. This 2nd Edition contains another thing of great moment, viz.—The Inscriptions found on the Buildings, are copied and inserted in the new Edition in their very original form.

تخلی نسبہ نمبر ۱۳ بسم الله الرحمن الرحيم وظيفه محمد دعايشكه مجاوران حضرت
وساكنان روضه اش بان قيام نمايند شاخداوند كه مقربان درگاه او در مشرفان روضه
وضه جان دل سپران كل لصف بارگاه او فرموده و در دروازه و تيجيات شكاره بمشبهه معطر حسين
من شفيق روزنه شروال اصحاب باطن او اصل و متواصل با و بحضورت شوالخيرات و بهشت
البريات توفيق از دل رافيق حضرت هدايت مرتبت محمدت صفون عجل عجله حسيه مشرب حسيه
عجل سادات عظام خلاصه اتقياء كرام عيسى عالم تجريد موسى كوه عزالت و تقريه المزيه من عند الله
الغنى قطبا الملت و الطريقة سيد حسيه الحسينيه كرايند نماين بقعه شريف و منزل اصيله
فموده وصيقت مودكه چون مدت حياتش قيامت پيوند با دلبر ابد و بشريف اذ خلوع
بسوالم امنين مشرق كرده بسو حضرت قدس روضه اش پرواز نمايد مقبره قائمى الا نون
حضرت اين نفعه نامد ارباب و كان اتمام هذه البقعة في شهر سنه اربع و اربعين و تسعون
نقل كتبها نمبر ۱۴ بسم الله الرحمن الرحيم تمام شد اين باور في چه دروازه شد
در سنه نه صد پنجاه و هشت هجری بروس عهد مصطفی رسول و كا حضرت اله در زمان
عادل اسلام شاه بن شير شاه بنا كرد كا ركن دين ارجله بنيشه خواجه عماد الملك عرف
عبد الله لا ذرق شيه بنده كا ركن ماورى اميد و ارجنايت و مرحت كرد
بسم الله الرحمن الرحيم در عهد و زمان سلطان السلاطين ابو الظفر اسلام شاه بهر
شير شاه خداداد الله ملكه و سلطان به بنا كرد اين چه بتوفيق اله بروس رسول الله ملك عماد الملك
عرف خواجه عبد الله لا ذرق شيه بدار الملك حضرت دهل في سنه اتى و تحميد و تحمدا



913.05441

Sye.



آثار پیدیدار
 کتاب
 ان نقش و نگار در دیوار شکسته

آثار پیدیدار

جواد الدوله عارف جنگ ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر (غفلہ) کی

ابتدائی تصنیف

5695

جسے

پہلے اور دوسرے ایڈیشن کی جدا جدا خوبیوں کو ایک میں مجتمع کر کے

محمد رحمت اللہ رحمد نے

نامی پریس کان پور میں چھاپا

۱۹۰۴ء



چکلا باب

مع تمهید و دیباچه

**CENTRAL ARCHAEOLOGICAL
LIBRARY, NEW DELHI.**

Acc. No......5695.....

Date.....6/3/57.....

Call No......913.051 Del/S.M.

گیا ہے لیکن جن عمارات کے کتبے اس انتظام اور اہتمام سے طیار کیے گئے ہیں،
 سرے سے اُن عمارات کے نقشے ہی ندارد ہیں بقول ناسخ
 ماہ نو ہے صورتِ ابرو، پُر اُس کے روئین
 ماہِ کامل صورتِ رو ہے، مگر ابرو نہیں

اب خواہ مخواہ طبع سے چاہا کہ آثار الصنادید کے طبع اول اور طبع ثانی کی جدا جدا
 خوبیوں کو ایک میں مجتمع کر کے طبع ثالث کیلئے مکمل حیثیت میں ایک نسخہ ترتیب
 دیا جائے چنانچہ طبع اول سے ۳۰ عمارات کے نقشے اصل کے مطابق بنوائے،
 اور طبع ثانی سے اُن کے صحیح حالات جو مع تاریخی حوالوں کے درج تھے، نقل کرنے
 شروع کر دیے۔ اور جب کتاب اس حد تک طیار ہو گئی تو آخر میں تمام عمارات
 کے کتبے جو پھسٹ یا جینی یا ناگری حروف میں تھے۔ یا بہت پرانی شان کو خط نسخ
 یا خط طغریا یا خط نستعلیق میں تھے، عام اس سے کہ وہ ٹوٹے تھے یا مسلم تھے۔
 انقل کا لاصل چرہ بکرا کے شامل کیے گئے۔ اور اس لحاظ سے کہ ہر کتبے کی اصلی
 صنعت ضائع ہونے پائے، طبع ثانی کی طرح طبع ثالث میں بھی التزام رکھا
 گیا کہ جو کتبہ کسی عمارت پر کندہ ہو وہ اس کتاب میں سیاہ حروف سے دکھلایا جائے
 اور جو کتبہ اپنی سطح سے اُبھرا ہوا اسکے حروف دو ہرے خطوں سے بنا کر پینج
 میں سفیدی چھوڑ دی جائے، بہر حال ہر ایک احتیاط جو اپنے امکان میں تھی عمل
 میں لائی گئی اور اس سلسلہ انتظامی سے ایک مدت میں کتاب اختتام کی حالت

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

۱۹۰۱ء میں جبکہ سرسید کی لائف یعنی کتاب حیات جاوید نامی پریر کا پتہ
 میں چھپ رہی تھی تو میں نے اُس میں سرسید مرحوم کی پہلی تصنیف یعنی کتاب
 آثار الضادہ کا بیان (جس میں شہرہ ملی کی عمارت کے نقشے اور اُن کے حالات درج
 ہیں) پڑھا۔ اور ساتھ ہی اشتیاق ہوا کہ اس کتاب کو دیکھوں اور اگر ممکن ہو تو
 اپنے پریس میں چھاپوں۔ کچھ تلاش کے بعد مجھ کو اپنے بعض مہربانوں کی مدد سے
 اُس کا طبع اول جو ۱۲۸۷ھ مطابق ۱۸۷۰ء میں چھپا تھا۔ اور طبع ثانی جو ۱۲۸۷ھ
 مطابق ۱۸۷۰ء میں چھپا تھا دستیاب ہو گیا۔ مگر جب دونوں کا مطالعہ کیا تو معلوم
 ہوا کہ موجودہ حیثیت میں دونوں ایڈیشن ناقص ہیں۔ یعنی طبع اول میں اگرچہ
 عمارت کے نقشے اصول نقاشی کے ساتھ درج ہیں لیکن اُن پر جو کتبہ دکھلائے گئے
 وہ اصلی شان سے گڑے ہوئے ہیں۔ مضمون متروک زبان اور مبائعہ آمیز عبارت
 میں ہے جو کسی کسی جگہ واقعات کے بھی خلاف ہے۔ طبع ثانی کی عبارت اگرچہ صاف
 اور مورخانہ ہے۔ جس میں ہر ایک عبارت کا کتبہ اپنے اصلی خط اور اصلی شان سے دکھلایا

آثار الصنادید

کا ذکر، حیات جاوید

اُس زمانہ میں جبکہ وہ (یعنی سرسید) دہلی میں نصف تھے اُنکو عمارتِ شہر اور نواحِ شہر کی تحقیقات کا خیال ہوا..... سید الاخبار جو اُنکے بھائی کا چارمی کیا ہوا اخبار تھا کچھ تو اسکو ترقی دینی چاہی اور کچھ عمارتِ دہلی کے حالات ایک کتاب کی صورت میں جمع کرکے شائع کرنے کا ارادہ کیا سرسید ہمیشہ تعطیل و غنیمت عمارتِ بیرون شہر کی تحقیقات کے لیے شہر کے باہر جاتے تھے، اور جب کئی دن کی تعطیل ہوتی تھی تو رات کو بھی باہر رہتے تھے اُنکے ساتھ اکثر اُنکے دوست اور ہمدم مولانا امام بخش صہبائی مرحوم ہوتے تھے۔

باہر کی عمارتوں کی تحقیقات کرنی ایک نہایت مشکل کام تھا بیسوں عمارتیں ٹوٹ چھوٹ کر اکھنڈ رہ گئی تھیں۔ اکثر عمارتوں کے کتبے پڑھنے بجاتے تھے۔ بہت کتبوں سے ضروری حالات معلوم ہو سکتے تھے۔ اکثر کتبے ایسے خط و نمونے تھے جنسے کوئی وقت نہ تھا۔ بعض قدیم عمارتوں کے ضروری حصے معدوم ہو گئے تھے۔ اور جو متفرق و پراگندہ اجزایاں رہ گئے تھے انسے کچھ پتا نہ چلتا تھا کہ یہ عمارت کیوں بنائی گئی تھی اور اُس سے کیا مقصد تھا۔ کتبوں میں جن بانیوں کے نام لکھے تھے انکا مفصل حال دریافت کرنے کے لیے تاریخوں کی طرف رجوع کرنا ضرورت تھی۔ بعض علمی عمارتوں

پر ہو چکی گئی۔

نام آوران ملک اور قوم جو دنیا سے رحلت کر نیکے بعد، دہلی اور فوج دہلی میں اپنی یادگار میں چھوڑ گئے تھے، غالباً سرسید کو اندیشہ تھا کہ اب اُنکے مٹنے کا وقت قریب آگیا ہو۔ قبل اسکے کہ وہ نشانات صفحہ ہستی سے مفقود ہوں اُنکے نقشے اور نقشون کے کتبے صفحہ قرطاس پر قائم کر کے ایک مدت دراز کیلئے محفوظ کر لی جائیں مگر غدر ۱۸۵۷ء میں ان نقشون اور کتابوں کے تلف ہو جانے پر وہ اپنے ارادہ میں پورے کامیاب نہ ہو سکے اور مجبوری اُنکو اپنے دوسرے ایڈیشن کے بقیہ نسخے جو تلف ہوئے، بچ رہے تھے بغیر نقشون کے شائع کر دینے پڑے۔ لیکن اب ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں اُنکا تیسرا ایڈیشن جمع خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہو کر پورے پچاس برس کے بعد پھر شائع ہوا، اور اس طرح سرسید مرحوم کی جانکاہ محنت جو اُنکو نو برس تک مسلسل برداشت کرنی پڑی تھی (اور جس کا ذکر آئندہ صفحات پر درج ہے) خدا کی عنایت اور مہربانی سے ٹھکانے لگی۔

لہذا محمد ہران چیز کہ خاطر میں خواست۔

آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پدید

محمد رحمت اللہ رحمہ

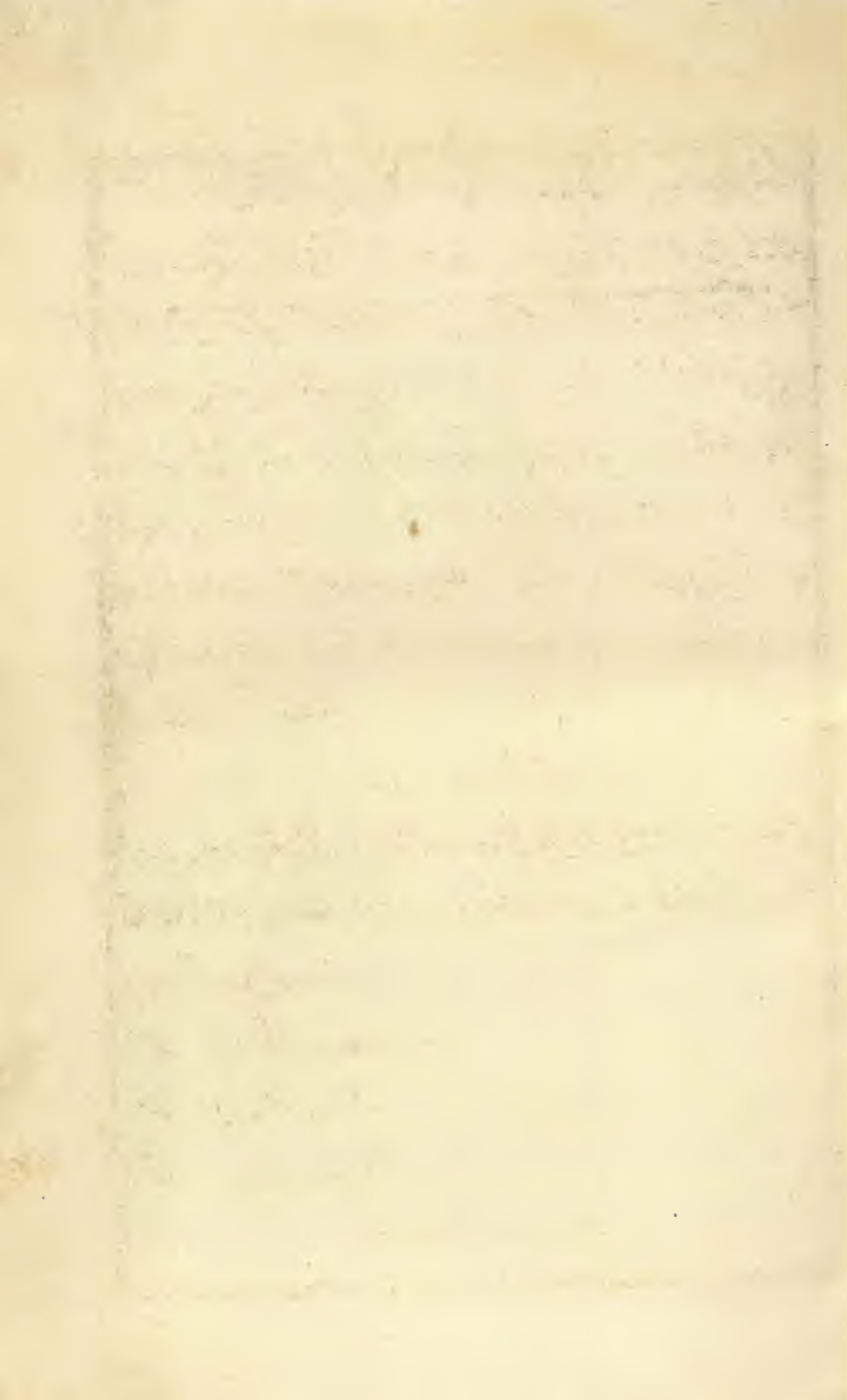
اغرض یہ اڈیشن ۱۸۷۴ء میں چھپکر شائع ہوا۔ اسی زمانہ میں مسٹر رابرٹس کلکٹر و محسٹریٹ شہر
 شاہجہان آباد ولایت جاتے تھے۔ وہ ایک نسخہ *نسخۃ ثانیۃ الصنۃ* جدید کا ساتھ لگئے۔ اور وہاں جا کر اسکو
 رائل ایشیائیک سوسائٹی میں پیش کیا۔ ممبران سوسائٹی نے اسکو بہت جلد کیا اور کورٹ اوف
 ڈائریکٹرز کے بعض ممبروں نے مسٹر رابرٹس سے کہا کہ اگر اس کتاب کا ترجمہ انگریزی میں ہو جائے
 تو بہتر ہو جب مسٹر رابرٹس ولایت سے واپس آئے تو انھوں نے سرسید کی شرکت سے اس کا
 انگریزی میں ترجمہ کرنا چاہا اسوقت سرسید کو یہ خیال ہوا کہ جو کسیرین پہلے اڈیشن میں رگی ہوئی تھیں
 درستی اور اصلاح کی جائے۔ چنانچہ انھوں نے کتاب پر نظر ثانی کر کے اسکو از سر نو مرتب کیا۔ جو کچھ
 ترمیم یا اصلاح یا اضافہ انھوں نے پہلے اڈیشن میں کیا ہو اسکا مفصل ذکر طبع ثانی کے دیباچہ میں مندرج
 ہو۔ بڑی خوبی اس نئے اڈیشن میں یہ ہو کہ اسکی عبارت میں بہ نسبت پہلے اڈیشن کے نہایت
 سادگی ہو۔ اور اسکا بیان ایشیائی مبانی اور تکلفات بارود سے بالکل پاک ہو۔ اس اڈیشن کیلئے
 سرسید نے نقشے بھی از سر نو کمال اہتمام سے نہایت عمدہ تیار کرائے تھے۔ مگر ابھی چھپنے نہ پائے
 تھے کہ غدر ہو گیا اور وہ سب نقشے تلف ہو گئے۔ کچھ نقشے جو اب ملے ہیں وہ محمد ن اینگلو
 اور ٹیل کالج کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ البتہ جو تھا باب حسین دلی کے مشاہیر کا حال لکھا
 گیا تھا وہ اس اڈیشن میں نہیں ہے۔ اس ترمیم و اصلاح کے باعث دراصل مسٹر ڈوڈ ٹامس ہوئے
 تھے جو اسوقت دلی میں مشن جج تھے۔ انکو پرانی چیزوں کی تحقیقات کا نہایت شوق تھا انھیں
 کے کہنے سے سرسید نے آثار الصنادید کو از سر نو مرتب کیا تھا۔ یہ اڈیشن ۱۸۷۴ء میں چھپکر تیار ہو گیا تھا
 مگر تقریباً تمام نسخے غدر میں تلف ہو گئے۔

کی حالت ایسی متغیر ہو گئی تھی کہ انکی ماہیت معلوم ہونی مشکل تھی۔ پھر اکثر عمارتوں کے عرض و طول و ارتفاع کی پیمائش کرنی، ہر ایک عمارت کی صورت حال قلعیدہ کرنی، کتبوں کے چرب و تاراف اور ہر ایک کتبہ کو بعینہ اُس کے اصلی خطامین دکھانا، ہر ٹوٹی پھوٹی عمارت کا نقشہ جون کا تون صورت سے کھجوانا، اور اس طرح کچھ اور پروسا و عمارتوں کی تحقیقات سے عہدہ برآ ہونا، فی الحقیقت نہایت شوار کا کام تھا۔ سرسید کہتے تھے کہ ”قطب صاحب کی لاش کے بسنے کہتے جو زیادہ بلند ہوئے سب پر سے نہ جاسکتے تھے انکے چڑھنے کو ایک چھینکا دو تیر کے بیچ میں ہر ایک کتبے کے عمارتی بندھو الیا جاتا تھا۔ اور میں خود اوپر چڑھ کر اور چھینکے میں ٹھیکہ کرتے کا چربا تار تھا۔ جو وقت میں چھینکے میں بیٹھا تھا تو بولا اسبابی فرد صبر کے سبب بہت گھبراتے تھے اور خوشے اے اے نکال دے متغیر ہو جاتا تھا“ سرسید کی آیندہ ترقیات کی گویا پہلی شیرھی تھی اور انکی حیات الکل اہتمام کی ہر شے کی مصلحت تھی

وَكَيْفَعَدُّ حَتَّى يَطْنُ الْوَرَى
يَا بَنِي لَه حَاجَةٌ فِي السَّمَاءِ

(یعنی وہ ایسے شوق سے اوپر چڑھ رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں اُسکا آسمان پر کچھ کام ہے)

باوجود اس قدر مشکلات کے آثارالصنادید کا پہلا ادیش ڈیڑھ برس کے اندر نذر چھک گیا۔ اگرچہ اس ادیش کی عبارت قدیم طرز کی رنگینی اور مبالغہ و تکلفات بارہ کے سبب آجکل کو مذاق کے موافق بہت پھسکی اور بے مزہ ہو گئی تھی اور اس کے سوا آئین اور بھی بہت سی کسرین اور فروگذاشتیں رہ گئی تھیں مگر مضمون کے لحاظ سے نہایت عبرت خیز تھی۔ اول کے تین باب کھل کر سرزمین نبی کی قدیم شان و شوکت اور عظمت کی تصویر آنکھوں کے آگے پھر جاتی ہو۔ اور تھوڑی دیر کو دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہو۔ اور پچھلے باب سے دلی کا اخیر جھکڑ آنکھوں کے رو برد آ جاتا ہو اور تعجب ہوتا ہو کہ جس شہر میں پچاس ساٹھ برس پہلے قوم کے اس قدر اہل اللہ اہل علم اور اہل ہنر موجود تھے آج وہاں چار و نظرف نہ آتا نظر آتا ہو.....



مسٹر ابرٹس کلکٹر مجسٹریٹ دہلی نے سرسید کی شرکت سے اسکا ترجمہ کرنا شروع کیا تھا۔
 مگر ابھی بہت کچھ ترجمہ کرنا باقی تھا کہ مسٹر ابرٹس کی دلی سے تبدیلی ہو گئی۔ پھر معلوم نہیں کہ وہ ترجمہ
 پورا ہوا یا نہیں۔ اور کسی نے اسکا ترجمہ انگریزی میں کیا یا نہیں۔ لیکن فرانس کے مشہور وائٹلیٹ
 موسیگار سن دتاسی نے ۱۸۶۱ء میں اسکا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کر کے منتشر کیا جسکی ایک
 جلد سرسید کو بھی بھیجی تھی۔ اسی ترجمہ کو دیکھ کر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سرسید کو سوائی
 تذکور کا انزیری فیو مقرر کیا تھا۔ چنانچہ ۱۸۶۲ء میں اول مسٹر رین ہولڈر اسٹ سکریٹری
 سوسائٹی موصوف کی چھٹی مورخہ ۲۰۔ جون ۱۸۶۲ء سرسید کے نام اس مضمون کی پونجی کے ذریعہ
 میں آپکی کتاب کی بہت قدر کی گئی ہے اور اتفاقاً اسے چند ممبران سوسائٹی آپ اس سوسائٹی کے انزیری ممبر
 مقرر ہو گئے ہیں۔ اسکے بعد جوڈ پلوما سوسائٹی نے سرسید کو بھیجا اسکا ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

لندن ۴۔ جولائی ۱۸۶۲ء

گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے زیر سرپرستی ہرموسٹ اسٹنٹ مجسٹری
 کو کٹوریا جکی تاریخ سید احمد خان کو اس سوسائٹی کی انزیری ممبری کے ساتھ نامزد کیا جسکی سنڈین
 یہ ڈپلوما انکوار سال کیا جاتا ہے۔

دستخط اڈورڈ کول بروک پریسڈنٹ۔

دستخط ایچ رائسن دائر کٹر۔

دستخط رین ہولڈر اسٹ سکریٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نقش و نگار در دیوار شکستہ آثار پدیدت صنایع مجسمہ
 سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس ناچیز آدمی کو کیا کیا نعمتیں عنایت کی
 ہیں آنکھ دی ہو کان دیے ہیں غفل دی ہو زبان دی ہو کہ ہر ایک بات کو دیکھ بھا لکر
 سن سنا کر سوچ سمجھ کر کرتا ہو اور ایسی باتیں نکالتا ہو جسکو دیکھ کر لوگ حیران ششدر
 رہ جاتے ہیں پھر ایسے پروردگار کا شکر کب ادا ہو سکتا ہو اور اس کی تعریف
 بیان کرنے سے آدمی کیونکر فارغ رہ سکتا ہو سب سے بڑا احسان اللہ صاحب
 کایہ ہو کہ ہماری ہدایت کے لیے نبی بھیجے اور ہم کو گمراہی سے نکالے اور سید
 رستے پر پونچھایا اور سب سے بڑا احسان یہ ہو کہ سب سے پیچھے اپنے بندوں کی
 ہدایت کے لیے ایسے نبی کو بھیجا کہ جس کی رحمت نے ہر ایک گنہگار کو گھیرا



JANWADUDDAULA ARIF JANG DOCTOR SIR SYED AHMED KHAN.

پہلی کتاب سے یہ کتاب بہت باتوں میں اچھی ہے۔

(۱) اس کتاب کا پہلا باب جسمین مختصر ہندوستان کی آبادی اور پُرانی اور نئی
عمدار یوں کا ذکر ہے پہلی کتاب میں نہ تھا۔

(۲) پہلی کتاب کے دوسرے باب میں صرف شاہجہان آباد کے قلعہ کا ذکر تھا اس کتاب
کے دوسرے باب میں اس قلعہ کا بھی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہے اور علاوہ اس کے
ابتداء آبادی سے آج تک حسب قدر قلعہ اور بنے اور شہر بے اون سب کا بھی ذکر ہے۔

(۳) پہلی کتاب کے پہلے اور تیسرے باب میں حسب قدر مطالب تھے وہ سب اس کتاب کے تیسرے
باب میں اکٹھے ہیں بلکہ بعضے نے ان کے مکانات کا اور حال جو دریافت ہوا ہے وہ زیادہ ہے۔

(۴) پہلی کتاب میں نقص تھے ایک یہ کہ بعضے نے ان کے مکانات کا اصلی حال دریافت
نہوا تھا دوسرے یہ کہ پہلی کتاب میں بعضی جگہ بیان حالات میں کچھ غلطی ہو گئی تھی
اس کتاب میں یہ دونوں نقص دور کیے گئے۔

(۵) پہلی کتاب میں عمارات کا بیان متفرق اور غیر منتظم تھا اب کی دفعہ سب عمارات کا
حال بہ ترتیب سال بنا انتظام سے لکھا گیا۔

(۶) پہلی کتاب میں جو حال بیان کیا گیا تھا اس کی سند تھی اب کی کتاب میں جو حال
لکھا گیا ہے اکثر اس کی سند کے لیے نام اس کتاب تاریخ کا جس سے وہ حال
لکھا گیا حاشیے پر مندرج ہے۔

(۷) بڑی عمدہ بات اس حال کی کتاب میں یہ ہے کہ حسب قدر کتبے پُرانی عمارتوں پر ہیں

اتنی جسطرح کہ ہمارے پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گنہگار امتوں کے
 حال پر رحمت کی ہوا اس سے ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ کروڑ در کروڑ زیادہ تو
 اون پر اور اون کی آل و اصحاب پر رحمت کر آمین **اما بعد** سید احمد خان بیٹا
 سید محمد متقی خان بہادر اور پوتا جواد الدولہ جواد علی خان بہادر اور نواسہ نواب
 دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر صلح جنگ کا یہ عرض
 کرتا ہوں کہ ^{۱۳۸۰} ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی کے میں نے ایک کتاب ضلع دہلی کے مکانات کے
 حاملین لکھ کر چھاپی تھی اسی زمانے میں جناب ستر آرتھر اسٹن ابرنس صاحب بہادر
 صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ شاہجان آباد ولایت انگلستان کو تشریف فرما ہوئے
 اور اس کتاب کو لیجا کر رویل اشیا ٹک سوئیٹی مین پریش کیا ممبران سوئیٹی نے
 اس کتاب کو نہایت پسند کیا اونہیں سے جناب عالی کرنیل سکسن صاحب بہادر
 شریک محکمہ عالیہ کورٹ آف دریکٹر نے صاحب مدوح کو فرمایا کہ اگر اس کتاب
 کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو تو بہت بہتر ہے جبکہ صاحب موصوف ولایت سے ہو کر
 پھر دہلی میں تشریف لائے تو اونہوں نے اس خاکسار کی شکر سے اس کتاب کا
 ترجمہ کرنا شروع کیا اسوقت یہ بات خیال میں آئی کہ اگر اس سر نو یہ کتاب بہت
 اچھی طرح سے مرتب کی جائے اور جو خرابیاں کہ پہلی کتاب میں ہو گئی ہیں وہ
 وہ سب درست کی جائیں تو بہت اچھی بات ہو الحمد للہ کہ خدائے تعالیٰ نے
 اس آرزو کو پورا کیا اور جسطرح کہ دل چاہتا تھا اسی طرح پر یہ کتاب پوری ہوئی

قدر دانی سے چھاپہ ہوئی اور ہر شخص دور و نزدیک کے لیے اسکا
فائدہ عام ہوا۔

فہرست ابواب کتاب

پہلا باب دہلی کی عملداریوں کے مختصر حالات میں۔
دوسرا باب دہلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونیکے بیان میں۔
تیسرا باب بادشاہوں اور امیروں کی متفرق بنائی ہوئی عمارتوں کے
بیان میں۔
خاتمہ اردو زبان کے نکلنے اور مروج ہونے کے بیان میں۔
تمتہ کتبجات مکانات کہنہ میں۔

وہ سب اصلی قطع اور اصلی خط کے مطابق اس کتاب میں مندرج ہیں۔

اور یہ فہرست ہواون کتابوں کی جن سے یہ کتاب مرتب ہوئی۔

توریت مقدس۔ راجا ولی۔ خلاصۃ التواریخ۔ سلسلۃ الملوک۔ مہابھارت

بھاگوت۔ آئین اکبری۔ جغرافیہ۔ تاج المآثر۔ تاریخ فرشتہ۔ تودک جہانگیری

اکبرنامہ۔ پوتھی اندرپرست مہاتم۔ مرآت آفتاب نارنزیہۃ القلوب۔ جواب الحرم

لب التواریخ۔ نہ سپہر۔ تاریخ ہدایت اسدخان۔ تاریخ فیروز شاہی۔ ضیاء برنی۔ تودک تہواری

ابطال ضرورت۔ خزائن الفتوح یعنی تاریخ علانی۔ تاریخ شیخ عبدالحق۔ فتوحات

فیروز شاہی۔ اخبار الاخیار۔ تاریخ فیروز شاہی۔ شمس سراج عقیقت۔ مخزنائے ہندی

شاہجہان نامہ۔ کتاب اریو کھیکل سویٹی بنگال نمبر ۳ و ۴ و ۵۔ کتاب رویہ شاہک

سویٹی نمبر ۶۔ ہفت اقلیم۔ تاریخ کشمیر۔ پوتھی ہاسی بھات۔ تقویم البلدان قصیدہ ہندی

مآثر الامرا۔ آثار عالمگیری۔ زیچ محمد شاہی۔ مارکندی پوران۔ ابوالفتح

مین کمال شکراداکرتا ہون اور نہایت احسان مند ہون جناب عالی کریں سکس صاحب

دام اقبالہ اور جناب مستر اتراسن رابرنس صاحب بہادر دام اقبالہ کا کہ یہ کتاب

ان دونوں صاحبوں کی قدردانی اور رئیس پروری سے تصنیف ہوئی جو ایک

ذریعہ ہوا افتخار کا اور وسیلہ ہوا دگاری اس گننام کا۔

اور میں نہایت شکراداکرتا ہون جناب مستر اتراسن صاحب بہادر دام اقبالہ کا

کہ یہ کتاب صرف صاحب ممدوح کی مدد اور اعانت اور عالی ہستی اور

(۳) اگرچہ اگے ہندو اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک خود ان کے پُرانوں سے اس واقعہ کا ہونا ثابت ہو گیا ہے کیونکہ ان کی کتابوں میں مذکور ہے کہ مجھ اوتار کے وقت میں تمام عالم میں طوفان آیا اور اس وقت کے دیوتاؤں نے خدا کے حکم بموجب کشتی بنائی اور اوس میں بیٹھے اور جن جن چیزوں کو صد مہ طوفان سے الود کو بچانا تھا وہ سب خدا کے حکم سے کشتی میں بیٹھائی گئیں۔

(۴) یہ بیان اور یہ واقعہ بالکل کتاب مقدس کے مطابق ہے اور جس طوفان کا کتاب مقدس میں ذکر ہے اسی طوفان کا یہ حال ہے الاہندوستان میں یہ رواج تھا کہ جملہ مطالب کو اشعار میں بیان کرتے تھے اور کنایات اور استعارات کے پیرایے میں ادا کرتے تھے اور اسی سبب سے مناسبات لفظی اور مناسب شعری کا ادون کو بہت خیال رہتا تھا اور نیز جیسا کہ شعر کا دستور ہے مبالغے کو اوس میں دخل ہوتا تھا اس سبب سے صحیح مطلب ادا ہونے میں کچھ فرق ہو گیا ہے اور نیز پانی کی مناسبت سے مجھ اوتار کا ذکر کر دیا ہے ورنہ غور کرنے کے بعد بخوبی ثابت ہو کہ یہ طوفان وہی حضرت نوح کا طوفان ہے۔

(۵) اس دلیل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ چاروں جگ جو ہندوؤں میں مشہور ہیں چاروں کے چاروں آفرینش عالم کے بعد کے ہیں اور چار ہزار چار برس قبل ولادت حضرت مسیح کے اندر۔

(۶) کتاب مقدس سے ثابت ہے کہ بعد پیدائشِ فلح یعنی دو ہزار دو سو سینتالیس

پہلا باب

دلی کی عملداریوں کے مختصر حالات میں

حدیث المطرب دمی گو دراز از دہر کہتہ جو کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معار را
(۱) اگرچہ ہندو زمانے کی ابتدا کو بے انتہا اور آفرینش عالم کو مبسوط و پایان کرتے ہیں
اور اسی سبب سے ان کے نزدیک ہر ایک دیس کی سلسلہ حکومت کی بھی ابتدا ناپیدا ہے
مگر یہ بات ہرگز قابل قبول کے نہیں کیونکہ معتبر دلیوں سے ثابت ہے کہ جس طرح بعد
طوفان کے اور ملک آباد ہوئے اسی طرح ہندوستان بھی بسا۔

(۳) کتاب مقدس سے ثابت ہے کہ دو ہزار تین سواڑ تالیس سال قبل ولادت حضرت
مسیح کے تمام عالم میں طوفان آیا اور حضرت نوح مع تمامی اپنے خاندان کے کشتی میں
بیٹھے اور کوئی جاندار سوائے ان کے جو کشتی میں تھے عالم میں زندہ نہیں رہا۔

پیدائش
بائبل میں

کنترلنگ ایسٹج بنک کی بھی اولاد ہوئی جن سے بنگالہ بسا اور پورب کی بھی اولاد ہوئی جو چندر بنسی کے لقب سے مشہور تھی اور اجداد ہیامین پہلے پہل انھوں نے راج باندھا رفتہ رفتہ تمام ملک سوارون پر منقسم ہو کر ہر ایک خطے کا جدا جدا راجہ قرار پایا اور اسی زمانے میں قنوج اور ہستناپور کا راج قائم ہوا اور راجہ جرجودھن ہستناپور کا راجہ ہوا۔

(۱۱) چند روز بعد راجہ جرجودھن اور راجہ جد ہشتر مین بگاڑ ہوا اور راجہ جد ہشتر نے مخالفت کر کر اندر پت مین شہر بسایا جو آب دلی کے نام سے مشہور ہے اور بعد در سے کرنے سامان لڑائی کے تھانیر کے قریب کو چھتر پر لڑائی ہوئی جو مہابھارت مشہور ہے اور راجہ جد ہشتر نے فتح پائی اس سبب سے دلی کا پہلا راجہ راجہ جد ہشتر شمار مین آیا ہے۔

(۱۲) فارسی تائخون اور ہندی پوتھون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی تین ہزار ایک سو اکیس برس قبل ولادت حضرت مسیح واقع ہوئی مگر یہ بات یقینی غلط ہے کیونکہ یہ بات طوفان سے بھی سات سو تتر برس قبل ہوئی ہے۔

(۱۳) خود پراون سے ثابت ہے کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار پچاس برس قبل جلوس راجہ ننداراجہ مکہ سے ہوئی تھی اور معتبر کتب سے ثابت ہے کہ راجہ ننداراجہ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا اس حساب سے صاف ثابت ہے کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار چار سو پچاس برس تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی اور اسی زمانے

۱۔
راجہ دلی
خلاصہ تاریخ
سلسلہ الملوک
مہابھارت
بھارت

سال قبل حضرت مسیح زمین منقسم ہوئی اور انسان اطراف عالم میں منتشر ہوئے اور زبانوں کی تبدیل شروع ہوئی اور سیم کی اولاد مساسے ظفار اور پورب کے پہاڑ تک آباد ہوئی اور انھیں سے قومیں زمین پر پھیل گئیں۔

تاریخ اہل قضا

(۷) معتبر تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ سیم کی اولاد میں سے لوگ ہندوستان میں آئے اور ہندوستان کو انھوں نے آباد کیا۔

بید الشربانی
درس ۲

(۸) سیم کی اولاد میں سے ہند جو کہ کتاب مقدس میں ہڈورام ابن باقطان ابن قلع ابن عیر ابن سلح ابن ارفکد ابن سیم ہے تخمیناً دو ہزار سال قبل حضرت مسیح اول ہندوستان میں آیا جس کے نام سے اب تک ہندوستان کا ملک مشہور ہے بعضی کتابوں میں ستھو سے ہند کو حام کی اولاد میں لکھ دیا ہے۔

تاریخ فرشتہ

(۹) ہند کی اولاد جبکہ بسبب اختلاف السنہ کے اپنے اصلی حالات سے بخیہ ہو گئی تو ان میں سے ایک نے یہ خیال باندھا کہ ہم سورج کی اولاد ہیں اور دوسرے نے کہا کہ ہم چاند کی اولاد ہیں یا شاعروں نے بسبب مبالغے کے ان کے باپ کو اکو چاند اور سورج بنا دیا اور انھوں نے سچ سمجھا چنانچہ انھوں نے اپنے کرسی نامے میں چاند اور سورج کو بچا می اصلی باپ کے داخل کر کر اپنے تئیں سورج بنی اور چند ربنی لقب کیا۔

تاریخ فرشتہ

(۱۰) ہند کے چار بیٹے ہوئے پورب بنک دکن نہروال اور نہروال کے تین بیٹے ہوئے بہروج و کنا بیچ مال راج اور دکن کے بھی تین بیٹے ہوئے مرہٹ

فہرست فرمان روایان دارالملک اندرپٹ و دہلی از ابتداء
 راجہ جہشٹر لغایت ۱۲۵۲ شمع مطابق ۶۸۰ ۲۱۰ ہجری

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تختنیل جلوس قبل حضرت بیچہ	سلطنت دارا	تختنیل سلطنت	حالات
۱	راجہ جہشٹر	راجہ پٹ	۱۲۵۰	ہستناپور	۲۷ سال	بعد وفات کرشن اوتار کے راجہ جہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہما بھل من اپنے تین بھائیوں کے مال کرکھا دیا
۲	راجہ پچھت	راجہ بن راجہ بن	۱۲۱۴	ہستناپور	۳۲ سال	راجہ جہشٹر کی اجازت سے سندھ پر بیٹھا اور سانپ کے کاٹنے سے مر گیا
۳	راجہ جیمہ	راجہ پچھت	۱۳۸۲	ہستناپور	۳۴ سال	
۴	راجہ شنایک عرف راجہ شنید	راجہ جیمہ	۱۳۴۸	ہستناپور	۳۳ سال	
۵	راجہ شنایک عرف راجہ ادھمن	راجہ شنید	۱۳۱۵	ہستناپور	۳۲ سال	
۶	اشو می دوج عرف راجہ مہاجی	راجہ ادھمن	۱۲۱۳	ہستناپور	۳۶ سال	
۷	اسین کرشن	راجہ مہاجی	۱۲۴۷	ہستناپور	۳۵ سال	

مین راجہ جتہ شتر مسند نشین ہوا اور اسنے اندر پت شہر بسایا۔

(۱۴) اب ہم راجہ جتہ شتر کو دلی کا پہلا راجہ قرار دیکر ایک مختصر فہرست راجاؤں اور بادشاہوں کی جو آج تک گزرے ہیں اس باب میں درج کرتے ہیں اور جو زمانہ بڑھتی کہہ سمنے اپنی پہلی کتاب سلسلۃ الملوک میں فارسی تاریخوں

بموجب لکھا تھا اس فہرست میں سے کم کرتے ہیں

تاکہ مدت زمانے کی صحیح

ہو جائے

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین سال جلوس قبل حضرت شیخ دارالسلطنت	تخت نشین سال سلطنت	حالات
۱۶	سکھی نل عرفت سورج رکھ	نرہ دیو	۹۶۴	اندربت سال	
۱۷	پیریلو عرفت راجہ بھوپت	سورج رکھ	۹۶۶	اندربت سال	
۱۸	راجہ سونی	بھوپت	۹۲۰	اندربت سال	اس اہر نے سونی پت شہر بسایا
۱۹	راجہ میدھادی	راجہ سونی	۸۹۵	اندربت سال	اسی راجکا نام تھا و ابھی ہم جاہلین جسکی بنائی ہوئی لکھتہ کی لاکھ ہو
۲۰	نرب ابھی عرفت شرون پتر	میدھادی	۸۷۲	اندربت سال	
۲۱	دور نہہ عرفت بھیسکم	شرون پتر	۸۴۷	اندربت سال	
۲۲	راجہ جی عرفت بدارکھ	راجہ بھیسکم	۸۲۸	اندربت سال	
۲۳	برہ رکھ عرفت راجہ دھوان	راجہ بدارکھ	۸۰۷	اندربت سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت سال جلوس قبل مصر شمس	سلطنت دارا	تخت سال سلطنت	حالات
۸	عربی راجہ دست دوم	اسمین کشن	۱۲۱۲	۳۵ سال	اول ہستنا پور بعد گیارہ کوشل ہندی و بعد اندر پرت	انڈیا کے حردھاؤ سے ہستنا پور و گیارہ سب سے پہلے راجہ نے پہلے وگن من کو شکست دی تھی کہ ان کے دشمن رہا ناما چاہا اور پھر اندر پرت میں چلا آیا
۹	راجہ جگر عرف ادگر سین	دشمنان	۱۱۷۷	۳۶ سال	اندر پرت	
۱۰	راجہ چتر پتہ عرف سور سین	ادگر سین	۱۱۴۱	۳۶ سال	اندر پرت	
۱۱	کیرتھ	سور سین	۱۱۰۵	۳۲ سال	اندر پرت	
۱۲	برہشت مان عرف رسمی	کیرتھ	۱۰۷۳	۳۱ سال	اندر پرت	
۱۳	سور سین عرف راجہ برہیل	رسمی	۱۰۴۲	۲۷ سال	اندر پرت	
۱۴	راجہ سوئمہ عرف سکھیال	راجہ برہیل	۱۰۱۵	۲۸ سال	اندر پرت	
۱۵	راجہ زجک شو عرف زہر دیو	راجہ سکھیال	۹۸۷	۲۳ سال	اندر پرت	

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	تخت نشین قبل سلطنت حضرت شیخ	سلطنت دار سلطنت	تخت نشین مدت	حالات
۳۳	راجہ بیرساہ	سویچ سین	۶۱۷	اندزپٹ	۲۴ سال	
۳۴	راجہ انیک ساہ یارب سین	بیرساہ	۵۹۳	اندزپٹ	۲۲ سال	
۳۵	راجہ ہرچیت یا پتر سال	راجہ انیک ساہ	۵۷۱	اندزپٹ	۱۶ سال	
۳۶	راجہ در بہہ	راجہ ہرچیت	۵۵۵	اندزپٹ	۲۰ سال	
۳۷	راجہ سدھی پال	راجہ در بہہ	۵۳۵	اندزپٹ	۱۳ سال	
۳۸	راجہ برست	راجہ سدھی پال	۵۲۲	اندزپٹ	۱۹ سال	
۳۹	راجہ سنھی	راجہ برست	۵۰۳	اندزپٹ	۱۶ سال	
۴۰	راجہ امرچودہ	راجہ سنھی	۴۸۷	اندزپٹ	۱۳ سال	
۴۱	امین پال	راجہ امرچودہ	۴۷۴	اندزپٹ	۱۲ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین سال جلوس قبل حضرت شیخ	سلطنت دارا	تخت نشین سلطنت	حالات
۲۴	سوداس عرفت پال	راجہ دسوان	۷۸۷	اندربت	۲۰ سال	
۲۵	شتانیک عرفت ابھی دھر	اونی پال	۷۹۷	اندربت	۲۳ سال	
۲۶	دردمن عرفت ڈنڈپان	راجہ ابھی دھر	۷۹۳	اندربت	۱۸ سال	
۲۷	بھی تر عرفت دربل رائے	ڈنڈپان	۷۹۶	اندربت	۱۹ سال	
۲۸	ڈنڈپانی عرفت دشت پال	دربل رائے	۷۹۷	اندربت	۱۶ سال	اسی اج نے پانی پت شہر بسایا
۲۹	راجہ بنی عرفت کھیم پال	دشت پال	۷۹۱	اندربت	۲۶ سال	
۳۰	کشی ملک عرفت راجہ کھین	کھیم پال	۷۹۵	اندربت	۲۲ سال ۸۰۷	بسرادہ وزیر نے اسی راجہ کو مارا اور گدھی پر بیٹھا
۳۱	راجہ بسرادہ	۰	۷۹۳	اندربت	۷ سال	
۳۲	سورج سین	بسرادہ	۷۳۶	اندربت	۱۹ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین بدین قبل حضرت خواجه	دولت	تخت نشین	حالات
۵۱	مترسین	سروپ	۳۲۶	دهلی	۱۲ سال	
۵۲	سکه دان راجه	مترسین راجه	۳۱۴	دهلی	۸ سال	
۵۳	جیت مل راجه	سکه دان راجه	۳۰۶	دهلی	۱۴ سال	
۵۴	پال سنگه راجه	جیت مل راجه	۲۹۲	دهلی	۱۹ سال	
۵۵	راجہ کلنی	پال سنگه راجه	۲۷۳	دهلی	۱۹ سال	
۵۶	شتر مرون راجه	راجہ کلنی	۲۵۴	دهلی	۶ سال	
۵۷	جیون جات راجه	شتر مرون راجه	۲۴۸	دهلی	۱۳ سال	
۵۸	پرچیت راجه	جیون جات راجه	۲۳۵	دهلی	۸ سال	
۵۹	بیرسین راجه	پرچیت راجه	۲۲۷	دهلی	۱۷ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین جلوس قبل حضرت شیخ	سلطنت دارا	تخت نشین سلطنت	حالات
۴۲	راجہ سروہی	راجہ امین پال	۴۶۲	اندربت	۲۲ سال	
۴۳	راجہ پدارتھ	راجہ سروہی	۴۴۰	اندربت	۱۲ سال	
۴۴	راجہ بدھل	راجہ پدارتھ	۴۲۸	اندربت	۱۵ سال	بیراہہ وزیر نے اس اجد کو مارا اور آپ گدھی پر بیٹھا
۴۵	راجہ بیراہہ		۴۱۳	اندربت	۱۲ سال	
۴۶	مار سنگھ	بیراہہ	۳۹۶	اندربت	۱۴ سال	
۴۷	شترکن	مار سنگھ	۳۸۲	اندربت	۱۱ سال	
۴۸	مہی پت یادھن پت	شترکن	۳۷۱	اندربت	۱۲ سال	
۴۹	مہابل	مہی پت	۳۵۹	اندربت	۱۹ سال	
۵۰	سرب پت	مہابل	۳۴۰	اندربت	۱۴ سال	تھانہ اس اجد کی موت میں اجد ہلاکی تزوج کتا مات اندربت میں شہر سیا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین جلوس قبل حضرت شیخ	دہلی	سال	حالات
۶۹	راجہ راجپال	راجہ اندجک	۳۶	دہلی	۱۲ سال ۱۷۳۳	راجہ بھگونت مکا دن کے راجہ نے دلی کو منسوخ کیا
۷۰	راجہ بھگونت کوہی	۰	۲۴	دہلی	۱۳ سال	کبراجیت کی لڑائی میں مارا گیا
۷۱	راجہ کبراجیت والی اوجین	راجہ گندہرستین کبراجیت	سمت ۱۱ اوجین	۹۳ سال	۹۳ سال	جکیر راجہ سالباہن کی لڑائی میں مارا گیا دلی میں سمندر پال جو گسندر پنجا
۷۲	راجہ سمندر پال جگ	۰	سمت ۱۳ ۱۷۴۵	دہلی	۲۴ سال	
۷۳	راجہ چندر پال	سمندر پال	سمت ۱۵ ۱۷۴۷	دہلی	۲۷ سال	
۷۴	نی پال	چندر پال	سمت ۱۶ ۱۷۴۹	دہلی	۲۱ سال	
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۱۷ ۱۷۵۰	دہلی	۱۴ سال	
۷۶	سکھیاں	دیس پال	سمت ۲۱ ۱۷۵۴	دہلی	۱۹ سال	
۷۷	گوبند پال	سکھیاں	سمت ۲۲ ۱۷۵۵	دہلی	۱۸ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت سال جلوس قبل حضرت سرخ	دہلی	سال	حالات
۶۰	راجہ اودیت	راجہ بیر سین	۲۱۰	دہلی	۱۳ سال ۲۱۶	دہرئی دہرزی نے اسے اسے ایک بار ملا اور آپ گدھی پر بیٹھا
۶۱	راجہ دہرئی دہر	راجہ بیر سین	۱۹۷	دہلی	۱۹ سال	
۶۲	راجہ سین دھج	راجہ دہرئی دہر	۱۷۸	دہلی	۲۵ سال	
۶۳	مہی کنگ	سین دھج	۱۵۳	دہلی	۱۹ سال	
۶۴	مہاجودہ	مہی کنگ	۱۳۴	دہلی	۲۲ سال	
۶۵	بیرنا بھ	مہاجودہ	۱۱۲	دہلی	۱۳ سال	
۶۶	جیون لاج	بیرنا بھ	۹۹	دہلی	۲۱ سال	
۶۷	اودی سین	جیون لاج	۷۸	دہلی	۱۷ سال	
۶۸	راجہ اندھجک	اودی سین	۶۱	دہلی	۲۵ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال پیدائش	سال وفات	حالات
۸۷	کاچند	بکر چند	۳۸۲ سمت ۲۵	دہلی ایک سال	
۸۸	رام چند	کاچند	۳۸۳ سمت ۲۵	دہلی ۱۱ سال	
۸۹	دھیر چند	رام چند	۳۹۲ سمت ۳۴	دہلی ۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دھیر چند	۳۹۲ سمت ۳۵	دہلی ۱۶ سال	
۹۱	بھیم چند	کلیان چند	۴۲۵ سمت ۶۸	دہلی ۱۲ سال	
۹۲	بھیر چند	بھیم چند	۴۳۴ سمت ۷۷	دہلی ایک سال	
۹۳	کونند چند	بھیر چند	۴۳۵ سمت ۸۱	دہلی ۱۳ سال	
۹۴	رانی بیم دیوی	زوجہ کونند چند	۴۵۱ سمت ۹۷	دہلی ایک سال	رانی مری تو لوگون نے ملکر ہر پریم فقیر کو گدی پر بٹھایا
۹۵	ہر پریم		۴۵۲ سمت ۹۸	دہلی ۱۸ سال	

نمبر	نام فرمان وا	نام پدر	سال جبر	سال	حالات
۷۸	کھپال	گوبندپال	سمت ۲۵۸ شمار ۱۲۶	دہلی سال ۲۲	
۷۹	ہرچندپال	کھپال	سمت ۲۵۸ شمار ۱۲۶	دہلی سال ۱۳	
۸۰	مہی پال	امت پال ہرچندپال	سمت ۲۵۹ شمار ۱۲۷	دہلی سال ۱۵	
۸۱	ہرپال	مہی پال	سمت ۲۵۹ شمار ۱۲۷	دہلی سال ۱۴	
۸۲	مدن پال	ہرپال	سمت ۲۶۰ شمار ۱۲۸	دہلی سال ۱۸	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۲۶۱ شمار ۱۲۹	دہلی سال ۱۵	
۸۴	بکرم پال یا کھیم پال	کرم پال	سمت ۲۶۱ شمار ۱۲۹	دہلی سال ۱۲ ۲۲۲	راجہ ملوک چند سے بہیراج کے راجہ نے لڑا کر فتح پائی
۸۵	ملوک چند	.	سمت ۲۶۲ شمار ۱۳۰	دہلی سال ۲	
۸۶	بکرم چند	ملوک چند	سمت ۲۶۳ شمار ۱۳۱	دہلی سال ۱۳	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جانشین	سال سلطنت	حالات
۱۰۴	بهیم سین	سورین	۵۶۹ سمت	دہلی ۵ سال	
۱۰۵	کان سین	بھیم سین	۵۷۲ سمت	دہلی ۵ سال	
۱۰۶	ہرین	کان سین	۵۷۹ سمت	دہلی ۹ سال	
۱۰۷	کھن سین	ہرین	۵۸۳ سمت	دہلی ۲ سال	
۱۰۸	نرائن سین	کھن سین	۵۹۰ سمت	دہلی ۲۷ سال	
۱۰۹	دامودرین	نرائن سین	۶۱۷ سمت	دہلی ۱۱ سال ۱۲۵	بارہ آدمیوں نے ایک سو پچیس برس حکومت کی آخر کار کان یا سنے راجہ دیب سنگ کو ہستان کے راجہ سے سازش کر کرولی میں بلالیا
۱۱۰	راجہ دیب سنگ کوہی	.	۶۲۸ سمت	دہلی ۱۷ سال	
۱۱۱	رن سنگہ	دیب سنگہ	۶۳۵ سمت	دہلی ۱۲ سال	

نمبر	نام فرمان دا	نام پدر	سال جنم	سال وفات	حالات
۹۶	گوبند پریم	ہر پریم	سن ۵۲۱ ۱۳۰۶	دہلی ۲۰ سال	
۹۷	گوپال پریم	گوبند پریم	سن ۵۲۲ ۱۳۰۷	دہلی ۱۶ سال	
۹۸	ہما پاتر	گوپال پریم	سن ۵۲۳ ۱۳۰۸	دہلی ۱۷ سال	راجہ دیاست چھوڑ کر فقیر ہو گیا۔ نیز سنہ راجہ ہی سین بنگال کے راجہ بننے والی قریب کر لیا
۹۹	دھی سین	.	سن ۵۲۴ ۱۳۰۹	دہلی ۱۸ سال	
۱۰۰	بلاول سین	دھی سین	سن ۵۲۵ ۱۳۱۰	دہلی ۱۲ سال	
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سن ۵۲۶ ۱۳۱۱	دہلی ۱۵ سال	
۱۰۲	مادھو سین	کنور سین	سن ۵۲۷ ۱۳۱۲	دہلی ۱۵ سال	
۱۰۳	سور سین	مادھو سین	سن ۵۲۸ ۱۳۱۳	دہلی ۶ سال	

نمبر	نام فرمان وا	نام پدر	سال پیدائش	دارالطنت	سال شہادت	حالات
۱۲۰	جیدیو	پرتھی پال	۱۱۸۵ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	
۱۲۱	ہریال	جیدیو	۱۱۸۵ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۹ یوم	
۱۲۲	اودے راج	ہریال	۱۱۸۵ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۱۱ یوم	
۱۲۳	بچھراج	اودے راج	۱۱۸۵ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۱۳ یوم	
۱۲۴	انکیال	بچھراج	۱۱۸۵ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۱۶ یوم	
۱۲۵	رکھ پال	انکیال	۱۱۸۵ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۱۵ یوم	
۱۲۶	نیکپال	رکھ پال	۱۱۸۵ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ یوم	
۱۲۷	گوپال	نیکپال	۱۱۸۵ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۱۵ یوم	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تاریخ پیدائش	تاریخ وفات	حالات
۱۱۲	راج سنگہ	رن سنگہ	۱۵۹۶ ۲۶ شوال ۹۷۶ھ	۹ دہلی سال	
۱۱۳	شیشنگہ	راج سنگہ	۱۶۲۸ ۱۱ شوال ۱۰۳۸ھ	۲۵ دہلی سال	
۱۱۴	ہر سنگہ	شیر سنگہ	۱۶۱۱ ۱۵ شوال ۱۰۲۱ھ	۱۳ دہلی سال	
۱۱۵	جیون سنگہ	ہر سنگہ	۱۶۲۹ ۱۶ شوال ۱۰۳۹ھ	۴ دہلی سال ۱۰۵	محمد آدیون نے ایک سو پانچ برس حکمت کی آخر کو انکی پال تنویر دہلی پر مسلخ پائی
۱۱۶	انکی پال تنویر	اوکرین	۱۶۳۳ ۱۷ شوال ۱۰۴۳ھ	۱۸ دہلی سال	
۱۱۷	باسدیو	انکی پال	۱۶۴۱ ۱۸ شوال ۱۰۵۱ھ	۱۹ دہلی سال ۱۰۶	
۱۱۸	کنک پال	باسدیو	۱۶۴۱ ۱۸ شوال ۱۰۵۱ھ	۲۱ دہلی سال ۱۰۸	
۱۱۹	پر تھی پال	کنک پال	۱۶۴۲ ۱۹ شوال ۱۰۵۲ھ	۱۹ دہلی سال ۱۰۹	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جنوری	دار السلطنت	حالات
۱۲۸	سلکھن	گروپال	۹۵۸ سمت ۱۰۲۸ شمار	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۰ یوم
۱۲۹	جیپال	سلکھن	۹۵۳ سمت ۱۰۲۶ شمار	دہلی	۲۵ سال ۴ شہر ۱۳ یوم
۱۳۰	کنورپال	جیپال	۱۰۰۰ سمت ۱۰۲۶ شمار	دہلی	۲۵ سال ۹ شہر ۱۱ یوم
۱۳۱	انیکپال	کنورپال	۱۰۲۹ سمت ۱۰۲۶ شمار	دہلی	۲۵ سال ۶ شہر ۸ یوم
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	۱۰۵۹ سمت ۱۰۲۶ شمار	دہلی	۲۵ سال یک شہر ۱۰ یوم
۱۳۳	می پال	بجی پال	۱۰۶۳ سمت ۱۰۲۶ شمار	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۳ یوم
۱۳۴	اگرپال	می پال	۱۰۶۶ سمت ۱۰۲۶ شمار	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۵ یوم
۱۳۵	پرتھی راج	اگرپال	۱۱۲۹ سمت ۱۰۲۶ شمار	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۵ یوم میں آئے یوں چار سو تیس سال تک حکومت کی کنورپال بجی پال می پال اگرپال پرتھی راج

مدت عمر	مدفن	حالات
		<p>لاہور سے غزنین جاتے ہوئے رتھ کے مقام میں ملکروٹ مار ڈالا اور غور کی سلطنت پر اور کابھتیجا سلطان محمود بیٹھا اور جو کہ قطب الدین ایبک سلطان شمالیہ کے بیٹے کے ہندوستان کا سپہ سالار تھا اور اسے بہت قوت ہم پونچائی تھی اس واسطے سلطان محمود نے ہندوستان کی اور شاہی قطب الدین ایبک کے بھتیجے اور خطا آزادی اور چتر پادشاہی میں بھیج دیا اور قطب الدین لاہور تک اس کے استقبال کو گیا۔</p>
لاہور		<p>لاہور میں وقت چکان بھی گھوڑے سے گر کر مر گیا اور اس کے بیٹے کو تخت پر بیٹھایا۔</p>
		<p>امیر علی اسماعیل سیال اور امیر افغانی نے اس بادشاہ کی حرکتوں سے ناراض ہو کر سلطان شمس الدین التمش کو جو بادشاہ تھا دہلی میں بلایا اور آرام شاہ سے لڑائی ہوئی اور آرام شاہ نے شکست پائی اور سلطان شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا۔</p>
قلندر شاہ بھٹو نور الدین		<p>سیار ہو کر مر گیا</p>
ملک		<p>ملک از الدین حاکم دکن کی تنہی کو پنجاب کے بیٹے نے اس کے بیٹے امر سلطان خدیو کو تخت بٹھایا اور شاہ خیرنگر دلی میں آ کر بیٹھ کر کے یہ نہیں لڑائی ہوئی اس کی دین کر گیا اور قید میں گیا۔</p>
شاہجہان آباد ملک		<p>جبکہ ملک التونینہ ہندو کے حاکم سے لڑائی ہو رہی تھی اس وقت امر نے مخالفت کر کے سلطان کو قلعہ ہندو میں قید کیا اور دلی میں بہرام شاہ کو تخت پر بٹھا دیا بعد اس کے سلطان نے ملک التونینہ سے نکل کر لیا اور بہرام شاہ سے دو دفعہ لڑائی آخر کو ماری گئی۔</p>

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال حج	سال حج	سال حج	سال حج
۱۳۳	شهاب الدین الملقب ببولاق سلطان مغولین محمد	بها الدین سام	غوری +	۵۸۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۱۵ سال	۱۵ سال	۱۵ سال	۱۵ سال
۱۳۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شهاب الدین غوری	ترک +	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۴ سال	۴ سال	۴ سال	۴ سال
۱۳۵	آرام شاه	قطب الدین ایبک	ترک +	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۴ سال	۴ سال	۴ سال	۴ سال
۱۳۶	سلطان شمس الدین التمش غلام و ماه قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک +	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۲۶ سال	۲۶ سال	۲۶ سال	۲۶ سال
۱۳۷	رکن الدین فیروز شاه	شمس الدین التمش	ترک +	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶ سال	۶ سال	۶ سال	۶ سال
۱۳۸	رضیه سلطان بیگم	شمس الدین التمش	ترک +	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۳۱ سال	۳۱ سال	۳۱ سال	۳۱ سال

برسر مدفن	مدفن	حالات
		<p>نظام الملک منصب الدین را و اور امرانے مخالفت کیا بادشاہ کو دلی میں محصور کیا اور تین مہینے تک اس کی عزت و زاری رہی آخر کار بادشاہ کو پکڑ کر مارڈالا اور ملک مغل الدین بلبل میرالام تخت پر بیٹھ گیا مگر اور امرالو سکی بادشاہت پر راضی ہوئے اور علاء الدین کو جو قصور سفید میں قید تھا بادشاہ کیا</p>
		<p>اس بادشاہ کے ظلم سے امراناراض ہوئے اور سلطان ناصر الدین کو بہرائچ سے بلا کر بادشاہ کیا اور ۲۶ محرم ۷۸۷ مطابق ۱۲ اگست ۱۳۸۵ء کو قید کر لیا کہ اوسے زمانے میں قید میں مر گیا۔</p>
	دہلی	<p>بیمار ہو کر مر گیا اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا امرانے الق خان کو بادشاہ کر لیا</p>
۲۰ سال	دہلی	<p>بیمار ہو کر مر گیا اور ملک فخر الدین کو بیچ توال اور اور امرانے اس میں صلح کر کر مغل الدین کو بادشاہ کیا</p>
۲۰ سال		<p>بادشاہ کو فالج ہو گیا اس سے امرانے کی موت اس کے بیٹے کو تخت بیٹھا مگر امرالو خلیجی نے مخالفت کی اور کیو مورت کو بہادر پور میں پکڑ لیگئے اور بادشاہ کو لا توں مارڈالا اور ملک جلال الدین خلیجی تخت بیٹھا تیرہ دسویں نے ترکو میں سے جو سلطان غنمیریہ کے غلام نمون سے تھے سو برس تک بادشاہی کی بعد اس کے سلطنت خاندان خلیجیوں میں چلی گئی۔</p>

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خراج	سال خراج	سال خراج	سال خراج
۱۴۹	مغزالدین بهرام شاه	شمس الدین التمش	ترک	روز شنبه مست و ششم رمضان ۶۳۷ ۱۲۳۹	قلعه راے پتھورا	دہلی	۲ سال یک ماه ۱۰ یوم	ہشتم ذیقعدہ روز شنبه ۶۳۷ ۱۲۳۹
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاہ	رکن الدین فیروز شاہ	ترک	ذیقعدہ ۶۳۹ ۱۲۴۱	قلعه راے پتھورا	دہلی	۲ سال یک ماه ۱۰ یوم	۶۳۷ ۱۲۴۱
۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاہ	شمس الدین التمش	ترک	ذیحجہ ۶۴۳ ۱۲۴۵	قصر سفید قلعه راے پتھورا	دہلی	سال چند ماہ	یازدہم جمادی الاولی ۶۴۳ ۱۲۴۵
۱۵۲	الغ خان الملک بسلطان بلبن غیاث الدین	غلام شمس الدین التمش	ترک	۶۴۷ ۱۲۴۹ ۶	قصر سفید قلعه راے پتھورا	دہلی	۲۱ سال چند ماہ	۶۸۶ ۱۲۸۷
۱۵۳	مغزالدین کیقباد کیومرث الملک بسلطان شمس الدین	ناصر الدین غیر خان غیاث الدین بلبن	ترک	۶۴۷ ۱۲۴۹ ۶	قصر قلعه راے پتھورا	دہلی	سال چند ماہ	جمادی الآخره ۶۸۹ ۱۲۹۰

عمر و دفن	حالات
۷۷ سال	ملک الدین نے غلام بادشاہ کو روڈ پر بلایا اور جب بادشاہ شہنشاہی سے اترتا تھا تو موقع اسکو ملواریا کر وارڈ الا جت خبر دی مین پونہمی تو ملک جہان بادشاہ کی بی بی کرکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
	سلطان علاء الدین سے لڑ کر بھاگ گیا اور سلطان علاء الدین دلی کے تخت پر بیٹھ گیا۔
قلم و کتاب تاریخ السلطان	سیما ہو کر گیا امرائے باہم صلاح کر کر شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا
	مبارک خان ایکتیر سے ملک نائب ارہام سلطنت کو مدد لایا اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑا کر اندھا کر دیا اور گوالیار کے قلعہ میں قید کیا اور آپ بادشاہ ہوا
	جاہر گیس نے سازش خرم خان کے بادشاہ کو قصر ہزارستون میں لار اور خرم خان تخت بٹھایا
	غازی الملک تغلق شاہ ساپور کے حاکم نے خرم خان فوج کشی کی اور خرم خان حسن علانی کے کناسے پر نکلا اور میدان اندر پت مین لڑائی ہوئی اور خرم خان بھاگ کر گسپت مین چھپا آخر کار پکڑا جا کر مارا گیا اور تغلق شاہ بادشاہ ہوا۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال تولد	سال وفات
۱۵۳	جلال الدین فیروز شاه خلجی	یغرش	خلجی ترک	۱۲۲۱ هـ ۱۲۳۱ هـ ۶۹۵ قمری ۶۹۵ قمری	۶۹۵ قمری ۱۲۹۵ قمری
۱۵۵	رکن الدین ابراهیم شاه	جلال الدین فیروز شاه خلجی		رمضان ۶۹۵ قمری ۱۲۹۵ قمری	۲ ماه دہلی
۱۵۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود خلجی		۱۲۹۵ قمری ۱۲۹۵ قمری ۶۹۵ قمری	۱۹ سال چند ماہ دہلی
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین خلجی		۱۲۹۵ قمری ۱۳۰۵ قمری ۶۹۵ قمری	۳ ماه چند روز دہلی
۱۵۸	قطب الدین مبارک شاه	سلطان علاء الدین خلجی		۱۳۰۵ قمری ۱۳۱۵ قمری ۶۹۵ قمری	۵ سال ۲۱ روز دہلی
۱۵۹	حسن الملک سلطان خسرو خان	بردار		۱۳۱۵ قمری ۱۳۲۱ قمری ۶۹۵ قمری	۳۴ ماه چند روز دہلی

درت عمر و دفن	حالات
تعلق آباد	الغخان اسکے بیٹے نے قریب لور کے ایک محل بنایا تھا اور سین شاہ کھانا کھا رہا تھا کہ مکان گر پڑا اور بادشاہ دب کر مر گیا اور سکا بیٹا تخت پر بیٹھا
تعلق آباد	سفر ٹھٹھ میں بیمار ہو کر ٹھٹھ سے چودہ کوس دور و سندھ کے کنائے پر مر گیا
۹۱ سال حوض خاص	احمد یازالخان طنبجہ خان دلی میں غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا کہ فیروز شاہ نے اٹھادیا بعد چند کئی فیروز شاہ نے اپنے جیتے جی شاہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا اور سکھ اور خطبہ اسکے نام پر کر دیا اور جب مر گیا تو محمد خان کو ناصر الدین مجنشاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا اگر امرائے اوس سے مخالفت کی اور اگر کوہ سوز کی طرف بھگا دیا اور تغلق شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اسی سے صہین فیروز شاہ مر گیا اور تغلق شاہ مستقل بادشاہ رہا
	ملک کن الدین زیر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور ابوکر شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
	اس بادشاہ نے امر اکو اپنے سے مخالفت دیکھا اور ناصر الدین محمد شاہ کے آنے کی خبر سنکر میوات میں چلا گیا اور ناصر الدین محمد شاہ دلی میں آکر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد ازیں ابوکر شاہ کو پکڑ کر قلعہ میرٹھ میں قید کیا کہ وہیں مر گیا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خجسته	محل خجسته	دار السلطنت	سال خجسته	سال وفات
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلقشاه	ملک تغلق	ترک		۵۲۵هـ ۵۲۶هـ ۵۲۷هـ	قلعه علائی	قلعه دہلی تغلق آباد	سال چند ماه	ربیع الاول ۵۲۵هـ ۵۲۶هـ
۱۶۱	سلطان محمد عادل تغلقشاه	غیاث الدین تغلقشاه	ترک		۵۲۵هـ ۵۲۶هـ ۵۲۷هـ	ربیع الاول تغلق آباد	دہلی دولت آباد بارہ بولی	۲۷ سال	بست دوم محمد ۵۲۷هـ ۵۲۸هـ
۱۶۲	فیروز شاه	سالار حرب برادر خرد تغلقشاه	ترک	۶۹۹هـ ۷۰۸هـ ۷۰۹هـ	بست سوم محمد ۵۲۷هـ ۵۲۸هـ	سجوان	شهر دہلی فیروز آباد	۳۸ سال ۷ ماه ۲۰ یوم	سینو دوم رفضان ۷۰۸هـ ۷۰۹هـ
	غیاث الدین محمد	تغلقشاه			۵۲۷هـ ۵۲۸هـ				
	شاهزاده فتح خان	فیروزشاه			۷۰۸هـ ۷۰۹هـ				
	ناصر الدین محمد شاه	فیروزشاه		۷۰۸هـ ۷۰۹هـ ۷۱۰هـ	۷۰۸هـ ۷۰۹هـ ۷۱۰هـ				
۱۶۳	سلطان عبدالعزیز تغلقشاه ثانی	شاهزاده فتح خان	ترک		۷۰۸هـ ۷۰۹هـ ۷۱۰هـ	فیروز آباد	دہلی	۸ ماه ۸ یوم	بست یکم کیم ۷۰۹هـ ۷۱۰هـ
۱۶۴	ابوبکر شاه	خلف خان بن فیروزشاه	ترک		۷۰۸هـ ۷۰۹هـ ۷۱۰هـ	صفیر فیروز آباد	دہلی	۱۷ سال ۷ ماه چند یوم	بست یکم کیم ۷۰۹هـ ۷۱۰هـ

مرتبہ عمر	مدفن	حالات
۴۳ سال	خاص حوض	بیمار ہو کر بیاہلیر میں مر گیا بہاؤن خان سکندر اسکا بیٹا بادشاہ ہوا
خاص حوض		بیمار ہو کر مر گیا بعد اسکے پندرہ روز تک امر میں گفتگو رہی کہ کس کو بادشاہ کریں آخر محمود شاہ کو تخت پر بیٹھایا۔
		اس بادشاہ کی سلطنت میں نہایت زلزلہ ہوا سعاد خان نے نصرت شاہ کو فیروز آباد میں تخت پر بیٹھا دیا تھا اور پھر اقبال خان فیروز آباد پر قابض ہو گیا اور کبھی یہ بادشاہ بھاگ گیا اور کبھی پھر گیا اور اسی میدان میں امیر تیمور بھی لی میں آیا اور گو یہ بادشاہ بیمار ہو کر کچھل سے مراجعت کرتے وقت مر گیا اور انے دولت خان کو بادشاہ کیا
۱۱ سال ۱۱ ماہ ۲۱ روز	سمنند	خضر خان نے دلی پر فوج کشی کی اور دولت خان کو شکسیر میں محصور ہوا آخر کار خضر خان کے پاس چلا آیا اور اسنے فیروز آباد میں قید کیا اور وہیں مر گیا
دہلی		اٹاٹے میں بیمار ہو کر دلی میں آیا اور مر گیا اور اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال تولد	سال خراج	محل جوار	دار السلطنه	سال وفات
۱۶۵	ناصرالدین محمد شاه	فیروز شاه	ترک	نوروز دهم جمادی الاولی ۹۲۲ هـ	فیروز آباد ۹۲۲ هـ	دهلی	سال ۲۱ هفتاد و پنج اول ماه چند یوم ۹۲۲ هـ	۹۲۲ هـ
۱۶۶	علاءالدین سکندرشاه	ناصرالدین محمد شاه	ترک	نوروز دهم اول ماه چند یوم ۹۲۲ هـ	فیروز آباد ۹۲۲ هـ	دهلی	یک ماه چند یوم ۹۲۲ هـ	۹۲۲ هـ
	ناصرالدین محمود شاه	ناصرالدین محمد شاه	ترک	جمادی الاولی ۹۲۲ هـ	فیروز آباد ۹۲۲ هـ	دهلی	سال ۱۹ ۸ ماه چند ۹۲۲ هـ	۹۲۲ هـ
۱۶۷	ناصرالدین نصرت شاه	شاهزاده فتح خان بن فیروز شاه		۹۲۲ هـ	شهر فیروز آباد ۹۲۲ هـ		یوم ۹۲۲ هـ	۹۲۲ هـ
	اقبال خان عرف ملو		پنجاب	۹۲۲ هـ	کوشک سیر ۹۲۲ هـ			۹۲۲ هـ
	امیر تیمور طراغان	اسیر چغتای		شعبان ۹۲۲ هـ	جمادی الاولی ۹۲۲ هـ	شهر فیروز آباد ۹۲۲ هـ	سفر ۱۵ یوم ۹۲۲ هـ	۹۲۲ هـ
۱۶۸	دولت خان		لود	۹۲۲ هـ	محرم ۹۲۲ هـ	کوشک سیر ۹۲۲ هـ	دهلی یک سال چند یوم ۹۲۲ هـ	۹۲۲ هـ
۱۶۹	خضر خان ملک سلیمان	سید		باز دهم ربیع الاول ۹۲۲ هـ	کوشک سیر ۹۲۲ هـ	دهلی	سال دو ماه دو یوم ۹۲۲ هـ	۹۲۲ هـ

دستبرد من	حالات
دہلی سارنگ کوٹلہ	طالع مبارک آباد چین اس بادشاہ دہلی کے کناس پر بنایا تھا میرزا اور قاضی عبدالعظیم اس بادشاہ کو بارڈالا اور سرالکٹ یہ کہ خبر کی اوسنے صلح کر کر محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا
دہلی سارنگ کوٹلہ	بیمار ہو کر مر گیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا
	بادشاہ بدلون مین جا پڑا اور ملک بملول لودھی دلی پر قابض ہو کر تخت پر بٹھایا
دہلی سارنگ کوٹلہ	بیمار ہو کر مر گیا اور خاتمان نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا
دہلی	اس بادشاہ کے عہد مین ہندون نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا اس پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا آخر کو بیمار ہو کر مر گیا
دہلی	پانی چکے میدان مین بابر بادشاہ کی لڑائی مین مارا گیا اور مغلون کے پانی پت خاندان مین بادشاہت چلی گئی۔
۴۹ سال چند ماہ	کابل بیمار ہو کر مر گیا۔
۵۹ سال ۱۰ ماہ ۱۰ روز	دہلی سارنگ کوٹلہ شیر شاہ کی لڑائی مین شکست ہوئی اور بادشاہ ایران چلا گیا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خورشید	محل تولد	در سلطنت	سال خورشید	سال وفات
۱۴۰	میرالدین ابوالفتح مبارک شاه	خضر خان	سید		هفتادم جمادی اولی ۸۲۵ ۱۲۵۶	کوشک سیری	دہلی یک ماه چند یوم	سال ۱۲ ۸۱۳ ۱۲۵۶	نهم حجب
۱۴۱	سلطان محمد شاه	فرید خان خضر خان	سید		نهم حجب ۸۲۵ ۱۲۵۶	کوشک سیری	دہلی چند ماه	سال ۱۲ ۸۲۹ ۱۲۵۶	۸۲۹
۱۴۲	سلطان علاء الدین عالم شاه	محمد شاه	سید		۸۲۹ ۱۲۵۶	کوشک سیری	دہلی چند ماه	سال ۱۳ ۸۱۳ ۱۲۵۶	۸۱۳
۱۴۳	سلطان بیلول لوسف	ملک کالا لوسف	لوسف		هفتادم ربیع الاول ۸۲۵ ۱۲۵۶	کوشک سیری	دہلی ۸ ماه ۴ یوم	سال ۱۳ ۸۲۹ ۱۲۵۶	۸۲۹
۱۴۴	سلطان سکندر	سلطان بیلول	لوسف		۸۲۹ ۱۲۵۶	قصبہ جلالی	دہلی بعدہ آگرہ	سال ۱۴ ۸۳۰ ۱۲۵۶	روز یک شنبہ هفتادم ربیع الاول ۱۲۵۶
۱۴۵	سلطان ابوسعید	سلطان سکندر	لوسف		ذیقعدہ ۸۳۰ ۱۲۵۶	آگرہ	آگرہ چند ماه	سال ۱۴ ۸۳۰ ۱۲۵۶	نهم حجب
۱۴۶	ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	شیخ میرزا چغتای	چغتای	۸۶۸ ۸۲۲ ۱۲۵۶	حجب ۸۲۲ ۱۲۵۶	دہلی	آگرہ چند ماه	سال ۱۴ ۸۳۰ ۱۲۵۶	روز یک شنبہ ششم جمادی اولی ۱۲۵۶
۱۴۷	ظہیر الدین بابر بادشاہ	بابر بادشاہ	چغتای	ذیقعدہ ۸۳۰ ۱۲۵۶	جمادی اولی ۸۳۰ ۱۲۵۶	آگرہ	آگرہ بعدہ دہلی	سال ۱۴ ۸۳۰ ۱۲۵۶	یازدہم ربیع الاول ۱۲۵۶

مدت عمر مدفون	حالات
۴۴ سال ۸ ماہ چند یوم	سہرام کالنجہ کے قلعہ کی لڑائی میں بارہوی سے جگر مر گیا
۵۸ سال ۳ ماہ چند یوم	بیمار ہو کر مر گیا اور فیروز خان تخت پر بیٹھا
۱۲ سال چند یوم	مبارز خان اسکے مامون نے مار ڈالا اور آپ تخت پر بیٹھا
	ابراہیم خان نے بنی عم شیر شاہ سے شکست پائی
۷۲ سال	احمد خان نے بنی عم شیر شاہ سے لڑ کر شکست پائی
	ہمایون بادشاہ سے شکست پا کر بنگالے کی طرف بھاگ گیا
۹۹ سال ۳ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ شیر منڈل واقع قلعہ کدہ میں آج اور تے وقت گر پڑا اور کئی دن بعد انتقال کیا

شماره	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال تولد	محل تولد	دارالحکومت	سال وفات
۱۷۸	فرید خان الملقب بشیر شاه	حسن	سور پنجان	ربیع ۹۲۰ ۱۵۲۰ ۶	اگره	دہلی	سال ۳ ماه ۵ ایوم دوازدهم ربیع الاول ۹۵۲ ۱۵۵۲ ۶
۱۷۹	جلال خان الملقب بہ اسلام شاہ	شیر شاہ	سور پنجان	صفر ۹۲۰ ۱۵۲۰ ۶	پانزویں ربیع الاول ۹۵۲ ۱۵۵۲ ۶	دہلی	سال ۳ ماه ۱۰ ایوم بست و نیم جمادی الاولی ۹۶۰ ۱۵۵۹ ۶
۱۸۰	فیروز شاہ	اسلام شاہ	سور پنجان	ربیع ۹۲۰ ۱۵۲۰ ۶	بست و نیم جمادی الاولی ۹۵۲ ۱۵۵۲ ۶	دہلی	سال ۳ ماه ۱۰ ایوم بست و نیم جمادی الاولی ۹۶۰ ۱۵۵۹ ۶
۱۸۱	سباز خان الملقب بمحمد عادل شاہ	نظام خان	سور پنجان	شعبان ۹۲۰ ۱۵۲۰ ۶	بست و نیم جمادی الاولی ۹۵۲ ۱۵۵۲ ۶	دہلی	کیسال ۱۱ ماه ۷ ایوم دہلی
۱۸۲	سلطان بہرہم	.	سور پنجان	سور ۹۲۰ ۱۵۲۰ ۶	شعبان جمادی الاولی ۹۵۲ ۱۵۵۲ ۶	دہلی	سال ۳ ماه ۱۰ ایوم ۹۷۵ ۱۵۷۵ ۶
۱۸۳	احمد خان الملقب بمسکندر شاہ	حسین خان	سور پنجان	ربیع ۹۲۰ ۱۵۲۰ ۶	نہم ربیع الاول ۹۵۲ ۱۵۵۲ ۶	فج	دہلی
۱۸۴	نصیر الدین محمد بابا شاہ مرتضوی	بابا بادشاہ	چغتای	ربیع ۹۲۰ ۱۵۲۰ ۶	ربیع ۹۲۰ ۱۵۲۰ ۶	دہلی	سال ۳ ماه ۱۰ ایوم ۹۷۵ ۱۵۷۵ ۶

عصرِ مدفن	حالات
۶۲ سال ۱۱ ماہ ۸ یوم الکبر آباد بمقام ہشتنگا معروف بسکندہ	بیمار ہو کر مر گیا۔
۵۸ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم لاہور	بیمار ہو کر مر گیا امرانے بنظرِ مصلحت دا اور بخش کو بادشاہ کر دیا اور خفیہ شاہِ جہان کو بلا لیا۔
۲۶ سال	جب کہ شاہجہان لاہور میں پونچھا آصف خان نے اس بیچائے کو مار ڈالا اور شاہجہان کو تخت پر بٹھایا۔
۶ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم آگرہ تاج گنج	عالمگیر نے قید کر کر خود تخت پر بیٹھا اور شاہجہان نے سالِ نہم جلوس عالمگیری میں انتقال کیا۔
۷ سال ۷ یوم سور آباد اورنگ	بیمار ہو کر مر گیا محمد معظم خان کی سعی سے دلی کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائیوں سے لڑ کر فتحیاب ہوا۔
۶ سال ۶ ماہ دہلی قطب صاحب مقبورہ ہمایون	بمقام موضع جاجو مضاف صوبہ الکبر آباد میں اپنے بھائی سے لڑ کر فتح پائی آخر کو آپ بھی بیمار ہو کر مر گیا اور اسکے بیٹوں میں بادشاہ پر لڑائی ہوئی اور معز الدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال تولد	سال جوانی	محل جوانی	دار السلطنه	سلطنت	سال وفات
۱۸۵	ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاه	همایون بادشاه	چغتای	یکشنبه نهم ربيع اول ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶	دوم ربيع الثانی ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶	کلا نورا	آگره	۵۱ سال ۲ ماه ۱۱ یوم	چهارشنبه نیز دوشنبه جمادی الاخره ۹۶۵
۱۸۶	ابولطیف نورالدین جهانگیر بادشاه	اکبر بادشاه	چغتای	روز جمعه نهم ربيع اول ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹	چهار دهم ربیع ثانی ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰	آگره	آگره	۲۱ سال ۸ ماه ۱۳ یوم	بست و نهم صفر ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰
۱۸۷	میرزا بلاتی الحاج سلطان داور بخش	شاهزاده سلطان خسرو بن جهانگیر	چغتای	ذیقعه ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰	ربیع الاول ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰	راچی	آگره	۲ ماه چند یوم	۳۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰
۱۸۸	شهاب الدین محمد شاه جهان بادشاه	جهانگیر بادشاه	چغتای	نهم ربيع اول ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱	روز یکشنبه بست و نهم جمادی الاول ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱	لاهور	آگره	۳۱ سال چند ماه آباد	شب دوشنبه بست و نهم ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱
۱۸۹	ابولطیف محی الدین اوزنگ زیب عالمگیر	شاه جهان	چغتای	شنبه ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲	روز جمعه ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲	اغز آباد متصل سریند	دہلی	۲۷ سال ۲۷ یوم	روز جمعه بست و نهم ذیقعه ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲
۱۹۰	محمد معتمد الملقب بشاه عالم بهادر شاه	اوزنگ زیب عالمگیر	چغتای	سلخ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳	غره ذیحجه ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳	لاهور	دہلی	۱۸ سال یک ماه ۱۱ یوم	بست و نهم ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳
	محمد عظیم شاه	عالمگیر		۱۱۹ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶	۱۱۹ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶	آخندگیر			۱۹ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶

حالات	مدت	دفن
فرخ سیر سے لڑ کر پکڑا گیا اور قلعہ دہلی میں مارا گیا۔	۵۲ سال ۳ ماہ ۲۸ یوم	دہلی پیش چبوترہ مقبرہ ہمایون
عبد اسد خان اور حسین علی خان نے زہر دیکر مار ڈالا۔	۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صحن مقبرہ ہمایون
بیمار ہو کر گیا عبداللہ خان و حسین علی خان نے رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا اور اکبر بادشاہ نے ہزارے مترسین نیکو سیر کو تخت پر بٹھا دیا مگر نیکو سیر پکڑا گیا۔	۲۰ سال یک ماہ ۱۳ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون
بیمار ہو کر گیا عبداللہ خان و حسین علی خان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا لیکن جب حسین علی خان کو شاہ مرزا الہ عبداللہ خان نے سلطان احمد کو تخت پر بٹھا دیا مگر وہ غلو ہو گیا۔	۱۸ سال ۹ ماہ ۲ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون
بیمار ہو کر گیا اور اسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔	۷ سال یک ماہ یک یوم	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء
عماد الملک نے پکڑا اور اندھا کر قید کر دیا کہ بعد چند مدت کے بیمار ہو کر مر گیا۔	۸ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	قوم	سال تولد	سال خواجه	محل خواجه	دار سلطنت	در سلطنت	سال فوت
۱۹۱	مغیر الدین جهان پادشاه عظیم الشان رفیع الشان حجسته اختر جهان	شاه عالم بها در شاه	چغتای دوم ۱۲۶۱ ۱۲۶۵	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	آباد دوقب فتح لاورد بکال شاه جهان آباد شاه جهان	دہلی	۱۱۵۰ ۵۱۰۰	روز جمعه ۱۲۶۵ ۱۲۶۵
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بها در شاه	چغتای دوم ۱۲۶۱ ۱۲۶۵	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	آگره بکال شاه جهان آباد	دہلی	۱۱۵۰ ۵۱۰۰	۱۲۶۵ ۱۲۶۵
۱۹۳	محمد ابو البرکات سلطان فی الدج	رفیع الشان بها در شاه	چغتای دوم ۱۲۶۱ ۱۲۶۵	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	شاه جهان آباد	دہلی	۱۱۵۰ ۵۱۰۰	۱۲۶۵ ۱۲۶۵
۱۹۴	شمس الدین فی الدج شاه جهان پادشاه سلطان نیکو سیر	رفیع الشان بها در شاه	چغتای دوم ۱۲۶۱ ۱۲۶۵	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	بکال شاه جهان آباد	دہلی	۱۱۵۰ ۵۱۰۰	۱۲۶۵ ۱۲۶۵
۱۹۵	روشن اختر ابو الفتح محمد شاه پادشاه سلطان ابراہیم تادر شاه	حجسته اختر جهان پادشاه رفیع الشان بها در شاه	چغتای دوم ۱۲۶۱ ۱۲۶۵	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	شاه جهان آباد	دہلی	۱۱۵۰ ۵۱۰۰	۱۲۶۵ ۱۲۶۵
۱۹۶	مجاہد الدین ابو الفتح احمد شاه پادشاه	محمد شاه	چغتای دوم ۱۲۶۱ ۱۲۶۵	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	۱۲۶۵ ۱۲۶۱	دوم بکال شاه جهان آباد	دہلی	۱۱۵۰ ۵۱۰۰	۱۲۶۵ ۱۲۶۵

مدت عمر	مدفن	حالات
۷۳ سال چند ماہ ۱۰ جون	دہلی مقبرہ محمی الملتہ کو تخت پر بٹھایا اور شاہ عالم نے بنگالے میں تخت پر جلوس کیا مگر سلطنت شاہ عالم کی قائم رہی۔	عماد الملک کے کہنے سے تاج پور شاہ خان مرہدی قلی خان نے مارڈالا اور
۸۰ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	دہلی قطب صاحب	بیدار تخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا کہ بعد اسے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہو گیا آخر کار جنرل لیک سپہ سالار انگلشیہ نے دلی کو فتح کیا اور سرکار انگریز کی عہداری ہونیکے تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا
۸۶ سال ۱۱ یوم	قلعہ و ترا دہلی قطب صاحب	اگرچہ لندن کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہو گئی الا تیمور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت و چتر اور قلعہ شاہجہان آباد کی حکومت قائم رہی۔
۶۸ سال	قلعہ و ترا	
۷۲ سال	قلعہ و ترا	جو کہ شاہ ولیم چارم کے کوئی وارث منکوچہ صحیحہ سے نہ تھا اس واسطے حسب دستور فرنگستان کے ملکہ و کٹوریہ کہ قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتی تھیں تخت پر بیٹھیں۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال تولد	سال وفات	محل دفن	سال و روز	سال و روز	سال و روز
۱۹۷	عزیز الدین عالمگیر ثانی احمد شاه درانی	میرالدین جهاندار شاه	چغتای	۱۰۹۹ هـ ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	روز سه شنبه ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	شاهجهان آباد	دہلی	۴۸ ساله ۲۸ روز	روز پنجشنبه ۱۱۰۸ هـ
۱۹۸	ابو مظفر جلال الدین سلطان عالی گوهر شاه عالم پادشاه احمد شاه درانی	عالمگیر ثانی	چغتای	۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	چهارم جمادی الاولی ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	عظیم آباد	دہلی	۳۵ سال	مفتر رمضان ۱۱۰۸ هـ
۱۹۹	شاه جابر سوم ابو نصر معین الدین اکبر شاه	احمد شاه	جرمن	۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	روز چهارشنبه ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	شاهجهان آباد	لندن	۴۸ سال	۱۱۰۸ هـ
۲۰۰	شاه جارج چهارم	جارج سوم	جرمن	۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	لندن	لندن	۵۸ سال	۱۱۰۸ هـ
۲۰۱	شاه ولیم چهارم ابو مظفر علی الدین محمد پادشاه پادشاه	جارج سوم	جرمن	۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	لندن	لندن	۵۸ سال	۱۱۰۸ هـ
۲۰۲	ملکه ویکتوریا	آلف کینگز	جرمن	۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ ۱۱۰۸ هـ	لندن	لندن	۵۸ سال	۱۱۰۸ هـ

نمبر	نام قلعہ یا نام شہر کا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
		ہجری	عیسوی		
۸	کوشک لعل یا نیا شہر	۶۸۸	۱۲۸۹		۱۶
	کوشک سبز	۶۸۸	۱۲۸۹	کوشک لعل میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۷
۹	دہلی علائی قلعہ علائی کوشک	۷۳۳	۱۳۳۳		۱۷
	قصہ ہزار ستون	۷۳۳	۱۳۳۳	کوشک سیر میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۸
۱۰	تعلق آباد	۷۲۱	۱۳۲۱		۱۹
۱۱	عادل آباد یا عمارت نستون	۷۲۸	۱۳۲۸		۲۰
	جہان پناہ	۷۲۸	۱۳۲۸	دہلی علائی اور دہلی کھنہ یعنی قلعہ راجپوتوں کا علاقہ	۲۲
۱۲	کوشک مندر یا بیچ منزل	۷۲۸	۱۳۲۸	جہان پناہ کی تفصیل کا ایک بڑا حصہ	۲۲
	کوشک فیروز شاہ یا کوٹہ فیروز شاہ	۷۵۵	۱۳۵۵		۲۳
۱۳	شہر فیروز آباد	۷۵۵	۱۳۵۵	اسی کوٹہ کے ساتھ کا یہ شہر ہے	۲۴
	کوشک جہان نما یا کوشک شکار	۷۵۵	۱۳۵۵		۲۵

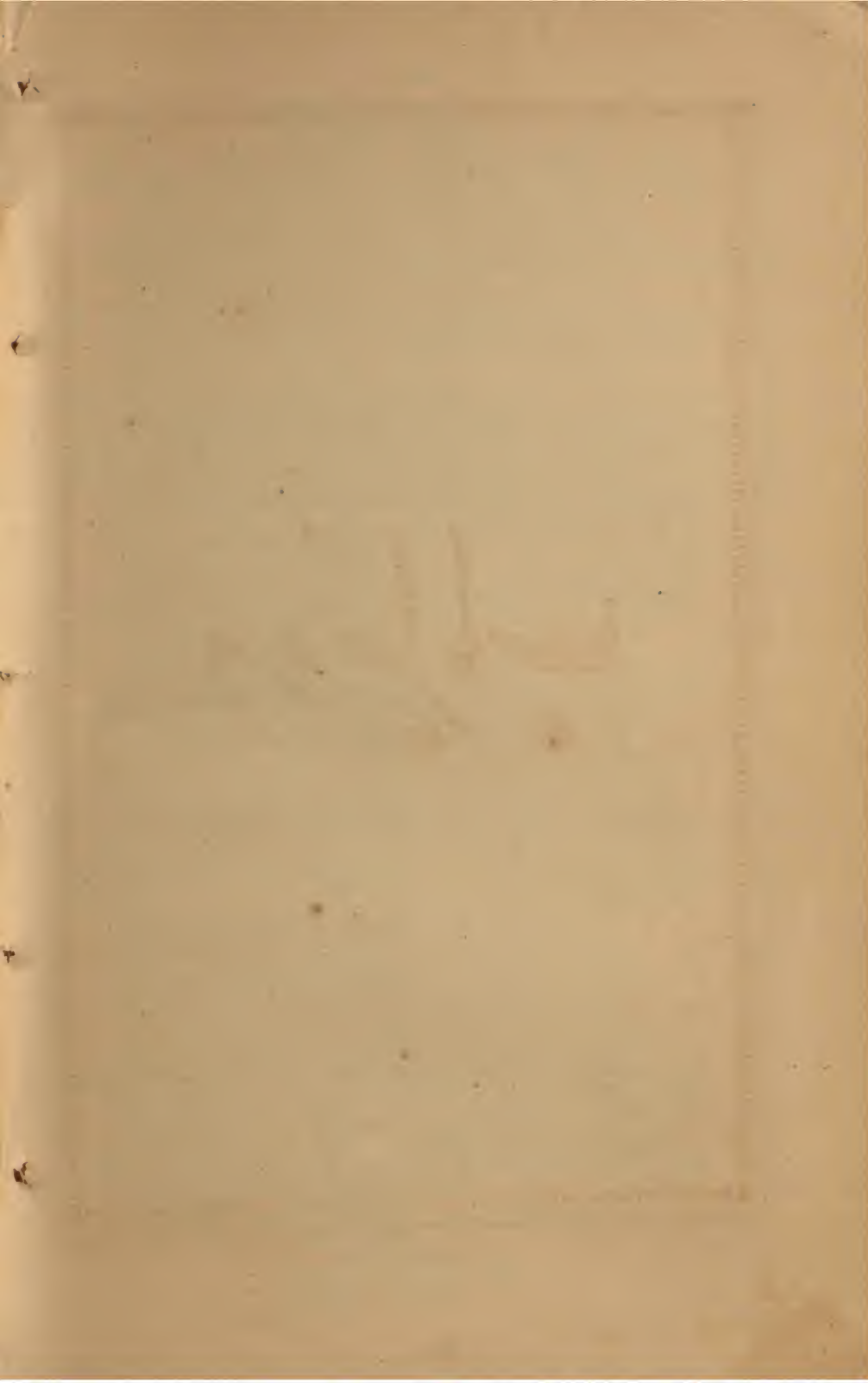
فہرست دوسری باب آثار اہل صنادید کی حسین دلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کا بیان ہے

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام محل بانی کا	سال بنا		کیفیت	صفحہ
			ہجری	عیسیٰ		
۱	اندراپت	جد ہشتر	۰	۱۴۵۰	تختنا سال ۱۴۵۰ قبل مسیح	۶
۲	دہلی	راجہ دہلو	۰	۱۴۵۰	تختنا سال ۱۴۵۰ قبل مسیح	۷
۳	پرانا قلعہ یادین پناہ یا شیر گڑھ	انکپال تنور	۵۳۵	۱۶۷۱	اورنگزیہ ہجری مطابق ۱۵۳۶ء کے ہمایوں بادشاہ نے اس قلعہ کی زعفرانیت کروین بنانا مقرر کیا اور شیر شاہ نے بھی اسکی مرمت کی اور شیر گڑھ نام کی	۹
۴	قلعہ آچھورا قصر سفید	رامی پتھورا قطب الدین ایبک	۵۳۵	۱۲۵۵	اسی قلعہ کے غریب دروازہ کا نام غریب زارہ تھا اسے پتھورا کے قلعہ میں یہ محل بنایا تھا	۱۲ ۱۳
۵	کوشک لعل	غیاث الدین بلبن	۶۶۳	۱۲۶۵	ان ستون کے چند سال پہلے قلعہ بنا لیا کہ سرزمین بادشاہ ہریم کے میں یہ کوشک چند سال پیش بادشاہ نے بنایا تھا	۱۴
۶	قلعہ مرغن یا غیاث علی	غیاث الدین بلبن	۶۶۶	۱۲۶۸	اسی کی زمین میں حضرت نظام الدین کی گاہ بنی	۱۵
۷	کیلو گڑھی قصر معز الدین	معز الدین کیقباد	۶۸۵	۱۲۸۶	ہمایوں کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین میں ہے	۱۶



نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام محل یا مکان کا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
			ہجری	عیسوی		
۱۵	خضر آباد	خضر خان	۸۲۱	۱۴۱۸		۲۵
۱۶	مبارک آباد	مبارک شاہ	۸۳۶	۱۴۳۳		۲۶
۱۷	دہلی شیر شاہ	شیر شاہ	۹۲۸	۱۵۲۱	شہر کا بانی و ساز و بانی تھا جس کے پاس جوہر	۲۷
۱۸	سام گدھ یا نور گدھ	اسلام شاہ	۹۵۳	۱۵۴۹	نور الدین جلالی کو قلعہ میں بلایا گیا تھا بنا اور اسی وقت سے نور گدھ اس کا نام ہوا	۲۷
۱۹	قلعہ شہجہان	شاہجہان بادشاہ	۱۰۲۸	۱۶۳۸	قلعہ کے بنانے والے اس نے اس قلعہ میں شاہجہان کے بنائے ہوئے مکان بنائے جو دہلی میں بہت مشہور ہیں۔ دلی دروازہ لاہوری و ازلیں چھتہ نقارخانہ یا قیامی محل دیوان عام تخت سنگین خاص محل امتیاز محل از رنگ محل و تصویر پیکاری سنگین ارفوس کھادونت موافق مربع رافیل مصوہ شمس منبرج اسد برج شاہجہان دیوان خاص حمام موتی محل باغ حیات بخش مع ساون کھادون شاہ برج متاب باغ	۲۸
۲۰	شہر شہجہان مع عالی دربار و قلعہ نہر	شاہجہان	۱۰۵۸	۱۶۴۸	اسی قلعہ کا یہ شہر جو اب تک آباد ہے اور خدا کرے کہ ہمیشہ آباد رہے	۵۰

دو جلاب



واقع ہو حسین ہندوستان ہوا اور ہندوستان کے تین ٹکڑے بین اون
 بین سے متوسط ہندوستان یا خاص ہندوستان میں ہو طول اسکا انگریزی
 حساب پر جو دار السلطنت لندن سے گنا ہو پہلے حساب سے میں
 درجہ کم ہوا اسکے سوا اور کسی حساب میں مندرق نہیں یہ شہر بہت پرانا
 ہو اگرچہ یہاں کے راجہ کبھی مکہ فارس کے اور کبھی کماؤن اور کبھی قنوج
 اور کبھی دکن کے راجاؤن کے تابع دار ہے اور کبھی خود بھی بغیر کسی
 تابع داری کے حکومت کی الاجب سے یہ شہر آباد ہوا راجاؤن کی دار الحکومت
 اور بادشاہوں کی دار السلطنت سے خالی نہیں رہا صرف آٹھ زمانے
 ایسے گزرے ہیں کہ اون دفون میں یہاں دار السلطنت نہیں رہی ایک تو
 وہ زمانہ ہو کہ جب راجہ جد ہشتر نے راجہ جرجو دھن پرستج پائی اور یہاں سے
 اوٹھ کر ہستنا پور میں راج کیا اور سات پشت تک وہیں راج رہا جب لمبی
 عرف راجہ ڈشت وان راجہ ہوا اسکے زمانے میں گنگا ایسی زور سے
 چڑھی کہ سارا شہر ہستنا پور کا یہ گیا تب اس راجہ نے پہلے کوشکی ندی
 کے کنارے دکن کے ملک میں شہر آباد کرنا شروع کیا اور آخر کو پھر
 یہاں چلا آیا اور اسی وقت ام کو دار الحکومت رکھا دوسرا وہ زمانہ ہو کہ جب
 راجہ بکرماجیت والی اوجین نے راجہ بھگونت کو ہی پرستج پائی اور اس شہر
 کو چین لیا اور دار الحکومت اوجین ہی کو رکھا اور اس شہر میں اسکی طرف سے

مہاجرات

جاگوت

خلاصۃ التواریخ
 دراجاؤن

دوسرا باب

دلی میں قلعوں کے بننے اور شہر و کج آباد ہونے کے بیان میں

بیا نقش عمارات شہر یاران بین کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہت و شکست
یونانی حکیموں نے تمام رے زمین کے سات ٹکڑے کیے ہیں اور ہر ایک
ٹکڑے کا نام تسلیم رکھا ہے ہر ایک اقلیم خط استوا کی جانب سے شروع ہوتی ہے
اور قطب شمالی کی جانب ملتتی اس یونانی حساب بموجب دلی تیسری اقلیم میں ہے
مطلو اسکا جزا ارضالات سے ایک سو چودہ درجے اور اتر تیس دقیقہ ہے اور
عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجے اور پندرہ دقیقہ اور بڑے سے بڑا
دن یہاں تیرہ گھنٹے اور پچاس منٹ کا ہوتا ہے انگریزی ہیات جدید میں تمام
رے زمین کے چار ٹکڑے کیے ہیں اس حساب بموجب دلی ایشیہ میں

ایشیہ

جزائر

اور جب کا دل چاہے یہاں ہے تب پھر دلی آباد ہوئی یہ حادثہ جو دلی پر ہوا بہت
 یادگار ہے اور شاید ہی کہ اور کوئی ایسا آباد شہر اس طرح پر دفعۂ نہ ویران
 ہوا ہوگا چھٹا وہ زمانہ ہے کہ جب سلطان سکندر شاہ لودھی نے گوالیار لینے کا
 ارادہ کیا تو دلی کو چھوڑ کر آگرہ کو دار السلطنت کیا اور اس زمانے میں اکبر آباد میں
 پہلے سے ایک قلعہ نہایت مضبوط تھا اس قلعہ کو توڑ کر جلال الدین
 اکبر بادشاہ نے قلعہ بنایا ہے اور سلطان ابراہیم اوس کے بیٹے نے بھی وہیں
 پائے تخت رکھا یہاں تک کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے جب سلطان ابراہیم
 لودھی پر فتح پائی تو اس زمانے میں اوسکا تختگاہ دار الخلافت آگرہ تھا بعد اُسکے
 بہاؤن بادشاہ نے اولاً آگرہ اور آخر کار اس مقام کو تخت گاہ ٹھہرایا ستوان
 وہ زمانہ ہے کہ جب جلال الدین اکبر شاہ نے آگرہ میں قلعہ بنایا اور شہر آباد کیا اور
 اکبر آباد کو دار الخلافت ٹھہرایا اور یہاں صوبہ دار مقرر کیا جہانگیر کے وقت تک
 یہی رہا آخر کو شاہجہان بادشاہ نے پھر اسی مقام پر دار الخلافت ٹھہرایا آٹھواں
 اب حال کا زمانہ ہے کہ جب شاہجہاد جارج سوم کے عہد میں ستمبر ۱۷۵۷ء میں
 جنرل لیک سپہ سالار بہادر نے دلی پر فتح پائی درحقیقت یہاں کا دار الخلافت
 منقطع ہو گیا اور دار السلطنت لندن سے مل گیا ہندوؤں کے وقت میں بھی
 یہ شہر بہت پرانا تھا اور مسلمانوں کے وقت میں بھی ہمیشہ نہایت آباد رہا
 جس جگہ کہ اب دلی شہر شاہجہان کا بسایا ہوا آباد ہوا اس کے جنوب کو چودہ میل تک

تو کجنگی

اکبر آباد

صوبے دار رہتا تھا اسکے بعد جو گیون کی حکومت میں یہ شہر ہمدار حکومت
 ہو گیا تیسرا زمانہ وہ ہے کہ جب رائے پتھورائے اجمیر کا مسلخہ بنایا اور
 وہاں دارالحکومت ٹھہرایا اور دلی میں کھانٹے رائے اپنے بھائی کو
 صوبہ دار چھوڑا چوتھا زمانہ وہ ہے کہ ۵۷۷ھ ہجری مطابق ۱۱۸۱ء عیسوی کے
 سلطان شہاب الدین نے فتح کے بعد غزنین کو مراجعت کی اور قطب الدین
 ایک سو سالار کو دلی کا صوبہ کر کر چھوڑا پانچواں وہ زمانہ ہے کہ جب ۶۰۳ھ
 ہجری مطابق ۱۲۰۳ء عیسوی سلطان محمد تغلق شاہ کو یہ خیال آیا کہ دارالسلطنت
 ایسے مقام کو قرار دینا چاہیے جو تمام ممالک محروسہ کے بیچ میں ہو تو
 اس نے دلی کو چھوڑ کر دیو کر میں دارالسلطنت کیا اور دولت آباد اس کا
 نام رکھا اور جو کہ یہ بادشاہ نہایت سفاک اور ظالم تھا اس سبب سے دفعہ
 دلی کے رہنے والوں کو حکم دیا کہ سب کے سب دلی سے اوٹھ کر دولت آباد
 میں جا رہیں اور ایسا سخت حکم تھا کہ کوئی شخص دلی میں رہنے نہ پائے ناچار
 سب لوگ دلی کو چھوڑ کر چلے گئے اور دلی کا یہ حال ہو گیا کہ حقیقت دلی
 میں ایک آدمی نام کو بھی نہ رہا تھا یکایک دلی ویران ہو گئی جنگل کے جانور
 دن رات دلی میں رہنے لگے جو کہ دیو کر یعنی دولت آباد مغلوں کی سرحد سے
 بہت دور جا پڑا تھا اس واسطے بادشاہ نے ۶۰۳ھ ہجری مطابق ۱۲۰۳ء کے
 پھر دلی میں مراجعت کی اور سب کو حکم دیا کہ جس کا دل چاہے دلی میں جا کر رہے

تاج الملوک

تاج الملوک

۱
برائے بھارت
خلافتِ اسلامیہ

یعنی اس شہر کا مالک یا حاکم اندر ہو جو اکاس اور بہشت کا راجہ ہی پہلے زمانے میں
یہاں کے راجاؤں کی تنخواہ ہستنا پور تھا جو گنگا کے کنارے دلی سے تخمیناً سو میل
دور ہے جب راجہ جد ہسترا در راجہ جرجو دھن میں بگاڑ ہوا تو راجہ جد ہسترا نے یہ
شہر آباد کیا ہندی حساب بموجب یہ جھگڑا دوا پر جگہ کے اخیر اور کججگہ کی ابتدا یعنی
تین ہزار ایک سو اکیس سال قبل ولادت حضرت مسیح ہوا مگر یہ زمانہ صحیح نہیں
معلوم ہوتا کیونکہ یہ مدت طوفان سے بھی پہلے کی ہے صحیح حساب سے یوں
تحقیق ہوا ہے کہ واقعہ مہا بھارت اور راجہ جد ہسترا کی مسند نشینی ایک ہزار
چار سو پچاس سال تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی پس اس شہر کے آباد ہونے کا یہی
صحیح زمانہ ہے اگرچہ اب اس شہر کا نشان نہیں رہا لیکن شہر شاہجہان آباد کے
جنوب کی طرف دلی دروازے کے باہر جو زمین ہوا اندر پت کی زمین کہلاتی ہے
مگر خاص اندر پت کی آبادی اب نہیں رہی ساری زمین میں زراعت ہوتی ہے
اور وہاں کے زمیندار پرنے قلعے میں بستے ہیں اور یہ سب پہلا شہر جو یہاں
آباد ہوا اسکے بعد پھر اور آبادیاں لے کے آس پاس ہوتی رہیں۔

دہلی

حضرت دہلی کنفتِ عدل و داد جنتِ عدن ست کہ آباد باد
اس بات میں بڑا اختلاف ہے کہ اندر پت کا نام کیسے دلی ہو گیا یہ بات بہت مشہور ہے
کہ راجہ دلپٹے جو سورج بنیوں میں اور چند بنیوں میں کا ایک راجہ ہے

۲
برائے بھارت
خلافتِ اسلامیہ

پُرلے قلعے اور پُرلے شہر اور پُرانی عمارتیں موجود ہیں جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر راجاؤں اور بادشاہوں نے اپنے زمانہ حکومت میں اپنا نام لےہنے کوئے نئے قلعے بنائے اور جدا جدا شہر آباد کرنے شروع کیے کہ کچھ اون میں سے آباد ہوئے اور کچھ ناتمام رہ گئے اور اسکے سوا امیرون اور سرداروں نے بھی اپنے لیے سیرگاہ اور مقبرے بنائے کہ اکثر انہیں سے اب تک موجود ہیں اس واسطے ہم اس مقام پر پہلے مختصر حال قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کا بہ ترتیب تاریخ لکھتے ہیں۔

اندر پست

پہلے اندر پست اوس میدان کا نام تھا جو پُرلے قلعہ اور دیسے کے خونی دروازے کے درمیان میں ہے ہندوؤں کے اعتقاد میں اندر نام ہی کا اس کے راجہ کا جو ہندوؤں کے مذہب میں ایک مقرری راجہ ہے اور پست کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کے ملے ہوئے ہوں کو ہندوؤں کے اعتقاد میں یہ بات ہے کہ یہاں آجہ اندر نے کسی فرضی زمانے میں دونوں ہاتھ بھر کر موتیوں کا دان کیا تھا اس سبب سے اس جگہ کو اندر پست کہتے ہیں کثرت استعمال سے اُسے اور سین حذف ہو گیا اور اندر پست مشہور ہو گیا مگر میری سمجھ میں یہ معنی تو ایسے ہی ہیں جیسے اور ہندوؤں کی کہانیاں صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ پست کے معنی صاحب اور مالک اور حاکم کے ہیں جب پشہر آباد ہوا تو آباد کرنے والے نے نیک فال سمجھ کر اندر پست نام رکھا

پست
وہی اندر
مقام

پُرانا قلعہ

یہ پُرانا قلعہ جو شہر شاہجان آباد کے جنوب کو مائل بشرق دلی دروائے کے
 باہر وکیل کے فاصلے پر واقع ہو وہی قلعہ ہے جسکو راجہ انکیال تو نور نے اپنے
 عہد حکومت میں بنایا اور بعضی تاریخ کی کتابوں میں مسلمان بادشاہوں کے حال
 میں اسی قلعہ کو قلعہ اندرپت لکھا ہے اس راجہ نے اس قلعہ کے دروائے
 پر پتھر کے دو شیر بنائے تھے اور اون کے پہلوؤں میں کانسے کے گھنٹے لٹکائے
 تھے جو فریادی خاص راجہ تک بلا فراحت جانا چاہتا تھا اون گھنٹوں کو
 بجاتا راجہ اونکی آواز سنکر اوس کو بلا لیتا اور انصاف کرتا ^{۱۸} عیسوی تک یہ شیر بنے ہوئے تھے
 اب انہیں ہین معلوم نہیں کہ کب ٹوٹے
 آئین اکبری میں اس قلعہ کا بتنا اور راجہ انکیال تنور کا راجہ ہونا ثمت بکرماجیت
 مطابق ^{۱۸} عیسوی میں لکھا ہے اور اس کتاب پر بھروسہ کر کے یہ ایک تاریخ والے
 نے اسی سن کو نقل کر دیا ہے مگر تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ سن بالکل
 غلط ہیں کیونکہ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ^{۱۹} ثمت سے ^{۲۰} ثمت تک تنورون کے
 خاندان میں بیس آدمیوں نے راج کیا اوسکے بعد ^{۲۱} ثمت مطابق ^{۱۹} ع
 میں بیلہ یوچوہان راجہ ہوا اور اوسکی سات پشت نے ^{۲۲} ثمت پتھور تاک پچانو
 برس سات مہینے راج کیا اور ^{۲۳} ثمت پتھور کو جوچوہان میں کاخیر ساتوان
 راجہ تھا سلطان شہاب الدین غوری نے مارا اور مسلمانوں کے گھرانے

آئین اکبری
 قلعہ اندرپت

پتھر پتھر

اپنے نام پر دلی آباد کی لیکن یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ ہندوؤں کی
 اگلی پوتھیوں میں باوجودیکہ راجہ دلیپ کا ذکر ہو مگر کہیں دلی کا نام نہیں بلکہ
 جہان لکھا ہوا اندر پت ہی کر کر لکھا ہوا اور بعضی تاریخ نویسین لکھا ہے کہ شمسہ پجری مطابق
 ۱۹۱۹ء کے تنزرون کے خاندان میں سے ایک راجہ نے شہر اندر پت کے برابر
 دہلی شہر بسایا اور جو کہ وہاں کی زمین نرم تھی اور ہندی میں دہلی نرم زمین کو کہتے
 ہیں جہان منج نہ تھم سکے اس سبب سے وہ بستی دہلی کر کر مشہور ہو گئی مگر اس سنہ میں
 تنزرون کے خاندان میں حکومت تھی اور نہ اس سبب دلی نام پر جانا قریب قیاس
 ہوا اس واسطے یہ بات بھی قابل اعتماد کے نہیں مشہور بات جو صحیح بھی معلوم ہوتی ہے یہ
 کہ راجہ دہلو قنوج کے راجہ نے اس سبب سے کہ دلی کے راجہ اکثر قنوج کے تابع رہے
 ہیں اندر پت میں اپنے نام پر شہر بسایا جسے اس شہر کا نام دہلی مشہور ہوا بلکہ اصلی نام
 دہلی کا دہلو ہے چنانچہ امیر خسرو جلال الدین فیروز شاہ کو خطاب کر دہلو کا لفظ ایک شعر میں لکھا ہے
 یا ناک اسچم بخش نازا خور بفرما بار گیر یا بفرما وہ کہ گردون شینم ودہلو روم
 راجہ دہلو راجہ یورس یعنی نور راجہ لکھنؤ کے ہم عصر تھا اور اسی کی لڑائی میں
 مارا گیا اور قنوج تک راجہ فور کا عمل ہو گیا اس کے بعد اسکندر کبیر شاہ ماسیدن
 یعنی نقد دنیہ نے راجہ فور پر تلج کے کنارے فتح پائی اور گنگا کے کنارے
 تک یعنی قنوج تک عمل کر لیا یہ واقعہ تین سو اٹھائیس سال قبل حضرت
 مسیح ہوا کہ تخمیناً یہی زمانہ دہلی شہر بنے کا خیال ہو سکتا ہے۔

تاریخ نرسہ

نرسہ

مآثرات

جواہر

البتاریخ

اور کسی تاریخ کسی تھی فیصل اس قلعہ کی جوئے اور پتھر سے نہایت مضبوط اور بہت
 عریض بنی ہوئی ہے لیکن اب بہت جگہ سے ٹوٹ گئی ہے اور اکثر برج بھی گرتے ہیں
 اس قلعہ کے اندر کے مکانات بھی بالکل منہدم ہو گئے ہیں اور اندر پت کے
 زمینداروں نے کچے کچے مکان بنالیے ہیں پرانی عمارتوں میں سے ایک مسجد اور
 ایک شیر منڈل باقی رہ گیا ہے اس قلعہ کے تین دروازے بڑے اور چار کھڑکیاں ہیں
 ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہو مدت سے بند ہے اور لوگ
 اس کو طلاق دروازہ کہتے ہیں مشہور ہے کہ ایک دفعہ کوئی بادشاہ اس دروازے سے
 کسی مہم پر چڑھا تھا اور یہ دروازہ اس لیے بند کر دیا تھا کہ اگر بے فتح کے اس دروازے کو
 کھولیں تو ان پر طلاق ہو مگر یہ افواہ ہے کچھ قابل اعتماد کے نہیں اس قلعہ سے ملایا
 جانب غرب دریا بہتا تھا اب بہت دور جا پڑا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاروں
 طرف قلعہ کے دریا کا پانی پھیر دیا تھا اور دروازوں کے سامنے پل بنائے تھے
 چنانچہ اب تک غربی دروازے کے آگے ایک پل بنا ہوا موجود ہے شیر شاہ نے بھی
 اپنے زمانہ بادشاہت میں اس قلعہ کی ترمیم کی اور کچھ مکانات بنائے اور اسی
 سبب سے شیر شاہ کے وقت میں یہ قلعہ شیر گدھ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا یہ
 عمارت جو اب ٹوٹی پھوٹی دکھائی دیتی ہے غالب ہے کہ ہمایوں بادشاہ اور شیر شاہ
 کی ہو کیونکہ انکے بارے میں زمانے کی عمارت کا اس ہیئت پر باقی رہنا سبب
 امتداد زمانہ اکثر کے خیال میں نہیں آتا۔

تاریخ ہندوستان
 نمبر ۱۰۰۰
 جلد ۱
 ۱۷۵۹ء
 عالمگیر

میں حکومت چلی گئی یہ بیان تو ٹھیک لیکن اگر یہ سمت صحیح مانا جائے تو لازم آتا
 ہے کہ ستمت بکراجیت مطابق ستمت موافق ستمت ہجری میں سلطان شہاب الدین
 غوری دلی میں آیا ہوا وریہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ سلطان شہاب الدین کا
 دلی کو فتح کرنا اور اے پتھوراکا مارا جانا یقیناً ستمت ہجری مطابق سال ۶۰۰
 موافق ستمت بکراجیت کے ہوا و معتبر تاریخوں میں بھی یہی سن لکھے ہیں
 اور مسجد قوۃ الاسلام کے شرقی دروازے پر بھی یہی سن کندہ کر رکھے ہیں اور
 خود آئین اکبری میں بھی یہی سن ایک اس کی زیادتی سے یعنی ستمت ہجری لکھ
 رکھے ہیں پس ظاہر ہے کہ یہ بات جس سے سلطان شہاب الدین کا دلی میں آنا
 ستمت ہجری مطابق ستمت عیسوی میں نکلتا ہے بالکل غلط ہے صحیح حساب ثابت ہوتا ہے
 کہ راجہ انکیال تنور ستمت بکراجیت مطابق ستمت موافق ستمت ہجری کے دلی
 میں راجہ ہوا اور اس نے یہ قلعہ بنایا جسکو آج تک گیارہ سو چھتر برس کا عرصہ
 گزرتا ہے اور اسی بات کو ہم صحیح جانتے ہیں اور سلطان شہاب الدین کا بھی
 دلی میں آنا اسی حساب سے صحیح پڑتا ہے۔

تاج المآثر

دین پناہ

نصیر الدین بہاؤن بادشاہ نے قلعہ کالنجر اور چنار گڑھ کی فتح کے بعد ستمت ہجری
 مطابق ستمت ۶۰۰ء کے اس قلعہ کو از سر نو درست کیا اور نئے سرے سے شہر بسایا
 اور دین پناہ اسکا نام رکھا چنانچہ اس زمانے کے منشیوں نے شہر بادشاہ دین پناہ

اکبرنامہ

قطب الدین ایک اور سلطان شمس الدین التمش بھی اسی قلعہ میں رہتے تھے جسے پھر مطابق ۱۲۹۹ء عیسویں جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی نے کیلہ پٹھری کے پاس نیا شہر آباد کیا تو یہ شہر پرانی دلی کے نام سے مشہور ہوا چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیسوں نے بیعت کی تو نئے شہر سے لا کر پرانی دلی میں اگلے بادشاہوں کی تختگاہ مین تخت پر بٹھایا اور اس زمانے کے اگلے بادشاہوں کی تختگاہ قصر سفید تھا جو رے پتھور کے قلعہ میں سلطان قطب الدین ایک نے بنایا تھا اس تمہید سے ثابت ہوا کہ توڑک تھوری میں جس قلعہ کو قلعہ دہلی کہتے تھے وہ یہی قلعہ ہے۔

غزنین دروازہ

اس قلعہ کی جانب غرب میں ایک بہت بڑا دروازہ تھا معلوم نہیں کہ راجہ پتھور کے وقت میں اس کا کیا نام تھا مگر مسلمانوں کے وقت میں اس کو غزنی دروازہ کہتے تھے اس واسطے کہ غزنی کی فوج اسی دروازے سے اس قلعہ میں داخل ہوئی تھی اس دروازے کے سوا اس قلعہ کے کوئی اور دروازہ نہ تھا۔

قصر سفید

اسی قلعہ کے پتھور میں سلطان قطب الدین ایک نے اپنے زمانہ بادشاہت میں جو تختہ پجری مطابق ۱۲۹۹ء عیسوی سے شروع ہوا تھا ایک محل بنایا اور اس کا قصر سفید نام رکھا اور یہ وہی قصر جو جمین ملک اختیار الدین استگین وزیر

تاریخ ہندوستان

تاریخ ہندوستان
ص ۱۲۹

توڑک تھوری

تاریخ ہندوستان

قلعہ رائے پھورا

خلاصہ تاریخ

جبکہ تنوروں کی قوم سے دلی کی حکومت جاتی رہی اور چوہانوں کے پاس بونجی اور رائے پھورا راجہ ہوا اوسے سنت ایک ہزار دو سو بکرہ اجیت مطابق ۱۲۳۱ عیسوی موافق ۷۳۰ ہجری میں یہ قلعہ بنایا اگرچہ اس زمانے میں قلعہ بالکل منہدم ہو گیا ہو لیکن کہیں کہیں ٹوٹی چھوٹی فصیل باقی رہ گئی ہے یہ قلعہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بنا ہوا اور اسکے گرد پہاڑوں میں خندق بنائی تھی اور اس خندق میں تمام جنگلوں کا پانی گھیر کر ڈالا تھا کہ بارہ مہینے اس میں پانی رہتا تھا اب بھی کہیں کہیں پانی کے رکاوٹ کے بند پائے جاتے ہیں دیوار غریبی اس قلعہ کی کچھ کچھ قائم ہے اور اسی طرف کی خندق بھی باقی ہے اور غرین دروائے کا بھی پیر معلوم ہوتا ہے زمین نے اس طرف کی دیوار کو اسطراب کے عمل سے ناپا تو نیسٹہ فٹ بلند خندق کی زمین سے پیمائش میں آئی معلوم نہیں کہ اس سے اور کس قدر بلند تھی جو ٹوٹ گئی اس قلعہ کی فصیل کا آثار بہت چوڑا ہے پہلے تو خندق کی طرف سے فصیل اور برج پہنچنے ہیں اور جہان اوسکی اوپچائی قلعہ کی زمین کے برابر ہو گئی ہے وہاں سے سترہ فٹ عرض چھوڑ کر اکیس فٹ کے آثار سے دیوار چٹی شروع کی ہے اور پھر قلعہ کی طرف گیا رہ فٹ کا آثار چھوڑ کر آٹھ فٹ کے آثار سے دیوار چنی ہے اور یقین ہے کہ اسی دیوار پر گنگوے بھی ہو گئے یہ قلعہ ایک مدت تک دار الخلافہ مسلمان بادشاہوں کا بھی رہا ہے چنانچہ سلطان

اور سکھار کا شوق ہوا ہی پہر رات رہے سے اسی کو شک میں سے سوار ہوتا تھا
 اور سلطان علاء الدین خلجی کو شک سیری بنانے سے پہلے اسی کو شک میں رہتا تھا
 اور سلطان غیاث الدین تغلق شاہ اسی کو شک میں تخت پر بیٹھا تھا اس کو شک
 کے عمارت کی تفصیل کسی کتاب میں نظر نہیں پڑی کہ کس قطع کی عمارت تھی
 لیکن اب اس میں کچھ شک نہیں رہا کہ سلطان جی کی درگاہ کے پاس لال محل کہہ کر
 جو عمارت مشہور ہے یہ اسی کو شک میں کا ایک ٹکڑا ہے جو محل بہت خوشنما نرا
 سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے ستون لگا کر دو منزلہ عمارتیں بنائی ہیں لیکن اب
 بہت خراب ہوا ورون بدن اور خراب ہوتا جاتا ہوا اس محل میں چند قبریں
 بھی بن گئی ہیں اور اس سبب سے بڑا شبہ پڑا تھا کہ شاید یہ عمارت کو شک لال
 نہ ہو مگر اب یہ شبہ نہیں رہا اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب یہاں
 قبرستان بننا شروع ہوا تو رفتہ رفتہ لوگوں نے اس محل میں بھی کدیران
 پڑا تھا قبریں بنا دیں۔

قلعہ مرزغن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا تو اس نے ۶۶۶ھ ہجری مطابق
 ۱۲۶۷ء عیسوی میں اسی کو شک لال کے پاس ایک قلعہ بنایا اور اسکا مرزغن نام
 رکھا کہ اب غیاث پور کہ مشہور ہے اور سلطان المشیخ نظام الدین اولیا کا وہیں
 مزار ہے لکھا ہے کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں یہ دستور تھا کہ جو مجرم

یہ قلعہ مرزغن
 بنایا گیا تھا
 تاج محل کے
 قریب

آئین الہدی
 جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۸

معز الدین بہرام شاہ کا عین دربار کی وقت ۶۳۹ھ ہجری مطابق ۱۲۴۱ء عیسوی میں راکیا
اور اسی قصر میں سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا اور
اسی قصر میں سلطان ناصر الدین کے وقت میں ۶۵۰ھ ہجری مطابق ۱۲۵۲ء عیسوی
میں ہلاکو خان کا ایلچی آیا اور اسکی ملازمت کے وقت میں اتنا بڑا دربار ہوا کہ ختم فلک
نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور اسی قصر میں سلطان غیاث الدین بلبن تخت پر بیٹھا
مگر اب اس قصر کا نشان نہیں پایا جاتا۔

کوشک لال

اس کوشک کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا
اور جب وہ بادشاہ ہوا تو اسی کوشک کے پاس قلعہ مرغن بنایا تا رنج کی کتابوں
میں لکھا ہو کہ جب سلطان جلال الدین فیروز غلجی سے دلی کے رئیس موافق ہو گئے اور
کیلو کھڑی میں سے لاکر پُرانی دلی کے تخت پر بیٹھا یا تو بادشاہ وہاں سے کوشک لال
میں آیا اور اس کے دروازے سے پیادہ پا ہوا امر نے عرض کیا کہ آپ سواری پر سے
کیوں اترتے ہیں سلطان نے کہا کہ یہ کوشک میرے آقا سلطان غیاث الدین بلبن
کا بنوایا ہوا ہو کہ اس نے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا مجھے لازم ہو کہ جواب دے سکوں
اوس زمانے میں کرتا تھا اب بھی کروں اس تہید سے معلوم ہوا کہ یہ کوشک
۶۵۰ھ ہجری مطابق ۱۲۵۲ء عیسوی سے دس پانچ برس پہلے کا بنا ہوا ہو مگر
بادشاہ ہونے کے بعد بھی پھر بادشاہ اکثر اسی کوشک میں رہتا تھا اور جس زمانے میں

تاریخ ہندوستان

تاریخ ہندوستان

علاء الدین خلجی

اور خود دریا کے کنارے پر ایک باغ اور ایک حصار گچ اور پتھر سے اور ایک مسجد اور بازار بنا کر شہر آباد کیا اور نیا شہر اس کا نام رکھا اور جب دلی ویرا ان ہونے لگی تو یہ شہر نئی دلی کے نام سے مشہور ہو گیا اسی شہر میں یہ کوشک لال بھی تھا چنانچہ اخیر میں نے اس کوشک کی بھی تعریف کی ہو اور یہ میت اسی میں کی ہو شہر شہادہ شہر تو کرفے حصارے کہ رفت از کنگر ہماتا قبر سنگ

کوشک سبز

اسی کوشک کے پاس اسی بادشاہ نے ایک اور محل بنایا تھا جسکو کوشک سبز کہتے تھے جب اس بادشاہ کو ملک علاء الدین عرف سلطان علاء الدین خلجی نے کرڑا مانک پور کی طرف دغا سے بلا کر لنگا کے کنارے پر کشتی میں سے اترتے وقت مار ڈالا تو اس کا بیٹا شاہزادہ قتل ہو گیا اور رکن الدین ابراہیم شاہ اسی کوشک میں تخت پر بیٹھا ان دونوں کوشکوں کا نشان اب نہیں پایا جاتا بالکل ٹوٹ کر برابر ہو گئے ہیں۔

میرزا محمد

دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سری

میرزا محمد

یہ قلعہ سلطان علاء الدین خلجی کا بنایا ہوا ہے اس کا حال یوں ہے کہ سن ۷۸۵ ہجری مطابق سن ۱۳۸۳ عیسوی میں اس بادشاہ نے قلعہ چتور پر چڑھائی کی اور بہت سی فوج چنانچہ تلنگا قلعہ ورنکل پر بھیجی طرغئی نوبان یعنی مغلوں نے دلی کو خالی سمجھ کر ایک لاکھ بیس ہزار سوار سے دلی کو آن گھیرا تھا آخر کو بہت لڑائیوں کے بعد

ابن عربی

اس قلعہ میں جا چھپتا تھا تو وہاں سے نہ پکڑتے تھے لیکن اسکا سبب معلوم نہوا
 کہ اس قلعہ کا یہ نام کیوں رکھا اس واسطے کہ مرغزن اور مرغزن کے معنی فروغ کے
 ہیں مگر اس مقام کے مناسب نہیں کچھ عجیب نہیں کہ بادشاہ نے یہ نام نہ رکھا ہو بلکہ
 ایک مدت بعد کسی سبب سے لوگوں نے اس نام سے مشہور کر دیا ہوا اور
 اصلی نام اسکا غیاث پور ہی ہو جیسے اب مشہور ہے۔

کیلوکھڑی قلعہ مرغزی

اس قلعہ کو سلطان مغزالدین کی قبائلی نے ۸۵۶ھ ہجری مطابق ۱۴۵۲ء عیسوی میں بنایا تھا
 اور کیلوکھڑی گاؤں کا نام تھا چنانچہ اب بھی ہمایون کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین میں ہے
 الا قلعہ کا کچھ نشان نہیں رہا سلطان جلال الدین فیروز خلجی اسی قلعہ میں رہتا تھا اور بن
 بتی عمارتوں کو بنایا تھا تاریخ کی کتابوں میں اس قلعہ کا قصر مرغزی بھی نام لکھا ہوا ہے
 حضرت امیر خسرو نے اسی قلعہ کی تعریف قرآن السعدین میں لکھی ہے
 قصر گویم کہ بہشتی فراخ روفتہ طوبی در اور ایشاخ

کوشک لال یا نیا شہر

یہ دوسرا کوشک لال ہے سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا بنایا ہوا اور حال اسکا
 یوں ہے کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی بادشاہ ہوا اور ۸۸۶ھ ہجری مطابق
 ۱۴۸۱ء عیسوی میں تخت پر بیٹھا شہر کے رمیوں کی طرف سے مطمئن نہ تھا اس واسطے
 کیلوکھڑی میں رہنا اختیار کیا اور جو اسکے تمام عمارتیں تھیں انکو پورا کیا

بک جبرہ

آئین الہری
 مقام لالہ
 دکنی شہر

تاریخ

تاریخ

دیواروں میں اوپر سے جانے کا رستہ ہوا دے کے اوپر اگلے زمانے میں نگین بہت خوشنما
بارہ درمی تھی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہے اس برج پر بیٹھ کر عرض لشکر لہجائے تھے
سلطان سکندر لودھی کے وقت میں شیخ حسن طاہر اسی برج میں رہا کرتے تھے
اس برج کے پاس جو قبرستان ہے وہ اونکا اور اونکی اولاد کا ہے یہ سلسلہ ہجری
مطابق ۸۵۰ھ عیسوی کے انکا انتہا سال ہوا تھا اور شیخ ضیاء الدین خلیفہ
شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اس کے پاس مزار ہے

کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ

جبکہ نوبت سلطنت کی فیروز شاہ تک پہنچی اس نے ۸۵۵ھ ہجری مطابق ۱۴۵۲ء
کے دریا کے کنارے سرحد موضع کا دین میں اس کوشک کو بنایا اور اس کے
متصل شہر بسایا اور اس کوشک میں دین نقبین بنائیں تھیں کہ اپنے محل کی عورتوں
سمیت سوار یون پر او زمین چلے جاتے تھے ایک نقب دریا کی طرف تھی بلوچ جوہ
لبنی اور ایک جہان ناما کی طرف تھی دو کوس لبنی اور ایک پُرانی دلی کی طرف تھی
پانچ کوس لبنی اور واضح ہو کہ پُرانی دلی سے قلعہ اور شہر اے پتھورامراد ہے
کیونکہ تیسری نقب اسی جانب کو ہے اور بیٹھے بیٹھے آدمی بیان کرتے ہیں کہ یہ
نقب بریج منزل اور حوض خاص تک جاتی تھی راجا شوکا کی لائے جکا حال
تیسرے باب میں آئیگا موضع نوزہرہ پر گئے سالورہ ضلع خضر آباد سے لا کر
فیروز شاہ نے اسی کوشک میں کھڑی کری ہے۔

یہ کوشک
فیروز شاہ
نے بنوایا
اور اس میں
کوشک
کا نام ہے

بادشاہ کی فتح ہوئی اوس کے بعد بادشاہ نے اس قلعہ کو بنایا اور پہلے اس مقام پر
سیری ایک گاون تھا اس سبب سے اسکو قلعہ سیری بھی کہتے تھے اور شیرشاہ
اکے وقت میں یہ قلعہ کو شکست سیری کر کر مشہور تھا اس قلعہ کو بادشاہ نے مدور
بنایا تھا اور اوسکی دیوار میں جو نے اور پتھر اور اینٹ سے نہایت مضبوطی سے
بنائی تھیں اور اس قلعہ کے ساتھ دروازے نکالے تھے ہنوز یہ قلعہ بن چکا
تھا کہ دوبارہ مغلوں سے لڑائی ہوئی اور آٹھ ہزار مغلوں کا سرکاٹ کر اس
قلعہ کی دیوار میں پتھروں کی جگہ چن دیا تھا اگرچہ یہ قلعہ بالکل منہدم
ہو گیا ہے مگر قطب صاحب کو جلتے ہوئے بائیں ہاتھ کو کچھ کچھ نشان پایا جاتا ہے
۹۴۸ ہجری مطابق ۱۵۴۱ء عیسوی کے شیرشاہ نے اس شہر کو ویران
کر کر نیا شہر قائم شہر کے پاس یعنی اندر پت کے پاس دریا کے کنارے
آباد کیا اور اب اس جگہ ایک گاون بنام شاہ آباد آباد ہے۔

قصر ہزارستون

اسی سال میں اسی قلعہ کے اندر بادشاہ نے ایک محل بنایا تھا اور اوس میں ہزارستون
لگائے تھے اس سبب سے اسکو قصر ہزارستون کہتے تھے جس نے میں بادشاہ
اور لنگ وغیرہ مغلوں سے لڑائی ہوئی ہو تو بہت سے مغل بندی وان ہو کر دی میں
آئے اور بادشاہ نے اسی قصر کے روبرو ہاتھوں کے پائوں تلے اونکو روڑ ڈالا
اور اونکے سرکاٹ کر قلعہ کے دروازے کے آگے بہت بڑا ڈھیر لگایا کہ صد ہا سال تک

بادشاہ کی فتح ہوئی
سیری ایک گاون تھا
اس سبب سے اسکو قلعہ سیری
بھی کہتے تھے اور شیرشاہ

اکے وقت میں یہ قلعہ
کو شکست سیری کر کر
مشہور تھا اس قلعہ کو
بادشاہ نے مدور

بنایا تھا اور اوسکی
دیوار میں جو نے اور
پتھر اور اینٹ سے نہایت
مضبوطی سے بنائی تھیں

اور اب اس جگہ ایک
گاون بنام شاہ آباد
آباد ہے۔

اسی سال میں اسی قلعہ
کے اندر بادشاہ نے ایک
محل بنایا تھا اور اوس میں
ہزارستون لگائے تھے



شہر فیروز آباد

اسی بادشاہ نے اسی سن میں پُرانی دلی کے پاس تھوٹے فاصلے پر اس قصر سے ملا ہوا
ایک شہر آباد کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہ شہر بہت بڑا اور نہایت آباد ہو گیا قطر
اس شہر کا پانچ کوس طولانی تھا اب جو یہ شہر شاہجہان آباد ہوا سین سے بھی
ترکمان دروازے کا سارا تھانہ اور بلیلی خانے کا سارا محلہ جہان سلطان رضیہ کی
قبر ہوا اور بھوجلا پہاڑ کا تھانہ یہ سب فیروز آباد کے شہر میں داخل تھے اور کالی مسجد
جواب شہر شاہجہان آباد کی چار دیواری کے اندر واقع ہوا اسی شہر میں کی
ایک مسجد جو غرضکہ اس شہر میں قصبہ اند متہ اور سرے ملک یار پران اور
سرے شیخ ابو بکر طوسی اور زمین موضع کا دین اور زمین کیتھواڑہ اور زمین لڑات
اور زمین اندھا ولی اور زمین سرے ملکہ اور زمین مقبرہ سلطان رضیہ یعنی محلہ
بلیلی خانہ اور زمین پہاڑی یعنی بھوجلا پہاڑی اور زمین نرولہ اور زمین سلطان پور
وغیرہ اٹھارہ گاؤں کی شہر کی آبادی میں آگئی تھی اور ہر طرح کی چیز اور ہر محلہ
میں جانے کو گرایہ کی سواری یہاں ملتی تھی اتنا بڑا یہ شہر تھا کہ جب تیتو رہیاں
آیا تو اس نے شہر کے دروازے کے باہر خیمے کھڑے کیے تو وہاں سے حوض
خاص جہان فیروز شاہ کی قبر جو قریب تھا راجہ ماننگھ نے گوالیار کے قلعہ کے نیچے
ایک محل بنایا تھا اور بادل گراؤ کا نام رکھا تھا اس جگہ کا نئے کا ایک بیل
بنا ہوا تھا کہ مدت سے ہندو اسکو پوجتے تھے سلطان ابراہیم لودھی نے

بجسے
شاہ فیروز شاہ
شہر کا بنایا

بجسے
شاہ فیروز شاہ
شہر کا بنایا

اور کائنات باقی تھا اور جب راجہ بلال دیوالے کرنا تک پہنچے ہوئے اور ملک ناب
اور خواجہ حاجی السہم ہجری مطابق السہم عیسوی کے وہاں کے فتوحات لیکر آئے تو
ایک مین سو بارہ ہائی اور میں ہزار گھوڑے اور چھیاٹے من سونا اور سونے اور موتی
درور جو اہرات کے صد ہا صندوق اسی قصر میں بادشاہ کے پیش کش کیے گئے
شما تھے اور جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ عرف غازی الملک نے
لگا۔ صر الدین خسرو شاہ پرستج پائی تو اسی قصر میں آیا اور تعزیت سلطان
اکا بھبب الدین اور اسکے بھائیوں کی۔

تغلق آباد

قطع کہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پہنچی اور اس نے
شاہ نہ ہجری مطابق السہم عیسوی کے قلعہ اور شہر تغلق آباد بنا شروع کیا اور طرح
عجب عمارتوں سے مرتب کیا جس نے مین کہ خبر فتح ہونے ملک تنگ اور قلعہ
کسی تھل المعروف سلطان پور بادشاہ کو پہنچی ہر یعنی السہم ہجری مطابق السہم ع
سلط تو یہ قلعہ اور شہر بالکل تیار ہو چکا تھا اور اس خبر کی خوشی مین دلی اور قلعہ اور
کے تغلق آباد مین بہت دھوم سے روشنی ہوئی تھی یہ قلعہ پہاڑ پر واقع ہے
اور نہایت محکم اور بہت نفیس بنا تھا عمارت اسکی بالکل چوہ اور سنگ خارا سے
بنائی تھی لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہے اگرچہ جگہ سے فضیل قلعہ کی
ٹوٹی پھوٹی قائم ہے مگر اندر کے مکانات بالکل ٹوٹ گئے ہیں کہ نام و نشان

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ



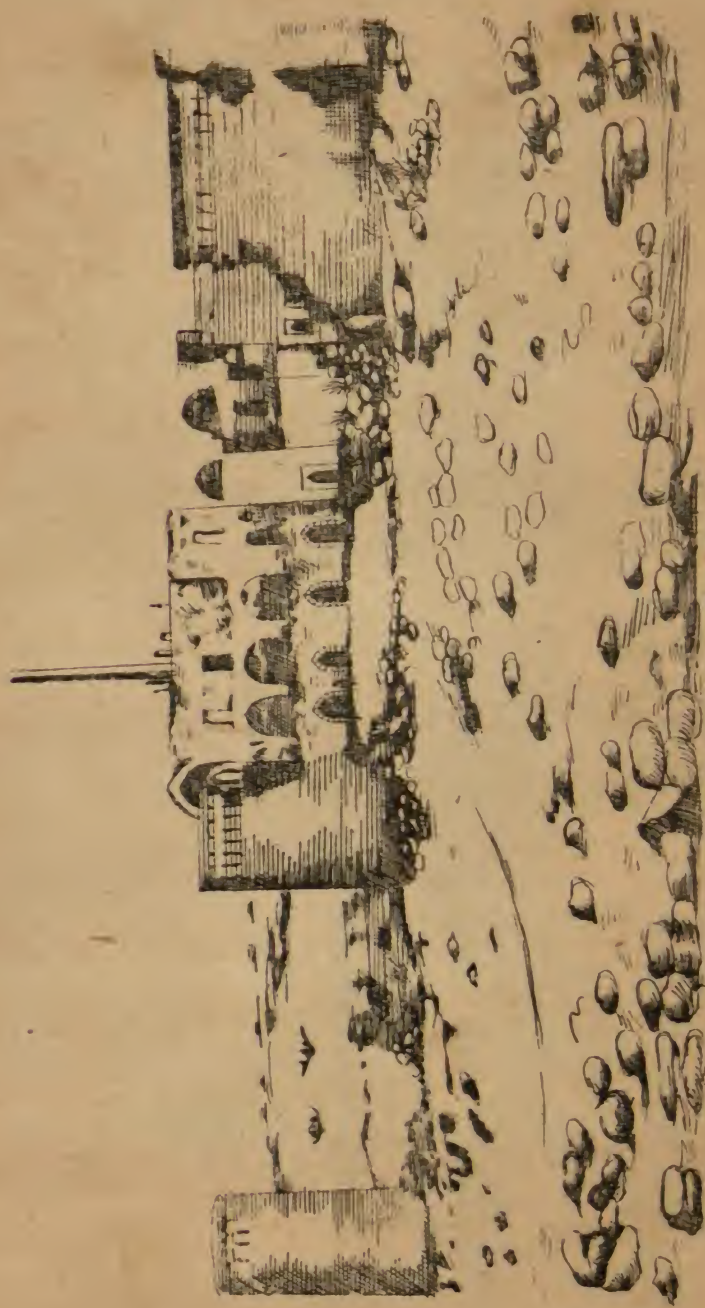
پانی کی سیر کو جانب جنوب چھوٹی سی پہاڑی پر کہ عین اوس پانی کے کنارے پر
 واقع تھی یہ قلعہ بنایا اور شہر تغلق آباد کے دروائے سے اس قلعہ کے دروائے تک
 ایک پل بنایا اور جانب غرب اوس میدان کے مقبرہ تغلق شاہ بنایا ہوا اور اس کے
 دروائے اور قلعہ کے دروائے میں بھی پل بنا دیا ہوا اور آگے قلعہ کے دیوار
 شمالی پر مشرف بہ آب عمارت ہزار ستون بنائی تھی اور سنگ مرمر کے ستون
 لگائے تھے اگرچہ اس قلعہ کی سب عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہو اور اوس عمارت ہزار ستون
 کا بھی نام و نشان نہیں ہا الا ہننے جو اس قلعہ کو دیکھا تو بتقریب قطع اور وضع تعمیر
 مکانات کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت ہزار ستون کی مشرف بہ آب اس
 قطع کی بنی ہوئی تھی جس قطع پر کہ بارہ دری بنانے کا دستور ہوا اور اس میں کچھ
 شک نہیں معلوم ہوتا کہ وہ عمارت دو منزلی تھی بلکہ اگر سہ منزلی ہو تو بھی کچھ
 عجب نہیں اوس زمانے کے مورخوں نے اس قلعہ کی تعمیر کی تاریخ فاخوہا
 کسی تھی بعضوں کو یہ شبہ پڑا ہے کہ یہ وہی محل ہے جسکی چھت گرنے کے سبب
 سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مراٹھایات بالکل غلط ہو وہ محل چھوٹا ساتین دن
 کے عرصے میں اس بادشاہ نے ۷۲۰ ہجری مطابق ۱۳۱۸ء عیسوی میں موضع
 افغان پور کے قرب اپنے زمانہ ولیعہدی میں بنایا تھا کہ وہ کھانا کھانے کے وقت
 بسبب بودا بننے کے یا بجلی کے صدمے سے سلطان غیاث الدین تغلق شاہ پر
 گر پڑا تھا اور یہ قلعہ وہ ہے جو اس بادشاہ نے اپنے تخت پر بیٹھنے کے بعد بنایا ہے

تک نہیں رہا بجز گڑھوں اور پتھروں کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا قلعہ
 کے سچون بیچ میں ایک بہت بلند مکان خاص بادشاہ کی سیر کا تھا اور سکو جہاں
 کہتے تھے یہ قلعہ اور شہر اس طرح پر ملا کر بنایا ہے کہ سارا شہر اور قلعہ ایک قلعہ معلوم
 ہوتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اتنا بڑا قلعہ اور کوئی نہ ہوگا مشہور ہے کہ اس قلعہ
 اور شہر کے چھین کوٹ اور باون دروازے ہیں اور کچھ عجیب نہیں کہ ایسا ہے
 ہو مگر بسبب شکستہ ہو جانے مکانات اور دیواروں کے ہم شمار نہ کر سکتے ہیں
 یہ قلعہ شہر شاہجہان آباد سے جانب جنوب چھ کوس کے فاصلے پر
 ناہر سنگہلم گڑھ والے کی عمارتی میں واقع ہے۔

عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون

جبکہ سلطان محمد تغلق شاہ عرف فخر الدین جو ناغیاٹ الدین تغلق شاہ کا بیٹا بادشاہ ہوا
 اوسنے ۷۲۰ھ ہجری مطابق ۱۳۲۰ء عیسوی میں یہ قلعہ تغلق آباد کے پاس بنایا اور
 یا عادل آباد اسکا نام رکھا اور ہزار ستون سنگ مرمر کے آئین لگائے تھے
 اس سبب عمارت ہزار ستون بھی کہتے تھے اور جو کہ اس بادشاہ نے اپنا لقا
 سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکھا تھا اس سبب سے محمد آباد اور عادل آباد بھی
 کہتے تھے یہ قلعہ بھی ایک چھوٹی سی بلند پہاڑی پر واقع ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ
 مکان صرف بطور سیر گاہ کے بنایا تھا کیونکہ قلعہ تغلق آباد کی جانب جنوب
 پہاڑوں کے بیچ میں ایک میدان ہے کہ اوسمیں ہمیشہ پانی رہتا تھا اس بادشاہ نے

آئین لکھی



نقشه کوهستان و درگاه

جہان پناہ

جبکہ ۱۲۰۰ ہجری مطابق ۱۷۸۲ عیسوی کے سلطان محمد تغلق شاہ عادل آباد کے بنائے
فارغ ہوا تو اس نے قلعہ علائی سے قلعہ لائے پتھور تک جو سلطان جلال الدین
فیروز خلجی کے وقت سے پرانی دلی کے نام سے مشہور تھا و دیواریں شہر پناہ کے
طور پر کھینچ دیں تھیں ایک سر راون دیواروں کا اسی قلعہ علائی یا کوشک سیری سے
ملا دیا تھا اور دوسرا سر قلعہ لائے پتھور سے اور اس کا نام جہان پناہ رکھا تھا اور یہ
تینوں قلعہ یعنی قلعہ لائے پتھور یا دہلی کمنہ اور قلعہ علائی یا کوشک سیری اور
جہان پناہ مل کر ایک قلعہ ہو گیا تھا اور تینوں قلعوں کے میں دروازے تھے
تیرہ تو جہان پناہ کے سات تو جنوب کی طرف مائل بشرق اور چھ جانب شمال
مائل بغرب اور قلعہ علائی یا کوشک سیری کے سات دروازے تھے چار تو باہر
کی طرف کھلتے تھے اور تین جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور قلعہ
لائے پتھور یا دہلی کمنہ کے دس دروازے تھے کچھ تو باہر کی طرف کھلتے تھے اور
کچھ جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور یہ بہت بڑا شہر آباد ہو گیا تھا ۹۴۸
ہجری مطابق ۱۵۳۵ عیسوی کے شیر شاہ کے وقت میں ویران ہوا۔

کوشک کجی منڈل یا بدیع منزل

یہ عمارت درحقیقت ایک برج ہے قلعہ جہان پناہ کا مگر اس برج کو محمد عادل
تغلق شاہ نے بہت نفیس لطیف بنایا تھا برج کے اوپر چار دروازوں کا کمرہ و سکی

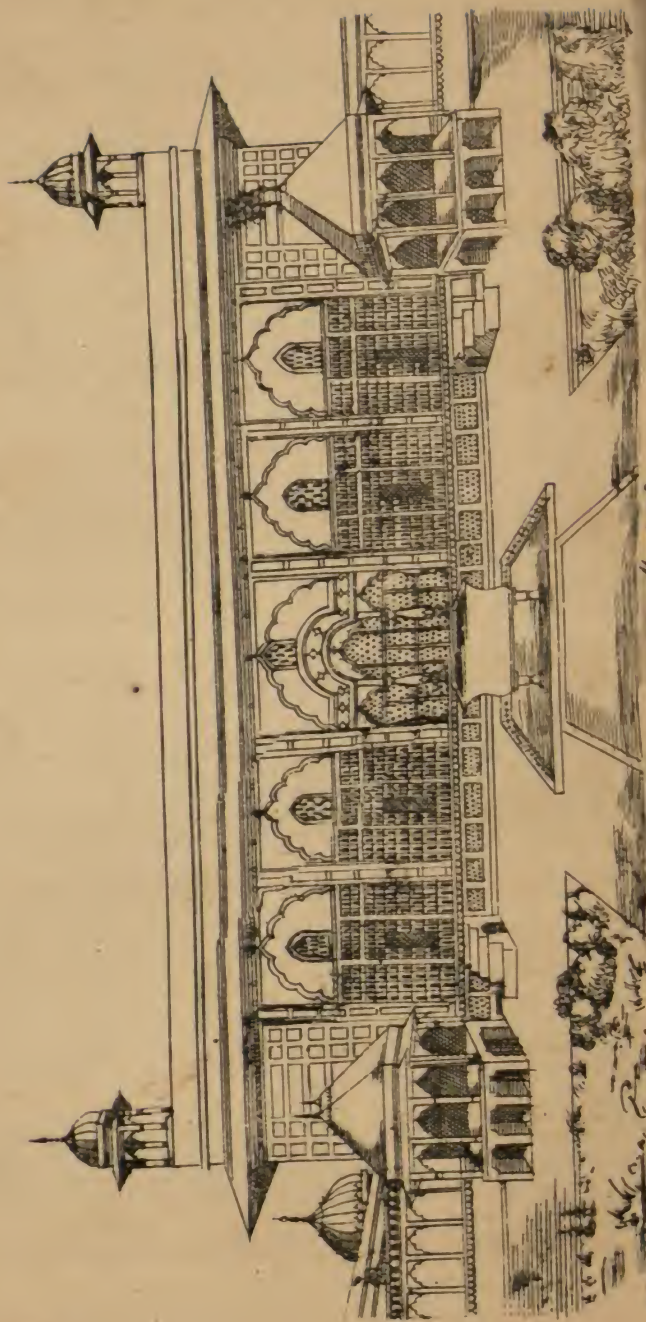
تاریخ فرشتہ

تورک تبریزی

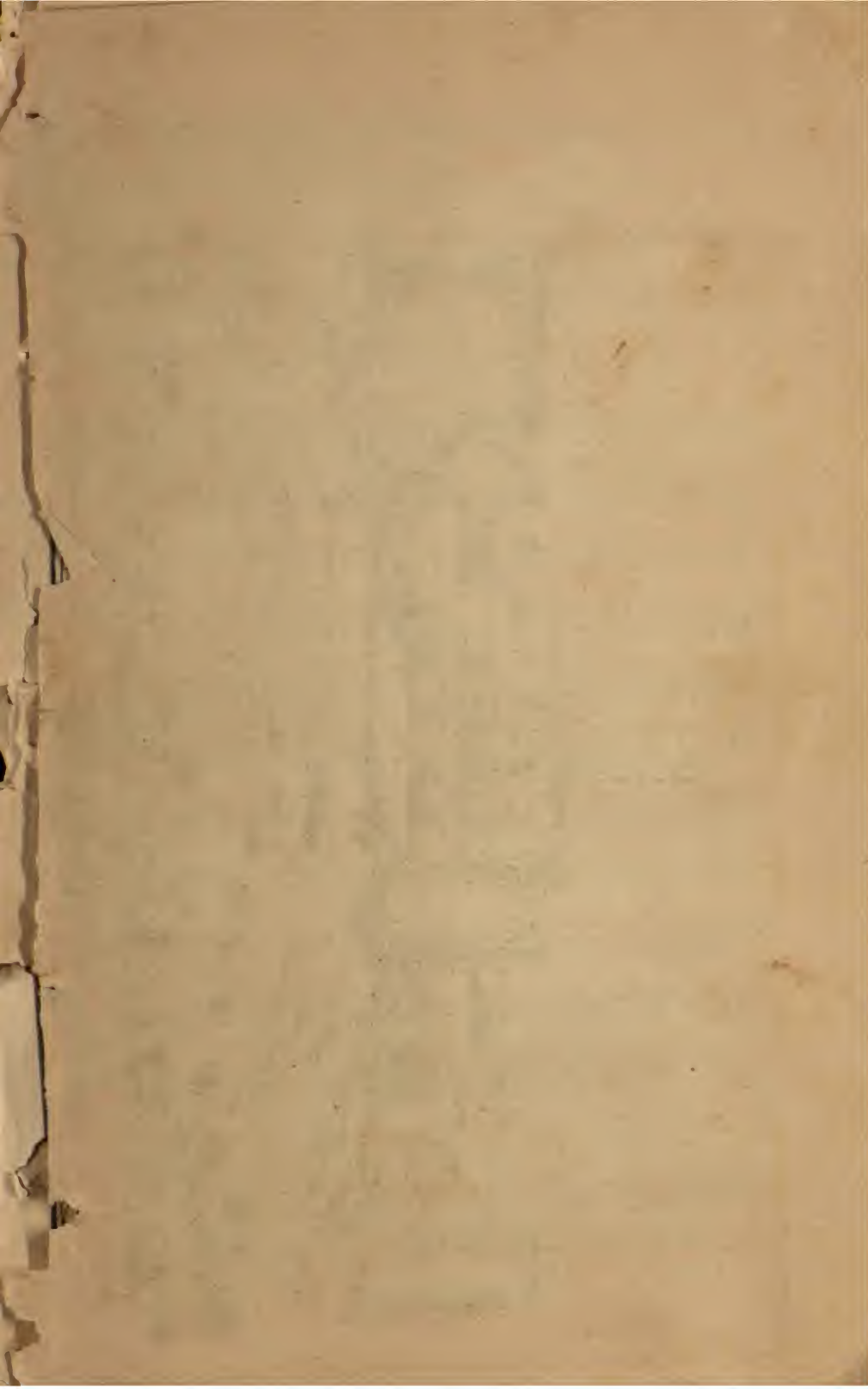
فتوحات
فیروز شاہی

تورک تبریزی

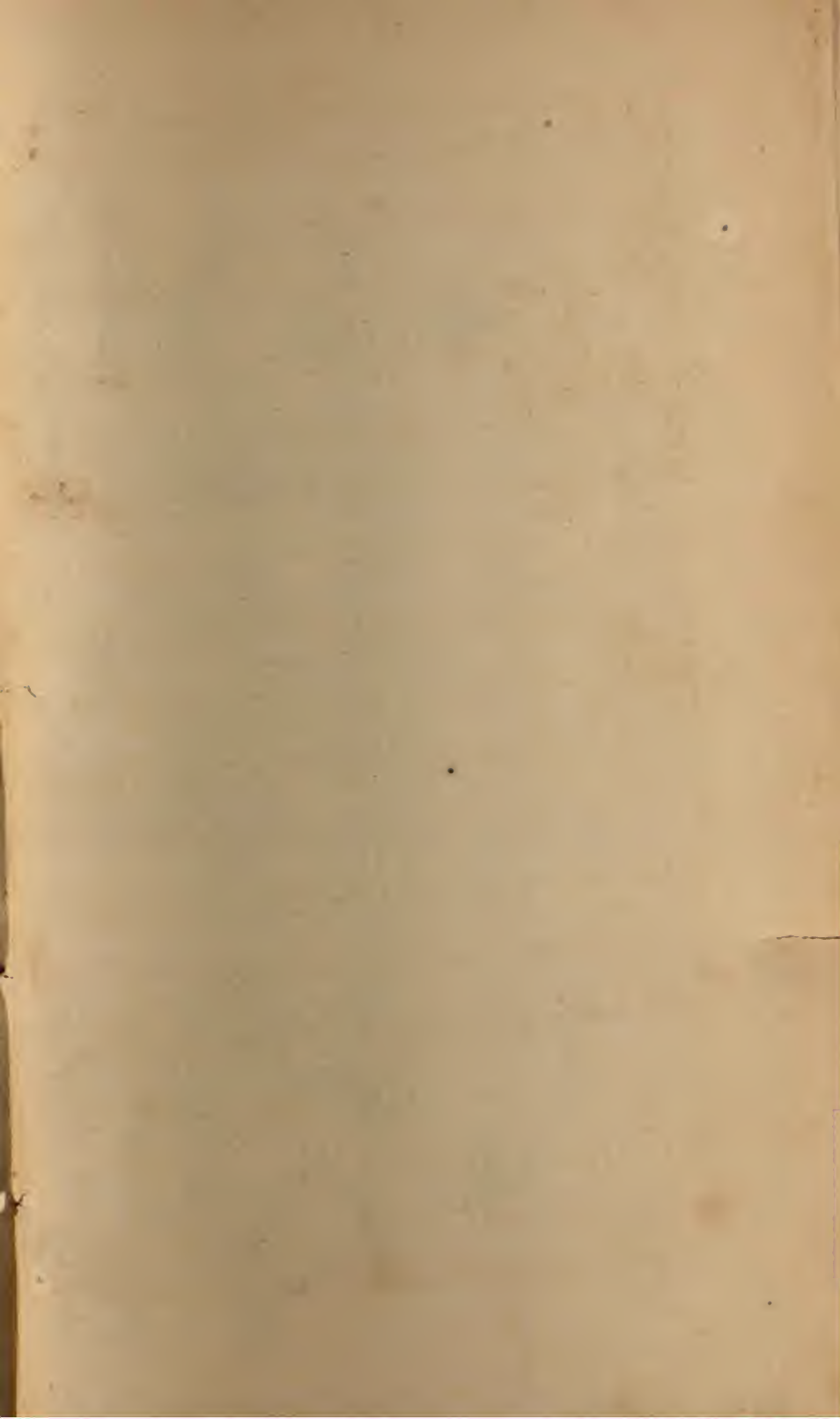
اخبار الانبیاء

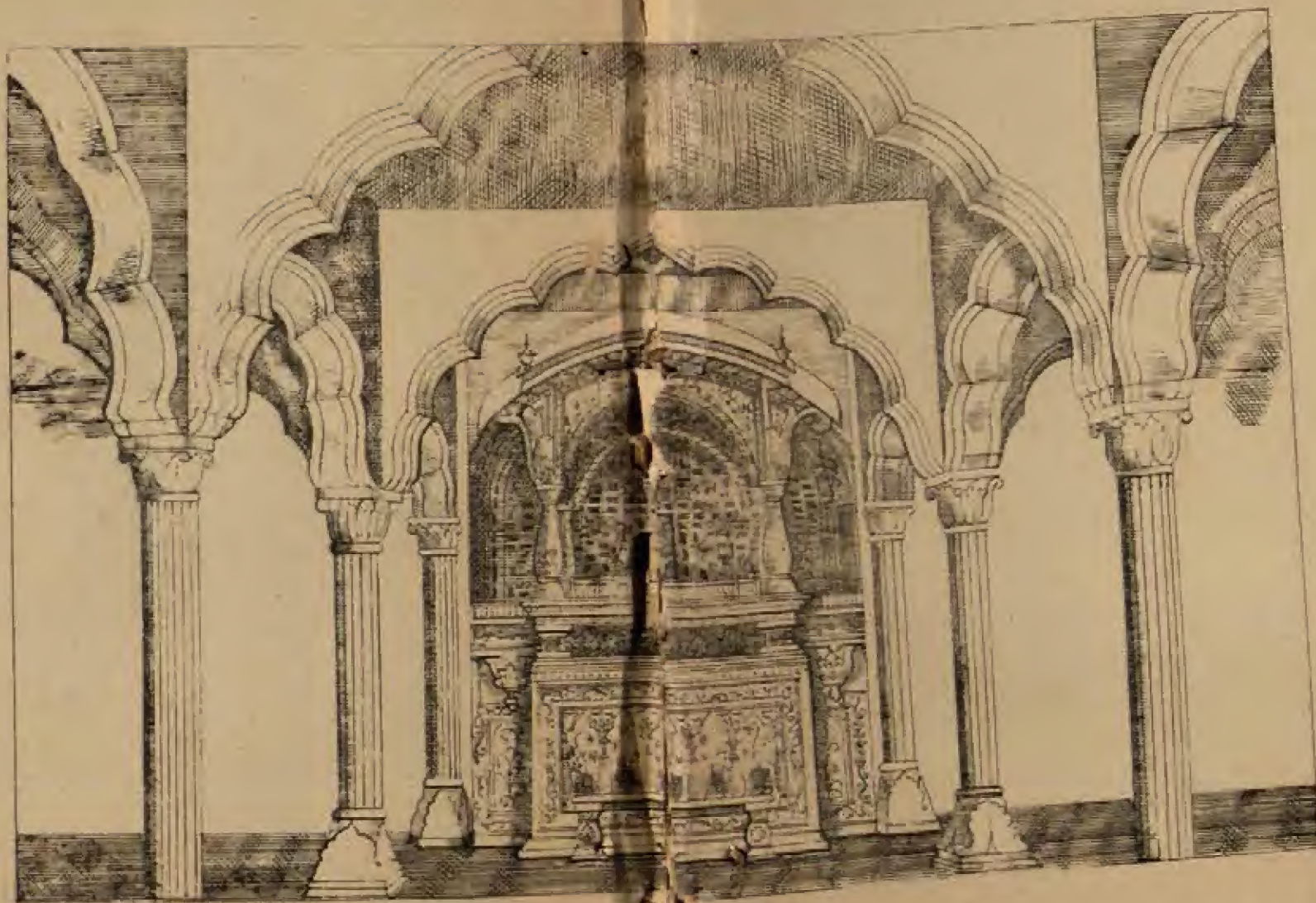


نقشه کاغذی کاغذی

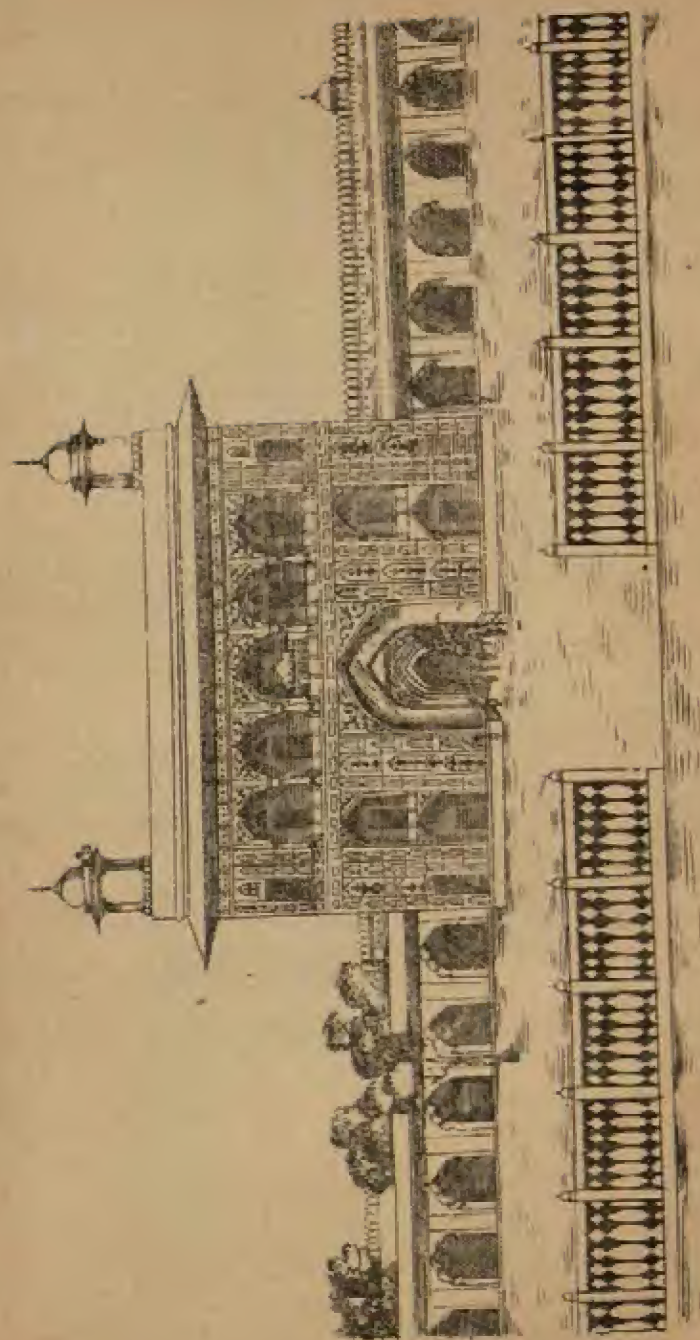






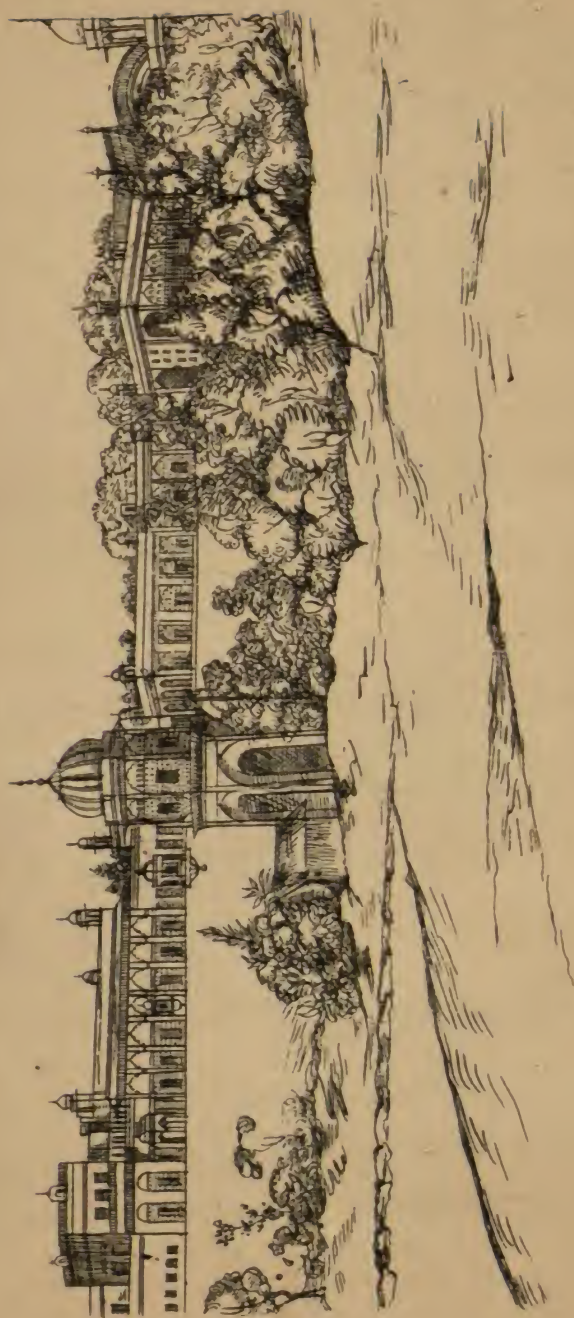


نشان حسن آملی
نشان واقعه دیوان عام





یلم گدنه یا نور گدنه





تاریخ خزانہ

اوسکو فتح کیا تو اوس بیل کو وہاں سے لا کر اس شہر کے بغدادی دروازے پر لگایا تھا اور اکبر کے وقت تک وہ بیل موجود تھا۔

کوشک جہان نمایا کوشک شکار

آئین اکبری
جزیرہ فیروز شاہی
نصف اول

اسی بادشاہ نے انھیں عمارتوں کے سات شہر فیروز آباد سے تین کوس کے فاصلے پر ایک اور محل بنایا تھا اور اوسکا نام جہان نما رکھا تھا اور اوس کے پاس بہارون کا پانی روکنے کو ایک بند بچتہ بنایا تھا کہ اوسکی دیواریں کمین کمین اب بھی موجود ہیں یہ عمارت درحقیقت شکار گاہ ہی اور کوشک فیروز شاہ سے اس عمارت تک ایک نقب بنائی تھی دو کوس کی لمبائی کہ اوسمیں سے سواری پر محل کی عورتوں سمیت چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ اس کوشک کے پاس بھی اکثر امرانے مکانات بنائے تھے اور یہاں بھی ایک بہت بڑی آبادی ہو گئی تھی اور جدا شہر سلس گیا تھا جب تیمور اول اول لونی کی جانب سے دلی میں آیا یعنی شہر ہجری مطابق ۷۹۵ھ عیسوی تو اسی کوشک کے مقابل شکر اور تھاراجا شوکا کی دوسری لاٹھ جسکا ذکر تیسرے باب میں آئیگا نواح میرٹھ میں سے لا کر فیروز شاہ نے اسی کوشک میں کھڑی کی تھی اگرچہ یہ کوشک بالکل ٹوٹ گیا ہے مگر ایک مکان کا نمونہ باقی ہے۔

زوک تیموری

حصن آباد

دلی سے امیر تیمور کے جانے کے بعد جب خضر خان ریات اعلیٰ بادشاہ ہوا



دہلی شیرشاہ

جبکہ شیرشاہ دہلی کا بادشاہ ہوا اور سکوبھی نیا شہر آباد کرنے کی ہوس ہوئی اور
اوسنے دہلی علانی اور کوشاک سیری کو ویران کر کر اندر پت کے پاس دریا کے کنارے
۹۴۸ھ ہجری مطابق ۱۵۴۱ء عیسوی میں ایک شہر آباد کیا کہ وہ شیرشاہ کی دہلی مشہور تھی
یہ شہر متصل کوٹلہ فیروز شاہ آباد ہوا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمایون بادشاہ نے
جو شہر آباد کرنا شروع کیا تھا وہ بسبب تزلزل کے جو اوسکی سلطنت میں واقع ہوا
آباد ہونے سے رہ گیا تھا اوسی شہر کو شیرشاہ نے از سر نو آباد کیا ہو کیونکہ اوس
سیدان کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اوس جگہ کوئی اور ایسی جگہ نہیں ہے کہ
ہمایون کے شہر کے سوا اور کوئی شہر آباد ہوا ہو۔

کابل دروازہ دہلی شیرشاہ

اگرچہ اس شہر کا اب کچھ نشان نہیں رہا مگر شہر شاہجہان آباد کے دہلی دروازے کے
یا ہر چلتا نہ سرکاری کے متصل ایک بہت خوبصورت دروازہ قائم ہے یہ دروازہ شیرشاہ
کی دہلی کا ہے اور اس دروازے سے کابل کو راہ جاتی تھی اس واسطے کابل دروازہ کہتے
ہیں یہ دروازہ چھوٹے اور پتھر سے بہت خوبصورت بنا ہوا ہے اور دروازے پر حجرہ اور
نیشمن بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں اور روکار اس دروازہ کی ساری سنگین
کی ہے اس سبب سے عوام میں لال دروازے کے نام سے مشہور ہے۔

سلیم گڑھ یا نور گڑھ

اوسے ۸۲۳ ہجری مطابق ۱۴۲۱ عیسوی دریا کے کنارے ایک شہر بسایا اور مکانا
 بنائے مگر اب اس قلعہ کا پتا نہیں معلوم ہوتا کچھ عجیب نہیں کہ موضع خضر آباد جو
 اس زمانے میں مشہور ہو رہی تھی شہر خضر آباد آباد ہو مگر یہ بات مشہور ہی کسی تاریخ
 کی کتاب سے اسکا پتا نہیں ملا۔

مبارک آباد

جبکہ سلطان مبارک شاہ خضر خان ریات اعلیٰ کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسے ۸۳۰ ہجری
 مطابق ۱۴۲۷ عیسوی کے ایک قلعہ اور شہر بنانا شروع کیا اور مبارک آباد اوسکا نام
 رکھا اور اس قلعہ کی عمارت دیکھنے کو خود بادشاہ جایا کرتا تھا ہنوز عمارت تمام ہونے
 نہیں پائی تھی کہ امرائے مخالفت کر کے اسی قلعہ میں بادشاہ کو مار ڈالا اور
 محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا عوام الناس اس قلعہ کو وہاں جانتے ہیں جہاں اس
 بادشاہ کا مقبرہ صفہ جنگ کے مقبرے کے سامنے ہی چنانچہ وہ گانوں بھی مبارک آباد
 کو ملے کر مشہور ہو لیکن ہماری اسے میں تاریخ کی کتابوں پر غور کرنے سے معلوم
 ہوتا ہے کہ یہ افواہ غلط ہے کیونکہ اس بادشاہ نے یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر
 بسایا تھا اور اوس زمانے میں دریا مبارک پور کوٹہ کے نیچے ہرگز نہیں بہتا تھا
 کیونکہ اوس سے پہلے کی اسی کے پاس عمارتیں موجود ہیں بلکہ ہمارے نزدیک
 یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر اوس مقام پر ہو جہاں کہ اب موضع مبارک پور رتی
 موجود ہے تو کچھ عجیب نہیں بلکہ یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ خضر

کچھ مصالحہ جمع ہوا اور کمین کمین سے بنیاد اونچی بھی ہوئی اتنے میں عزت خان
 قلعہ کی صورت داری پر مامور ہوا اور قلعہ کا اہتمام اندور دی خان کو سپرد ہوا دوسرے
 ایک مہینے گیارہ دن میں اس کے اہتمام سے قلعہ کی چاروں طرف کی دیوار بارہ بارہ
 گز اونچی ہو گئی پھر اس کا اہتمام مکرمت خان کے سپرد ہوا اور سیویں سال جلوس
 میں اس کے اہتمام سے بن چکا کل مدت تعمیر قریب نو برس کے ہوئی چوبیسویں
 ربیع الاول ۱۰۱۲ جلوس مطابق ۱۰۱۲ ہجری موافق ۱۰۱۲ عیسوی بادشاہ نے
 اس قلعہ میں پہلا جلوس کیا سر سے پائون تک یہ قلعہ سنگ مرخ کا بنا ہوا ہے اور
 ہر ایک مقام پر کنگوے اور مرغولین بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں اس قلعہ کو
 ہشت پہل بنایا ہے طول اس کا ہزار گز اور عرض چھ سو گز کا ہے جسکی کل زمین چھ لاکھ
 گز ہوئی اس حساب سے یہ قلعہ اکبر آباد کے قلعہ سے دو گنا ہے فضیل اس قلعہ کی
 پچیس گز اونچی ہے اور گیارہ گز گہری بنیاد ہے دیوار کا آثار بنیاد سے پندرہ گز اونچے
 سے دس گز کا ہے اس قلعہ کے جانب شرق چمنا بہتی ہے باقی تینوں طرف خندق
 جسکا محیط تین ہزار چھ سو گز کا ہے پچیس گز چوڑی اور دس گز گہری کھوکھلے بنادی
 ہے کہ نہر کے پانی سے دن رات لبریز بھری رہتی تھی اس قلعہ کے بننے میں پچاس
 لاکھ روپیہ خرچ ہوئے اور بعضی کتابوں میں لکھا ہے کہ سولہ لاکھ روپیہ خرچ ہوئے ہیں
 پچاس لاکھ قلعہ کے بننے میں اور پچاس لاکھ قلعہ کے اندر کے مکان
 دلی دروازہ ولاہوری دروازہ قلعہ

اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نے ۱۵۲۹ء ہجری مطابق ۱۵۲۷ء عیسوی سے پانچ برس کی مدت میں چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر بنایا لیکن صرف چار دیواری بننے پائی تھی کہ اسلام شاہ مر گیا اور قلعہ یوں ہی رہ گیا جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں مر قی خان اکبری نے آئین کچھ کانات بنائے تھے یہ قلعہ اب تک قلعہ شاہجہان کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر موجود ہے اور جبکہ نور الدین جہانگیر بادشاہ نے اس قلعہ کے دروازے کے آگے بُل بنایا اور سوقت سے نور گدھ کے نام سے مشہور ہوا

مر قی خان اکبری
وزیر جہانگیر

قلعہ شاہجہان

یہ قلعہ کاندر برساتین و نار دی بہشت ست بنی کل نے شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے ایک مدت تک اکبر آباد کو دار الخلافہ رکھا ۱۵۷۰ء جلوس مطابق ۱۵۶۸ء ہجری موافق ۱۵۸۶ء ملک شاہی اور ۱۵۸۷ء عیسوی کے دلی میں قلعہ بننے کا حکم دیا اور اسی سال انھوں نے فی الحجبہ کو دریا کے کنارے سلیم گدھ کے پاس قلعہ بنا شروع ہوا اور استاد حامد اور استاد احمد معارجو اپنے فن میں یکتا تھے اس قلعہ کو بنواتے تھے مگر اس کا مل دلیل سے کہ دیوان عام میں سنگین تخت کے پیچھے ایک مربع تصاویر کا جو ریفیل اٹلی کی مصور نے آرفیوس کے گانے کا لکھینچا تھا پتھر کی پچیکا ری کا بنا ہوا ہے جس کا حال اس کے مقام پر بیان ہوگا یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی یورپین اٹلی کے ملک کا بھی اس قلعہ کے بنانے میں شریک تھا پہلے پہل عزت خان کو اس قلعہ کا اہتمام ملا اور پانچ مہینے دو دن میں اس کے اہتمام سے قلعہ کی بنیادیں کھدیں اور

شاہجہان نامہ
درات القاب

اس قلعہ کے دو دروازے اور چھوٹی چھوٹی اور دو قطر کیان اور اکیس برج
ہیں اون میں سے سات برج مدور اور چودہ مٹمن ہیں۔

نفت خانہ یا ہتیا پول

دیوان عام میں جانے کا جو دروازہ ہے وہ نفت خانہ کہلاتا ہے یہ دروازہ بھی نرسانگ
سنج کا بہت خوبصورت بنا ہوا ہے اور اوپر مکانات اور ایک پچدرہ دالان و نون
طرف سے کھلا بنا ہوا ہے اسی دالان میں بادشاہی نوبت بختی ہے اور اسی سبب سے
نوبت خانہ مشہور ہے اس دروازے کے آگے پتھر کے دو ہاتی اوتے ہیں جسے جتا کسچ میج کا
ہاتی ہوتا ہے بنائے تھے اور اسی سبب سے اسکو ہتیا پول بھی کہتے تھے اور نگ نیر عالمگیر
کے عہد میں وہ ہاتی توڑے گئے اس دروازے کے آگے دو سو گز کا لنبا اور ایک چالیس
گز کا چوڑا چوک ہے اور بیچ میں بہت خوبصورت حوض ہے اور شمال اور جنوب کو بہت خوشنما
بازار ہے اور اسکے بیچ میں نہر بھی جاری ہے اس دروازے کے اندر اب بھی مولے
شہزادوں کے اور کوئی سواری پر نہیں جاسکتا اسی مقام پر سے اترتے ہیں

دیوان عام

یہ مکان بھی بہت نامی ہے اور بہت خوشنما بنا ہوا ہے جب کبھی دربار عام ہوتا تھا
تو اوسمیں بادشاہ جلوس کرتے تھے اوسمیں تین درجے کے مکان ہیں کہ
اوسکی تفصیل ہم بیان کرتے ہیں۔

انشیمن ظل الہی یا سنگین تخت

دو دروازے اس قلعہ کے بہت سے ہیں ایک جنوبی دروازہ جو دلی دروازے کے
 نام سے مشہور ہے اور دوسرا غربی دروازہ جو لاہوری دروازے کے نام سے مشہور ہے
 یہ دونوں دروازے بہت خوبصورت بنے ہوئے اور دروازوں پر سہ دریاں بہت
 خوشنمائی سے بنائی ہیں لاہوری دروازے پر قلعہ دار صاحب بہتہ میں مشہور ہے
 کمان دروازوں کے آگے کچھ اوٹ نہ تھی اور قلعہ میں سے نگاہ دور تک چلی جاتی تھی
 اور نگارین عالمگیر کے عہد میں ان دونوں دروازوں کے آگے کھوکس بنائے گئے ہیں
 ان دونوں دروازوں کے آگے خندق پر تختہ تھا ۱۲۲۱ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء میں
 تختے کی جگہ بختہ پل بنائے ہیں اور دونوں پلوں پر یہ کتبہ لگایا ہے۔

ہولعشنی

۱۱۰۰ جلوس ۱۲۱۱ ہجری ۱۸۰۰ عیسوی در عہد شاہ جمشاد
 محمد اکبر بادشاہ غازی صاحب قرآن ثانی باہتمام دلاور الدولہ راپرٹ مافٹرن
 بہادر ولیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت۔

چھتہ لاہوری دروازہ

یہ چھتہ بھی بہت خوب بنا ہوا ہے لہذا اس چھتے کا بہت اونچا ہے اور یہ چھتہ بھی بہت
 لمبا ہے اور اوپر میں بہت کاری بہت خوب کی ہے اور دونوں طرف دو منزے مکان بنے
 ہیں اور بیچ میں ایک چوک ہے اور اسکی چھت روشن کے لیے کھلی ہوئی
 مسقف کے نام سے بھی مشہور ہوا ہے ان دروازوں کے سوا

بغل میں دروازہ ہی اور اندر سے بھی آنے کا رستہ ہی بادشاہ اس تخت پر دربار عام کے دن اجلاس کرتے تھے اس تخت کے آگے ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا ہے اور امین سے جس کی کو عرض کرنا ہوتا تھا اس تخت پر چڑھ کر بادشاہ سے عرض کرتا تھا یہ تخت اتنا اونچا ہے کہ اس تخت کے چڑھنے پر بھی آدمی کا گلا تخت تک پہنچتا ہے۔

دالان دربار

اس تخت کے آگے تہ گھا دالان در دالان ہے سرسٹھ گز کا لنبا اور چوبیس گز کا چوڑا ہر ایک دالان کے نو فودرہ میں ہے ہر دالان میں سنگ سرخ کے ستون لگائے ہیں اور اون پر بہت خوبصورت محرابیں بنائی ہیں اور اوپر سفیدی اگھوٹ کر سنہری نقاشی کی ہے باہر کے دالان میں زیچ کے در چھوڑ کر سنگ مرمر کا کٹہرا لگایا ہے اور اوپر سنہری کلیسیاں بہت خوشنما لگائی تھیں کہ اب اون کلیسیوں میں سے ایک بھی باقی نہیں یہ دالان امر اور وزیر اور وکلا کے جب مرتبہ کھڑے رہنے کا تھا۔

گلال بارمی

یہ دربار کا دالان در حقیقت ایک چوتھے پر بنا ہوا ہے جس کا ایک ٹنچا گز کا طول اور ساٹھ گز کا عرض ہے اس چوتھے کے بیچ میں یہ دالان ہے اور باقی چوتراہ اسکے تین طرف باقی ہے اس چوتھے کے گرد قد آدم سنگ سرخ کا

اس مکان کے بیچون بیچ میں شہر تہ دیوار سے ملتا ہوا سنگ مرمر کا تخت ہو چار گز کا
 مربع اور اوپر چار ستون لگا کر بنگلے کے طور پر اوسکی چھت بنائی ہو اور آدمی
 کے قد سے زائد کرسی دی ہو اوسکے پیچھے ایک طاق ہو سنگ مرمر کا بنا ہوا سات گز
 لنبا اور ڈھانی گز کا چوڑا اوپر ہر قسم کے چرند و پرند کی تصویریں عجیب عجیب
 رنگین پتھروں کی بنی ہوئی ہین اور اوسمیں ایک آدمی کی تصویر ہو جو دو تارہ بجا کر
 گاربا ہو ملک اٹلی میں جو فرنگستان میں واقع ہو آرفیوس کلاؤنت کی کہانی
 یون مشہور ہو کہ وہ علم موسیقی میں اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا اور ایسا خوش آواز
 تھا کہ جب گانے بیٹھتا تو چرند اور پرند اوسکی آواز سنکر مست ہو جاتے تھے
 اور اوسکے گرد آ بیٹھتے تھے اوسی ملک میں رفیل ایک مصور تھا کہ تصویر کھینچنے
 میں اپنا مثل نہیں رکھتا تھا اوس مصور نے آرفیوس کے گانے کی جو کہانی مشہور
 تھی اوسکے مطابق اپنے خیال سے ایک مرقع کھینچا تھا اور چرند اور پرند اوسکے
 گرد گانا سننے کو بیٹھے ہوئے بنائے تھے یہ مصور ۱۲۰ عیسوی میں مراکریہ مرقع اوسکا
 بنایا ہوا ملک اٹلی اور ولایت فرنگستان میں بہت مروج اور نہایت مشہور ہو
 اور اب تک اوسکی نقلیں موجود ہیں وہی مرقع اس طاق میں پتھر کی پچکاری میں
 کھودا ہو پس یہ تصویر اوسی آرفیوس کی ہو اور جو کہ اس مرقع کا سولے
 فرنگستان کے اور کہیں رواج نہیں تھا اس سبب سے یقین پڑتا ہو کہ اس قلعہ
 کے بنانے میں کوئی نہ کوئی انگریز اٹلی کے ملک کا شریک تھا اس محراب کی

ایک حوض ہے کہ اس حوض سے نہر ہو کر چادر کی طرح صحن میں گرتی ہے اور صحن
میں ستر گز مربع کا باغیچہ تھا اور اس کے نیچے صحن میں پچیس گز کے قطر کا ہشت پہل
حوض تھا اور اس میں پچیس فوٹے کسی زمانے میں چھوٹے تھے۔

امتیاز محل یا بڑا رنگ محل

یہ محل دیوان عام کی پشت پر واقع ہوا اور اتنا بڑا اور کوئی محل نہیں صحن اس کا
نہایت وسیع تھا کہ اوسمیں نہرین جاری تھیں فوٹے چھوٹے تھے باغ لگا ہوا
تھا اب سب برباد ہو گیا اور اس صحن دکشا میں سٹریل سٹریل مکان بن گئے ہیں
اگلے زمانے میں اس محل کے صحن میں ایک حوض تھا پچاس گز سے اڑھالیس گز
اور پانچ فوٹے اوسمیں چھوٹے تھے اور ایک نہر تھی کہ اوسمیں پچیس فوٹے لگے ہوئے
تھے اور باغیچہ تھا ایک سو سات گز کا لंबا اور ایک سو پندرہ گز کا چوڑا اور اس کے گرد
سرخ کا مچھر لگا ہوا تھا اور اوپر دو ہزار سنہری کلیان لگی ہوئی تھیں اور تین طرف
اس صحن کے سترہ گز کے عرض سے مکان دکشا اور ایواناں دلربا بنے ہوئے
اور جانب غرب میں مشرف بدریا اور پائین باغ تھا چہرہ اس کا باہر سے یوں ہے کہ کرسی
دیکر ایک چبوترہ بنایا ہے اور اس کے نیچے دو درخانے ہیں بہت خوب اور اس
چبوترے پر گویا پچدہ تہہ دار لان بنایا ہے ستاون گز کا لंबا اور چھبیس گز کا چوڑا نیچے
کے در کے آگے صحن کی طرف ایک حوض ہے سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک تپھر کا پایدار
کہ اوسمیں ڈیرہ گز کی اونچائی سے تین گز کی چوڑی چادر پڑتی ہے اور اوسمیں سے

اکٹھ لگا ہوا ہے اور اوپر سنہری کلیان بہت خوشنمائی سے لگی ہوئی تھیں
 مگر اب ان کلیوں کا نام نشان نہیں رہا یہ جگہ چوہدار اور نقیب اور احدی وغیرہ
 لوگوں کے کھڑے رہنے کی تھی یہ سب مکان بہت خراب ہو گئے تھے اور
 گلال باڑی اکثر جگہ سے اوکھڑ گئی تھی ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ
 حال نے سالہ حد جلوسی مطابق ۱۲۵۷ ہجری موافق ۱۸۳۷ عیسوی کے اس دیوان عام
 کی مرمت کی اور گلال باڑی کو درست کیا برس روز کی بات ہے کہ تین بادشاہت
 کا دیکھنے والا تو ایک شخص موجود تھا اور وہ بیان کرتا تھا کہ عالمگیر ثانی کے وقت
 سے تو کسی بادشاہ نے اس دیوان عام میں جلوس نہیں کیا اور غالب ہے کہ محمد شاہ
 کے بعد کسی نے نہ کیا ہو بلکہ محمد شاہ کے جلوس کرنے میں بھی شک ہے اس کے
 آگے دو سو چار گر ملنبا اور ایک سو ۱۶ گز چوڑا صحن ہے اور اس کے
 چاروں طرف قرینے اور موقع سے مکانات بنے ہوئے ہیں اور شمال کی
 طرف دیوان خاص میں جانے کا دروازہ ہے۔

خاص محل یا چھوٹا رنگ محل

یہ محل بیگمات خاص کے رہنے کا پچھراہ تہ گھاوالاں ہے تینتیس گز کا لنبا اور اس کے
 پیچھے ایک اور درجہ ہے سولہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا یہ عمارت اجارہ تک بالکل
 سنگ مرمر کی ہے اور اس سے اوپر بہت پختہ سفید میکر کر بہت اچھی نقاشی کی
 ہے اس محل میں ایک نہر ہے نری سنگ مرمر کی تین گز چوڑی اور سنگ مرمر ہی کا

پھول نکلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اس پیلے مین ایک سو راخ ہے اور ایک نہر
 پوشیدہ تلے تلے آئی ہے اور اس پیلے مین سے اوہلی ہے پیلے کے لبوں سے پرانی کا
 گزنا اور حجاب آب سے گل بوٹوں کا لہراتا ہوا دکھائی دینا ایک عالم طلسمات عام
 ہوتا ہے نہر بہشت جو موتی محل اور دیوان خاص مین سے ہوتی آئی ہے اس محل کے
 بیچوں بیچ مین سے گزری ہے اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہے اور ایک اور نہر
 اس محل مین اس حوض سے جانب شرق و غرب بہتی ہے اور جانب شرق اس
 حوض مین جو صحن کعبہ روضہ کے سامنے رکھا ہوا ہے چادر ہو کر گرتی ہے ہر ایک
 نہر مین نسبت کاری اور پرچین سازی اور پیککاری کا وہی حال ہے محل جاری تک
 اور اس کے ستون کہ پایہ نما ہیں اور محراب مین سب کی سب سنگ مرمر کی ہیں اور
 اور مین پیککاری کی ہوئی ہے علاوہ اسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا لپا ہوا ہے
 اور سونے کے کام سے گل بوٹے بنے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ اس محل کی چھت
 نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت مین کسی ضرورت کے سبب چھت
 اوکھاڑی گئی اور اس کے بدلے تانبے کی چھت چڑھا دی محمد اکبر شاہ ثانی کی وقت
 مین اس تانبے کی چھت کو بھی اوکھاڑ لیا اور اس کے بدلے کاٹ کی چھت
 لگائی ہے کہ وہ بھی اب پوشیدہ ہو گئی ہے۔

چھوٹی بیٹھک

یہ عمارت جانب جنوب اتیار محل کے واقع ہے اور حقیقت مین قرینہ ہے خواجہ کا

او بل کر نیچے کے حوض میں آتی ہو اور وہاں سے نہر میں بہتی ہو اور حوض میں
 لگا کر باغیچے کی ہر ہر روش اور پٹری میں بہتی تھی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تھی اور
 وہ تختہ تختہ محراب میں اور مرغولین بنائی ہیں اور وہ منبت کاری کی ہو کہ آدمی کی عقل
 و یکھ کر حیران ہوتی ہو اور اسکی چھت کے چاروں کونوں پر چار چوکھنڈیاں بنائی
 ہیں کہ اس سے رفعت و شان اس عمارت کی دو گنی ہو گئی ہو اس محل کے
 کونوں پر چار بنگلے سنگین بنے ہوئے تھے تاکہ گرمیوں میں خشکی ٹھیاں لگا کر خس خانہ
 بنایا جائے جس طرح اسکی روکار میں پانچ در محراب دار بنائے ہیں اس طرح اسکے
 اندر بھی محراب دار در ہیں کہ ان محرابوں کے بنانے سے بچون بیچ میں ایک چوکھنڈی
 سی واقع ہو گئی ہو اوس میں ایک حوض ہو کہ اسکی خوبی بیان نہیں ہو سکتی اس
 حوض کو سنگ مرمر سے اس طرح بنایا ہو کہ ایک کھلا ہوا پھول معلوم ہوتا ہو اور پھر
 اوس میں رنگت رنگ کے پتھروں سے ایسی پچکاری کی ہو اور گل بوٹے بیل پتی
 بنائے ہیں کہ جب کچھ بیان نہیں ہو سکتا اگرچہ یہ حوض ساٹھ سات گز مربع ہو
 لیکن گہرا اسکا بہت کم ہو بعینہ ہاتھ کی ہتیلی کی طرح بنایا ہو اوس میں خوبی یہ ہو کہ جھوٹ
 پانی بھرتا ہو اور لہراتا ہو تمام بیل بوٹے اس حوض کے ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں
 اس حوض میں ایک کاسہ سنگ مرمر کا مگر کی بنا ہوا بہت خوبصورت ایک پھول
 معلوم ہوتا ہو لیکن اس پر بھی اسکی ہر ایک مڑ اور مرغول پر رنگین پتھروں
 سے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہیں کہ پھول میں پتی بیل اور بیل میں سے

ایسان بیت الحقیق بطوافش آیند روست و اگر نظار گریان انفس و آفاق مثل حجر اسود
 یقین آستان رفیع الشانش نشاند سزا آغاز قلع و الا که از کاخ گردون بر ترست
 و رشک سد اسکندر و این عمارت و لکشا و بلغ حیات بخش که در منازل چون روح
 در بدن است شمع در انجمن و نهر اظہر کہ آب صافیش بنیاز آئینہ بھان نماست و اما
 را از عالم غیب پرده کشا و آبشار پاکہ ہر یک کوی سپیدہ صبح دم ست بالوٹا سرا
 از لوح و قلم و فوار پاکہ ہر کہ امش سنجہ نورست

کتبہ محراب شمالی

بمصافحہ آسمانیان مائل بالآلی ستلالی ست بانعام ز سینیان نازل و خوش کہ
 ہمہ از آب زندگانی پر بصفارشک نور و شمشیر خود دوازدهم ذی الحجہ سال
 جلوس و از دہم اقدس مطابق ہزار و چہل و ہشت ہجری بعالمیان نزدیک امرانی داد
 و انجاش کہ بصرہ پنجاہ لک و پچہ صورت پذیرفت بست و چہارم ربیع الاول
 سال بست و یکم جلوس ہمایون موافق سنہ ہزار و پنجاہ و ہشت بفرقدوم سیمنت لزوم
 گیتی خدیو گیمان خداوند بانی این مبانی آسمانی شہاب الدین محمد صاحبقرانی
 شاہ بھان بادشاہ غازی در فیض بر روی جہانیان بکشاد
 ابیات جو دیوار پر سونے کے پانی سے لکھے ہوئے ہیں
 شہنشاہ آفاق شاہ بھان باقبال ثانی صاحبستراں
 درایوان شاہی صبر احشام چو خورشید بر چرخ باد امدام

جو بڑی مٹی بٹھیک کر کے مشہور ہو اگرچہ یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف اور نہایت خوشنما ہے لیکن
میرزا جہانگیر بہادر جو م نے اس میں تصرفات جدید کیے تھے کہ قطع قدیم شاہجہانی نہیں ہے

اسد برج

یہ جنوبی برج قلعہ کا ہے اور قرینہ ہے برج شمالی کا جو شاہ برج کر کے مشہور ہے یہ برج
ہزار تھ چیلے کے ہنگامے میں بسبب صدمہ گولون کے بالکل ٹوٹ گیا تھا محمد اکبر شاہ
ثانی کے عہد دوبارہ بنا ہوا اور جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا ہے۔

خواب گاہ یا بڑی مٹی بٹھیک

یہ خواب گاہ امتیاز محل کے جانب شمال کو واقع ہے اور یہ عمارت بھی بہت نفیس و
لطیف سر سے پاؤں تک سنگ مرمر کی ہے اور اس میں طرح طرح سے منبت کاری کا کام
اور سونے کے بیل بٹے بنے ہوئے ہیں اسکے بیچ میں شہ نشین کی طرح ایک مکان ہے اور
اس کے جنوب و شمال کو دو بڑے بڑے دروازے کے سنگ مرمر اور پرچین سازی سے بنے
ہیں کہ اس شہ نشین کا طول پندرہ گز اور عرض چھ گز کا ہے اور اس کی دو محرابوں پر ایک
کتبہ کہ سعد الدخان نے انشا کیا ہے لکھا ہوا ہے اور گرد اجارہ کے پاس سونے کے پانی
سے اشعار لکھے ہوئے ہیں کہ ہم ان سب کو اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔

کتبہ محراب جنوبی

سبحان الدین چہ منزلہ است ز ملکین و شہین ہاست و نشین قطعہ بہشت برین
چون گویم کہ قدسیان بہت بلند تماشایش آرزو مند اگر ساکنان لطاف و اکناف

Handwritten text in a rectangular frame, likely a manuscript page. The text is written in a cursive script, possibly Arabic or Persian, and is arranged in approximately 20 horizontal lines. The ink is dark, and the paper is aged and slightly discolored. The text is mostly illegible due to the cursive style and fading.

اساس ست تانا گریز این بنا رہی و نشین قصر پیراستہ شرافت یحیی آید در شان او چو + + درین سرای سرور پایش صدق ہر کس کہ سود زمانہ چو دیوار او بر فراشت زبس وی دیوارش آراستہ چنان بر سرش دست ایام کرد ز فوارہ و حوض دریا نشان چو جائے شہنشاہ عادل بود	بود قصر اقبال او عرش سا ہستہ بصد خوبی آراستہ سعادت در آغوشش ایوان او کستہ + + از جہہ دور چو دریای چون آبرویش فروزد بہ پیش رخ ہر آئینہ داشت ز نقاش چین رونما خواستہ کہ گردون بلندی از دوام کرد باب زمین شستہ رو آسمان از ان بادشاہ منازل بود
---	--

اس شہ نشین کے آگے ایک پچرہ والاں ہی زانگ مرمر کا پرچین کا رہنما نہیں
ولطیف ہیں گز کا لٹا اور چھ گز کا چوڑا اور ادھر اور ادھر اس والاں کے بھی
محرابین ہیں اور حجرے ہیں کہ غریب حجرے میں سے دیوان خاص کو رستہ جاتا ہے اور
ادسکو خاصی فیوڑھی کہتے ہیں اس والاں کے بیچ میں ایک حوض ہے مستطیل بہت تختہ
سنگ مرمر کا بغیر فوارے کے یعنی او میں فوارہ نہیں ہے مگر اسکی تہ پر طرح طرح کے
رنگین اور بیش قیمت پتھروں سے ہزاروں طرح کے گل بوٹے اور بیل تپتی بنائے
ہیں اور ہر ہر پھول کی پکھڑی میں ایک ایک چھید رکھا ہے کہ او نہیں سے

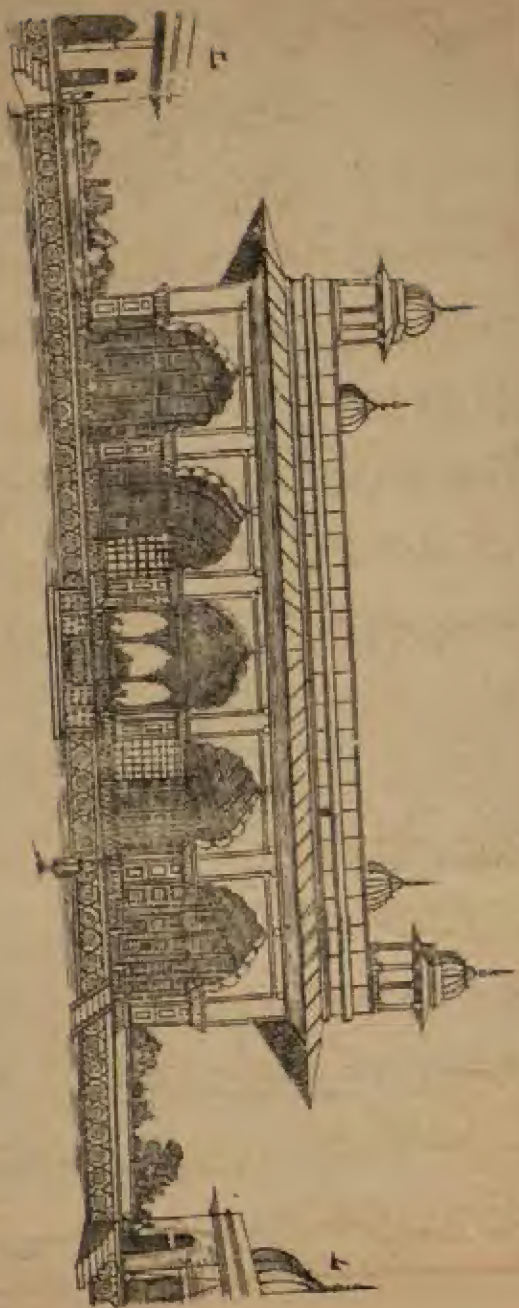
پانی او بلتا تھا اس والاں کے آگے صحن ہو وسیع و لکش سنگ مرمر کا فرش زمین
کیا ہوا ہو اور نہر بہشت بہتی ہو اور رنگ محل میں چلی جاتی ہو۔

برج طلائیا مشمن برج

اسی عمارت کے متصل جانب شرق یہ برج ہو مشمن سر سے پانوں تک سنگ مرمر کا
اور بدستور اور مکانات عالی کے اوسمین بھی سونے کا کام اور پرچین سازمی اور نبت کاری
کی ہوئی ہو اور اسکا برج اور کلس سنہری ہو اور اسی سبب سے اسکو سنہری برج
بھی کہتے ہیں اور سبب مشمن ہونے کے مشمن برج بھی کہلاتا ہو تین ضلع اسکے عمارت
خوابگاہ کی طرف ہیں اور پانچ جانب دریا مشرف ہیں اون پانچوں ضلعوں میں
سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہیں اور اوسمین ایک اور ششمن بطور برآمدے
کے جانب دریا بنایا ہوا ہو۔

شاہ محل دیوان خاص

خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بت بڑا چوک ہو اس چوک کے ضلع شرقی میں ڈیڑھ
گز کا اونچا چبوترہ بنایا ہو اسی گز کا لنبہ اور چھبیس گز کا چوڑا اس کے بیچون بیچ میں
دیوان خاص کی عمارت ہو چونتیس گز کی لنبی اور چھبیس گز کی چوڑی سر سے
پانوں تک سنگ مرمر کی اور سراسر اسکے بیچ میں چار گز کے عرض سے نہر
بہشت بہتی ہو اس عمارت کے بیچون بیچ میں چوکور ستون بنا کر اٹھارہ گز کے
طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنایا ہو اور اس کے بیچون بیچ میں ایک



ط. ۱۳۴۴

دولان شاه

م. ۱۳۴۴

تسبیح خانہ

دیوان خاص کے جانب جنوب ایک دالان ہوا اور وہ تسبیح خانہ کے مشہور
ہو اس دالان کی دیوار پر بیچون بیچ میں سنگ مرمرین ترازو کی صورت کھدی
ہو اور میزان عدل اوپر لکھ دیا ہو اسی تسبیح خانے میں سے خواب گاہ کا
رستہ ہو کہ وہ خاصی ڈیوڑھی کھلتی ہو۔

عقب حمام

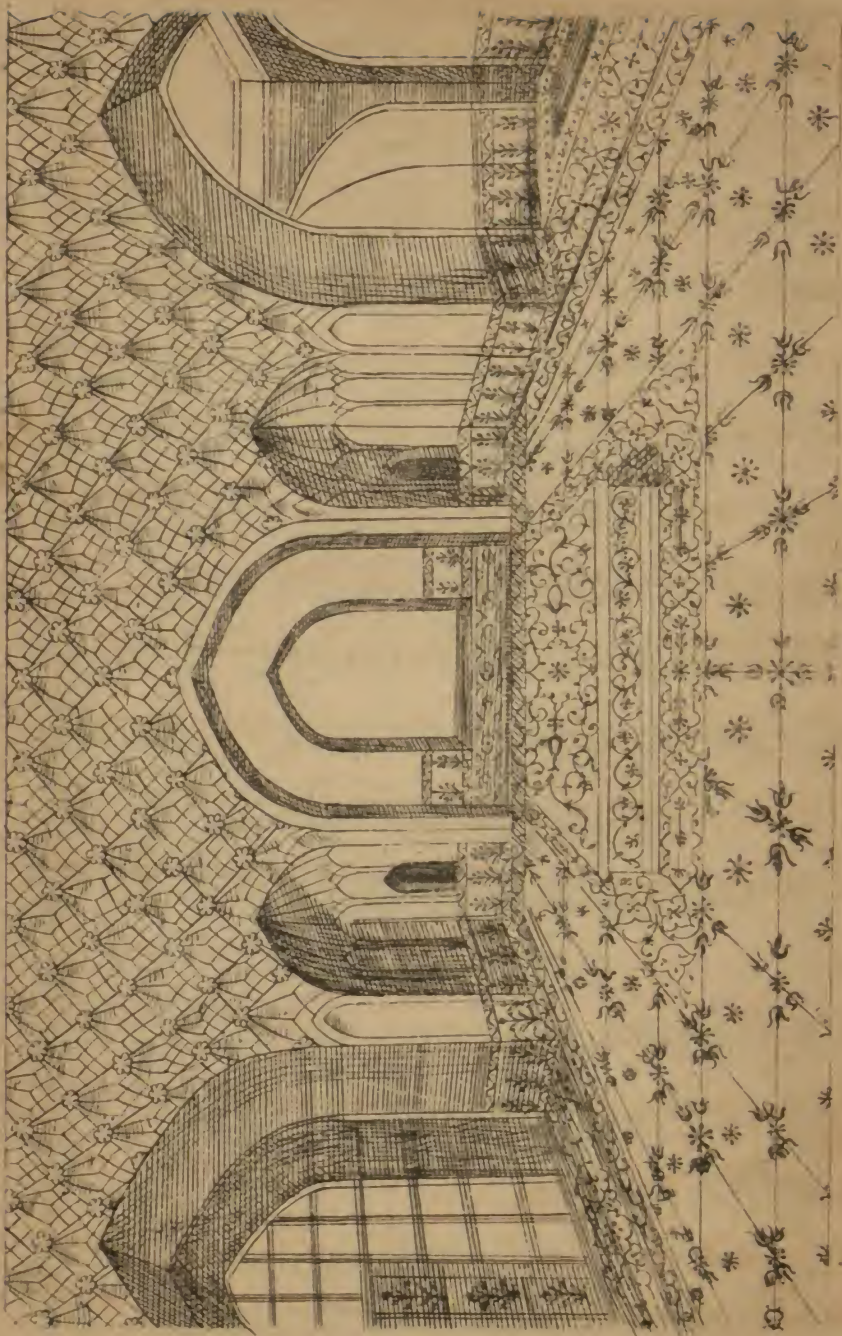
دیوان خاص کے جانب شمال اسپطح کا دالان ہو کہ وہ عقب حمام کھلتا ہو
یہ دالان گویا جنوبی دالان کا جواب ہو اور اسپطح کا بنا ہوا ہو۔

حمام

یہ حمام بمثل و سجدیل ہو یقین ہو کہ ملکون ملکون میں ایسا حمام نہ ہو پہلا درجہ اس
حمام کا کمرہ نمائیا ہو اجارہ تک سنگ مرمر کا اور اوپر منبت کاری کی ہو اور
شرق کی طرف جالیان لگا کر آئینہ بندی کی ہو کہ اوسمین سے دریا اور جنگل
اور سبزہ بہت کیفیت سے دکھائی دیتا ہو دوسرے درجے میں جانب
شمال ایک شہ نشین ہو سرے پاٹون تک سنگ مرمر کی اور اوپر بہت تحفہ
منبت کاری اور پچی کاری کی ہو اسکے آگے ایک درجہ ہو مربع نر سنگ مرمر
کا اسکے فرش سے لے چھت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھر وں پچکاری
کی ہو اور طح بطح کے میل بوٹے پھول پتی بنائی ہین یہ پچی کاری ایسی خوش قطع

چبوترہ ہوا دس چبوترے پر تخت طاؤس رکھا جاتا ہے جس پر بادشاہ اجلاس فرماتے ہیں
 اور اس مکان کے گرد پایہ نماستون لگا کر مکان بنایا ہے در و دیوار و ستون و منبر
 اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہے اور اوسمین اجارہ تک عقیقہ و
 مرجان اور اورا حجار بیش قیمت سے بچی کاری کی ہے اور بیل نمونے پھول پتے
 بنائے ہیں اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونے کا کام کیا ہوا ہے اور سونے کے
 پانی سے گویا لپ دیا ہے اندر کے رخ محرابوں کے اوپر یہ شعر لکھا ہے شعر
 اگر فردوس بر آئے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست
 یہ عمارت جانب شرق سے مشرق بدیا ہے اور اوس طرف کے درون میں جالیان
 لگا کر آئینہ بندی کی ہے اور جانب غرب اسکا صحن ہے ستر گز سے ساٹھ گز کا اور
 اوس صحن کے گرد مکانات اور ابوابا سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہیں جانب
 غرب اس صحن کے دروازہ ہے کہ دیوان عام سے اوسمین رستہ آتا ہے اور اس
 دروازے کے آگے لال پردہ تنار ہتا ہے اور سب اُمرابر وقت دربار کے اس
 لال پردے کے پاس سے آداب تسلیمات بجالاتے ہیں اور جانب شمال رستہ ہے
 حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑھی محلات شاہی کی اور اس عمارت کے
 بیچ کے در کے سامنے صحن کی طرف ایک کٹہرا ہے سنگ مرمر کا اوسکو چوکنڈی
 دیوان خاص کہا کرتے ہیں اسکی چھت بھی نرمی چاندی کی تھی مریٹھہ اور
 جاٹ گردی مین اوکھڑ گئی۔

نقشه گرمخانه خام



ہو کہ بے تامل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت تحفہ ایرانی قالین بچا ہوا ہے اس طرح کی
 بچہ کاری ہونے سے بھی یقین ہوتا ہے کہ اس قلعہ کی تعمیر میں کوئی نہ کوئی استاد
 اٹالین شریک تھا کیونکہ بچہ کاری کا ایجاد اسی ملک سے ہوا اس درجے کے
 بیچون بیچ میں ایک حوض ہر مریج پرچین کا راسکے چاروں کونوں پر چار نوار
 لگے ہوئے تھے اس کے گرد ایک نہر ہو کر گزر بھر کے عرض کی اور بہت لم گہری نہایت
 نفیس مشہور ہے کہ جب چاہتے تھے اس نہر اور حوض میں گرم پانی ہوتا تھا اور جب
 چاہے ٹھنڈا میسر درجہ اس حمام کا اجارہ تک اسنگ مرمر کا ہے جانب غرب
 حوض گرم پانی کے بنے ہوئے ہیں اس کے بیچون بیچ میں سنگ مرمر کا چوترا ہے کہ اوپر
 بیٹھ کر نہاتے تھے جانب شمال ایک شہ نشین بنی ہوئی ہے اور اوس میں مستطیل حوض
 ہے جب چاہیں اوس میں گرم پانی بھریں اور جب چاہیں سرد پانی بھریں اس درجے
 میں بہت تحفہ بچہ کاری اور بہت کاری کی ہوئی ہے شاید کہ یہ حمام شاہجہان اور
 عالمگیر کے بعد پھر گرم ہوا ہو مشہور ہے کہ سوا سو من لکڑی سے گرم ہوتا ہے۔

موتی محل

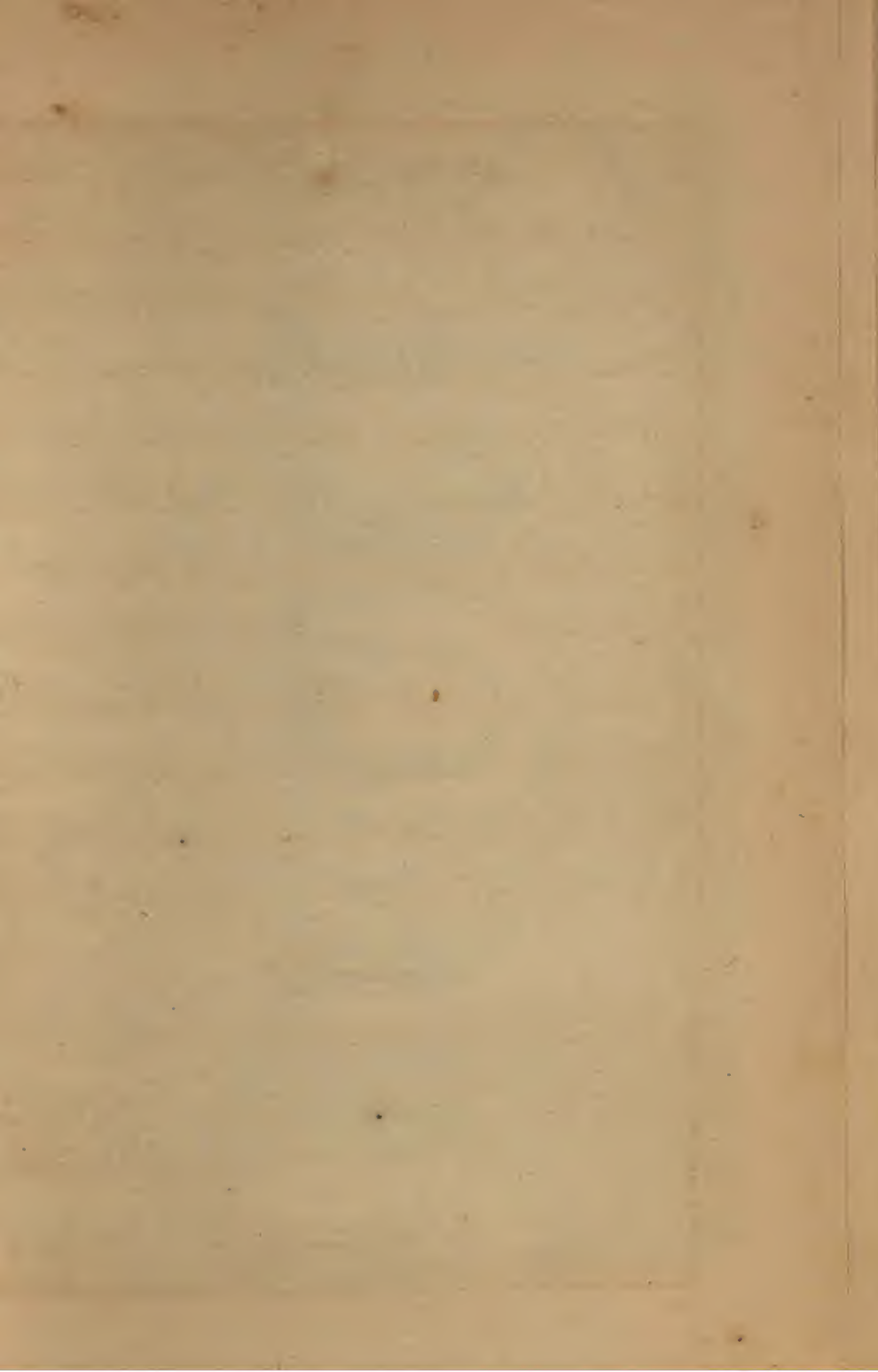
یہ ایک محل ہے سنگ مرمر کا اور اس کو سنگ پٹھانی سے سفید کر کے رنگا مزی اور
 طلا کاری کے گل بنائے تھے اس میں ایک درجہ ہے پندرہ گز کا لنبہ اور آٹھ گز کا چوڑا
 مشتل دو شہ نشینوں پر اور اس کے بیچ میں ایک حوض ہے چار گز کا لنبہ اور تین گز
 کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ ہے آٹھ گز کا لنبہ اور پانچ گز کا چوڑا

اور ایوان رفیع پانچ پانچ در کے کہ جانب شرق سے مشرق پدیا ہو اور جانب عربی
 مشرق بہ باغ حیات بخش اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض سات گز کا ہو
 اندر کی عمارت میں اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا ہو اور باقی سنگ سرخ کا ہو اور اس کو
 سنگ پٹھانی سے سفید کیا ہو اور اس میں حوض اور نہر ہو اور زمین سے ایک چار در
 دو گز کے عرض سے جانب باغ حیات بخش ایک حوض میں پڑتی ہو کہ وہ حوض
 بھی عجائب و زکا سے ہو کہ اتنا بڑا پتھر اور ایسا بڑا بے جوڑ حوض اور کہیں نہوگا
 حقیقت اس کی یہ ہو کہ یہ پتھر اتنا بڑا ہیجم مکرانہ کی کان میں سے نکلا جو کہ صفائی اور
 شفافیت میں بے نظیر تھا اس واسطے بموجب حکم بادشاہ کے اس کا حوض بنایا گیا کہ چار
 گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا عمیق پایہ دار بنا کہ تمام حوض مع پالیوں کے ایک پتھر کا ہو
 بعد تیار ہونے اس حوض کے مکرانہ سے کہ دارالخلافہ سے دو سو کوس دور ہو باصیاط لائے
 اور اس مقام پر لا کر رکھ دیا اس موتی محل کے جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات
 تھے اور اب بھی موجود ہیں مگر ادون میں کچھ نقصان بھی آگیا ہے۔

نہر بہشت

اس محل میں ہو کر نہر سنگ مرمر کی دیوان خاص اور بڑی ٹھیک اور رنگ محل
 میں جاتی ہو وہ نہر بہشت کہلاتی ہو اور پھر وہاں سے منشعب ہو کر ہر ایک محل
 اور مکان میں بہتی ہے۔

باغ حیات بخش



Handwritten text in a rectangular frame, likely a manuscript page. The text is written in a cursive script, possibly Arabic or Persian, and is arranged in approximately 20 lines. The ink is faded, and the paper shows signs of aging and discoloration.

حسد ہزاران گل شکستہ درو سبزہ بیدار و آب خفتہ درو
کسی زمانے میں یہ باغ بہت خوب اور نہایت تیار تھا مگر اب بالکل ویران اور
خراب ہے حضور والا کو اسکی استغنی پر توجہ نہیں چند مکان اس باغ میں بہت
خوب ہیں جبکہ حال بیان کیا جاتا ہے ایک درخت پاگل کا اس باغ میں نایاب
ہو اور اسکا مرتبہ بتی کے مرض کو مفید ہے۔

حوض اور نہر

اس باغ کے بیچ میں ایک حوض ہے ساٹھ گز سے ساٹھ گز اور اسکی بیچ میں
کسی زمانے میں اونچا س فوٹے چاندی کے لگے ہوئے تھے اور دن ات چھوٹے تھے
اور اس کے کناروں پر چاروں طرف ایک سے بارہ فوٹے چاندی کے تھے کہ وہ بھی نہر کے
سبب دن ات چھوٹا کرتے تھے اس حوض کے چاروں طرف سنگ سرخ کی نہر چھ گز
کے عرض سے بنتی تھی اور ہر نہر میں تین تین فوٹے چاندی کے ہرقت چھوٹے رہتے تھے
اب ان فواروں کا نام بھی نہ رہا البتہ جس جگہ فوٹے تھے وہاں ایک چھید باقی رہ گیا ہے
دل عشق کا ہمیشہ حریت نہر تھا اب جس جگہ کہ داغ ہو یاں پہلے درخت تھا
اسی حوض میں بہادر شاہ بادشاہ حال نے ظفر محل بنایا ہے۔

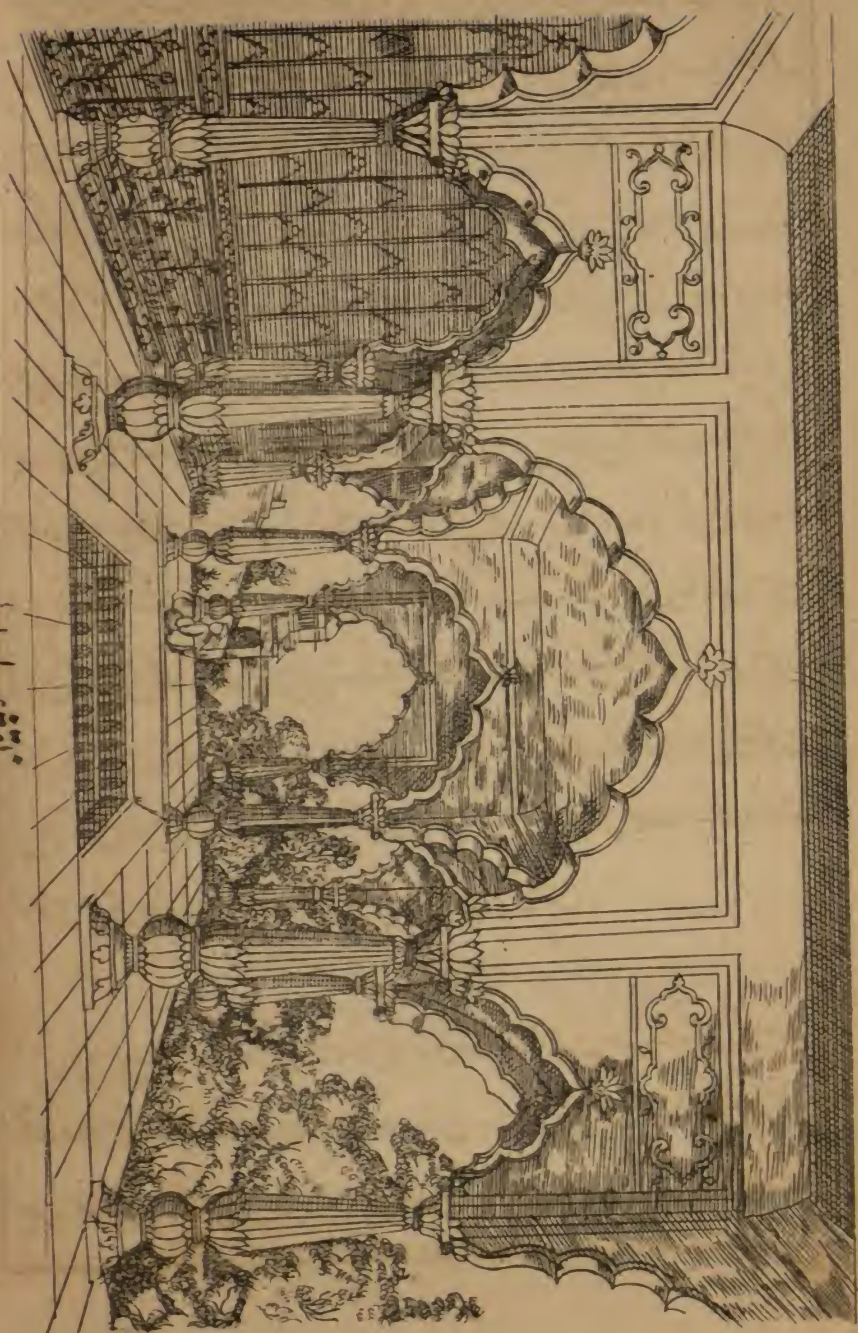
بھا دون

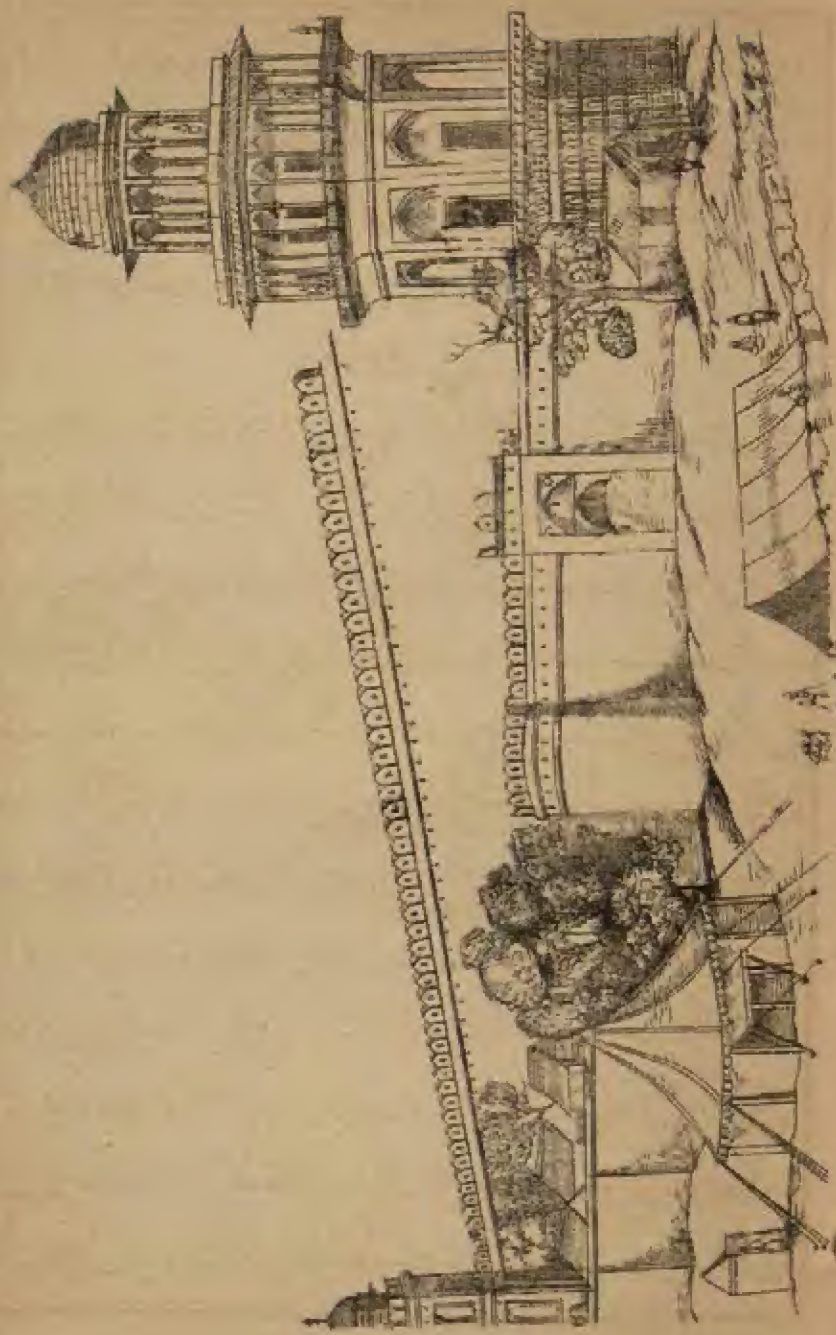
اس باغ میں جانب جنوب ایک مکان ہے سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اسکو
بھا دون کہتے ہیں چہرہ اسکا یہ کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہے اور اس پر سولہ

ستون لگا کر ایک ایوان دکشا تعمیر پایا یہو مشتمل اوپر دو ایوان کے جانب شرق مغرب
 وردو منگلے ہین آگے اور پیچھے کہ ان ستون کے سبب بیچون بیچ میں ایک چوکھنڈی
 بن گئی ہو اور اوس میں ایک حوض سنگ مرمر کا ہی چار گز پندرہ طسوکا مربع اور ڈیڑھ
 گز کا گہرا اس مکان میں نہر بہشت سے نہر آتی ہو اور حوض میں چادر بہ کر پڑتی ہو
 اور پھر اوس میں سے ٹکڑے ٹکڑے ایک اور چادر چھوٹی ہو اور نہر میں پڑتی ہو یہ عمارت
 بھی بہت نادر ہو اور اوس میں پانی کا پھرنہ اور چادرہ چھوٹا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا
 بھادون کا مینہ برستا ہو اور اسی سبب سے اس مکان کا بھادون نام رکھا
 ہوا اب اس مکان میں پانی آنے کا اور چادر میں چھوٹنے کا رستہ بالکل بند ہو گیا ہے
 اس مکان کے حوض اور چادر میں محرابی چھوٹے چھوٹے طاق بنادیے ہین
 کہ دن کو اون میں گلہ رانہاے رنگین کئے جاتے تھے اور رات کو شمع کا فوری روشن
 ہوا کرتی تھیں اور اوس کے اوپر سے پانی کی چادر پڑتی تھی اور اندر سے اون پھولوں
 کی خوشنوائی اور چراغوں کی روشنی عجیب عالم دکھاتی تھی اسکی چھت کے چاروں
 کونوں پر بھی چار برجیاں چوکھنڈی کی ستھری بنی ہوئی ہین۔

ایوان

اسی بلخ میں جانب شمال یہ عمارت ہو نری سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور بہت
 متعہ کہ اوسکی لطافت اور نفاست حد بیان سے باہر ہو اور چہرہ اسکا بعینہ مثل
 چہرہ بھادون کے ہو بال برابر بھی فرق نہیں گویا ایک مکان کو چھپاؤ اور ایک کو





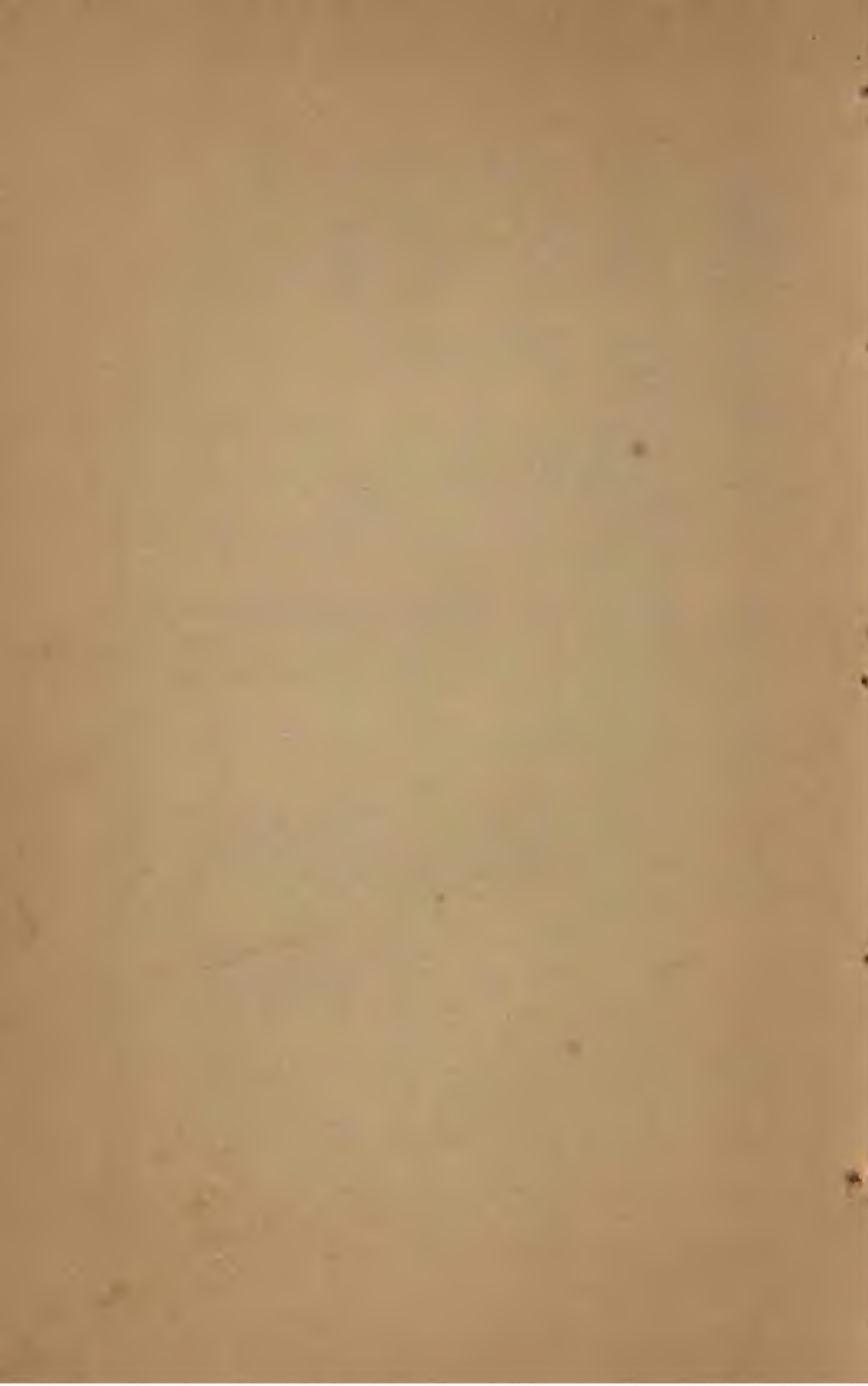
شاهج

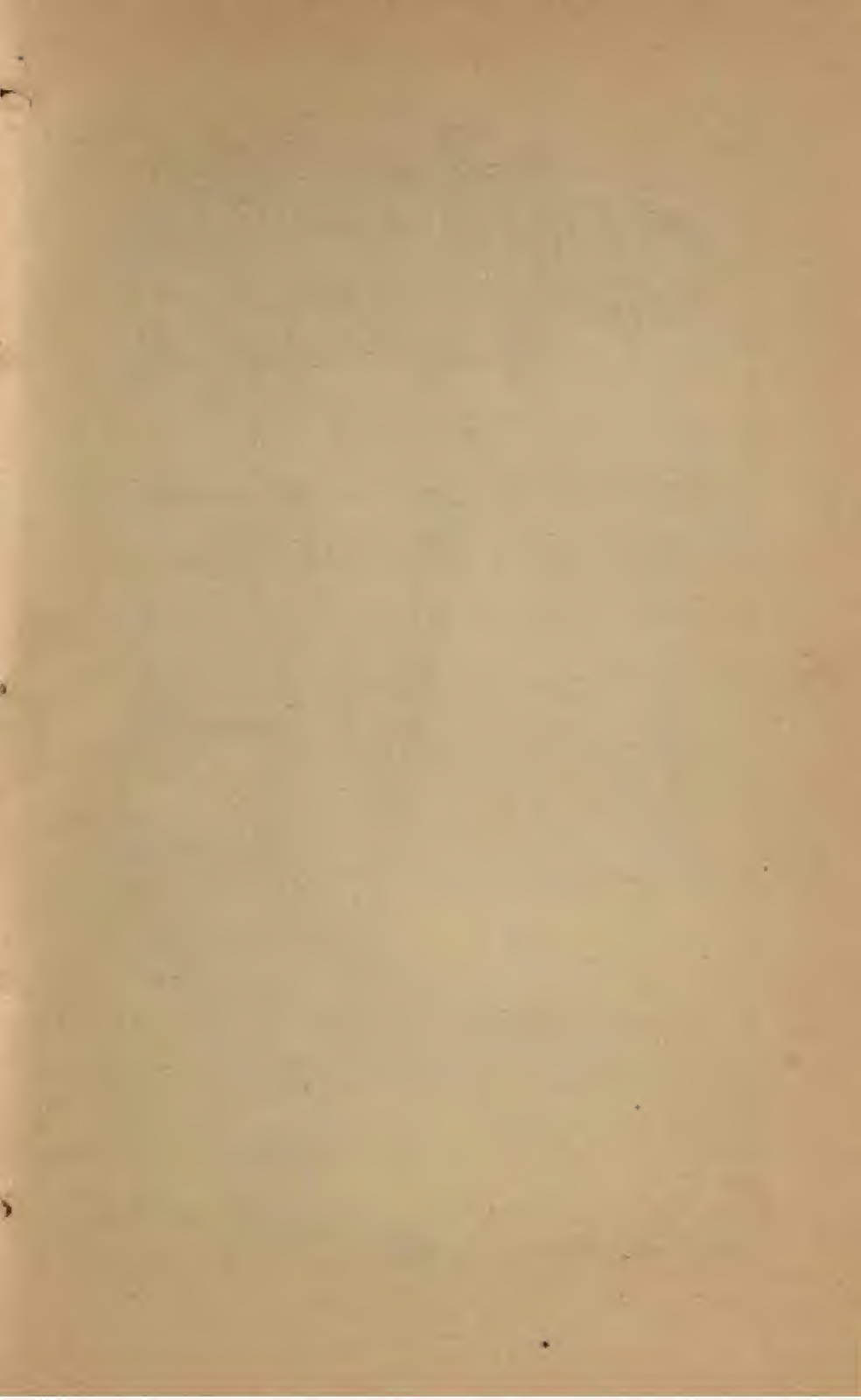
۱۰۰

نکالو ایک ذرہ فرق نہیں اور اسی طرح اس میں بھی چادر بنی ہوئی ہو اور حوض بھی بنائی
 اور اسی طرح گلستان اور چراغان رکھنے کو محرابی طاق بنائے ہیں اس سبب سے کہ
 اس مکان میں پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ جیسا ساون کا مینا سولے اس عمارت کا نام ساون کا رکھا ہے۔

شاہ برج

یہ برج بھی عجب عمارت ہے قطر اس برج کا سولہ گز کا ہے اور اسکی عمارت تین طبقے
 پر ہے پہلے طبقے کو زمین سے بارہ گز کرسی دیکر بنایا ہے اور اسکی چھت اندر سے گول
 اور اوپر سے مسطح ہے یہ عمارت تمام سنگین ہے اجارہ تک قوسنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے
 اور اوس میں اجارہ رنگین سے بچی کاری کی ہوئی ہے اور اجارہ سے چھت تک
 سنگ پٹھانی سے سفید کر کے سنہری گل بٹے بیل پتی بنائے ہیں یہ درجہ ششم ہے
 اور اسکا قطر آٹھ گز کا ہے اور اوس میں چار طاق اور دو شیشمین نیم شمش شرف بدیا بنائے
 ہیں اور اسکی روکار سنگ مرمر کی ہے طول اور عرض طاق شمالی اور شرقی کا چار گز
 کا ہے اور غربی اور جنوبی طاقوں کا طول چار گز کا اور عرض تین گز کا ہے اور ششم درجہ
 کے بیچ میں ایک حوض ہے تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور بغایت خوشنما کہ اسکی
 نسبت کاری دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور صنعت الہی یاد آتی ہے اور غربی طاق
 میں ایک آبشار ہے اور چھوٹے چھوٹے طاق محراب دار بنائے ہیں کہ اون میں
 دن کو پھول اور رات کو چراغ رکھا کرتے تھے اس آبشار کے آگے ایک حوض ہے





سنگ مرمر کا ساڑھے تین گز کے طول اور ڈھائی گز کے عرض سے اور اس حوض سے
 شرقی طاق کے کنارے تک ایک نہر پڑیڑھ گز کے عرض سے نری سنگ مرمر کی
 بہت تحفہ اور پرچین ساز اور نسبت کار اور یہ دونوں حوض بھی نہایت پرچین ساز اور
 نسبت کار میں اور عقیق اور مرجان اور اور تھپڑیش قیمت جڑے ہوئے ہیں اس نہر میں سے
 ایک نہر نکل کر غربی طاق کے حوض میں پڑتی ہے اور اس سے برج کی نہر تین آن گز
 اور تین حوض میں سے ہو کر شرقی طاق کی طرف بہتی ہے کہ اس کے نیچے دریا کی طرف
 ایک آبشار بنی ہوئی ہے سارے قلعہ میں اسی مقام سے نہر لگئی ہے اور ہر جگہ پانی جانیکہ
 قلعہ اسی برج میں بنے ہوئے ہیں اور ہر ہر قلعہ پر نام لکھا ہوا ہے کہ یہ فلاں حوض کا قلعہ
 ہے اور یہ فلاں نہر کا اور دوسرے صوبے کی عمارت بھی شمن ہو نہایت صفائی کے ساتھ
 آٹھ گز کے قطر سے اور اس کے آٹھون ضلعوں پر سراسر ایوان ہے جو بیس ستون کا اور
 میرے صوبے کی عمارت ایک شش میں ہے گنبدی آٹھ ستون پر اور اس کا بیس سنگ مرمر
 اور کلس نہری ہے غرض کہ یہ عمارت بھی بہت نفیس ہے۔

مساب باغ

یہ باغ کسی زمانے میں بہت اچھا ہوگا مگر اب تو بھرا اسکے کہ ایک بہت چوڑی نہر
 دسین جاری ہے اور اس کے غرب کی جانب سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ جال
 نے قلعہ صاحب کے چھرنے کی نقل بنائی ہے اور کچھ نہیں۔

شہر شاہجہان آباد



اس شہر کے دروائے بہت خوشنمائی سے بنے ہوئے ہیں اکثر دروازوں کی ایک ہی سی
 قطع ہوئے اسیوی مطابق ۱۶۹۱ء ہجری میں سرکار انگریزی کے حکم سے ایک رینا
 دوہار دروازہ بنا ہوا ایک دروائے میں سے آتے ہیں اور ایک میں سے جاتے ہیں
 اور کلکتہ دروازہ اسکا نام رکھا ہوا اور اسپرہ کتبہ ہے۔

کلکتہ دروازہ ۱۶۹۱ء عیسوی

اب اس شہر کے چودہ دروائے اور چودہ کھڑکیاں ہیں اور انکے نام یہ ہیں۔

نام دروازوں کے

دلی دروازہ۔ راج گھاٹ دروازہ۔ خضری دروازہ۔ کلکتہ دروازہ۔ نمبود دروازہ
 کیل گھاٹ دروازہ۔ لال دروازہ۔ کشمیری دروازہ۔ بدر دروازہ۔ کابی دروازہ
 پتھر کھٹی دروازہ۔ مسدود لاہوری دروازہ۔ اجمیری دروازہ۔ ترکمان دروازہ۔

کھڑکیوں کے نام

زینت المساجد کی کھڑکی۔ نواب احمد بخش خان کی کھڑکی۔ نواب غازی الدین خان کی کھڑکی
 نصیر گنج کی کھڑکی۔ نئی کھڑکی۔ شام گنج کی کھڑکی۔ اجمیری دروائے کی کھڑکی۔ مسدود
 سید بھولے کی کھڑکی۔ مسدود بلنباغ کی کھڑکی۔ مسدود فراش خانے کی کھڑکی۔ امیر خان
 کی کھڑکی۔ خلیل خان کی کھڑکی۔ بہادر علی خان کی کھڑکی۔ نمبود کی کھڑکی۔

ارو بازار اور چاندنی چوک

قلعہ کے لاہوری دروائے کے آگے چالیس گز چوڑا اور ایک سہزار پانسویس گز لمبا بازار ہے

کے رازندگانی شاد باشد کہ در شاہ جهان آباد باشد
 جبکہ یہ قلعہ بن چکا اور بادشاہ اسمین نے لگے یعنی ۱۰۵۸ھ ہجری مطابق ۱۶۷۵ء عیسوی
 جب ہی سے یہ شہر بھی آباد ہونا شروع ہوا چنانچہ میر بجی کاشی نے یہ تاریخ کہی
 شد شاہ جهان آباد از شاہ جهان آباد

رات آفتاب

۱۰۶۲ھ جلوسی مطابق ۱۰۶۲ھ ہجری موافق ۱۶۷۵ء عیسوی شاہ جهان کے حکم بموجب مٹی اور
 پتھر سے چار مہینے کے عرصے میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر شہر کی تفصیل تیار ہوئی مگر
 دوسرے برس برسات میں اکثر جگہ سے گر پڑی اس واسطے شاہ جهان نے چونے اور پتھر
 از سر نو بننے کا حکم دیا اور سات برس کے عرصے میں یعنی ۱۰۶۹ھ ہجری مطابق ۱۶۷۸ء ع
 میں چار لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ تفصیل تیار ہو گئی طول اسکا چھ ہزار چھ سو چونتیس گز کا
 ہوا اور چار گز کی چوڑی اور نو گز کی اونچی ہوا اور زمین ستائیس برج دس گز کے قطر
 سے ۱۰۶۹ھ عیسوی مطابق ۱۰۶۹ھ ہجری کے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی
 تو یہ تفصیل اکثر جگہ سے ٹوٹ رہی تھی سرکار کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی اور خندق
 اور دیوار بہت آراستگی سے درست کی گئی اجمیری دروائے کے باہر غازی الدین خان
 فیروز جنگ نظام الملک آصف جاہ کا مقبرہ تھا جو در سے کر مرشد ہوا و سکو بھی شہر نیاہ
 کے اندر لے لیا اور قریب ۱۰۶۹ھ عیسوی مطابق ۱۰۶۹ھ ہجری کے اوس سے کے گرد بھی شہر نیاہ
 سرکار کے حکم سے بنائی گئی اوس سے شہر نیاہ کے برج پر سنگ مرمرین یہ کتبہ کھود رکھا ہے۔

برج اکبر شاہ

شاہجہان کے وقت میں ان سب بازاروں میں بڑی بڑی بدر روئین بنی ہوئی
تھیں جنکے سبب بازار صاف رہتے تھے اور کچھ ٹھنڈے پانی تھی اب کہ عمارت
کو بالکل انقلاب ہو گیا وہ بدر روئین کچھ تو بند ہو گئیں اور کچھ مل گئیں اس سبب سے
یاد از خراب رہتے تھے ۱۶۵۷ء عیسوی مطابق ۱۰۶۷ھ ہجری مقرر تھا اس میں
صاحب کلکتہ اور صاحب محبت شہر شاہجہان آباد نے بازاروں کی صفائی اور شہر
کی آرائشی پر بہت صرف کی اکثر جگہ نئی بدر روئین بنوائیں اور بعض جگہ پرانے
بدر روئین کو صاف کیا اور نئے بازاروں میں دونوں طرف دوکانوں کے بیچے
پختہ بدر روئین بنا کر شہر کے باہر پانی نکلا دیا دوکانوں کے آگے سنگ سڑک
کے خوبصورت چبوترے بنائے اور نئے بازاروں میں رات کو دھڑلے لٹینوں
کی روشنی ہونے لگی اس سبب سے اس شہر کو اور ہی زیب و زینت اور رونق ہو گئی

فیض نگر

اول بانی نگر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہوا سن ۱۳۹۱ھ ہجری مطابق
۱۹۷۸ء عیسوی کے اس نگر کو سواہر گنہ خضر آباد میں دریا سے کاٹا اور تیس کوں
ہم پر گنہ سفید و ن میں جہان او سکی شکار گاہ تھی لاکر چھوڑ دیا پھر کسی بادشاہ کو
او کا خیال نہ رہا کہ وہ نہر بن ہو گئی تھی ۱۶۷۹ھ ہجری مطابق ۱۰۸۹ء عیسوی کے
جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے
اس نگر کو پھر صاف کرایا اور اپنی جاگیر میں لایا اور نہر شہاب اسکا نام رکھا ایک

اچھلے تاریخ کی کتابوں میں اس بازار کو لاہوری بازار کرکھیا جو اس بازار کو سنہ
ہجری مطابق ۱۰۷۱ عیسوی کے جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے بنایا
قلعہ کے لاہوری دروازے سے چار سو اسی گز پر ایک چوک ہے اسی گز کا مربع اس
چوک میں کو توالی چوہترہ ہے اس چوک سے چار سو گز آگے ایک اور چوک ہے بہشت
پہل سو گز سے سو گز اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہیں اسکے گرد بہت خوبصورت
دکانیں بنی ہوئی ہیں اور شمال کی طرف باغ ہے جسکو صاحب آباد یا بیگم کا باغ کہتے
ہیں اسکے آگے چار سو ساٹھ گز لنبا اور بازار ہے اور سراسر زمین نہر بہتی ہے
اسی بازار کے سرے پر فتحپوری مسجد ہے۔

فیض بازار

قلعہ کے دلی دروازے کے سامنے ایک بازار ہے ایک ہزار پچاس گز کا لنبا
اور تیس گز کا چوڑا اور اسکے دونوں طرف پختہ دکانیں بنی ہوئی تھیں اور بیچ میں بہت
خوبصورتی سے نہر بہتی تھی اس بازار کو اکبر آبادی محل شاہجہان کہ بیوی نے
سنہ ۱۰۷۱ ہجری مطابق ۱۰۷۱ عیسوی میں بنایا تھا اور اکبر آبادی مسجد بھی اسی
بازار میں ہے اس بازار کا نام تاریخ کی کتابوں میں اکبر آبادی بازار ہے دو وزن
بازار شاہجہانی شہر کے ساتھ کے بنے ہوئے ہیں اور باقی اور بازار فرستہ
بنے گئے ہیں۔

آرا سنگی بازار اور شہر

فہرست تیسری باب اشار الصنادید کی جس میں بادشاہوں
اور امیروں کی متصرف بنائی ہوئی عمارتوں کا ذکر ہے

نمبر	نام مکان	نام ان کی جس کے غرض بنی	نام بادشاہ جس کے غرض بنی	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱	لوہے کی لاٹھ	راجہ سیدھاوی عرف دھاوا	راجہ دھاوا	تختنا سال ۸۹۵ قبل حضرت عیسے کے کندہ ہوئے ہیں	اس لاٹھ پر سندھیوں پر فتحیابی کا فتحنامہ کندہ ہے مگر رواج خطا ہے بہت ہوتا ہے کہ یہ حرف پانچویں صدی بعد حضرت عیسے کے کندہ ہوئے ہیں	۲
۲	لاٹھ اشوکا منارہ زرین یا لاٹھ فرشتہ	راجا اشوکا	راجا اشوکا	سال ۲۹۸ قبل	۱۱۱۱ سال ۲۹۸ قبل	۳
۳	لاٹھ اشوکا سینا رتھ کوٹش شکار	راجا اشوکا	راجا اشوکا	سال ۲۹۸ قبل	۱۱۱۱ سال ۲۹۸ قبل	۸
۴	ایک لور	ایک پال تور	ایک پال تور	۵۷۷	۶۷۷	۹
۵	ایک تال	ایک پال تور	ایک پال تور	۵۷۷	۶۷۷	۱۰
۶	سوچ کٹھ	سوچ پال	ایک پال تور	۵۷۷	۶۷۷	۱۱
۷	بتخانہ واقع قط صاحب	پرتھی ہاج راہی پتھو	۵۳۸	۵۳۸	۵۷۷	۱۱
۸	مسجد قوت الاسلام	قطب الدین ایک پال	سلطان معز الدین	۵۷۷	۵۷۷	۱۲
۹	ایک	تتم سلطان معز الدین	سلطان معز الدین	۵۷۷	۵۷۷	۱۳
۱۰	ایک	تتم سلطان معز الدین	سلطان معز الدین	۵۷۷	۵۷۷	۱۴

یہ نہر پھر بند ہو گئی تھی ۱۳۱۸ء ہجری مطابق ۱۸۰۱ء عیسوی کے شہاب الدین محمد
 شاہ جہان نے اس نہر کے سفید و نر تک صاف ہونے کا اور سفید و نر سے
 قلعہ شاہ جہان تک نئی کھدنے کا حکم دیا چنانچہ یہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ
 بن چکا تو قلعہ اور شہر میں جاری ہوئی ایک مدت بعد اس
 نہر کا پھر وہی حال ہو گیا تھا تخمیناً ۱۳۲۸ء عیسوی مطابق
 ۱۸۱۰ء ہجری کے سرکار انگریزی نے
 پھر نہر کو جاری کیا اور اب تک
 بدستور جاری ہی اور
 مرمت اور شکست و
 رنجیت تیار اور
 مصفا
 رہتی ہے
 فقط

نمبر	نام مکان	نام صاحب کا	نام بادشاہ		سال بنا		کیفیت	صفہ
			جنگل	عید	عید	عید		
۱۹	حوض علانی	سلطان	سلطان	۹۵	۱۲۹۵	فیروز شاہ کے وقت میں حوض خاص کا نام ہوا	۲۷	
۲۰	مقبرہ سلطان	قطب الدین	قطب الدین	۱۷	۱۳۱۷		۲۷	
۲۱	باغیچہ درگاہ	حضرت	غیاث الدین	۲۱	۱۳۲۱	محمود غزنوی کے زمانہ میں بنایا گیا	۲۸	
۲۲	مقبرہ غیاث الدین	محمد عادل	محمد عادل	۲۵	۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بی بی حسین قبری	۲۹	
۲۳	درگاہ حضرت	تغلق شاہ	تغلق شاہ	۲۵	۱۳۲۵	تغلق شاہ کے زمانہ میں بنایا گیا	۳۰	
۲۴	مقبرہ غیاث الدین	محمد عادل	محمد عادل	۲۵	۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بی بی حسین قبری	۳۱	
۲۵	درگاہ حضرت	تغلق شاہ	تغلق شاہ	۲۵	۱۳۲۵	تغلق شاہ کے زمانہ میں بنایا گیا	۳۲	
۲۶	مقبرہ غیاث الدین	محمد عادل	محمد عادل	۲۵	۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بی بی حسین قبری	۳۳	
۲۷	درگاہ حضرت	تغلق شاہ	تغلق شاہ	۲۵	۱۳۲۵	تغلق شاہ کے زمانہ میں بنایا گیا	۳۴	
۲۸	مقبرہ غیاث الدین	محمد عادل	محمد عادل	۲۵	۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بی بی حسین قبری	۳۵	
۲۹	درگاہ حضرت	تغلق شاہ	تغلق شاہ	۲۵	۱۳۲۵	تغلق شاہ کے زمانہ میں بنایا گیا	۳۶	
۳۰	مقبرہ غیاث الدین	محمد عادل	محمد عادل	۲۵	۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بی بی حسین قبری	۳۷	
۳۱	درگاہ حضرت	تغلق شاہ	تغلق شاہ	۲۵	۱۳۲۵	تغلق شاہ کے زمانہ میں بنایا گیا	۳۸	
۳۲	مقبرہ غیاث الدین	محمد عادل	محمد عادل	۲۵	۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بی بی حسین قبری	۳۹	
۳۳	درگاہ حضرت	تغلق شاہ	تغلق شاہ	۲۵	۱۳۲۵	تغلق شاہ کے زمانہ میں بنایا گیا	۴۰	
۳۴	مقبرہ غیاث الدین	محمد عادل	محمد عادل	۲۵	۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بی بی حسین قبری	۴۱	
۳۵	درگاہ حضرت	تغلق شاہ	تغلق شاہ	۲۵	۱۳۲۵	تغلق شاہ کے زمانہ میں بنایا گیا	۴۲	
۳۶	مقبرہ غیاث الدین	محمد عادل	محمد عادل	۲۵	۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بی بی حسین قبری	۴۳	
۳۷	درگاہ حضرت	تغلق شاہ	تغلق شاہ	۲۵	۱۳۲۵	تغلق شاہ کے زمانہ میں بنایا گیا	۴۴	
۳۸	مقبرہ غیاث الدین	محمد عادل	محمد عادل	۲۵	۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بی بی حسین قبری	۴۵	
۳۹	درگاہ حضرت	تغلق شاہ	تغلق شاہ	۲۵	۱۳۲۵	تغلق شاہ کے زمانہ میں بنایا گیا	۴۶	
۴۰	مقبرہ غیاث الدین	محمد عادل	محمد عادل	۲۵	۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بی بی حسین قبری	۴۷	

نمبر	نام مکان	نام صحن یا فی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنایا	سال بنا عیسوی	ہجری	کیفیت	صفحہ
۸	ایضاً	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			تین تین محرابیں اور بنوائیں اور لاٹھ پر پانچ درجے اور بڑھائے تختہ پتھر پر بنایا	۲۰
۹	ایضاً	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			قبر سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۱۵
۱۰	ایضاً	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			بڑھانا چاہا اور دوسری لاٹھ پہلی لاٹھ سے دو گنی بنانی چاہی کہ ناتمام رہ گئی۔	۱۴
۱۱	حوض منسی	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			قبر سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۲۲
۱۲	مقبرہ سلطان غازی	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			قبر سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۲۳
۱۳	مقبرہ سلطان علاء الدین	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			قبر سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۲۴
۱۴	مقبرہ سلطان علاء الدین	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			قبر سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۲۵
۱۵	مقبرہ سلطان علاء الدین	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			قبر سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۲۵
۱۶	مقبرہ سلطان علاء الدین	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			قبر سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۲۵
۱۷	مقبرہ سلطان علاء الدین	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			قبر سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۲۶
۱۸	مقبرہ سلطان علاء الدین	قبر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			قبر سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۲۶

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	تبرجہ
				ہجری	عیسوی		
۴۷	مقبورہ لنگر خان		سلطان سکندر	۹۰۰	۱۵۹۴		۴۵
۴۸	تبرجہ		سلطان سکندر	۹۰۰	۱۵۹۴		۴۵
۴۹	راہنچی ٹائین	دولت خان	سلطان سکندر	۹۲۲	۱۵۰۶		۴۵
۵۰	مقبورہ سلطان سکندر	سلطان ابراہیم	سلطان ابراہیم	۹۲۳	۱۵۱۷		۴۶
۵۱	درگاہ یوسف قتال	شیخ علاء الدین	بابر بادشاہ	۹۳۲	۱۵۲۶		۴۶
۵۲	درگاہ مولانا جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	۹۳۵	۱۵۲۸		۴۷
۵۳	مسجد درگاہ جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	۹۳۵	۱۵۲۸		۴۷
۵۴	نیلی چٹتری	ہمایون بادشاہ	ہمایون بادشاہ	۹۳۹	۱۵۳۲		۴۸
۵۵	درگاہ امام ضامن	امام ضامن	ہمایون بادشاہ	۹۴۲	۱۵۳۷		۴۸
۵۶	درگاہ حضرت قطب صاحب	خلیل السرخان	شیر شاہ	۹۴۸	۱۵۴۱		۴۹
۵۷	مسجد قلندر گنہ	شیر شاہ	شیر شاہ	۹۴۸	۱۵۴۱		۵۰
۵۸	شیر منڈل	شیر شاہ	شیر شاہ	۹۴۸	۱۵۴۱		۵۱
۵۹	مسجد مقبرہ خیر پور	خیر خان	شیر شاہ	۹۵۰	۱۵۴۳		۵۲
۶۰	کھاری بالولی	عماد الملک خواجہ عبداللہ	اسلام شاہ	۹۵۲	۱۵۴۵		۵۲

نمبر	نام مکان	نام اصل یا بنی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	تصنیف
				ہجری	عیسوی		
۳۳	مسجد جواہرہ قدم شریفیت	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۷۷	۱۳۷۲		۳۸
۳۴	درگاہ حضرت سید محمود ہمدانی		فیروز شاہ	۷۷۸	۱۳۷۳		۳۸
۳۵	کالی مسجد شہر خان جہان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۸۹	۱۳۸۷		۳۹
۳۶	مسجد گیم پور	خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹	۱۳۸۷		۳۹
۳۷	مسجد کالو سرا	خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹	۱۳۸۷		۳۹
۳۸	مسجد کٹرکی	خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹	۱۳۸۷		۴۰
۳۹	مقبرہ فیروز شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	۷۹۲	۱۳۸۹		۴۰
۴۰	خضر کی کٹھی	البرص خجہ مبارک شاہ	مبارک شاہ	۸۲۴	۱۴۲۱	خضر خان کا یہ مقبرہ ہے۔	۴۱
۴۱	مبارک پور کٹرک	محمد شاہ	محمد شاہ	۸۳۷	۱۴۳۴		۴۱
۴۲	مقبرہ محمد شاہ	علاء الدین عالم شاہ	علاء الدین عالم شاہ	۸۴۹	۱۴۴۵		۴۲
۴۳	مقبرہ سلطان بہلول	سلطان سکند	سلطان سکند	۸۹۲	۱۴۸۹		۴۳
۴۴	تخت برج زمرد پور	زمرد خان	سلطان سکند	۸۹۴	۱۴۹۱		۴۳
۴۵	بستی بڑی	بستی اجہ سرا	سلطان سکند	۸۹۴	۱۴۹۱		۴۳
۴۶	موتھ کی مسجد	شہاب الدین	سلطان سکندر	۸۹۴	۱۴۸۸		۴۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنایا گیا	سال بنا	کیفیت	نمبر صفحہ
۷۵	کوس منارہ	جہانگیر	جہانگیر	۱۰۲۸	۱۶۱۸	۶۰
۷۶	پل سلیم گڑھ	جہانگیر	جہانگیر	۱۰۳۱	۱۶۲۱	۶۰
۷۷	مشین فرید	شیخ فرید	جہانگیر	۱۰۳۳	۱۶۲۳	۶۱
۷۸	نیلہ برج مقبرہ ہشتم	عبدالرحیم خان خانان	جہانگیر	۱۰۳۲	۱۶۲۲	۶۱
۷۹	مقبرہ کوکٹا شیخ مقبرہ کوکٹا شیخ	سیر داغ عزیز کوکٹا شیخ	جہانگیر	۱۰۳۴	۱۶۲۴	۶۲
۸۰	مقبرہ خان خانان	عبدالرحیم خان خانان	جہانگیر	۱۰۳۶	۱۶۲۶	۶۲
۸۱	مقبرہ سید عابد	خان خانان	شاہجہان	۱۰۳۶	۱۶۲۶	۶۳
۸۲	خاص محل	خاص محل	شاہجہان	۱۰۴۲	۱۶۳۲	۶۳
۸۳	مقبرہ شیخ عبدالحق	شیخ الاسلام	شاہجہان	۱۰۵۲	۱۶۴۲	۶۳
۸۴	جامع مسجد	شاہجہان	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۶۴
۸۵	دارالشفقت ودارالشفقت	شاہجہان	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۶۹
۸۶	باغ بیگم	جہان آبیگم	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۶۹
۸۷	مسجد فتح پوری	فتح پوری بیگم	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۷۰
۸۸	مسجد اکبر آبادی	اکبر آبادی بیگم	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۷۰

نمبر	نام مکان	نام صاحب یا نامی که جسکه عیدین بنا	سال بنا		کیفیت	توضیح
			عیسوی	هجری		
۶۱	مقبره عیسی خان	عیسی خان	۱۵۲۴	۹۵۲	اسلام شاه	۵۳
۶۲	مسجد عیسی خان	عیسی خان	۱۵۲۴	۹۵۲	اسلام شاه	۵۳
۶۳	مسجد و گاه قطب صاحب	اسلام شاه	۱۵۵۸	۹۵۸	اسلام شاه	۵۳
۶۴	عرب سرا	حاجی بگیم	۱۵۶۸	۹۶۸	اکبر شاه	۵۴
۶۵	خیابان نازل	ماهم بگیم	۱۵۶۹	۹۶۹	اکبر شاه	۵۴
۶۶	بجول بھلیان مقبره اوچم خان	اکبر بادشاه	۱۵۶۹	۹۶۹	اکبر بادشاه	۵۴
۶۷	مقبره جلیون	حاجی بگیم	۱۵۶۵	۹۷۳	اکبر بادشاه	۵۵
۶۸	مقبره جلیون یا مقبره نور خان	نواب نور خان	۱۵۶۵	۹۷۳	اکبر بادشاه	۵۶
۶۹	مقبره بک خان	کوکلتاش خان	۱۵۶۶	۹۷۳	اکبر بادشاه	۵۷
۷۰	درگاه حضرت خواجہ باقی	اکبر بادشاه	۱۶۰۳	۱۰۱۲		۵۷
۷۱	درگاه حضرت امیر خسرو	عماد الدین حسن نور الدین جمشید	۱۶۰۵	۱۰۱۲		۵۸
۷۲	چیلخانہ یا سرا فرید خان	فرید خان	۱۶۰۸	۱۰۱۷	جہانگیر	۵۸
۷۳	بارہ پلہ	آغامان	۱۶۱۲	۱۰۲۱	جہانگیر	۵۹
۷۴	منڈی	آغامان	۱۶۱۲	۱۰۲۱	جہانگیر	۵۹

نمبر	نام مکان	نام پانی کا	نام بادشاہ جسے محمد بن بابا	سال بنا		کیفیت	میں
				هجری	عیسوی		
۱۰۳	محمد شاہ عالم بادشاہ	جہاندار شاہ	جہاندار شاہ	۱۱۲۲	۱۷۱۲	شاہ عالم اور کبر شاہ کی بھی میں قریب	۷۹
۱۰۴	برج مقبرہ بایان		رفیع الدرجا	۱۱۳۱	۱۷۱۸		۸۰
۱۰۵	سنہری مسجد کٹرلی	روشن الدولہ	محمد شاہ	۱۱۳۲	۱۷۲۱		۸۱
۱۰۶	مسجد میریہ	شرف الدولہ	محمد شاہ	۱۱۳۵	۱۷۲۲		۸۱
۱۰۷	جنتر منتر	راجہ سواجی	محمد شاہ	۱۱۳۷	۱۷۲۴	اس سے خازین انگریز بھی شریک تھے	۸۱
۱۰۸	شاہ مردان	نواب قادیان	محمد شاہ	۱۱۳۷	۱۷۲۴		۸۷
۱۰۹	قصر المساجد	قصر النساخانم	محمد شاہ	۱۱۴۱	۱۷۲۸		۸۸
۱۱۰	باغ محمد رضا	ناظر محمد رضا	محمد شاہ	۱۱۴۱	۱۷۲۸		۸۹
۱۱۱	گھاٹا گھوڑ		محمد شاہ	۱۱۵۰	۱۷۳۷		۸۹
۱۱۲	مسجد روشن الدولہ	روشن الدولہ	محمد شاہ	۱۱۵۸	۱۷۴۵		۹۰
۱۱۳	باغ ناظر	ناظر و رافون	محمد شاہ	۱۱۶۱	۱۷۴۸		۹۱
۱۱۴	مسجد محمد شاہ	محمد شاہ	محمد شاہ	۱۱۶۱	۱۷۴۸		۹۱
۱۱۵	قادیان باغ	نواب قادیان	احمد شاہ	۱۱۶۲	۱۷۴۸		۹۲
۱۱۶	چوٹی مسجد	احمد شاہ	احمد شاہ	۱۱۶۴	۱۷۵۰		۹۲
۱۱۷	سنہری مسجد	جاوید خواجہ	احمد شاہ	۱۱۶۵	۱۷۵۱		۹۲
۱۱۸	مقبرہ مستند	شجاع الدولہ	عالمگیر ثانی	۱۱۶۷	۱۷۵۳		۹۳

نمبر	نام مکان	نام آستانه که جسکه غمدین بنا	سال بنا هجری عیسوی	کیفیت	نمبر صفحه
۸۹	مسجد سرنندی	سرنندی بگیم	۱۰۶۰ ۱۶۵۰	شاهجهان	۷۱
۹۰	باغ شالار	شاهجهان	۱۰۶۳ ۱۶۵۳	شاهجهان	۷۱
۹۱	باغ روشن کیم	روشن آرا بگیم	۱۰۶۳ ۱۶۵۳	شاهجهان	۷۲
۹۲	باغ سرنندی	سرنندی بگیم	۱۰۶۳ ۱۶۵۳	شاهجهان	۷۲
۹۳	قلعه دوقی مسجد	عالمگیر	۱۰۷۰ ۱۶۵۹	عالمگیر	۷۳
۹۴	مصحف جهان آرا بگیم	جهان آرا بگیم	۱۰۹۲ ۱۶۸۱	عالمگیر	۷۳
۹۵	مسجد ناله	عالمگیر	۱۱۰۰ ۱۶۸۸	عالمگیر	۷۴
۹۶	درگاه حضرت حیدر بن رسول	عالمگیر	۱۱۰۳ ۱۶۹۱	عالمگیر	۷۴
۹۷	چهار حوض	غازی الدین خان	۱۱۱۲ ۱۷۰۰	عالمگیر	۷۵
۹۸	مسجد اوزنگ آبادی	اوزنگ آلا بگیم	۱۱۱۳ ۱۷۰۳	عالمگیر	۷۷
۹۹	تقبره النسا بگیم	عالمگیر	۱۱۱۴ ۱۷۰۳	عالمگیر	۷۷
۱۰۰	موتی مسجد قطب صاحب	بهادر شاه	۱۱۲۱ ۱۷۰۹	بهادر شاه	۷۷
۱۰۱	زمینت المساجد	زمینت النسا بگیم	۱۱۲۲ ۱۷۱۰	بهادر شاه	۷۸
۱۰۲	تقبره غازی بن غازی الدین خان	بهادر شاه شاه عالم	۱۱۲۲ ۱۷۱۰	بهادر شاه	۷۸

میراب

نمبر نام مکان	نام صاحبان کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	بیمبر
			ہجری	عیسوی		
۱۱۹	کا لکا	شاہ عالم	۱۱۷۸	۱۷۶۴		۹۴
۱۲۰	لال بنگلہ	شاہ عالم	۱۱۹۳	۱۷۷۹		۹۶
۱۲۱	مقبورہ مخمجان	شاہ عالم	۱۱۹۵	۱۷۸۰		۹۷
۱۲۲	جینو کا پڑا ہوا سرسبز لال	شاہ عالم	۱۲۱۵	۱۸۰۰		۹۷
۱۲۳	گر جاکھر	کنیل اسکر چارم	۱۲۳۲	۱۸۲۶		۹۸
۱۲۴	جوک مایا	راجہ سید محل چارم	۱۲۴۳	۱۸۲۷		۹۸
۱۲۵	جینو کا پڑا ہوا سرسبز لال	شاہ عالم	۱۲۴۴	۱۸۲۸		۹۹
۱۲۶	کوٹھی چان	شاہ عالم	۱۲۴۴	۱۸۲۸		۱۰۰
۱۲۷	محبوبہ اجاگیر متار محل	ولیم چارم	۱۲۴۴	۱۸۲۸		۱۰۰
۱۲۸	ظفر محل	بہادر شاہ ملکہ وکٹوریہ	۱۲۵۸	۱۸۴۲		۱۰۱
۱۲۹	ہیر محل	بہادر شاہ ملکہ وکٹوریہ	۱۲۵۸	۱۸۴۲		۱۰۱
۱۳۰	کوٹھی کلا	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۰	۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۱	باؤی قطب متا حافظہ دود	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۰	۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۲	آہنی پل ہڈن گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۳	۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۳	لال ڈکی	گورنمنٹ انگریزی	۱۲۶۳	۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۴	پل جدید کمبود گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۸	۱۸۵۳		۱۰۳

خلاصہ مضمون یہ ہے کہ والی سندھ نے فوج جمع کی تھی راجہ دھوا سے لڑنے کو
 بعد لڑائی کے راجہ دھوا نے فتح پائی اور یہ لاٹھ بطور یادداشت اپنی فتح کی بنائی
 مگر قبل از بنے لاٹھ کے مرگیا جس پر نسب صاحب لکھتے ہیں کہ اس راجہ کا اور کچھ
 حال نہیں معلوم ہوا بجز اسکے کہ ہستناپور کے راجاؤں میں کاراجہ ہوا اور اس قسم
 کے ناگری حرف تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسیٰ میں جاری تھے اس سبب
 سے خیال کیا ہے کہ یہ لاٹھ پانچویں صدی سے بہت دیر سے بلکہ آٹھویں صدی
 میں بعد حضرت عیسیٰ کے بنی ہم اس بات کے ماننے سے انکار کرتے ہیں کہ
 سبب یہ ہے کہ راجاؤں کی تاریخ کے عیسوی سے مسلمانوں کی عملداری ہونے
 تک بصحت تمام ملتی ہے جو حسین کچھ شک نہیں اون تاریخوں میں اس راجہ کا ذکر نہیں
 علاوہ اسکے اس لاٹھ پر مت کندہ ہونے سے یقین پڑتا ہے کہ بکراجیت سے
 پہلے کی ہے کیونکہ بکراجیت کے پیچھے مت لکھنے کا اور کوئی نہ کوئی سنہ مقرر کر دینا
 بالکل رواج ہو گیا تھا اسکے سوا اس زمانے میں ہستناپور کے راجاؤں کا راج
 بالکل جاتا رہا تھا ان دلیوں سے ہمارے نزدیک یہ لاٹھ راجہ میدھاوی عرف
 راجہ دھاوا کی بنائی ہوئی ہے جو جد ہشتر کی اولاد میں سے اونیوان راجہ ہوا اگرچہ
 یہ راجہ اندرپت میں آئے تھے الا قدیم تنگ گاہ اذ کا ہستناپور تھا اسی سبب سے
 ہستناپور کے راجہ کہلاتے تھے مذہب اس راجہ کا بیشنوی تھا لاٹھ کے کتبے
 سے بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے مروج تاریخ کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ

اس لاٹھ پر
 لکھا ہے کہ
 راجہ دھاوا
 نے فتح پائی
 اور یہ لاٹھ
 بطور یادداشت
 بنائی

اس لاٹھ پر
 لکھا ہے کہ
 راجہ دھاوا
 نے فتح پائی
 اور یہ لاٹھ
 بطور یادداشت
 بنائی

اس لاٹھ پر
 لکھا ہے کہ
 راجہ دھاوا
 نے فتح پائی
 اور یہ لاٹھ
 بطور یادداشت
 بنائی

اس لاٹھ پر
 لکھا ہے کہ
 راجہ دھاوا
 نے فتح پائی
 اور یہ لاٹھ
 بطور یادداشت
 بنائی

تیسرا باب

بادشاہوں اور امیروں کی متفرق بنائی ہوئی عمارتوں کے بیان میں
لوہے کی لاٹھ

یہ لاٹھ راجہ دھاوا یا امیدھاوی کی قطب صاحب کے مینار کے پاس ہے اور سر سے
پانوں تک لوہے کی ڈھلی ہوئی ہے اس کے سرے پر لوہے کے ٹکڑوں میں جڑھالتے وقت
منبت کاری اور مرغولین بہت خوبصورت بنائی ہیں بلندی اس لاٹھ کی زمین پر سے
بائیس فٹ چھ انچ اور محیط موٹائی جڑ کا پانچ فٹ تین انچ ہے ایک کہانی مشہور ہے
کہ لے پتھوراکے وقت میں پنڈتوں نے اس لاٹھ کو راجہ باسک کے سر پر گاڑا
تھا اس غرض سے کہ لے پتھوراکے خاندان کی عملداری کبھی ٹٹلے مگر یہ بات بالکل
غلط ہے اس لاٹھ پر سنسکرت زبان اور ناگری حرفوں میں تین اشلوک کندہ ہیں جن کا

چوتھی میرٹھ کے نواح میں پانچویں موضع نوہر میں ان پانچوں لاکھون کو راجہ اشوکا عرت
 بیاسی نے بنایا تھا چنانچہ اس لاکھ پر دو کتبہ کھوٹے ہوئے ہیں پہلا کتبہ اسی راجہ کے
 نام کا ہے اس کتبہ کی زبان پالی اور سنسکرت آمیز ہے اور حروف بھی بہت پرانے
 خط کے ہیں جو دیوناگری حروف سے پہلے تھا اور اوسمیں بدھ کے مذہب کی تعلیم
 اور جان دار کو دکھ نہینے اور مجرم پر سزائے قصاص اور سیاست بدنی جاری
 نہ کرنے کے احکام لکھے ہیں لیکن یہ کتبہ کسی پہلے زمانے میں پڑھا نہین گیا اور
 فیروز شاہ نے بھی بہت پنڈت جمع کیے الاون سے بھی پڑھا نہین گیا مگر
 جسمن رنسب صاحب نے اس کتبہ کو پڑھا وہ کہتے ہیں کہ راجہ اشوکا پوتا تھا چند کتبہ
 کا اور صوبہ دار اوجین کا تیس سو پچیس سال قبل حضرت مسیح وہ مسند نشین ہوا اُسے
 ۲۲ جلوس مطابق دو سو اٹھائیس سال قبل حضرت مسیح یہ لاکھ بانی فارسی راجوں
 سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راجہ دراصل کشمیر کا راجہ تھا اور تمام ہندستان میں مع قنوج
 اوسکا عمل تھا اوسکے وقت میں مذہب کے بابت گفتگو ہوئی بلکہ اسی سبب
 سے تمام رعایا ناراض ہو گئی اور اوسکو لاچار ریاست چھوڑنی پڑی ان لاکھون
 پر مذہب کی گفتگو نہ ہونے سے یقین پڑتا ہے کہ یہی راجہ اشوکا جو سکندر السلطنت
 کشمیر تھی انھیں فارسی تاریخوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ راجہ اشوکا تخمیناً
 ایک ہزار تین سو تھتر سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تھا مگر ہم پہلی بات
 کو صحیح جانتے ہیں دوسرا کتبہ اس لاکھ پر بدیو چوہان کے نام کا ہے پہلے

دیکھو کتبہ نمبر ۱

ہفت سیم

تاریخ فیروز شاہی
 تاریخ خلعت
 اگر کوہ پل سوئی محل
 کن پڑھو ۱۲۹
 و غیرہ در لاشا
 سوئی کا کتبہ ۱۶۹

آمین الہی تاریخ کشمیر

دیکھو کتبہ نمبر ۲

راجہ میدھاوی ایک ہزار نو سو پانچ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا الا انگریزی
 مورخوں نے جو صحیح حساب راجہ جد ہشتر کی مسند نشینی کا نکالا ہے اس حساب
 سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راجہ آٹھ سو پچانوے سال قبل حضرت مسیح مسند نشین
 ہوا تھا اور اسی سبب سے ہماری رائے میں یہ لاکھ نوین صدی میں قبل حضرت
 مسیح بنی الانا تمام پڑی رہی ایک مدت بعد کسی راجہ نے راجہ دھاوا کا فتح نامہ
 جس مقصد سے اس راجہ نے اسکو بنایا تھا کہ وہ اگر لاکھ کو نصب کر دیا کہ عجیب
 نہیں کہ یہ بات تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسیٰ کے ہوئی ہو جبکہ راجہ
 نے اس لاکھ کے قریب قلعہ اور بت خانہ بنایا تب یہ لاکھ بت خانے کے صحن میں
 آگئی اور جب وہ بت خانہ توڑ کر قطب الدین ایک نے مسجد بنائی تب یہ لاکھ
 مسجد کے صحن میں آگئی چنانچہ اب تک مسجد کے صحن میں موجود ہی رہا حال یہ لاکھ
 ایک عجیب چیز ہے اب تک اس میں کچھ نقص نہیں آیا شاید گولے کے صدمے سے
 ایک مقام پر تھوڑا سا بال آگیا ہو نوجوان آدمی اس لاکھ کو گولی میں کپڑے میں
 اور یہ کھیل کھیلتے ہیں کہ جسکی گولی میں یہ لاکھ آجائے وہ حلال کا اور جسکی گولی میں
 نہ آئے وہ حرام کا ہے۔

لاکھ اشوکا یا منارہ زرین یا لاکھ فیروز شاہ

یہ لاکھ پتھر کی ہے اور لوگ کو زندہ کا پتھر بتاتے ہیں اور بت مانت بنائی ہے اسکے ساتھ
 کی پانچ لاکھین تھیں ایک را دھیا میں دوسری ماہتا میں تیسری آد آباد میں

بانس باندھے اور کپے چمڑے سے ساری لاٹھ کو منڈھ دیا کہ کسی طرح کا صدمہ نہ پہنچے اور
 اس کے لائے کو ایک چھکڑہ یا لیس پیسے کا بنایا اور بہت سے آدمیوں نے
 لکڑیاں باندھ کر اس لاٹھ کو اوٹھایا اور چھکڑے پر رکھا اور اس کے ہر ایک پیسے میں
 بہت مضبوط رسیاں باندھیں اور رسیوں کو دو دو سو آدمی لکڑی چینیچے تھے جب
 چھکڑا چلتا تھا اس طرح ہزار مشقت لاٹھ کو دریا کے کنارے پر لائے جو موضع نوہر
 پہنچے بہتا تھا اور بہت بڑی بڑی کشتیاں باندھ کر اس لاٹھ کو کشتیوں پر چڑھایا
 اور دریا دریا شہر فیروز آباد میں لائے اور کوٹہ فیروز شاہ میں مسجد کے پاس اس
 لاٹھ کے کھڑا کرنے کو نہ منزلا مکان بنا کر شروع کیا جب ایک درجہ تیار ہو جاتا تب
 لاٹھ کو اوٹھا کر اوپر رکھتے اور پھر دوسرا درجہ بنا کر شروع کرتے جب وہ بھی تیار
 ہو جاتا تو اس لاٹھ کو اوٹھا کر اوس درجے پر رکھتے اسی طرح تینوں درجے بن گئے جب
 لاٹھ کو کھڑا کرنا چاہا تو بہت موٹی موٹی رسی بنا کر ایک سر اور ان کا لاٹھ میں باندھا
 اور زمین میں بہت مضبوط مضبوط چرخ لگا کر دوسرا سر اس رسیوں کا اور میں باندھا
 اور بہت آدمی لکڑیاں چرخوں کو پھیرتے تھے اور بہت زور کرتے تھے
 جب آدھ گز لاٹھ اونچی اوٹھتی تھی اس وقت اس کے نیچے بڑے بڑے لکڑ
 اور روئی کے بوسے رکھ دیتے تھے تاکہ کسی طرح کا صدمہ مکان کو یا لاٹھ کو نہ پہنچے
 اسی طرح بہت دنوں میں یہ لاٹھ سیدھی کھڑی ہوئی اور اس کے نیچے
 وہی مربع پتھر بدستور رکھ دیا اور پھر چوڑے اور پتھر سے بھر کر مضبوط کر دیا اور

بلد یو سانہو کاراجہ تھا جہاں سے چوہاٹون کا نکاس ہوا وہ نے فوج کشی کر کر تون
 پر جو دلی کے راجہ تھے فتح پائی لے پتھور نے اپنی زمانہ ریاست یعنی سمت
 مطابق ^{۲۳} عیسوی کے اس لاکھ پر اپنے پڑکھا کا فتح نامہ لکھوایا اس کتبے
 کے ناگری حرف اور سنسکرت زبان ہوا اسکے اشوک پنجابی پڑھے جاتے ہیں
 اس کتبے میں بلدیو کی تعریف اور اسکی خوبیوں کا بیان اور یہ بات کہ اس نے
 فتح کر کر سندوستان میں دھرم قائم کر دیا لکھا ہوا ہے جس زمانے میں کہ فیروز شاہ بعد
 بنانے کو لکھ کے متھتہ کی طرف آیا اور پھر وہاں سے پھر کر دلی میں آیا یعنی قریب
^{۲۴} عیسوی کے تو اس زمانے میں یہ لاکھ موضع نوہرہ
 پر کہ نہا اورہ ضلع خضر آباد میں نصب تھی جو دلی سے پہاڑ کی طرف نوے کوس کے
 فاصلے پر ہے اور اس زمانے میں مشہور تھا کہ بھیم کی گوت میں چرانے کی یہ لاکھی ہے
 فیروز شاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بیان سے اٹھا کر دلی میں لیجا نا چاہیے کہ
 مدت تک یادگار رہیگی اس خیال سے گردنواح کے قصبات اور دیہات کے
 بہت سے آدمی جمع کیے اور روٹی کے بجائے بھڑا کر اس لاکھ کے گرد چن دیے
 اور اسکی جڑ کو کھودنا شروع کیا جب کہ جڑ تک کھد چکی تو ٹیڑھی ہو کر اون
 روٹی کے بورون پر تھم گئی پھر ایک ایک بورہ روٹی کا سچ سچ نکالتے گئے اور
 لاکھ کو نیچے لیتے گئے اسکی جڑ میں ایک بہت بڑا مربع پتھر تھا جس میں یہ لاکھ کھڑی
 کی تھی اس پتھر کو بھی نکالا اور جب یہ لاکھ زمین پر لیٹ گئی تو اسکے گرد

تاریخ فیروز شاہی
 شمس المصطفیٰ

موٹی ہو قطر سب سے موٹے ٹکڑے کا تین فٹ دواچھ اور سب سے تیلے ٹکڑے کا ڈھائی فٹ
 ہو اور وزن تمام ٹکڑوں کا تین سو اتر من اور کتبے کے حرف بالکل ناقص ہو گئے ہین
 اور اونکی پچرین اوکھڑ جانے کے سبب دیکھنے کے قابل بھی نہیں ہے۔

انیک پور

قلعہ تعلق آباد سے تین میل کے راجہ بلم گڈھ کی عملداری میں یہ کانوں ہر جبکہ ۳۳
 بکر اجیت مطابق ۱۷۷۷ عیسوی اور ششم ہجری راجہ انیکپال تنور دلی کا راجہ ہوا اسنے
 سیر و شکار کی واسطے پہاڑوں کے بیچ میں ایک بہت تحفہ بند بنا کر پانی کو روکا ہو اس
 بند کے دو طرف تو پہاڑ ہین اور بیچ میں چھوٹی سی گھاٹی ہو اس گھاٹی کو بند سے
 بند کر دیا ہو ایسا خوبصورت بند اور کمین نہیں ہو اور اب تک باوجود گذرنے اسقدر
 زمانے کے قائم ہو بیچ اس بند کا دو سو پندرہ فٹ اور دونوں بازو سنہ ۱۸۱۵ سنہ
 فٹ لمبے ہین جسکا کل طول ایک سو نو اسی فٹ ہوا اور شمالی اور جنوبی صنلح
 پچاس پچاس فٹ کے ہین اور آتا بند کا زمین کے برابر سے ڈیڑھ سو فٹ کا ہو اس
 بند کی دیوار میں سیرٹھیان بنائی ہین چنانچہ اب بھی سترہ سیرٹھیان زمین کے اوپر
 موجود ہین اور پرنے زمیندار بیان کرتے ہین کہ ہمارے ہوش میں قد آدم سے سوا
 اور نیچا تھا اور کئی سیرٹھیان اور کھلی ہوئیں تھیں اب مٹی سے دب گئی ہین مہری
 اس بند کی اتنی بڑی ہو کہ کھڑا آدمی اوسمیں سے چلا جاتا ہو اگرچہ اس بند میں اب
 پانی نہیں ٹھہرتا مگر اوسکی جڑ میں سے بارہ مہینے پانی رستا ہو اوسی زمانے میں لاجہ

اوسکے سر پر نگ مہر اور نگ موسیٰ کی بہت خوبصورت برجی بنائی اور
تانبے کا کلس سنہری طمع دار بہت خوبصورت او سپر لگایا اور اسی سبب
منارہ زرین اسکا نام رکھا مگر افسوس کہ نواب وہ برجی رہی اور نہ وہ کلس ہا
بلکہ لاٹھ کے سر کا کونہ بھی جھڑ گیا بعضے کہتے ہیں کہ بجلی کے صدمے سے گرا
اور بعضے کہتے ہیں کہ گولے کے صدمے سے ٹوٹا طول اس لاٹھ کا تین
گز کا ہوا آٹھ گز اوسین سے عمارت میں گڑی ہوئی ہی اور چوبیس گز بلند
عمارت کے اوپر نکلی ہوئی ہے۔

لاٹھ دوم اشوکا یا منارہ کوشک شکار

یہ دوسری لاٹھ ہے راجہ اشوکا کی جو میان دو آب میں میرٹھ کے پاس تھی اسی زمانے میں
جبکہ فیروز شاہ نے منارہ زرین اپنی کوشک میں لگایا یہ دوسری لاٹھ کوشک جہان نما
یا کوشک شکار میں لا کر لگائی اگرچہ یہ لاٹھ پہلی لاٹھ سے چھوٹی ہے تو بھی اس لاٹھ کے
لانے میں بھی وہی دقیق اور شکلیں اٹھائیں جو پہلی لاٹھ میں اٹھائیں تھیں جبکہ یہ
لاٹھ اس کوشک پر کھڑی ہو چکی تو بادشاہ نے جشن کیا اور سارے شہر کی خلقت
کو تماشا دیکھنے کا حکم دیا اور ہر جگہ شربت کی سبیل مفاوقات کے پینے کو رکھوا دی
تھی بہت مدت ہوئی کہ ایک میکر زین اور نے کے سبب جو اسکے قریب تھا یہ لاٹھ
ٹوٹ گئی اوسکے پانچ ٹکڑے ٹوٹے اب بھی ولیم فریزر صاحب کی کوٹھی کے
قریب پڑے ہیں اگر ان پانچوں ٹکڑوں کو ملائیں تو پورے تینتیس فٹ لمبی

یہ منارہ زرین ہے
شہر کی

سورج کنڈھ

یہ ایک تالاب ہی پختہ مدور اور نہایت خوبصورت اور بہت عمیق سرچھو متصل موضع
 انیک پور سرحد موضع لکڑ پور عملداری سرکار انگریزی میں غالب ہے کہ ایسا خوبصورت
 تالاب اور کہیں نو چاروں طرف اس تالاب کے مدور سیڑھیان بنائی ہیں اور
 ایک طرف جانوروں کے پانی پینے کا گلو گھاٹ بنایا ہے اور ایک طرف آدمیوں
 کی آمد و رفت کی سیڑھیان رکھیں ہیں اور ایک طرف پہاڑوں کا پانی آنے کا
 راستہ رکھا ہے اور جانب شمال اس تالاب کے کنارے پر بطور محل کے ایک عمارت
 بنائی تھی اور تالاب میں سے اس محل میں جانے کی نہایت خوبصورتی سے
 سیڑھیان بنائی ہیں مگر چہ وہ محل بالکل منہدم ہو گیا ہے مگر وہ سیڑھیان اب تک باقی
 ہیں اس تالاب کو کنور سورج پال راجہ انیکپال کے پانچویں بیٹے نے تخمیناً ۱۸۵۰ء
 مطابق ۱۲۷۵ھ ہجری میں بنایا ہے مجادون صدی چھٹھ کو ہر سال اس تالاب میں نہان
 ہوتا ہے اور اس تالاب کے کنارے پر سیڑھیوں کے اوپر پیل کا ایک درخت ہے
 اوپر لوچا کے بعد ناریل چڑھتے ہیں اور وہاں کا چڑھاوا انیک پور اور لکڑ پور کے
 برہمن لیتے ہیں مگر بہت بڑا میلہ نہیں ہوتا۔

بت خانہ رائے پتھورا

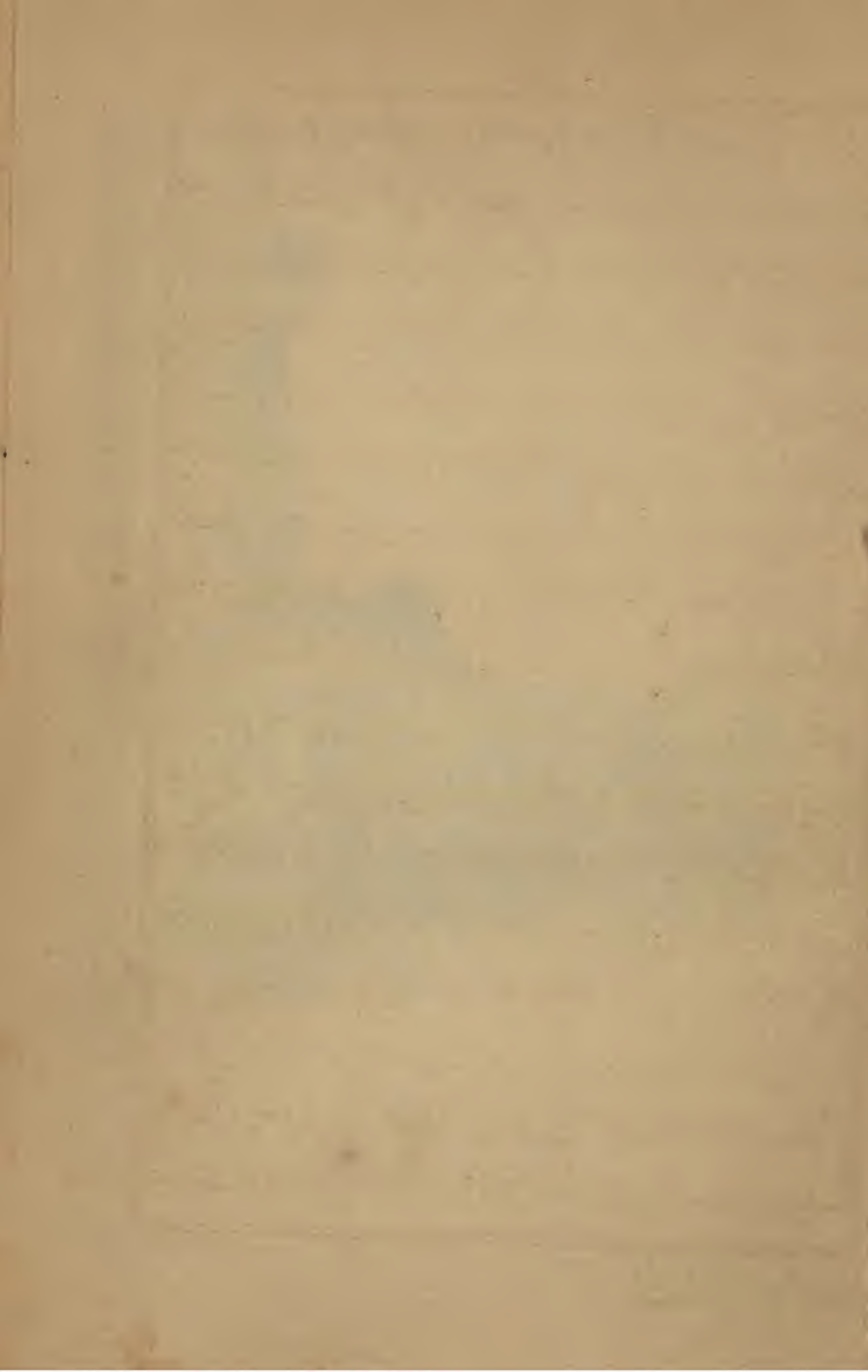
قلعہ رائے پتھورا کے پاس یہ ایک بت خانہ تھا نہایت نامی چاروں طرف اس
 بت خانے کے دو گے اور سہ گے اور چو گے والا بنے ہوئے تھے اور بیچ میں تو

انیک پال نے اس بند کے پاس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ بنا کر شروع کیا مشہور ہو کر
 اس قلعہ کی چار دیواری کے سوا اور کچھ بنے نہیں پایا اب وہ چار دیواری بھی
 قائم نہیں رہی کہیں کہیں سے دیوار کا ٹوٹا پھوٹا نشان معلوم ہوتا ہے کنور بھوپال جو
 انیکپال کا بارہواں بیٹا تھا یہاں آباد ہوا چنانچہ اب تک اس گائون میں اس کی اولاد
 بستی ہے اور یہی لوگ وہاں کے زمیندار ہیں لیکن بھوپال کے بعد چوتھی پشت میں
 مسمی سا کرانی گوجری گھر میں ڈال لی تھی اور اس سے اولاد چلی اس واسطے یہ لوگ
 تنوروں میں سے خارج ہو کر گوجروں میں مل گئے اب یہاں کے زمیندار گوجر کہلاتے
 ہیں متصل اس قلعہ کے ایک پہاڑ ہے اور سین بلور کی کان ہے اور بہت تحفہ بلور نکلتا
 ہے کسی سبب سے راجہ نے اس کان کو بند کر دیا ہے۔

انیک تال

اسی راجہ نے اپنی زانیہ حکومت میں یعنی تخمیناً ۱۸۲۳ء کو راجپوت مطابق ۱۷۷۷ء عیسوی
 موافق ۱۱۸۵ھ ہجری کے قریب موضع مہرولی کے ایک تالاب بنایا تھا اگرچہ وہ تالاب
 اب بالکل منہدم ہو گیا ہے الا قطب صاحب کی لاٹھ کے قریب جانب شمال اب تک
 ایک عمیق گڑھا موجود ہے اور انیک تال کے نام سے مشہور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
 ۱۸۵۷ء ہجری مطابق ۱۸۷۵ء عیسوی تک یہ تالاب قائم تھا کیونکہ جب سلطان علاؤ الدین
 نے مینار کے پاس دوسرا مینار اور مسجد بنانی شروع کی تھی تب اس تالاب میں سے اپنی
 مسجد میں پانی لایا تھا چنانچہ اب تک پانی آنے کے برہ کا نشان موجود ہے۔

ہوئی پٹ

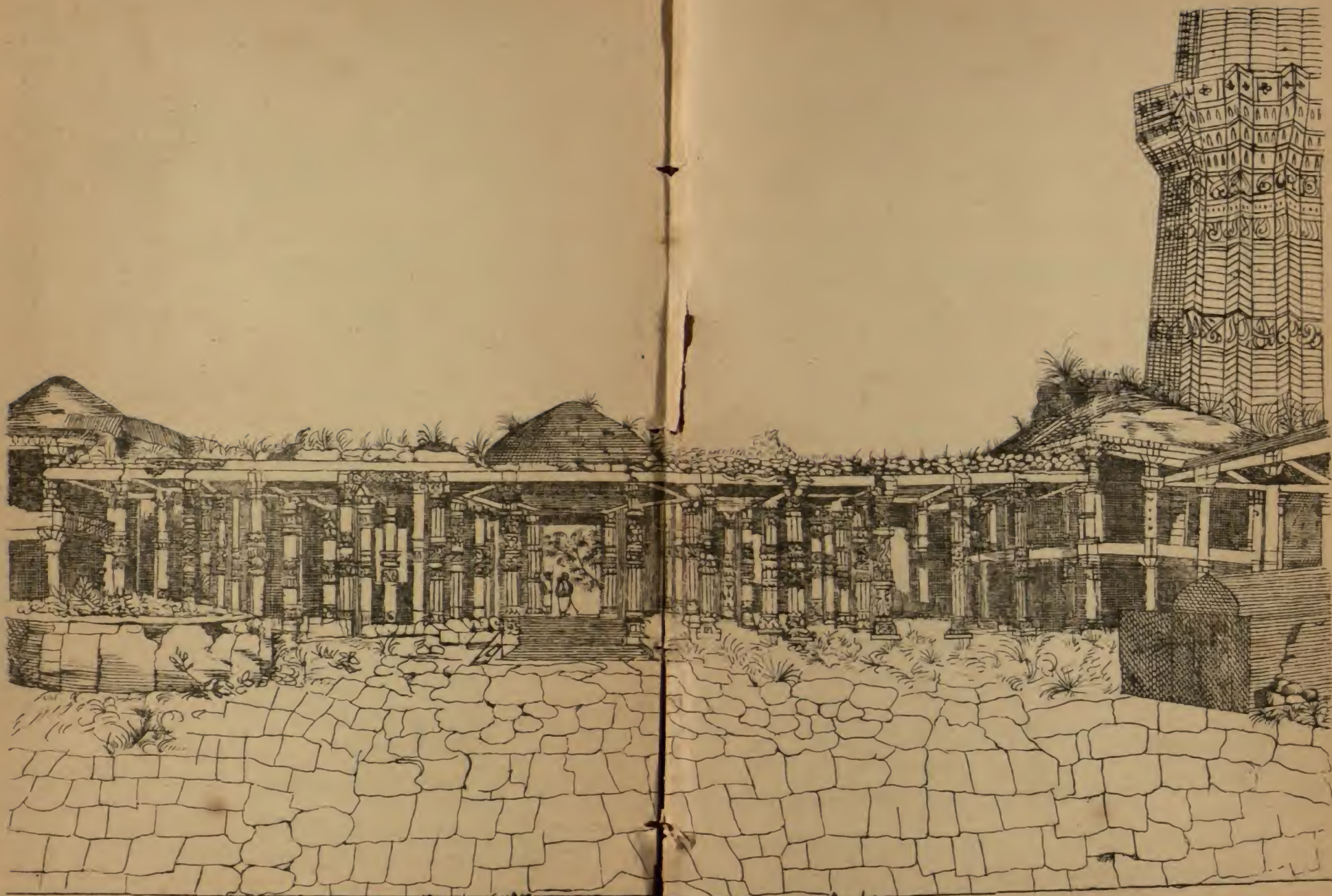


صحن تھا اور جنوبی اور شمالی اور شرقی ضلعوں میں دروازے تھے اور غربی
ضلع میں مورت تھی اس طرح اس بت خانے کے باہر دالان بنائے تھے اور اونکو
پر کھما کے دالان کہتے تھے یہ مندر بھی قلعہ کے ساتھ یعنی سمت اکبر باجیت مطابق ۳۲۸
موافق ۱۲۸۵ ہجری میں بنا عمارت اس مندر کی نہایت عجیب تھی اور ایسے استاد
سنگ تراشوں کا کام بنایا ہوا ہے کہ اس سے بہتر بنا خیال میں نہیں آتا ہر ایک پتھر پر
منبت کاری میں ایسی ایسی خوبصورت گلکاری کی ہے اور ایسے اچھے اچھے پیل
بوٹے کھودے ہیں کہ بیان سے باہر ہے ہر ایک جگہ درو دیوار اور ستون پر بتوں کی
مورتیں بنی ہوئی تھیں اور زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے تھے چنانچہ اب تک
اس بت خانے کا ضلع شرقی اور شمالی بدستور موجود ہے اس مندر میں لمبے کی لاٹھ
کو جو بیشنومی مذہب کی ہے بدستور قائم رکھنے اور درو دیوار پر کرشن اوتار اور مہادیو اور
گنیش اور ہنومان کی مورتیں کھودنے سے یقین ہوتا ہے کہ یہ مندر بیشنومی مذہب
کا تھا اگرچہ مسلمانوں کے وقت میں سب مورتیں توڑ ڈالی گئیں ہیں الا اون ٹوٹی
مورتوں میں بھی غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فلانی مورت تھی ہماری را
میں اس بت خانے میں ان دالانوں کے سوا سنگ سرخ کی بھی کوئی عمارت تھی کہ وہ
بھی توڑی گئی کیونکہ اس قسم کے پٹانے پتھر مورت دار اب بھی پائے جاتے ہیں۔

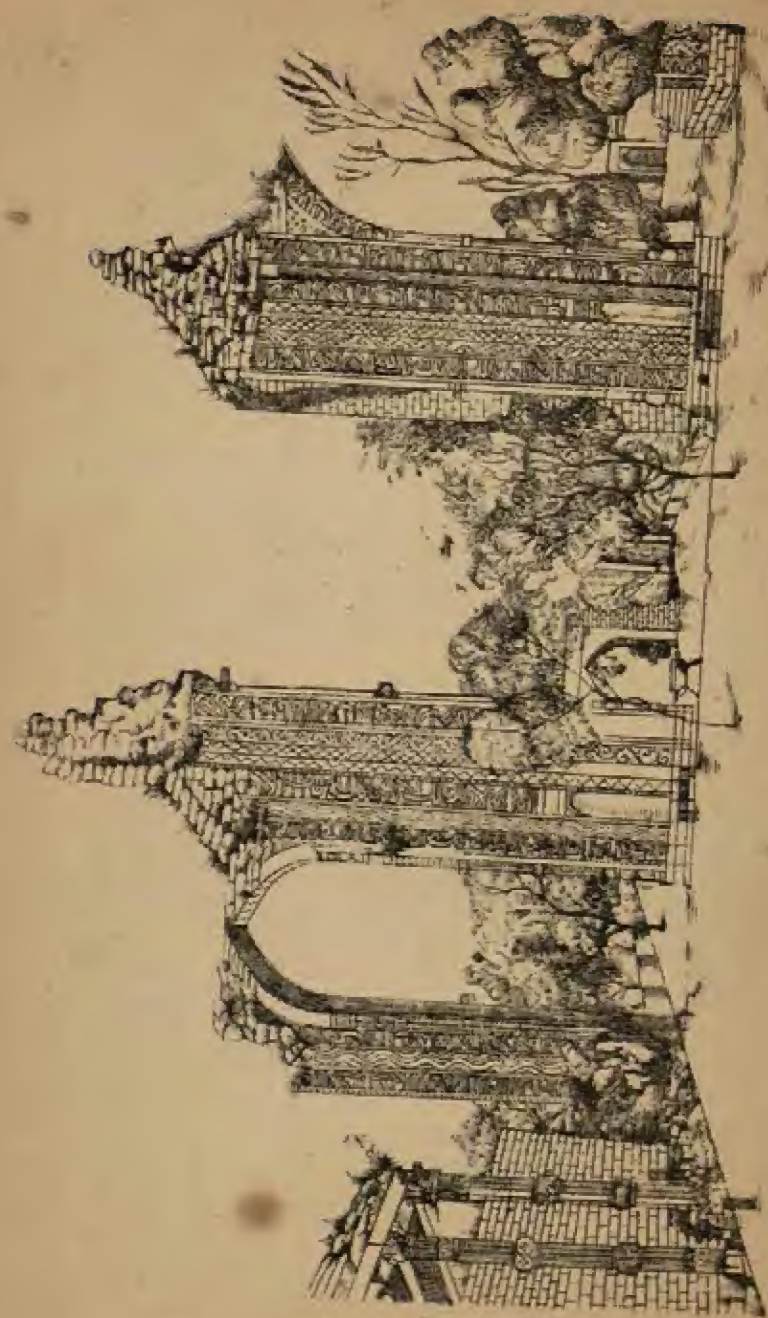
مسجدِ آدینہ دہلی یا مسجد جامع دہلی یا مسجدِ قوت الاسلام
جگہ ۳۲۸ ہجری مطابق ۱۲۸۵ عیسوی موافق ۱۲۸۵ اکبر باجیت قطب الدین ایبک

خدا شہ تبارک

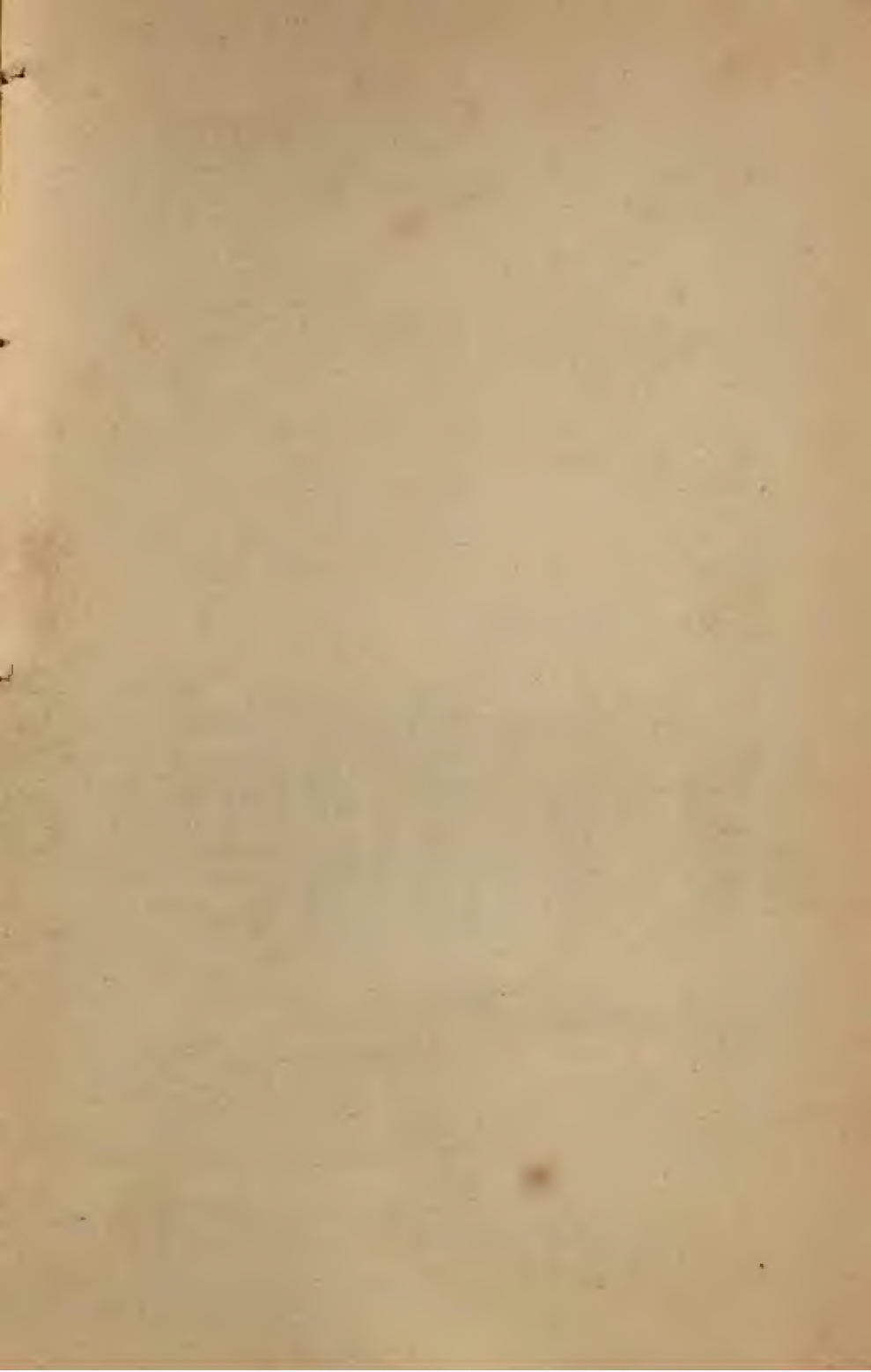
تاج اللہ



ضلع شرقی مسجد قوۃ الاسلام عیسیٰ اصل عمارت تجانہ کے پتھوڑا



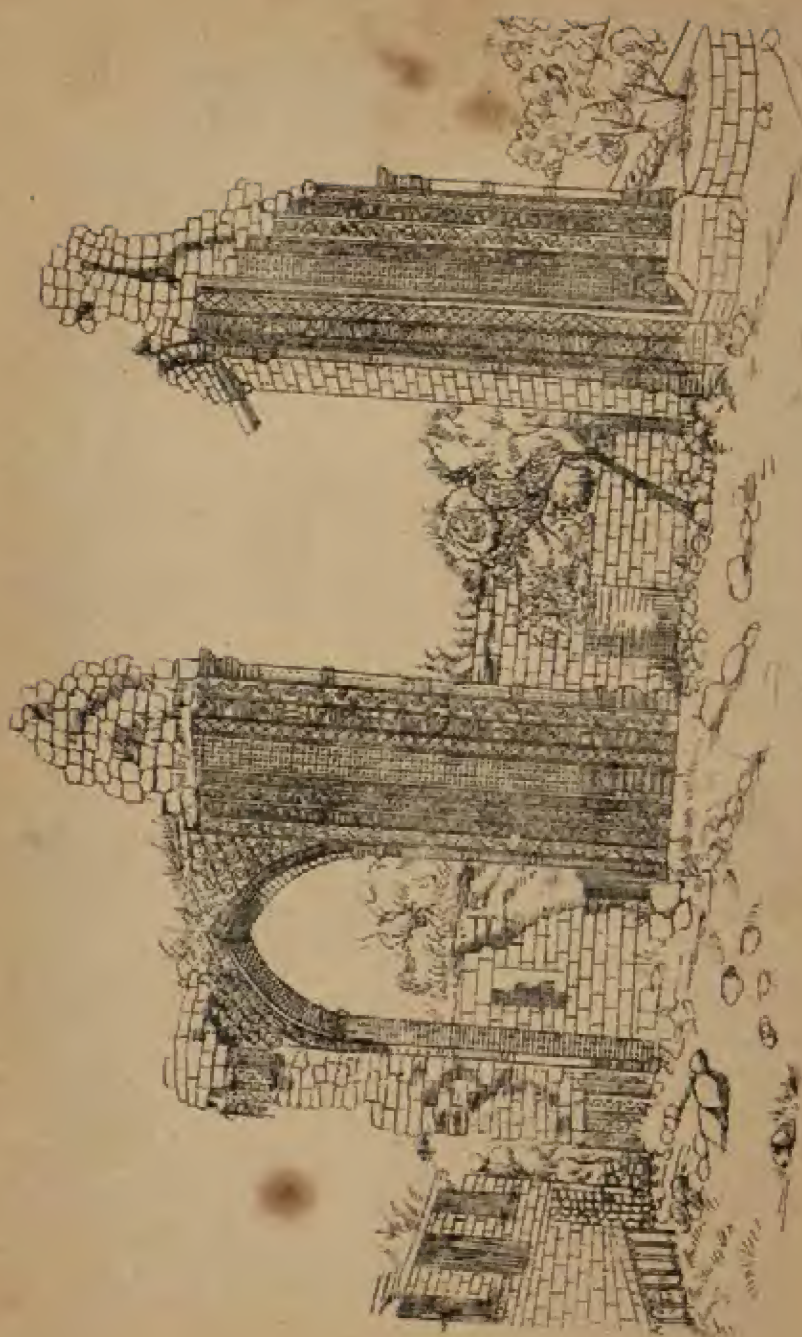
نقشه درخت اول مسجد قبة الاسلام



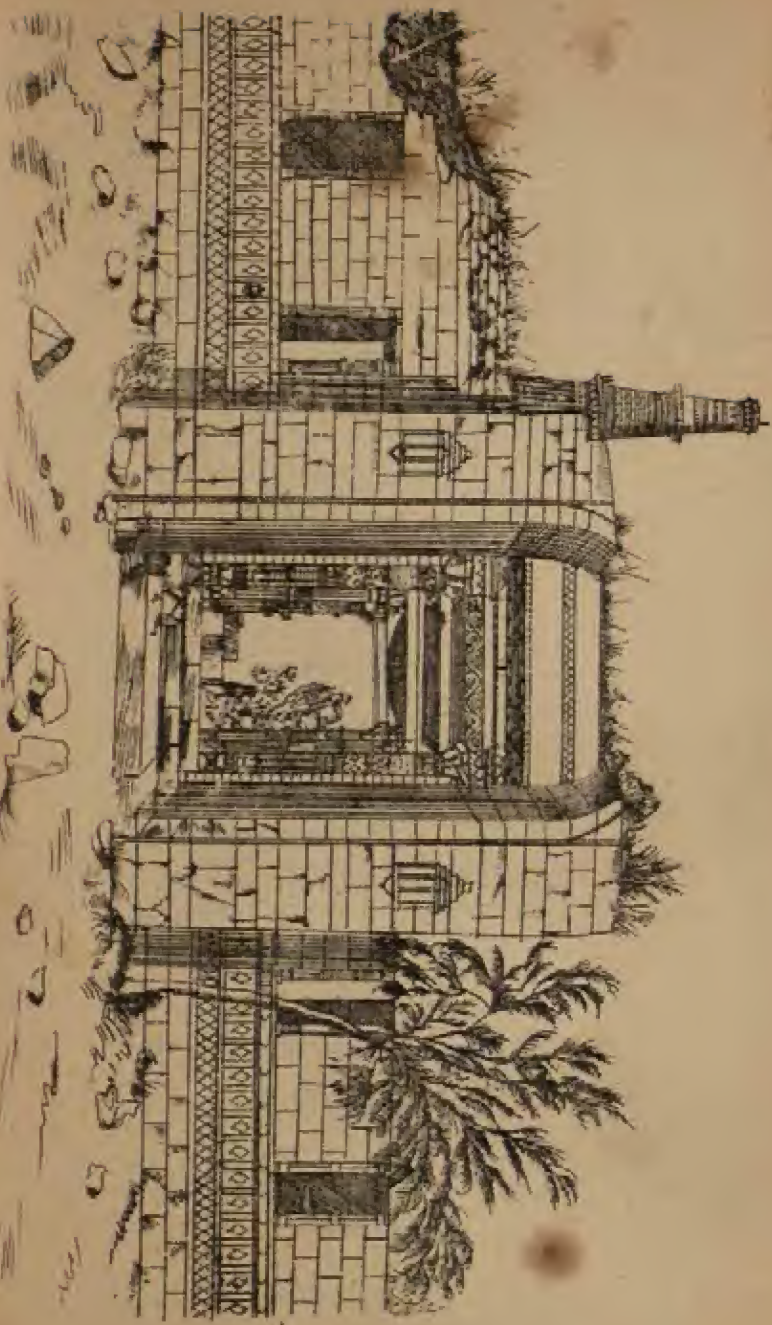




نقشه درخت سوسم سجد قوه الاسلام



نقشه دروازه عثمانی از بنده امیر محمد قزوینی









درجه دوم مسجد و الاسلام

معز الدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار نے دلی کو فتح کیا تب اس بت خانے کو مسجد بنا دیا اور مورت مند رین سے نکال ڈالی اور جس جس جگہ دیواروں میں اور دروازوں میں اور ستون میں بتوں کی مورتیں بنی ہوئی تھیں انہیں سے کسی کو بالکل توڑ دیا اور کسی کا چہرہ مٹا دیا مگر بت خانے کی عمارت بدستور قائم رکھی اور ستائیس بت خانوں کا اسباب جو پانچ کروڑ اور چالیس لاکھ دیوال کا تھا اس مسجد میں چڑھا دیا اور شرقی دروازے پر فتح کی تاریخ اور اپنے نام کا کتبہ لگا دیا۔

تعمیر سلطان معز الدین

بعد اسکے جبکہ قطب الدین ایبک دوبارہ اجمیر اور قلعہ رنتھور اور نہر اے گجرات کو فتح کر کر غزنین گیا تب سلطان معز الدین نے حکم دیا کہ اس بت خانے میں مسجد کی عمارت بھی بنائی جائے غزنین سے مراجعت کر کر ۹۲۰ھ ہجری مطابق ۱۵۰۵ء عیسوی میں بادشاہ کے حکم بموجب اس بت خانے کے غربی ضلع کے سامنے پانچ در بطور مسجد کے سنگ سرخ سے بنانے شروع کیے اور شمالی دروازے پر تعمیر شروع ہونے کی تاریخ کندہ کر کر لگا دی ۹۲۵ھ ہجری مطابق ۱۵۰۹ء عیسوی کے یہ عمارت بن کر تیار ہو گئی چنانچہ سرخ کے در کے بائیں بازو پر یہ تاریخ کندہ ہوا ان پانچوں دروں میں سے بغلی دونوں در تو تھینا اٹھائیں اٹھائیں فٹ اونچے ہین اور پانچ کا بڑا در اٹھائیں فٹ کے قریب اونچا اور اکیس فٹ چوڑا ہوا ان دروں پر نہایت تکلف کی منبت کاری اور

دیوال کے ایک کتبہ کا
کا قلم پانچ چھ اور
سلطان معز الدین
سلطان شمس الدین
کو فتح کیا دلی
پانچ سو دروں پر
کا قلم پانچ چھ اور
کا قلم پانچ چھ اور
کا قلم پانچ چھ اور
کا قلم پانچ چھ اور

دیکھو کتبہ نمبر

دیکھو کتبہ نمبر



جبکہ ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۹۵ء عیسوی میں سلطان شمس الدین نے مالوہ اور اجین کو فتح کیا اس وقت بتخانہ ہما کال کو توڑ کر وہاں کی مورتیں راجہ بکراجیت کی تصویر سمیت دلی میں لا کر اس مسجد کے دروازے کے آگے ڈال دیں تھیں یہ تین تین وضع غربی کے جانب شمال اور جنوب کو جو شمس الدین التمش نے بنائے شینتین سکتیتس گز اور ایک ایک فٹ لمبے ہیں اور بیچ کا درآٹھ گز کا چوڑا ہے اور جنوبی ضلع آکا بت خانے کے قدیم والاں میں جو برکھا کے لیے بنائے تھے اون کا طول ایک سو اسی گز مہ فٹی گز سے ہے۔

قطب صاحب کی لاٹھیا مینار یا ماوند

اس عمارت کی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہیں کیا جاسکتا حقیقت میں یہ عمارت ایسی ہے کہ اسے زمین پر اپنا مثل نہیں رکھتی نقل مشہور ہے کہ اگر اس کے نیچے کھڑے ہو کر اوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور بگڑی والے کو بگڑی تمام کر دیکھنا پڑتا ہے اس لاٹھیر سے نیچے کے آدمی ذرا اسے معلوم ہوتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے آدمی ننھے ننھے ہاتھی گھوڑے دکھائی دینے سے عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے اس سطح نیچے والوں کو اوپر کے آدمی بہت چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا فرشتے آسمان سے اترتے ہیں غرض کہ یہ لاٹھ عجاب روزگار سے ہے باوجود اس قدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہے اس لاٹھ کے نیچے

طرح کے پیل بوٹے پھول پتی بنے ہوئے تھے کہ بیان سے باہر ہی پانچون
 درون پر کلام اسد کی آیتیں اور حدیثیں کھدی ہوئی ہیں جبکہ مسجد تیار ہوئی تو
 اسکے در و دیوار پر نہایت تیاری سے سنہرے کلس چڑھا دیے گئے تھے ان
 درون میں بھی بت خانے کے پتھر لگے ہوئے ہیں چنانچہ بیچ کے در کا ایک پتھر
 گرتے سے اندر کا ایک پتھر دکھائی دیتا ہو جبین بتون کی صورتیں کھدی ہوئی ہیں
 دور میں سے وہ صورت بخوبی دکھائی دیتی ہو غرض اس قدر مسجد کا جو سلطان
 معز الدین اور قطب الدین ایک کے وقت میں تھی پچانش گز اور طول ہتر گز نہ فی
 گز سے جو اس مسجد کا متولی فضل ابن ابوالعالی مقرر ہوا چنانچہ غریب الان کے
 ایک ستون پر اسکا نام کندہ ہو۔

تاج اللہ

دیکھو کتب

تعمیر سلطان شمس الدین لتمش

بعد اسکے سلطان شمس الدین لتمش نے اس مسجد کو بڑھا ناچا ہا اور ۲۲۰ سہری
 مطابق ۱۰۰۰ عیسوی کے اس مسجد کے دونوں طرف جزو ہا اور شمالاً تین تین در
 اور بنائے اور اے پتھر کے بت خانے کے باہر کے والان تک مسجد بڑھا دی یہ بھی
 سنگ سرخ کے بہت تحفہ بنے ہوئے ہیں اور اون پر نسخ اور کوئی خط میں آیات قرآنی
 کندہ ہیں اور بہت تحفہ پیل بوٹے پھول پتی مثبت کاری کے بنے ہوئے ہیں جنوبی
 درون کے بیچ کے در کے بائیں بازو پر تاریخ تعمیر کی کندہ ہو ان درون کی اکثر
 محرابیں ٹوٹ گئی ہیں بلکہ شمالی درون میں کا ایک سائے کا سارا سرکل میں آگیا ہ

دیکھو کتب

اس سبب سے کہ اس لاٹھ کے پہلے درجے کے پتھر کتبوں کے مقام سے ایسے
 معلوم ہوتے ہیں جیسے پیچھے کر لگائے ہیں اور نیز اس وجہ سے کہ حسب طرح اصل بت خانے
 میں زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ہوئے پتھروں پر کھونے ہیں اوسط طرح اس پہلے گھنٹہ
 پر زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے ہوئے ہیں اور نیز اس دلیل سے کہ حسب طرح
 کتبہ فتح خانے کا بنام قطب الدین ایک سپہ سالار اور دوسرا معز الدین کے نام کا
 اصل بت خانے پر ہی اوسط طرح اس لاٹھ پر ہی غالب ہو کہ پہلا گھنٹہ اس لاٹھ کا ہندو
 کے وقت کا ہو کچھ عجیب نہیں کہ اس پہلے گھنٹہ میں جہان جہان کتبہ کھدا ہوا ہو ومان
 پہلے بتوں کی صورتیں ہوں اس سبب سے وہ پتھر نکال کر یہ کتبہ جنمیں بادشاہوں کے
 نام اور قرآن کی آیتیں ہیں لگائی ہوں جس میں بادشاہ کی تعریف ہو جو بات کہ مدت
 سے مشہور چلی آتی ہو کہ یہ لاٹھ رے پتھور نے اپنے قلعہ اور بت خانے کے ساتھ
 یعنی سمت البراجیت مطابق ۱۲۳۱ھ عیسوی موافق ۷۳۳ھ ہجری کے بنا چکی ہو
 معلوم ہوتی ہو کیونکہ اس کی بیٹی سورج کھی مذہب کی تھی اور ہندو جنما کو سورج
 کی پتری اعتقاد کرتے ہیں اس واسطے اس مذہب والے جنما کا درشن کرنا بھی بڑا
 دھرم جانتے ہیں اس سبب سے جنما کے درشن کو اس لاٹھ کا پہلا گھنٹہ بنا کر
 ہجری مطابق ۱۲۳۱ھ عیسوی میں جب یہ بت خانہ مسلمانوں نے فتح کیا تو اس پر
 نام کے کتبہ لگائے اور فضل ابن ابوالمعالی کو متولی کیا اور اس کا نام پتھر
 پر کھود کر دروازے کے پاس لگا دیا جس زمانے میں سلطان شمس الدین التمش نے

دیکھو کتبہ
 دیکھو کتبہ

قولہ نقلت الیہ
 Trans. Under the charge
 of Fadh bin Abdul-Mu'ali
 (i.e. supervised by him)

کے درجے کی ایک پنج مدور اور ایک کمر کی بنائی ہو اور دوسرے درجے کی سب
پنجین مدور ہیں اور تیسرے درجے کی سب پنجین کمر کی ہیں اور اوپر کے دونوں درجے
گول ہیں اور تمام پتھر سنگ سرخ کا لگا ہوا ہے مگر جو تختے درجے میں سنگ مرمر بھی ہے
اور ہر جگہ منبت کاری اور گلکاری ایسی خوبصورتی سے کی ہے کہ اس کی ہر ایک
بیل مسلسل پر ہزاروں معشوقوں کی زلفت دو تا قربان ہو اور اس کے اونے سے
اٹنے پھول پنکھڑی پر سیکڑوں گلر خون کے لب جان بخش تار ہیں مگر اس لاٹھ
کی بنامین بہت گفتگو ہے مسلمانوں میں بہت مشہور ہے کہ یہ لاٹھ سلطان شمس الدین
التمش کی بنائی ہوئی ہے اور اکثر تاریخ کی کتابوں میں اور کتبہ عہد سکندر بہلول
میں اس لاٹھ کو سلطان شمس الدین التمش کی لاٹھ کر کر لکھا ہے اور بعضی تاریخوں
میں اس لاٹھ کو مسجد کا ماذنہ لکھا ہے اور بعضی کتابوں میں اس لاٹھ کو سلطان
معز الدین کی لاٹھ لکھا ہے مگر اس سبب سے کہ اس لاٹھ کا پہلا دروازہ شمال و
ہے اور ہندون کے مندر کی عمارت کا دروازہ ہمیشہ شمال رویہ ہوتا ہے برخلاف
ماذنون کے کہ اوکے دروازے ہمیشہ مشرق رویہ ہوتے ہیں چنانچہ سلطان علاء الدین
نے جو لاٹھ بنانی شروع کی اس کا مشرق رویہ دروازہ رکھا اور نیز اس سبب
سے کہ اکثر مسلمانوں کی عادت ہے کہ ایسی عمارت کو کرسی دیکر بناتے ہیں جیسے
کہ سلطان علاء الدین نے اپنی لاٹھ کو کرسی دیکر بنانا شروع کیا تھا برخلاف
ہندون کے کہ وہ بدون کرسی بناتے ہیں جیسے کہ یہ لاٹھ بنی ہوئی ہے اور نیز

تاریخ فیروز شاہی
شمس الدین التمش

✓ تقریباً البلدان
✓ فوجات
فیروز شاہی

۹

شکستہ ہو گئے تھے ۸۲۹ عیسوی مطابق ۱۷۵۰ھ ہجری کے سرکار دولتدار انگریزی
 کے حکم سے مستر اسمٹ صاحب گڈھ کپتان نے اس لاٹھ کی اول سے آخر تک
 مرمت کی اور جس جگہ کہ لنگوٹے تھے وہاں سنگین کٹہر بہت حکم لگا دیا اور پانچون
 درجے پر برنجی کٹہر بہت خوبصورت بنادیا اور چھٹے کھنڈ کی جگہ سنگین آٹھ درجے
 نہایت خوبصورت اور ساتویں کھنڈ کی جگہ کاٹ کی برجی لگائی تھی اور اوس پر
 پھر یہ کھڑا کیا تھا مگر افسوس ہو کہ وہ دونوں برجیاں قائم نہ سکین اس سبب سے
 سنگین برجی کو لاٹھ پر سے اتار کر نیچے کھڑا کر دیا ہوا اور کاٹ کی برجی ضائع ہو گئی
 مگر نہایت افسوس ہو کہ مرمت کے وقت اس لاٹھ کے کتبوں کے حروف جو گر پٹے
 تھے بالکل غلط بنائے ہیں اکثر جگہ صورت لفظوں کی بنا دی ہو جب غور کر کر دیکھو
 تو وہ لفظ نہیں ہی صرف نقش ہیں اور بعض غلط لفظ بنائے ہیں اور بعضی
 جگہ اپنی طرف سے ایسی عبارت کھود دی ہو کہ اصلی کتبے کے مضمون سے
 بالکل علاقہ نہیں رکھتی آج تک اس لاٹھ کے کتبے نہیں پڑھے گئے تھے ہم نے
 سائے کتبے دور بین کی استعانت سے پڑھے پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا بتیس گز کئی
 انچھ اور دوسرا کھنڈ ستر گز کئی انچھ اور تیسرا کھنڈ تیر گز اور چوتھا کھنڈ سوا آٹھ گز
 اور پانچواں کھنڈ بھی مع اوس تھوڑی سی اونچائی کے جو کٹہرے کے اندر ہی
 سوا آٹھ گز اونچا ہوا اس حساب سے کل اونچائی اس لاٹھ کے پانچون کھنڈوں
 کی جواب موجود ہیں قریب استی گز کے ہوتی ہوا در سنگین برجی کی اونچائی جو

اس مسجد کے ادھر اودھرتین تین دربرٹھائے یعنی ۲۷۰ ہجری مطابق ۱۲۹۰ عیسوی
 کے اوسے زمانے میں اس لاٹھ کو بھی بڑھایا اور دوسرے کھنڈ کے دروازے پر لٹکا
 حال کھدوایا اور جب سے اسکا نام مازندرکھا اور ہر بجے پر اسی نام کا کتبہ اور
 جمعے کی نماز کی آیت کو کھدوا اور معمار کا نام لکھا اگرچہ اب اس لاٹھ کے پانچ کھنڈ
 ہیں لیکن اسمین بھی کچھ شک نہیں کہ جسطرح مشہور ہے پہلے اس لاٹھ کے سات
 کھنڈ تھے اور اشارہ ہفت منظری کے نام سے بھی یہ لاٹھ مشہور ہے اور جہاں اب
 کٹھن لگا ہوا ہے وہاں ایسے لنگوٹے بنے ہوئے تھے جیسے تفصیلوں کے ہوتے ہیں
 اور پانچویں بجے پر ایک درجہ تھا کہ اوسکے چاروں طرف دروازے تھے اور اسکے
 اوپر بطور لینی برجی کے مثل راس مخروط لدا تھا کہ ساتواں درجہ شمار میں
 آتا تھا یہ ساتواں درجہ ۲۷۰ ہجری مطابق ۱۲۹۰ عیسوی میں فیروز شاہ نے بنایا تھا
 کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ مرمت کے وقت میں نے اس لاٹھ کو جتنی پہلے تھی اوس سے
 اونچا کر دیا اور اس لاٹھ کی مرمت کا حال پانچون کھنڈ کے دروازے پر کھدوایا بعد ازاں
 پھر لاٹھ مرمت طلب ہو گئی تھی ۲۷۹ ہجری مطابق ۱۲۹۰ عیسوی میں فتح خان نے
 سلطان سکندر بہلول کے وقت میں مرمت کی اور اسکا حال کھدوا کر پہلے دروازے
 کی پیشانی پر لکھوایا مشہور ہے کہ تخمیناً ۲۷۹ ہجری مطابق ۱۲۹۰ عیسوی کے
 کالی آمدھی اور بھونچال کے صدے سے اوپر کے کھنڈ گر پڑے تھے اور نیز
 بسبب پڑنے ہونے کے پہلے کھنڈ کے پتھر بہت گر پڑے تھے اور اکثر جگہ سے

دیکھو کتبہ ۱۲۹۰

دیکھو کتبہ ۱۲۹۰

نہایت بزرگ

دیکھو کتبہ ۱۲۹۰

دیکھو کتبہ ۱۲۹۰

نظام الفتح
یعنی تاریخ معلی

نام کا کتبہ لگایا ہو مگر اس کتبے کے بہت پتھر گر پڑے ہیں اور بعض حروف کو شور بھی
 لگا گیا ہے اس دروازے کے بن چکنے کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ اس مسجد میں چوبیس
 درجہ اور بنایا جائے بیچ کا درجہ تو سلطان معز الدین کا بنایا ہوا تھا اور اوپر اوپر کے
 دو درجے سلطان شمس الدین التمش کے بنائے ہوئے تھے شمال کی طرف چوتھا درجہ
 سلطان علاء الدین کے حکم سے بنایا شروع ہوا یہ درجہ ایک سو پچیس گز کا سہ فٹ
 گز سے بنایا تھا اور نو درون کی بنیاد رکھی تھی اور بیچ کا دروازہ گز کا چوڑا رکھا تھا
 ۱۱۷۰ھ ہجری مطابق ۱۱۷۰ھ عیسوی میں یہ عمارت بن رہی تھی افسوس کہ بادشاہ کی
 عمر نے وفائی کہ ۱۱۷۰ھ ہجری مطابق ۱۱۷۰ھ عیسوی کے مر گیا اور یہ مسجد ناتمام رہ گئی
 اگر یہ عمارت پوری ہو جاتی تو ساری مسجد مگر ضلع شرقی غربی اسکا دوسو
 اکتالیس گز کا لंबا اور ضلع جنوبی شمالی ایک سو بیس گز کا لंबا ہوتا اس
 جانب کو بادشاہ نے ایک دروازہ بنانا شروع کیا تھا مگر وہ بھی ناتمام رہ گیا
 ان ناتمام عمارتوں میں بھی نہایت مہنت کاری کے پتھر لگائے تھے اور
 کتبے اور حدیثیں کھدوائیں تھیں معلوم نہیں کہ یہ پتھر کون او کھیر لے گیا
 کیونکہ صاف پتھر او کھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اب بچر چوڑے اور
 پتھر کی چٹائی کے اور کچھ نہیں رہا اس مسجد کی تعریف قرآن السعیدین
 میں امیر خسرو نے لکھی ہے اور یہ ایک شعر اوسمین کا ہے شعر
 مسجد او جامع فیض اکہ زمرہ خطبہ اوتا بہما

سرکار انگریزی نے چڑھائی تھی اور اب اوتار کر نیچے رکھ دی ہے چھ گز ہی کہ چوبی
برجی اور پھر یہ کی اونچائی مل کر یہ لاٹھ سو گز اونچی ہے اور مشہور بھی ہے کہ
جب اس لاٹھ کے ساتون کھنڈ قائم تھے تو یہ لاٹھ سو گز اونچی تھی اس لاٹھ
کی جڑ کا پچاس گز محیط ہے اور سرے پر کا دس گز کا ہیہ لاٹھ اندر سے بالکل
خالی ہے اور اوہین چکر دار سیرٹھیان بنی ہوئی ہیں پہلے درجے میں ایک سیرٹھیان
اور دوسرے درجے میں اٹھتر اور تیسرے درجے میں باسٹھ اور چوتھے میں
اکتالیس اور پانچویں میں بھی اکتالیس ہیں کہ کل سیرٹھیان اس لاٹھ کی تین سو اٹھتر
ہوئیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی اس قدر سیرٹھیان ہونگے کیونکہ اوپر کے
دونوں درجوں میں چڑھنے کا راستہ تھا۔

تعمیر سلطان علاء الدین لاٹھ کے پاس کا بڑا دروازہ

جبکہ سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی بادشاہ ہوا اور اسکے دلمین عمارت کا شوق آیا
اوسنے سنہ ۷۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۸۳ عیسوی اسی مسجد کے لیے بہت بڑا دروازہ لاٹھ
کے پاس بنوایا یہ دروازہ بالکل سنگ سرخ کا ہے اور کہیں کہیں سنگ مرمر بھی لگا ہوا
ہے اسکے چاروں طرف چار دروازے بنائے ہیں اور چھت کا بطور برج کے بہت اونچا
لداؤ لدا ہے ہر ایک جگہ بہت تحفہ منبت کاری اور گلکاری کی ہے اور حدیثین اور
قرآن کی آیتیں کھدوادی ہیں اور غربی اور جنوبی اور شرقی دروازے پر اپنے

۱
خداوند سبحان
تبارک و تعالیٰ

۲
دیکھو کہ یہ دروازہ
بہت خوبصورت ہے
دیکھو کہ یہ دروازہ
بہت خوبصورت ہے

نقشه تونی لاهوت کا



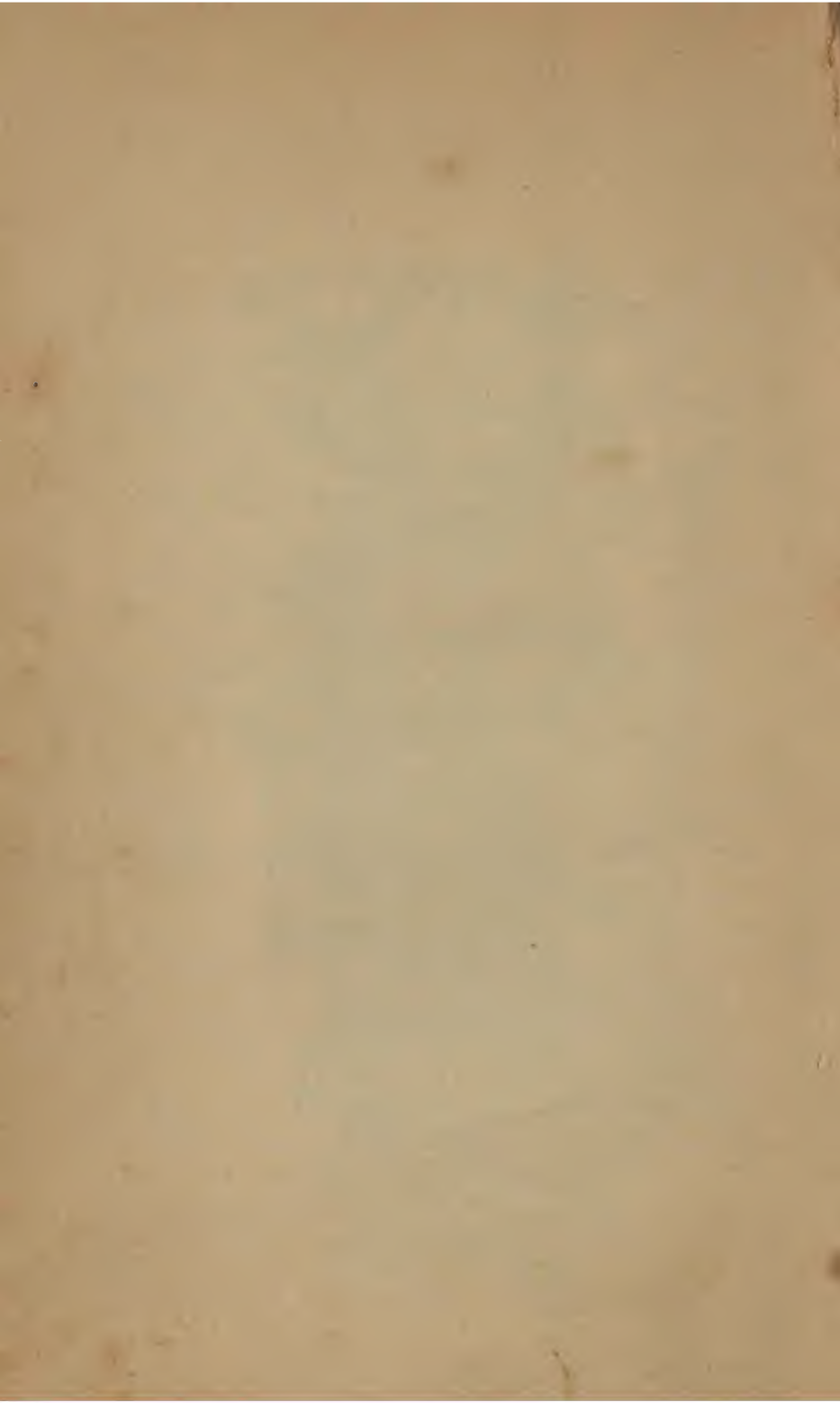
ادھ بنی لاٹھ

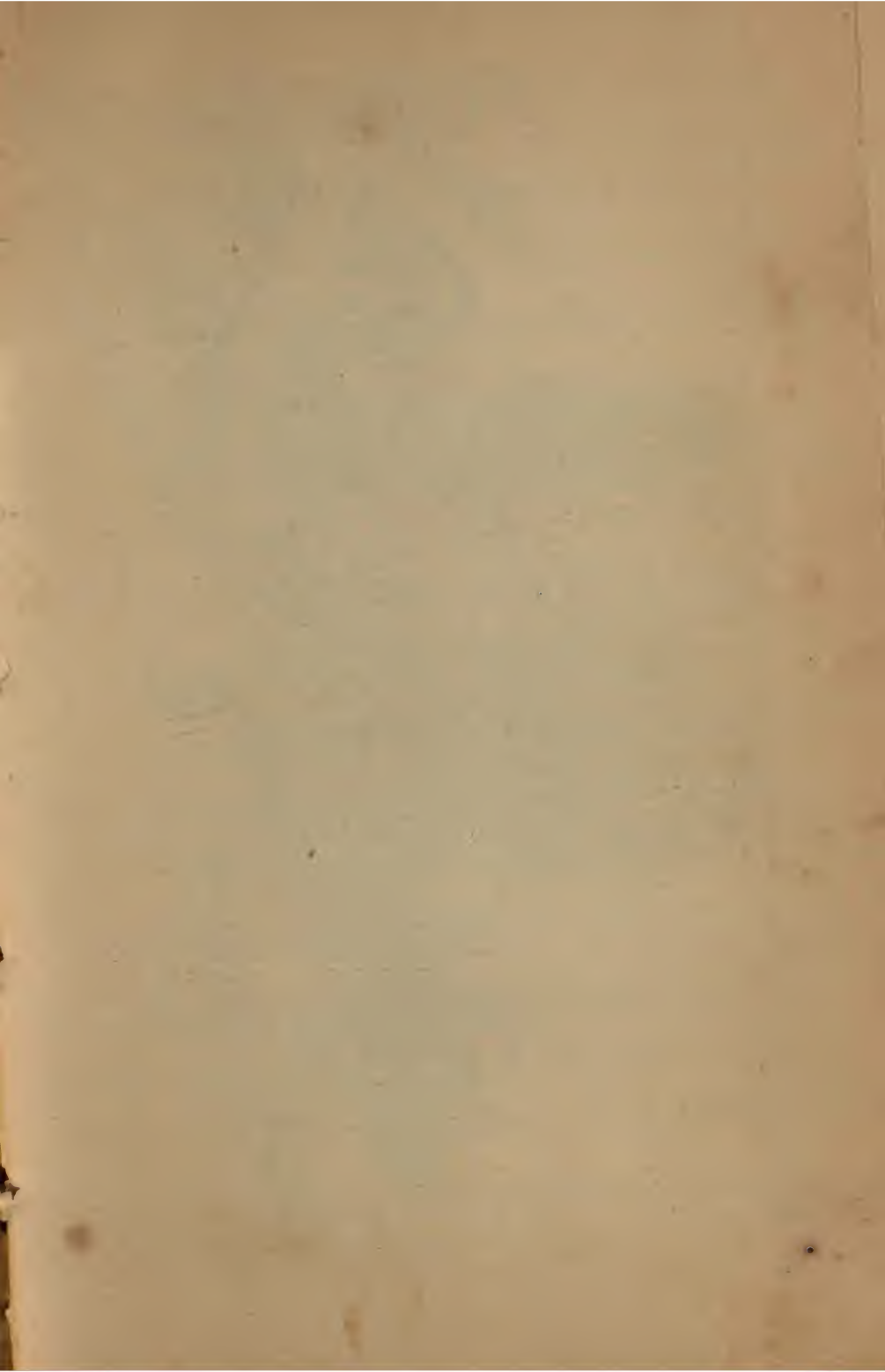
اس بادشاہ کو اپنی نام آوری کا بہت شوق تھا اس سبب سے جب اس نے مسجد بڑھانے کا حکم دیا یعنی اللہ ہجری مطابق ۱۱۳۱ عیسوی میں تو اس کے ساتھ بھی حکم دیا کہ اس مسجد کے صحن میں ایک مینار بھی بنائیں کہ پہلے مینار سے دو گنا ہو چنانچہ سو گز کے محیط سے مینار بنا شروع ہوا اور اس مینار کی بنیاد مسلمانوں کے طریق پر رکھی یعنی کرسی بھی دی اور پہلا دروازہ غرب کی جانب ہی رکھا اور یہ ارادہ کیا کہ دو سو گز اونچا بنایا جائے ہر چند اس مینار کی بہت پائنداری کی مگر عمر کی کچھ مضبوطی نہ ہو سکی کہ ہنوز ایک درجہ بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ بادشاہ کی عمر پوری ہو گئی اور یہ عجیب عمارت ادھوری رہ گئی اس لاٹھ کا بھی پتھر سب اکٹھا کر لیا ہوا چوڑے اور پتھر کا ڈھم کھڑا ہوا میر خسرو قران السعدین میں اس منارے کی بھی تعریف لکھتے ہیں اور یہ اوسمین کے دو شعر ہیں شعر

شکل منارہ چو ستونی ز سنگ ۛ از پی سقف فلک شیشہ زنگ
سقف سما گر کنگی شد نگون ۛ درتہ او داشتہ سنگین ستون

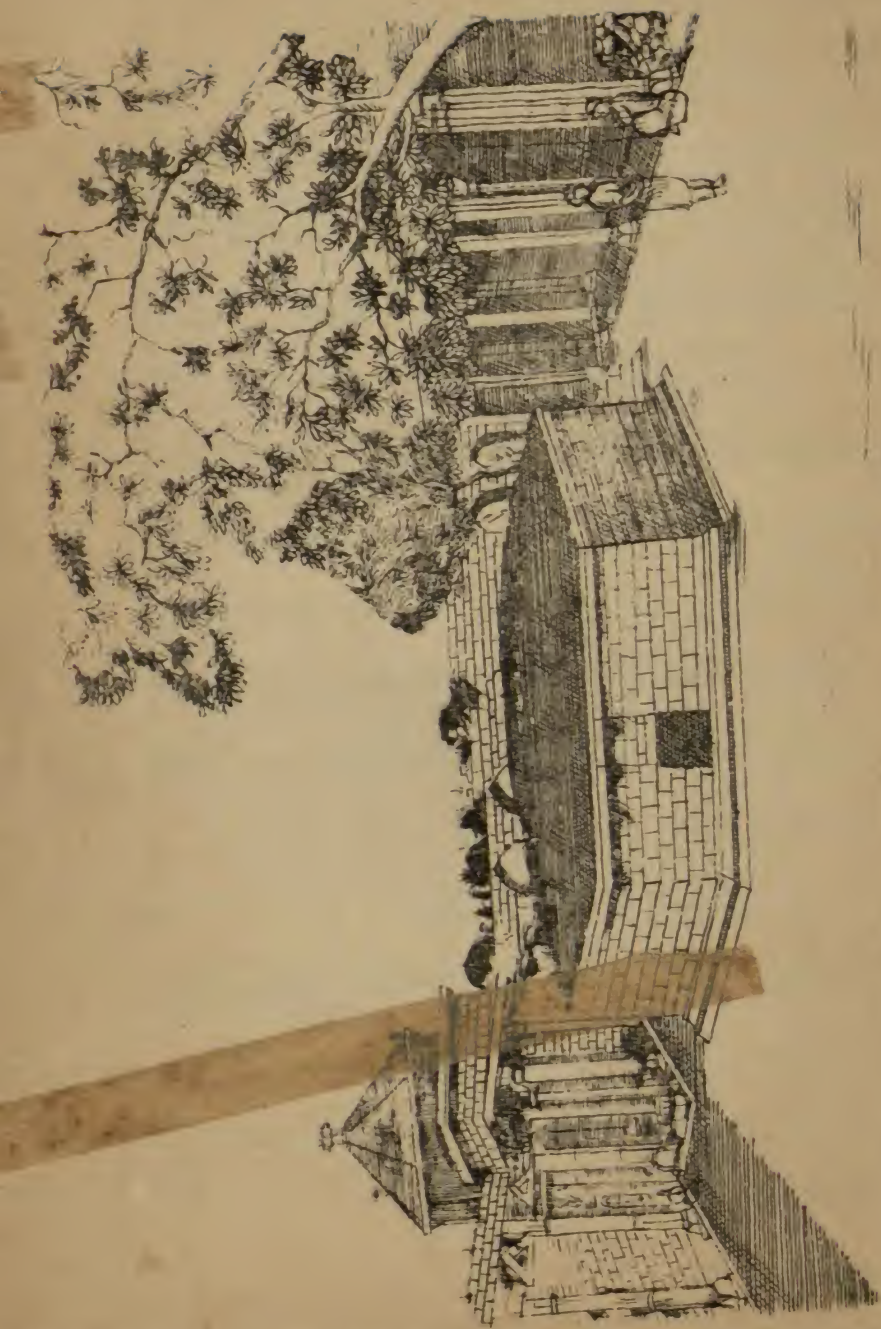
تاریخ کی کتابوں میں اس مسجد کو مسجد آدینہ دہلی اور مسجد جامع دہلی کر کے لکھا ہے مگر مسجد قوۃ الاسلام اسکا نام کہیں نہیں ملا معلوم نہیں کہ یہ نام کب لکھا گیا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ بت خانہ فتح ہوا اور مسجد بنائی گئی اس وقت اسکا نام قوۃ الاسلام رکھا ہوا الیسی مسجدیں اصلی نام سے مشہور نہیں ہوتیں بلکہ

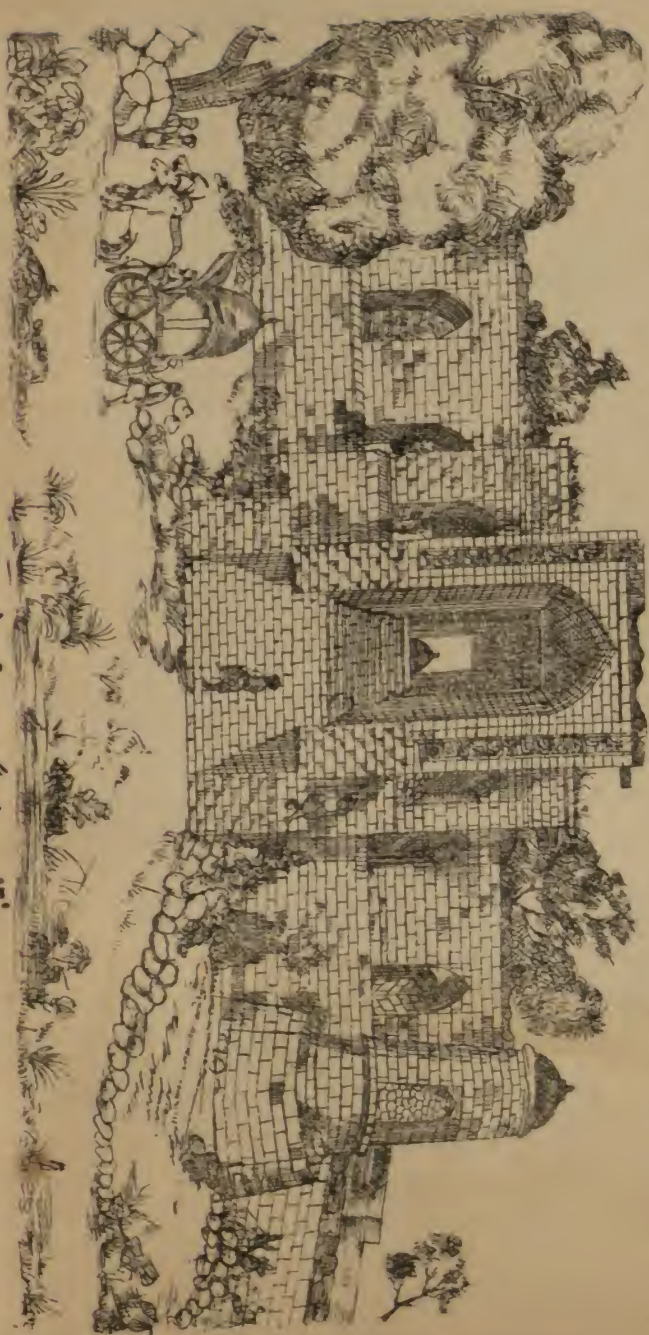
خبر از الفتح
یعنی تاریخ خلافت





نقشه درگاه حضرت سلطان غازی





نقشه دروازه درگاه سلطان محمود غازی

جامع مسجد کر کشہور ہو جاتی ہیں جیسے شاہ جہان آباد کی مسجد کہ اصلی نام اسکا
مسجد جہان ناما ہے مگر جامع مسجد کر کشہور ہے۔

حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب

قطب صاحب کے نواح میں سلطان شمس الدین التمش نے قریب ۱۲۷۰ھ ہجری
مطابق ۱۸۵۰ء عیسوی کے یہ حوض بنایا تھا مشہور ہے کہ یہ حوض سنگ سرخ کا بنا ہوا تھا
مگر اب سب ٹوٹ گیا ہے اور نہ تالاب بچ گیا ہے یہ تالاب ڈوٹو چھتر بیکھ پختہ کا ہے جب
یہ حوض بنا ہوا تیار ہو گا تو خیال کرنا چاہیے کہ کتنا بڑا ہو گا سلطان علاء الدین نے
قریب ۱۲۷۰ھ ہجری مطابق ۱۸۵۰ء عیسوی کے اس کو کہ مٹی سے اٹ گیا تھا
صاف کرایا اور اس کے چھونچ میں ایک لداؤ کا چو ترہ نیچے سے خالی بنا کر
اوپر برجی نہایت خوبصورت بنائی چنانچہ اب تک وہ برجی موجود ہے فیروز شاہ
تک نے بھی اپنے زمانہ بادشاہت میں اس حوض کی مرمت کی اور پانی آنے
کے رستے صاف کر آئے مگر اب یہ تالاب بہت اٹ گیا ہے اور تین چار چھتے
سے سوا اس میں پانی نہیں ٹھہرتا۔

مقبرہ سلطان قاری

قطب صاحب سے دو کوس پے جانب غرب یہ مقبرہ ہے سلطان ناصر الدین محمود
پسرطان سلطان شمس الدین التمش کا جو لکھنؤ کی کا حکم تھا اور ۱۲۷۰ھ ہجری مطابق
۱۸۵۰ء عیسوی کے اپنے باپ کے جیتے جی مگر گیا اسکی لاش کو دلی میں لا کر یہاں

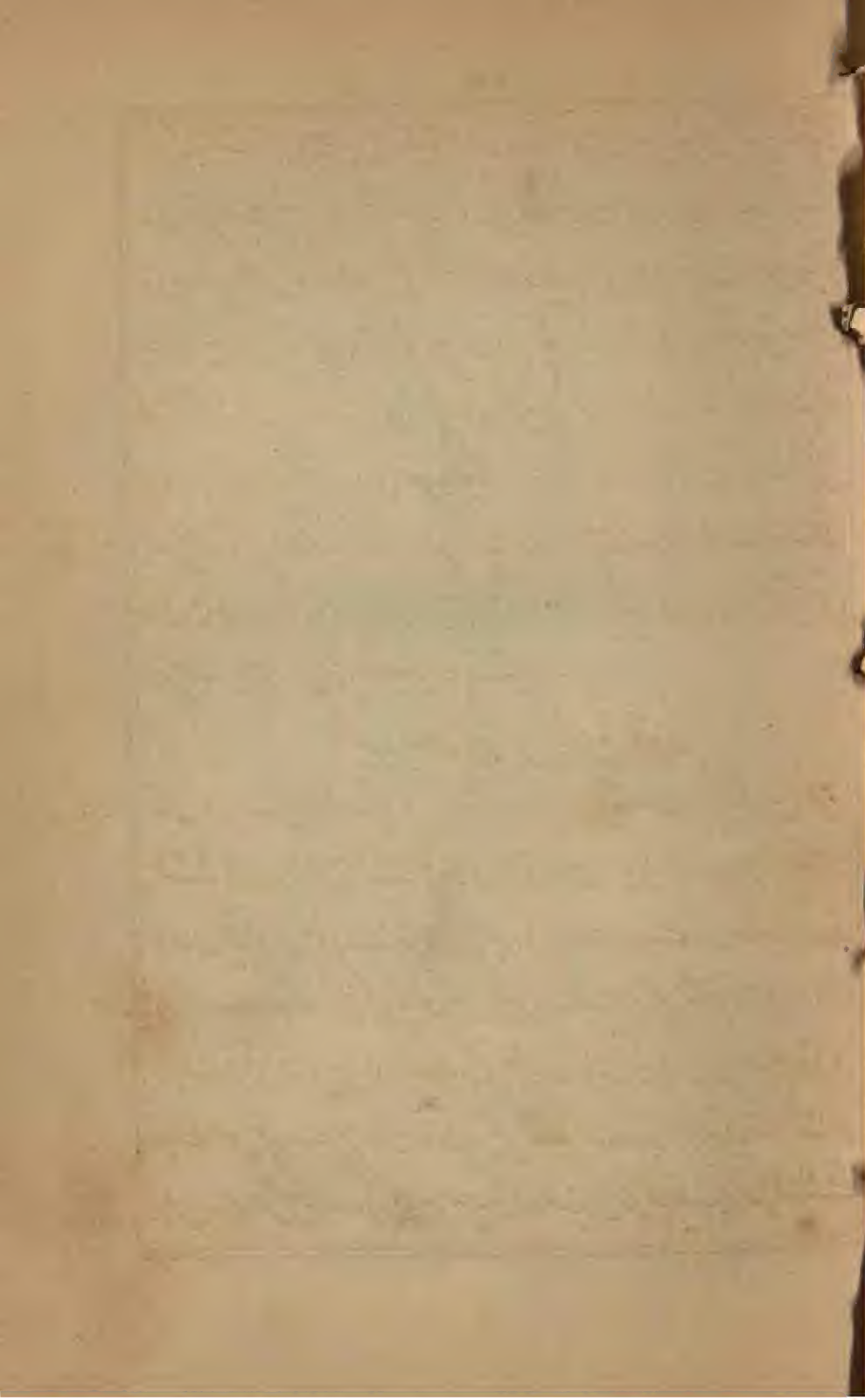
تاریخ مرشد

خزانہ الفتح
مشہور ہے
تاریخ طبری

فیروز شاہ
میرزا

تاریخ مرشد





دفن کیا اور ۲۳۵ ہجری مطابق ۱۸۷۵ عیسوی کے سلطان شمس الدین التمش نے مقبرہ
 بنایا یہ مقبرہ بہت نفیس ہے اسکے اندر چاروں طرف مکان ہیں اور جانب غرب
 نری سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور بیچون بیچ میں ایک غار ہے کہ پندار
 سیر ہیان اور تراوسمین جاتے ہیں اور اوسمین یہ قبر ہے اور اوس غار میں ستون
 کھڑے کر کر چھت پاٹ دی ہے اور چھت پر شمشیر چوتراہ چارنٹ ساٹھ سات پانچ
 کا اونچا بنایا ہے دروازہ بھی اس مقبرے کا سنگ مرمر کا ہے اور اوسپر آیات قرآنی
 بخشناخ و کوفی اور کتبہ کھدایا ہے اور چار دیواری سنگ خار سے بہت محکم
 بنائی ہے چاروں کونوں پر چار برج ہیں دروازہ اتنا کرسی دیکر بنایا ہے کہ بیٹل
 سیر ہیان چڑھ کر اوسمین جاتے ہیں۔

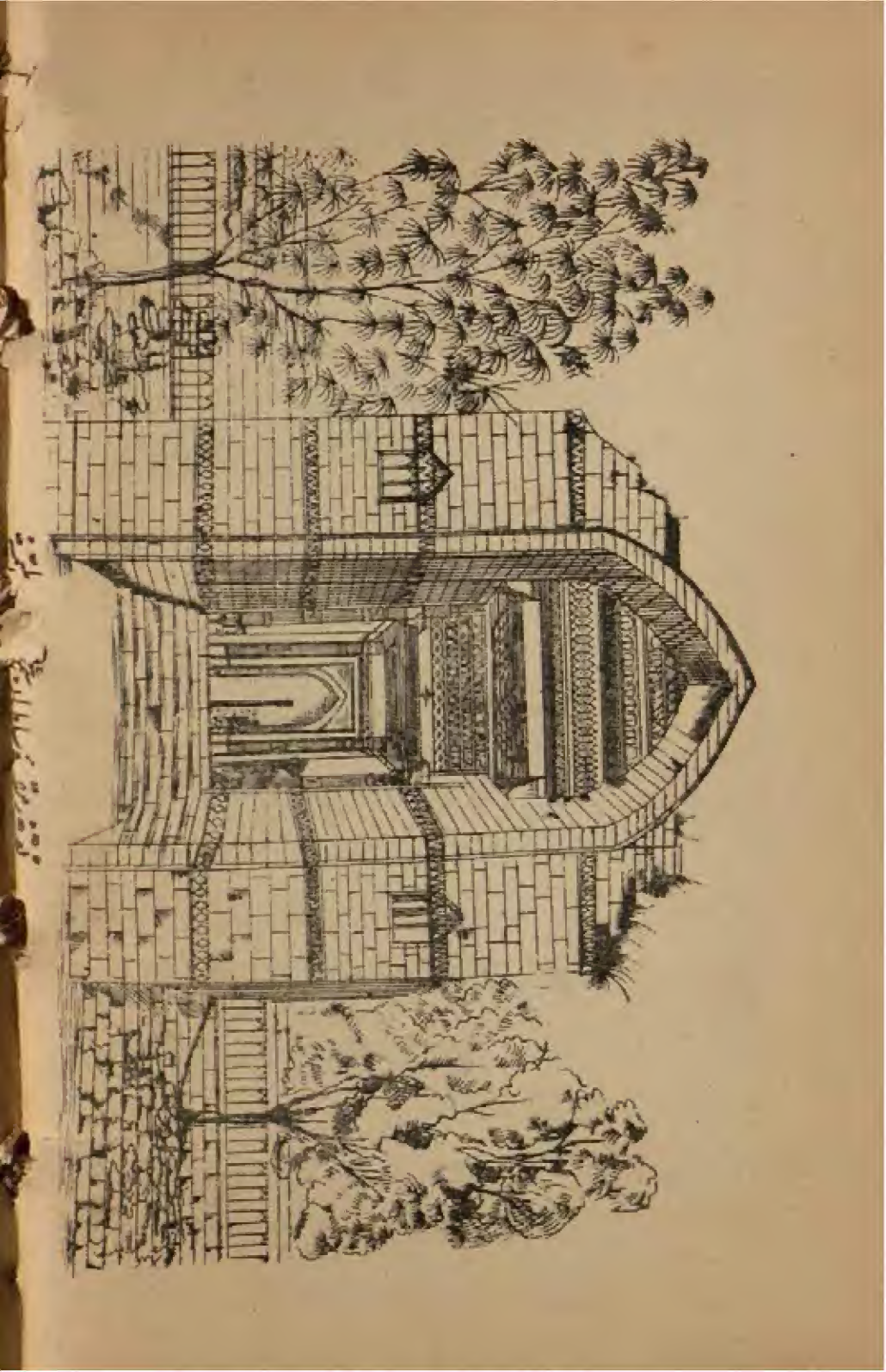
مقبرہ سلطان شمس الدین التمش

قطب صاحب کی لاٹھ کے پائش یہ مشہور مقبرہ ہے جبکہ سلطان شمس الدین التمش
 ۲۳۳ ہجری مطابق ۱۸۴۵ عیسوی مر ا تو یہاں دفن کیا غالب ہے کہ یہ مقبرہ ضمیمہ
 سلطان بکیم او سکی بیٹی نے بنایا اس مقبرہ کی عمارت باہر سے نری سنگ خار کی ہے
 اور اندر سے سنگ سرخ کی ہے اور کہیں کہیں سنگ مرمر بھی لگا ہے تمام دیواروں
 پر آیات قرآنی کندہ ہیں اور بہت اچھی منبت کاری کی ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے
 کہ پہلے اس مقبرے پر ستون دار گنبد بھی تھا مگر اب گر پڑا ہے فیروز شاہ لکھا ہے
 کہ میں نے اس مقبرے کی بھی مرمت کی اور صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور اسکے

دیکھو کتبہ ۱۸

مقبرہ غالب

فیروز شاہ



گنبد میں پتھر کی سیڑھی تراش کر لگائی مگر اب ان چیزوں کا پتہ نہیں رہا۔

درگاہ شاہ ترکان

یہ درگاہ شہر شاہجان آباد کے اندر ترکان دروازے کے پاس واقع ہے شاہ ترکان جنہا
بڑے بزرگوں میں سے ہیں شمس العارفین آپ کا لقب ہے چوبیسویں چٹائے ہجری
مطابق ۱۲۷۱ عیسوی معز الدین بہرام شاہ کے وقت میں آپ کا انتقال ہوا اور
جب ہی سے یہ مزار بنا کر کچھ عمدہ مکان یہاں بنا ہوا نہیں ہے قبر کے گرد سنگ مرمر کا
کٹھن ہے اور تھوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہے سو وہ بھی حال کا بنا ہوا
معلوم ہوتا ہے ہر برس چوبیسویں رجب کو یہاں عرس ہوتا ہے اور بہار کے موسم میں
ہر برس بڑی دھوم دھام سے بسنت ہوتا ہے شہر کا ترکان دروازہ آپ ہی
کے مزار کے سبب اس نام سے مشہور ہے۔

مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ

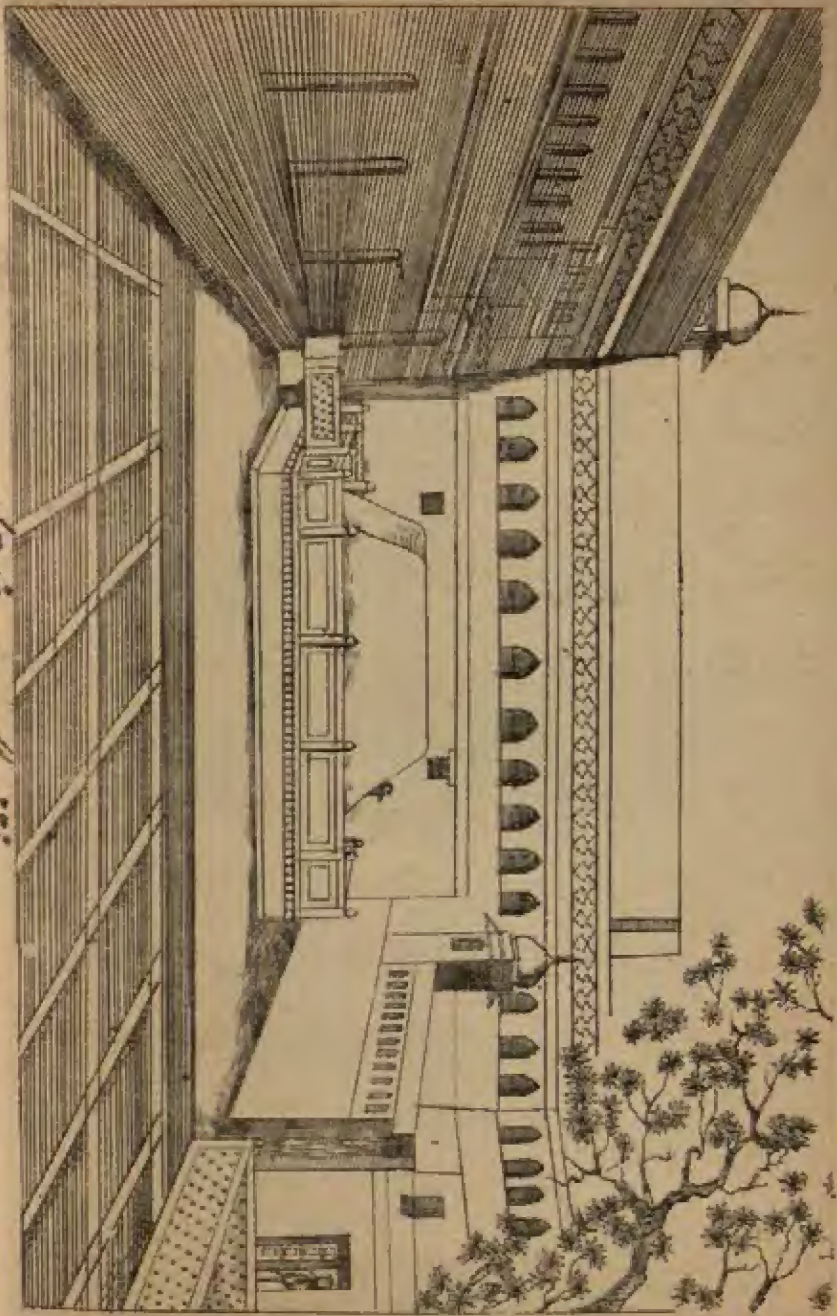
زیر دیوار مقبرہ سلطان غازی سواد موضع ملک پور یہ مقبرہ ہے صرف آٹھ ستون
کھڑے کر کے اور پھر برج بنا دیا ہے جبکہ ۶۳۵ ہجری مطابق ۱۲۳۷ عیسوی کے یہ بادشاہ
رضیہ سلطان بیگم سے لڑ کر گرفتار کیا اور قید میں مراتب اس مقام پر دفن ہوا فیروز شاہ نے
اپنی سلطنت میں اس برج کی از سر نو مرمت کی تھی
مقبرہ رضیہ سلطان بیگم
شہر شاہجان میں بلبل خانے کے محلے میں ترکان دروازے کے پاس ایک

آٹھ ستون
درگاہ شاہ ترکان

فیروز شاہ
مقبرہ

(۱۶)

نقشه کاخ و شاهزادگان



حوض علانی یا حوض خاص

یہ حوض درحقیقت سلطان علاء الدین کا بنایا ہوا ہے جسے قریب اپنے زمانہ تخت نشینی یعنی قریب ۶۹۵ھ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء عیسوی کے بنایا تھا یہ حوض بھی ایک سو کئی بلکہ پچتہ مین ہر چاروں طرف اس کے پچتہ دیواریں بنی ہوئی ہیں فیروز شاہ کے وقت میں یہ حوض مٹی سے بھر گیا تھا اور پانی نہیں رہا تھا اور اسے تخمیناً ۵۵۰ھ ہجری مطابق ۱۱۵۰ء عیسوی کے اس حوض کو نئے سرے سے خالی کیا اور جہان جہان ٹوٹ گیا تھا اور اسکی مرمت کی اور اس کے اوپر ایک مدرسہ بنایا اور طالب علم مقرر کیے اور مدرس نوکر رکھے جب سے اسکا نام حوض خاص مشہور ہو گیا پڑے مدرس اس مدرسے کے سید یوسف بن جمال حسینی تھے جنکا انتقال ۸۰۰ھ ہجری مطابق ۱۴۰۰ء عیسوی میں ہوا اور اسی مدرسے کے صحن میں دفن ہوئے اور مقبرہ فیروز شاہ کا بھی اسی مقام پر ہے۔

مقبرہ سلطان علاء الدین خلجی

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس مسجد قوت الاسلام کے پیچھے نہایت ٹوٹا پھوٹا ایک گھنڈر کھڑا ہے یہ مقبرہ ہی سلطان علاء الدین خلجی کا اگرچہ یہ بادشاہ ۸۰۰ھ ہجری مطابق ۱۴۰۰ء عیسوی کے مرا لیکن غالب ہے کہ یہ مقبرہ ۸۰۰ھ ہجری مطابق ۱۴۰۰ء عیسوی کے قطب الدین مبارک شاہ کے عہد میں بنا اسکے پاس ایک مسجد تھی اور ایک مدرسہ وہ بھی بالکل شکستہ ہو گیا ہے کچھ کچھ نشان پائے جاتے ہیں

۱
فیروز شاہی
دستار الاخبار

۲
فیروز شاہی
دستار الاخبار

۳
دستار الاخبار

۴
مراۃ الخائب

ٹوٹی سی چار دیواری اور پھوٹی سی قبر رضیہ سلطان بیگم بنت سلطان شمس الدین
التمش کی ہے جو خود بھی چند مدت تخت پر بیٹھی تھی ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء
عیسوی معز الدین بہرام شاہ کے وقت میں قتل ہوئی جب یہ مقبرہ بنا
گرا ب بجز نشان کے اور کچھ نہیں۔

نارنج و نیشابور
شمس اعظم

مقبرہ معز الدین بہرام شاہ

مقبرہ سلطان غازی کے زیر دیوار سواد موضع ملک پور میں یہ مقبرہ ہے صرف
آٹھ ستون کھڑے کر کراد سپر ج بنایا ہے جبکہ ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء
عیسوی کے امر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور علا الدین کو تخت پر بٹھایا
تب اس مظلوم بادشاہ کی قبر پر یہ گنبد بنا فیروز شاہ کے وقت میں اس
مقبرے کی مرمت ہوئی تھی۔

فیروز شاہی

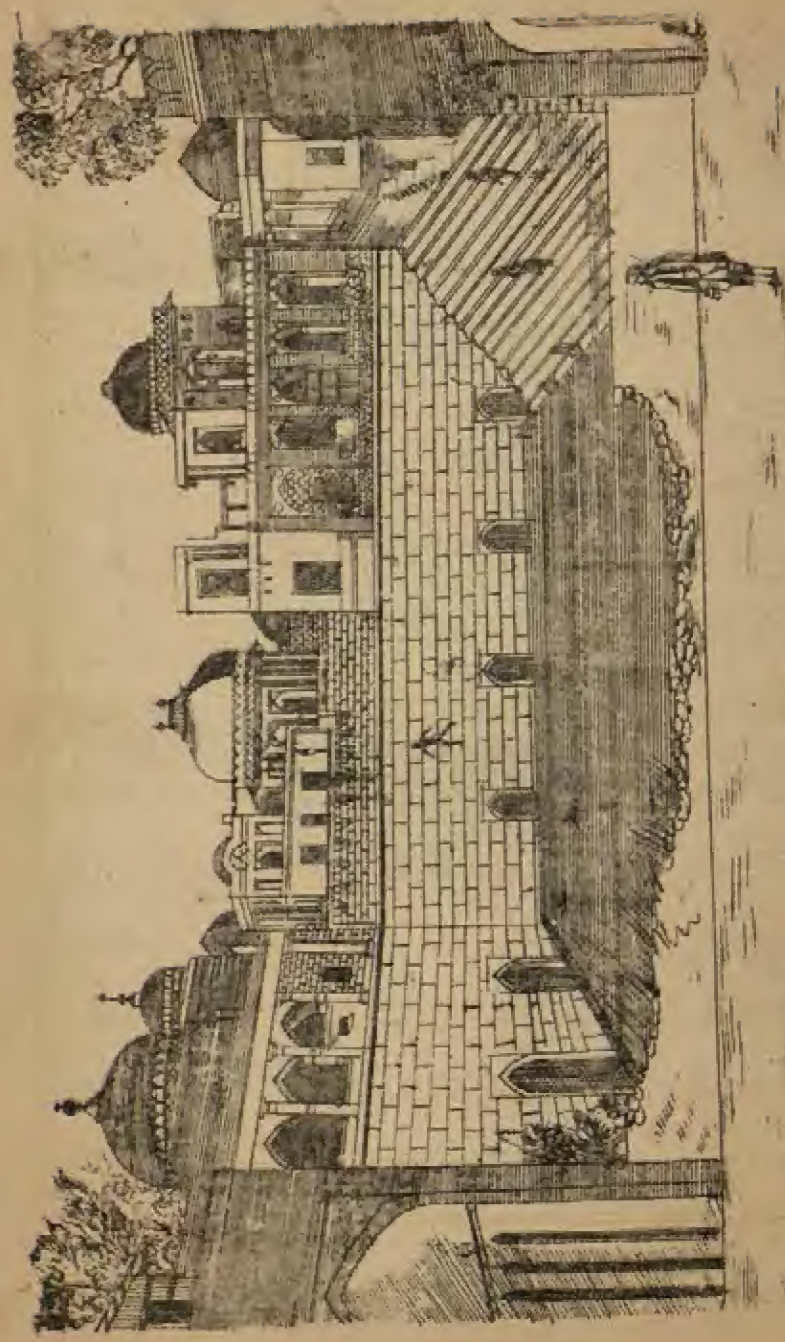
مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن

جہان قطب صاحب کی قدیم آبادی کے ٹوٹے کھنڈ رہیں وہاں یہ مقبرہ ہے جبکہ ۳۱۰
ہجری مطابق ۱۸۲۱ء عیسوی کے یہ بادشاہ مراٹو یہاں دفن کیا یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا
ہو اور پتھر ب او کھڑ گئے ہیں جو نے کا ڈھم رہ گیا ہے اسی مقبرے کی بغل میں ایک اور
قبر ہے مشہور ہے کہ وہ قبر خان شہید اسکے بیٹے کی ہے جو ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء
کے لاہور کی طرف لڑائی میں مارا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقبرہ اس بادشاہ
نے اپنے سامنے بنایا تھا جبکہ خود مراٹو وہ بھی یہاں دفن ہوا۔

مجره قديم

نقشه باغ ولى درگاه حضرت نظام الدين

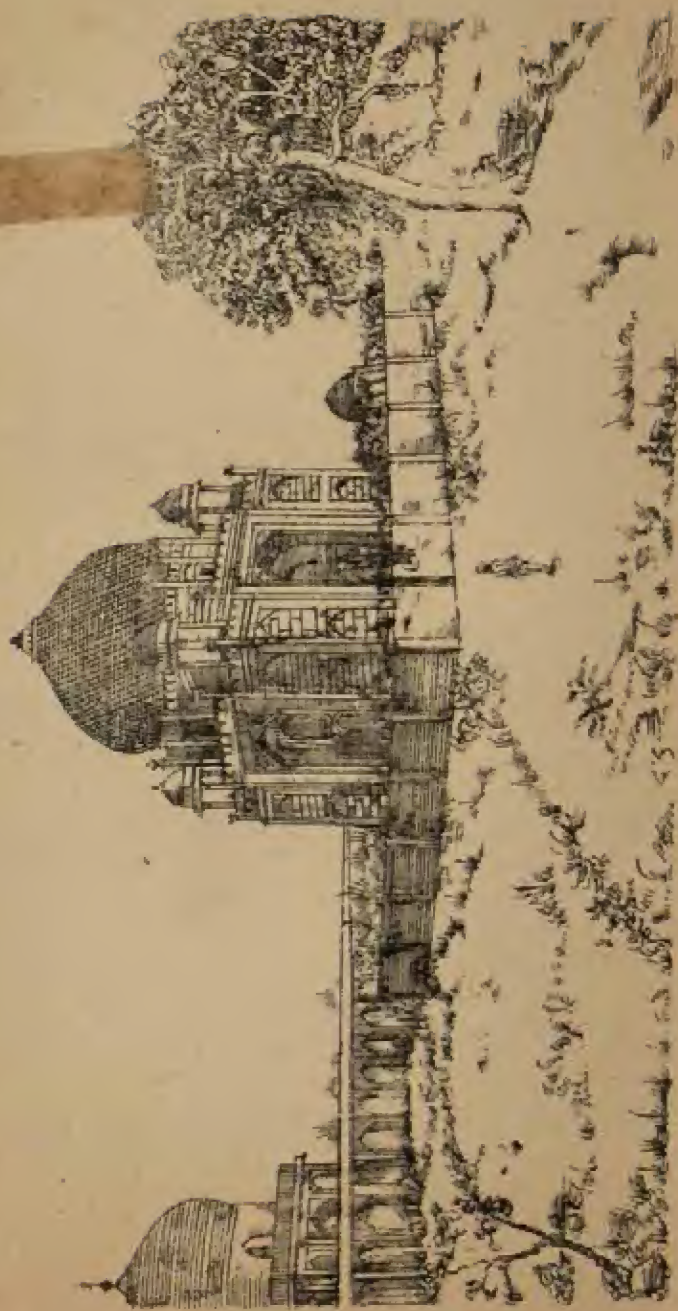
بحر بن اكرى



فیروز شاہ نے اپنے عہد میں اس مقبرے اور مدینے اور مسجد کی بھی مرمت کی تھی اور
صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا تھا اگر اب یہ مقبرہ بالکل جوئے کا ڈھم ہے سب پتھر
او کھڑ گئے ہیں اور قبر تک بھی ٹوٹ گئی ہے۔

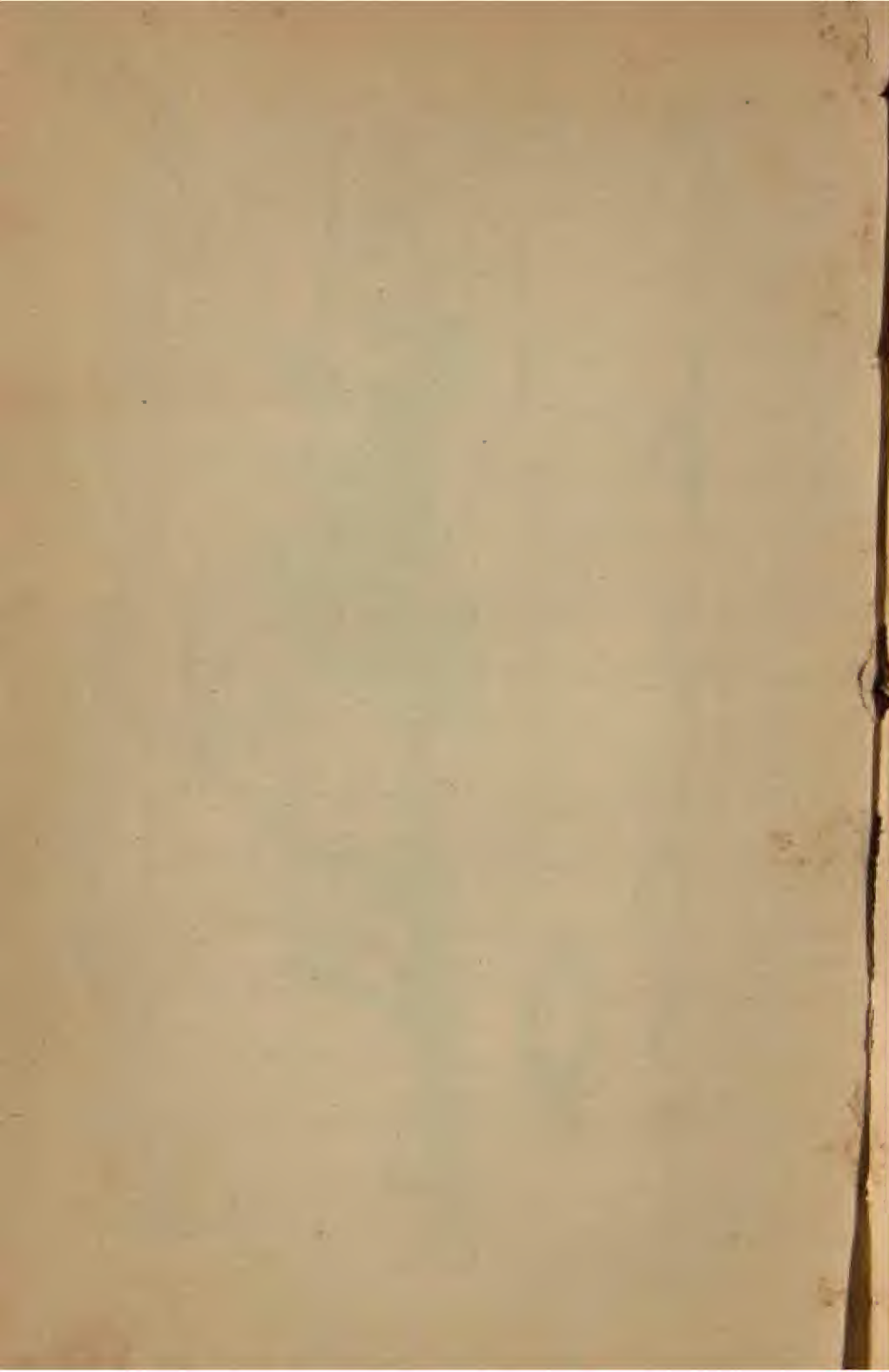
باؤلی حضرت نظام الدین

مشہور ہے کہ باؤلی حضرت نظام الدین نے اپنے جیتے جی قریب ۷۰۰ ہجری مطابق
۱۳۰۰ عیسویء کے بنائی ہے اس باؤلی کا پانی بھی سترک لگنا جاتا ہے اور جن لوگوں نے
اور بھوت بھاگنے اور پیٹ نہنے کی منت سے اس میں نہایا جاتا ہے یہ باؤلی بہت خوب
اور نہایت روشن ہے پانی کے اندر تمسک اس میں گول سیڑھیاں بہت خوشنماں سے
بنی ہوئی ہیں ۷۰۰ ہجری مطابق ۱۳۰۰ عیسوی کے محمد معروف ابن عبد الدین نے
اس باؤلی کے جنوبی ضلع پر فیروز شاہ کے عہد میں کچھ مکانات بنائے اور جانب جنوب
ایک پتھر پر چند اشعار لگائے وہ پتھر اور اشعار ناموزون و خوارشت اب تک قائم ہے
اس باؤلی کے اوپر اور بھی مکانات اور قبرستان بن گئے ہیں اور میلے کے دن ہزاروں
 آدمی اس باؤلی پر جمع ہوتے ہیں اور بہت اونچی اونچی جاگ سے تیرنے والے باؤلی میں
کوڑے ہیں بڑا تماشا یہ ہوتا ہے کہ تماشا می اوپر سے پیسہ پھینکتے ہیں اور کوڑے والے
اور سکے ساتھ کوڑے ہیں اور رستے میں پیسہ لپک پلتے ہیں اس درگاہ کی چار
دیواریں نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروز پور نے بنوائی ہے اور دروازے
پر یہ مصرع لکھوایا ہے **مصرع** شایان چه عجب لر بنوا زندگدارا



نقشه مقبره انور و ن احاطه

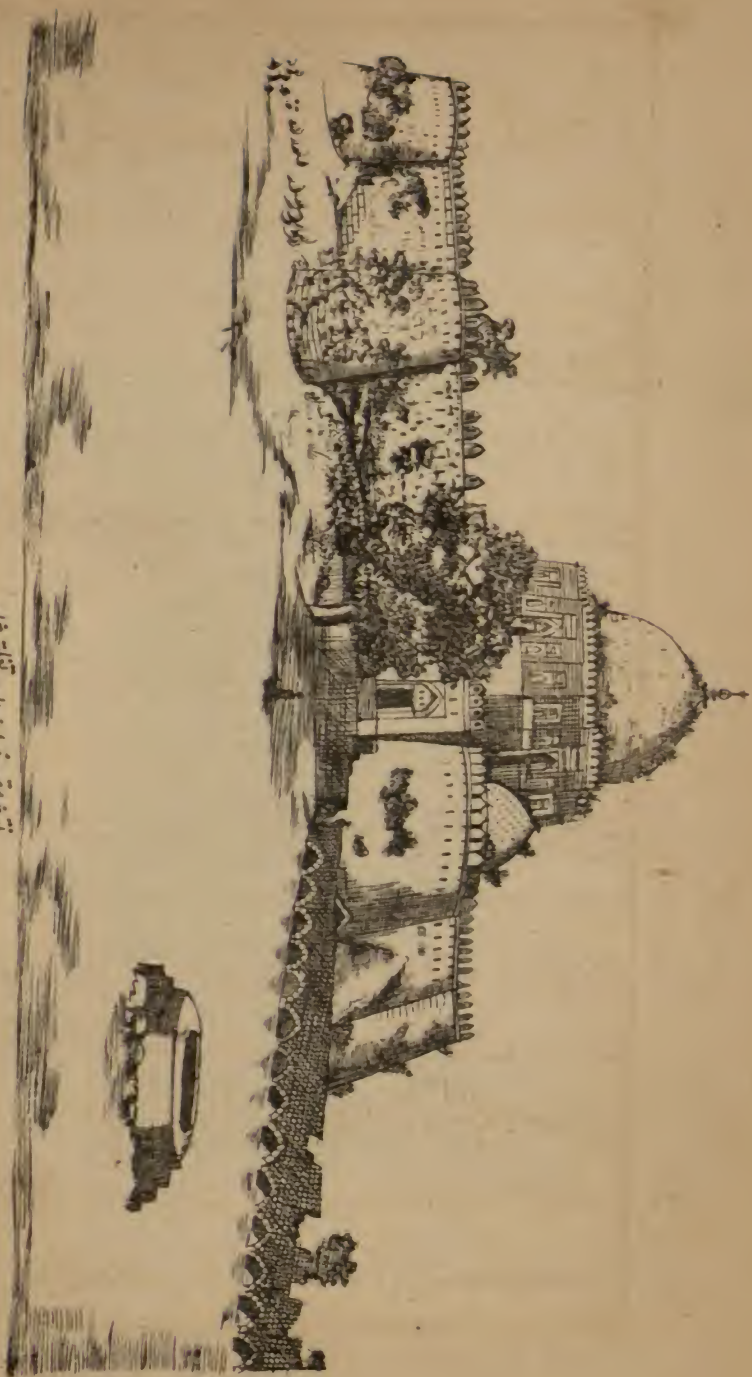




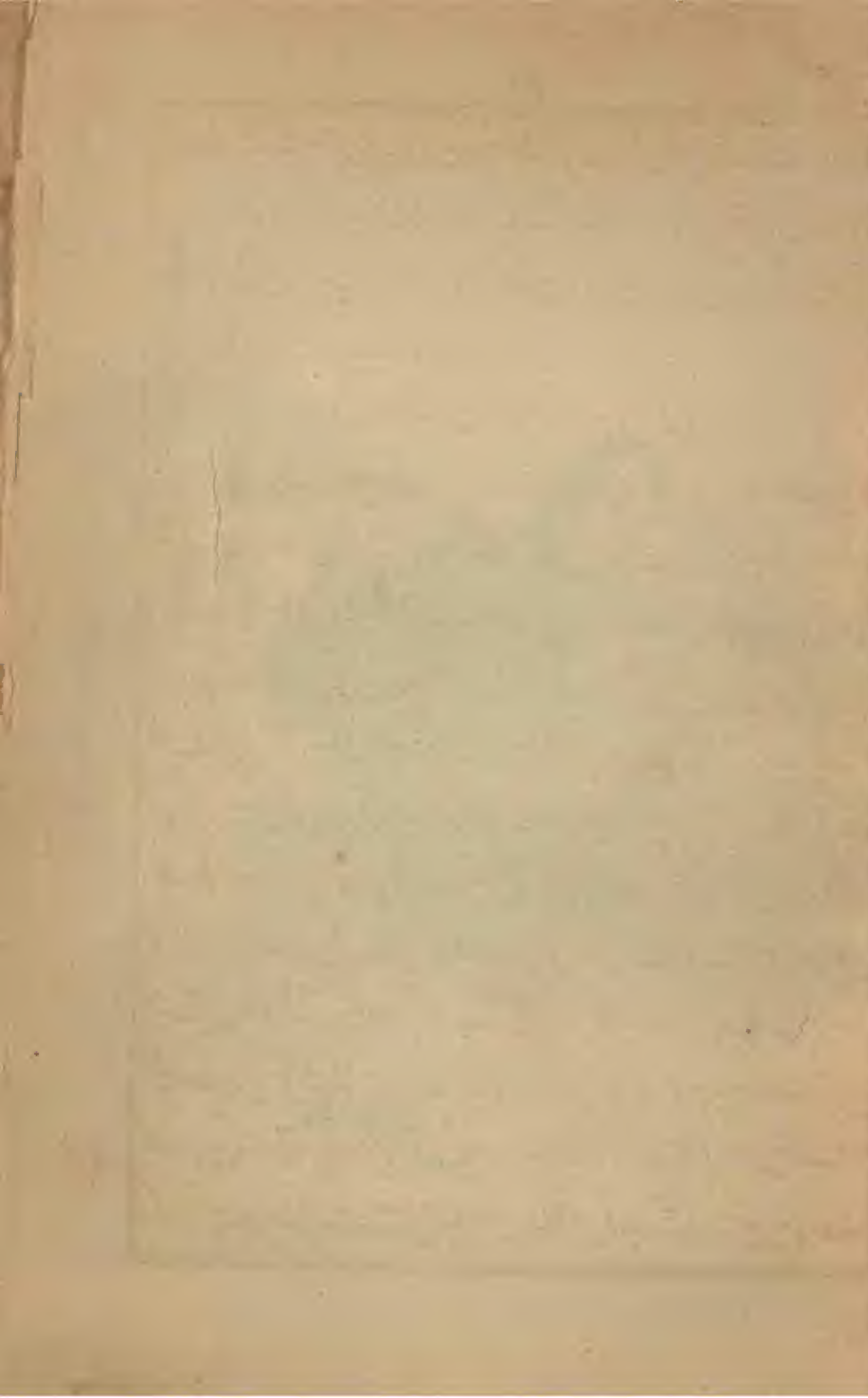


مقبرہ تعلق شاہ

قلعہ تعلق آباد کے پاس یہ مقبرہ ہے غیاث الدین تعلق شاہ کا جبکہ وہ بادشاہ ۲۵ھ
 ہجری مطابق ۱۲۷۲ء عیسوی کے مراٹواؤس کے بیٹے محمد شاہ تعلق نے جسکو محمد عادل تعلق
 بھی کہتے ہیں یہ مقبرہ بنایا قطع اس مقبرے کی بہت خوبصورت ہے برج کی چار دیواری
 بالکل سنگ سرخ کی ہے اور گنبد سنگ مرمر کا سنگ سرخ میں جا بجا سنگ مرمر کی
 دھاریاں لگی ہوئی ہیں اور بہت خوبصورت منبت کاری کی ہوئی ہے اس کے برج
 کا لداؤ بہت بلند ہے پتھر ایسے خوب وصل کیے ہیں کہ اب تک ذرا نقصان نہیں آیا
 گرد اس مقبرے کے چھوٹے اور پتھر کی تھوڑی سی فصیل اور اسکی دیوار میں اندر کے رخ
 حجرے بنے ہوئے ہیں حسین زمیندار بے ہن فصیل کا دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے
 اوسمیں بتیل سیرھیاں ہیں اس دروازے سے قلعہ تعلق آباد تک ایک پل
 بنایا ہے تاکہ قلعہ میں سے مقبرے میں آنے کا راستہ ہو کیونکہ اس کے چاروں طرف
 جنگل کا پانی بھرا رہتا تھا اس مقبرے میں ایک تو اسی بادشاہ کی قبر ہے دوسری
 مخدومہ جہان اسکی بیوی کی تیسری سلطان محمد عادل تعلق شاہ اس کے بیٹے کی جو
 ۲۵ھ ہجری مطابق ۱۲۷۵ء عیسوی کے رود سندھ کے کنائے پر مرا تھا
 دروازے کے پاس جو فصیل کا برج ہے اس پر بھی ایک چھوٹا سا گنبد ہے معلوم نہیں
 کہ اوسمیں کسکی قبر ہے فیروز شاہ کے وقت میں یہ مقبرہ دارالامان کہلاتا تھا اور
 فیروز شاہ نے ان قبروں پر صندل کا چھپر کھٹا اور خانہ کعبہ کے پردے



نقشه مکه و نمای شاه المیرزا قلی شاه

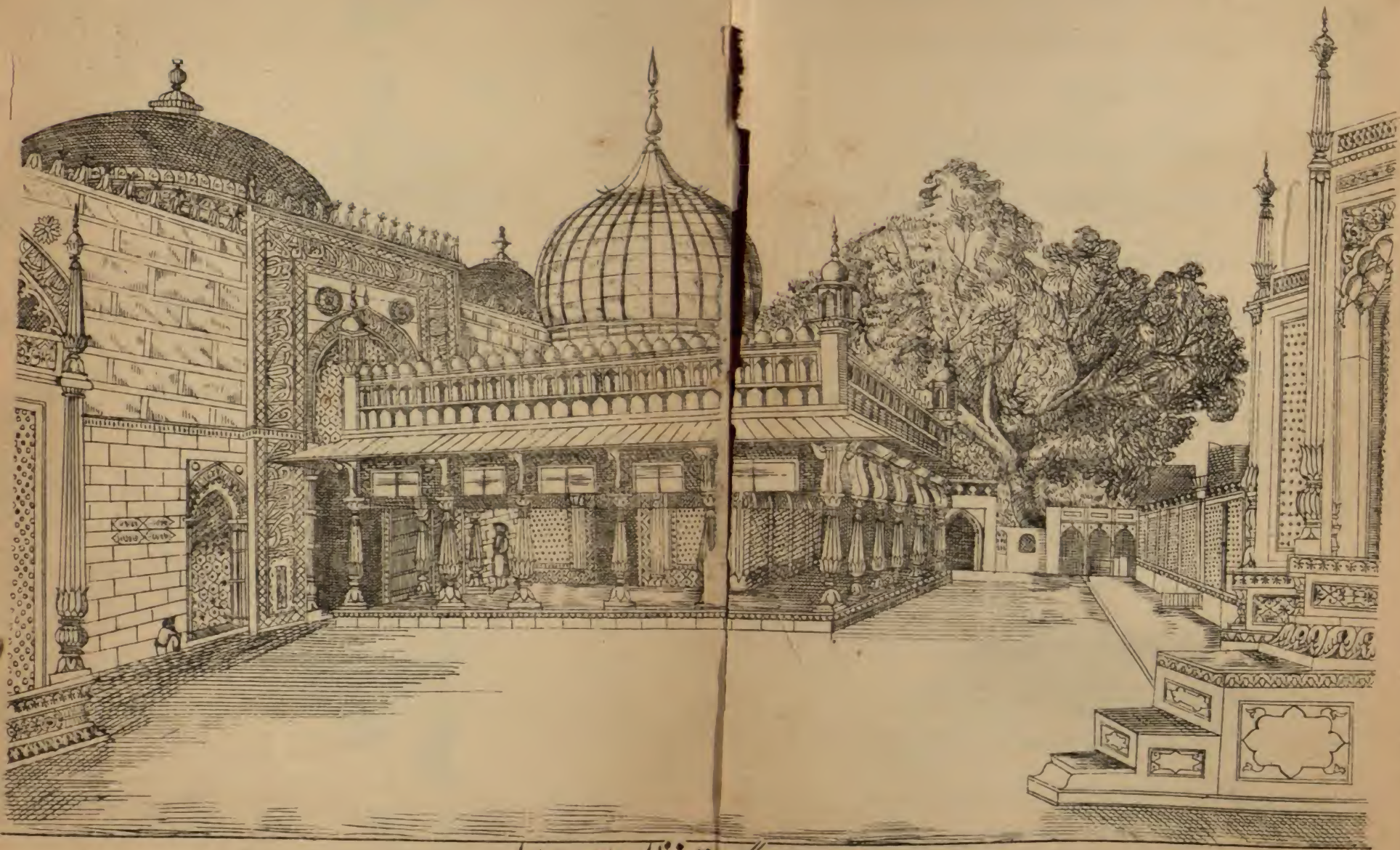


چڑھائے تھے اور جن جن لوگوں کو کہ سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے مار ڈالا تھا یا اون کے ہاتھ پائوں ناک کان کاٹ ڈالے تھے یا اندھا کر دیا تھا اون کو اور اون کے وارثوں کو روپیہ دیکر راضی کیا اور عفو جراثم کی سندیں لیکر اور ایک صندوق میں بند کر کر قبر کے سرھانے رکھوا دیا تھا۔

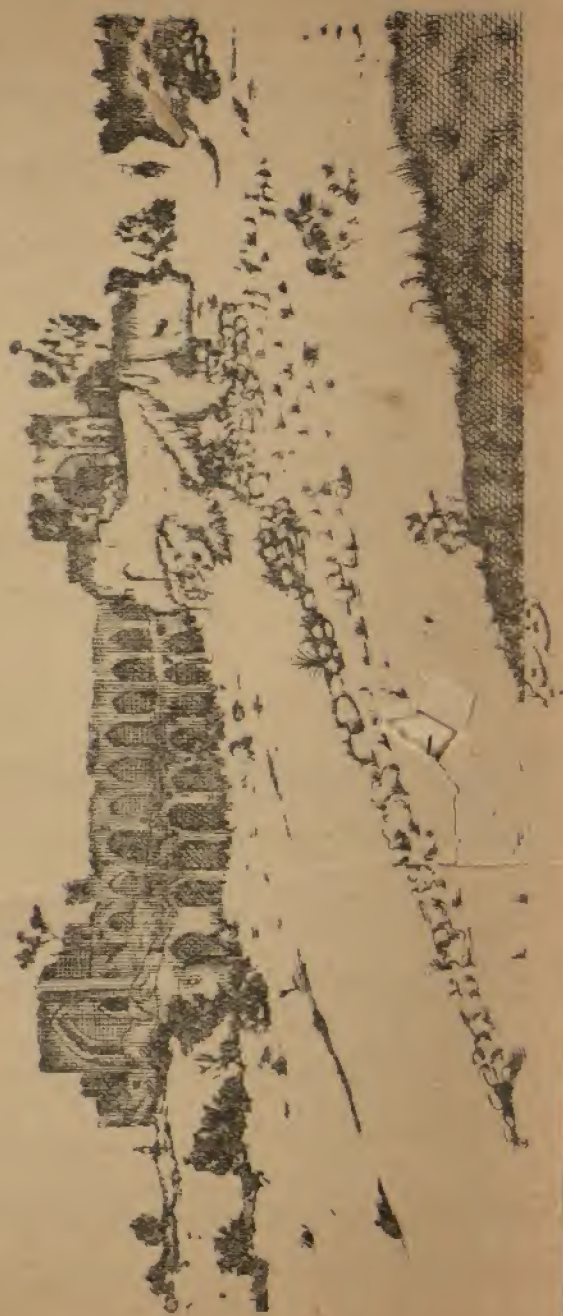
درگاہ حضرت نظام الدین اولیا

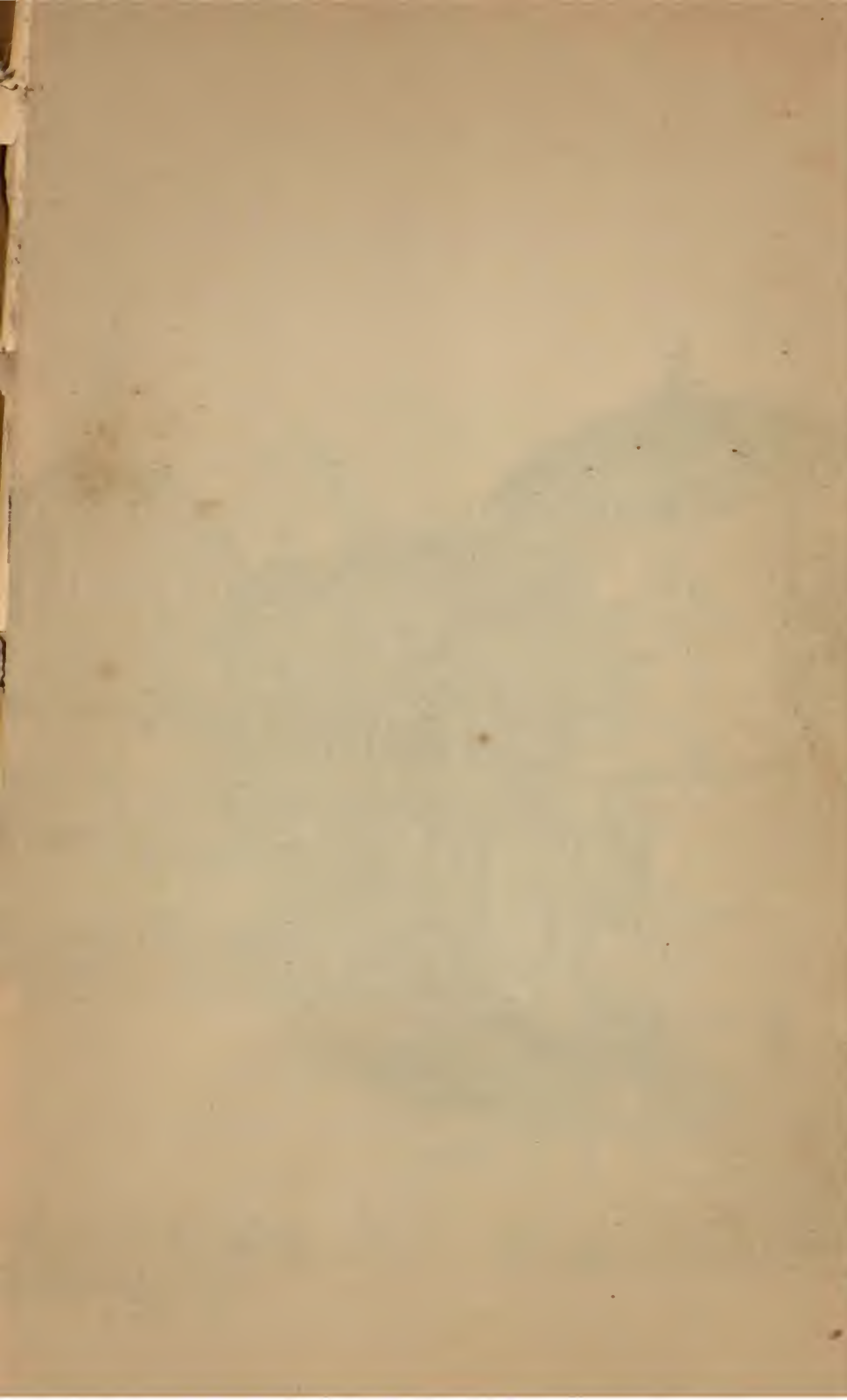
یہ درگاہ پُرپانے قلعہ سے ایک میل آگے بہت نامی ہے جبکہ حضرت نظام الدین کا ۵۱۲ ہجری مطابق ۱۱۱۹ عیسوی کے انتقال ہوا تو آپ کے مزار پر ایک چھوٹا سا گنبد اور جالیان تھیں فیروز شاہ نے اپنے وقت میں اس پر صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور برج کے چاروں کونوں میں سونے کے کٹورے سونے کی زنجیروں میں لٹکائے ۵۱۹ ہجری مطابق ۱۱۲۶ عیسوی کے سید فرید خان نے بڑے اکبر کے عہد میں گنبد کے گرد سنگ مرمر کی جالیان لگائیں اور گنبد کے اندر ایک لوح پر چند اشعار تاریخ کے لکھائے کہ مادۂ تاریخ اوسکا۔ قبلہ کہ خاض و عام ہے۔ بعد اسکے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد میں فرید خان المخاطب برقعہ خانی نے ۵۲۸ ہجری مطابق ۱۱۳۵ عیسوی کے آپ کے مزار پر سیپ کی پچکاری کا بہت تحفہ چھپر کھٹ چڑھایا حقیقت میں اسکی پچی کاری بہت تحفہ ہے اور اس پچی کاری میں چند اشعار تاریخ کندہ ہیں کہ مادۂ تاریخ اوسکا۔ قبلہ شیخ ہے۔ بعد اسکے ۵۳۸ ہجری مطابق ۱۱۴۵ عیسوی کے شاہجہان کے عہد میں خلیل اللہ خان نے اس گنبد کے گرد سنگین بارہ دری

نور الدین
فیروز شاہی



درگاهت نظام الدین اولیاء





دیکھو کتبہ نمبر ۱۹

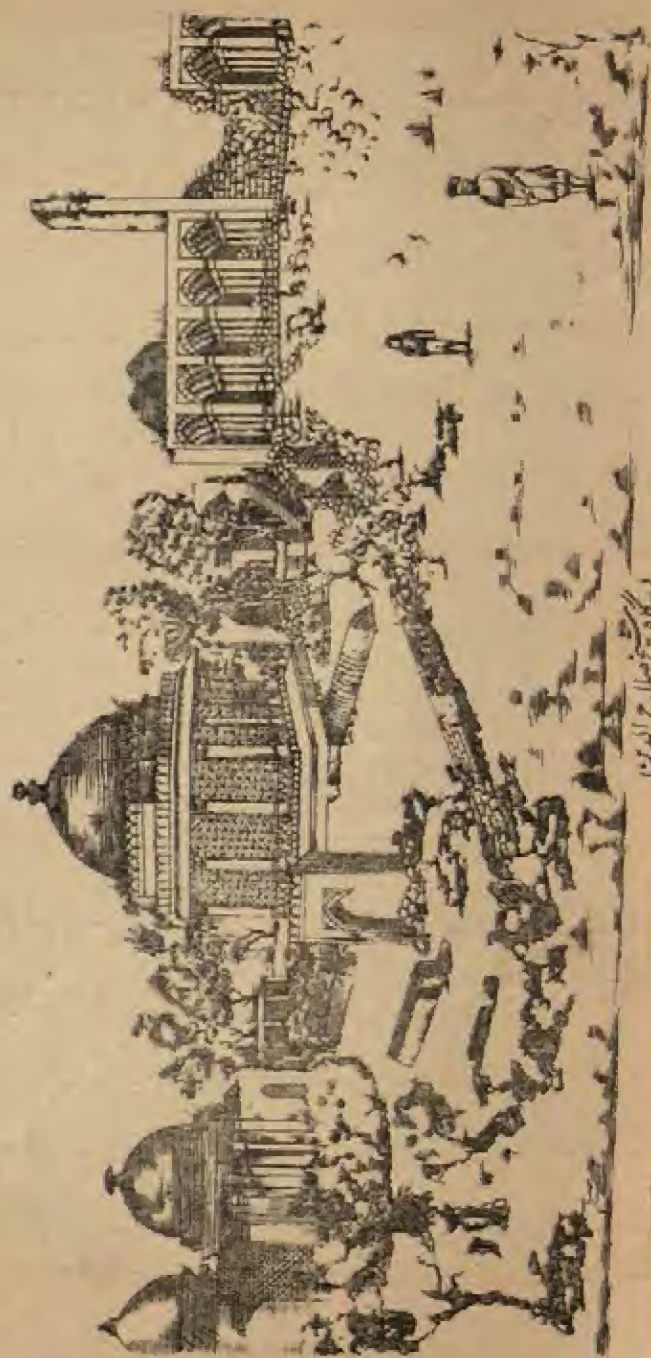
سنگ رخ کے ستونوں کی بنائی اور اسکے دوسرے اور چوتھے در پر کتبہ کھودوایا
 ۶۹۱ھ ہجری مطابق ۱۲۵۵ء عیسوی کے عزیز الدین عالمگیر ثانی نے چند اشعار اردو ایک
 پتھر پر کھودوا کر گنبد کے اندر لگا دیے بعد اسکے ۱۲۶۳ھ ہجری مطابق ۱۲۸۰ء عیسوی
 کے نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور نے غلام گردش کے سنگ رخ
 کے ستون نکلاؤ اڑالے اور سنگ مرمر کے ستون بہت تختہ اور خوبصورت
 لگا دیے ۱۲۶۳ھ ہجری مطابق ۱۲۸۰ء عیسوی کے فیض اللہ خان بنگش نے
 غلام گردش میں تانبے کی چھت چڑھا دی اور سونے اور لاجورد سے بہت تختہ
 مینا کاری کروادی بعد اسکے ۱۲۶۳ھ ہجری مطابق ۱۲۸۰ء عیسوی کے اکبر شاہ ثانی
 نے اس برج کو سنگ مرمر کا بنوایا اور اوپر بہت خوشنما سنہرے کلس لگوا دیے اب
 یہ درگاہ بہت عمدہ عمارتوں میں سے ہے ستر ٹھوہن ربیع الثانی کو ہر برس می
 دھوم سے یہاں عرس ہوتا ہے اور موسم بہار میں بسنت بھی بہت دھوم سے
 ہوتا ہے مسجد اس درگاہ کی فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے۔

ست پلہ

موضع کھڑکی کی سرحد میں متصل درگاہ حضرت روشن چرخ دہلی یہ پل ہے ۱۲۵۵ء
 ہجری مطابق ۱۲۸۰ء عیسوی کے سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے یہ پل بنایا ہے در حقیقت
 یہ بندہ اور دور دور کا پانی اسمین گھیرا ہونے کے نکلنے کو بیچ میں سات در بطور
 پل کے بنائے ہیں اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہوا اسکے اوپر بھی مکان

اشعار الاخیار





درگاه شیخ صلاح الدین

بنے ہوئے ہیں اور دو دروازے بہت خوشنمائی سے بنائے ہیں ایک جگہ سے یہ
 مل ٹوٹ گیا تھا وہاں کیا بند بنا دیا ہوا اس بل کے درون کے پاس ایک کنواں
 تھا اگرچہ وہ کنواں اب نہیں رہا مگر نالے میں ایک گڑھا کر کر پانی جمع کرتے ہیں
 اور اسکو تبرک سمجھتے ہیں بیماروں کو نہلاتے ہیں اور بچوں کے لیے ٹھیلوں میں
 پانی بھر کر اور سرس کی پتی رکھ کر دو درواریں لگاتے ہیں کاتھک کے مہینے میں دیوالی
 کے قریب ہفتہ اور اتوار اور منگل کے دن بڑا ہجوم ہوتا ہے صد ہا زن مرد اور
 بچے نہانے کو آتے ہیں تاکہ آسید جن اور بھوت اور جادو سے محفوظ رہیں
 کہتے ہیں کہ یہاں حضرت روشن چرخ دہلی نے وضو کیا تھا اس کے سبب
 یہاں کے پانی کو بزرگ جانتے ہیں دیوالی کے دنوں میں یہاں کے پانی
 کی چھوٹی سی ٹھیلیاں چمکے کو کہتی ہیں۔

درگاہ شیخ صلاح الدین

حضرت شیخ صلاح الدین سلطان محمد عادل تغلق شاہ کے وقت میں تھے اور
 آپ مریدین شیخ صدر الدین کے محمد تغلق شاہ کو ہمیشہ سخت جواب دیتے تھے
 جب آپ کا انتقال ہوا تو موضع کھڑکی کے متصل دفن کیا یقین ہے کہ ۷۵۰ھ ہجری
 مطابق ۱۳۵۰ء عیسوی کے فیروز شاہ کے وقت میں یہ درگاہ بنی آپ کے مزار پر ایک
 گنبد ہے اور اس کے چاروں طرف جالیان ہیں اس کے پاس بہت بڑی
 مسجد تھی اب اکثر جگہ سے گر پڑی ہے اور اس کے پاس مجلس خانے کا

اخبار لاخیر



والان ہر ایک اور چھوٹے سے گنبد میں اور قبر میں ہیں اٹھائیسویں صفر کو ہر برس یہاں
عرس ہوتا تھا اب چندے سے موقوف ہو گیا ہے۔

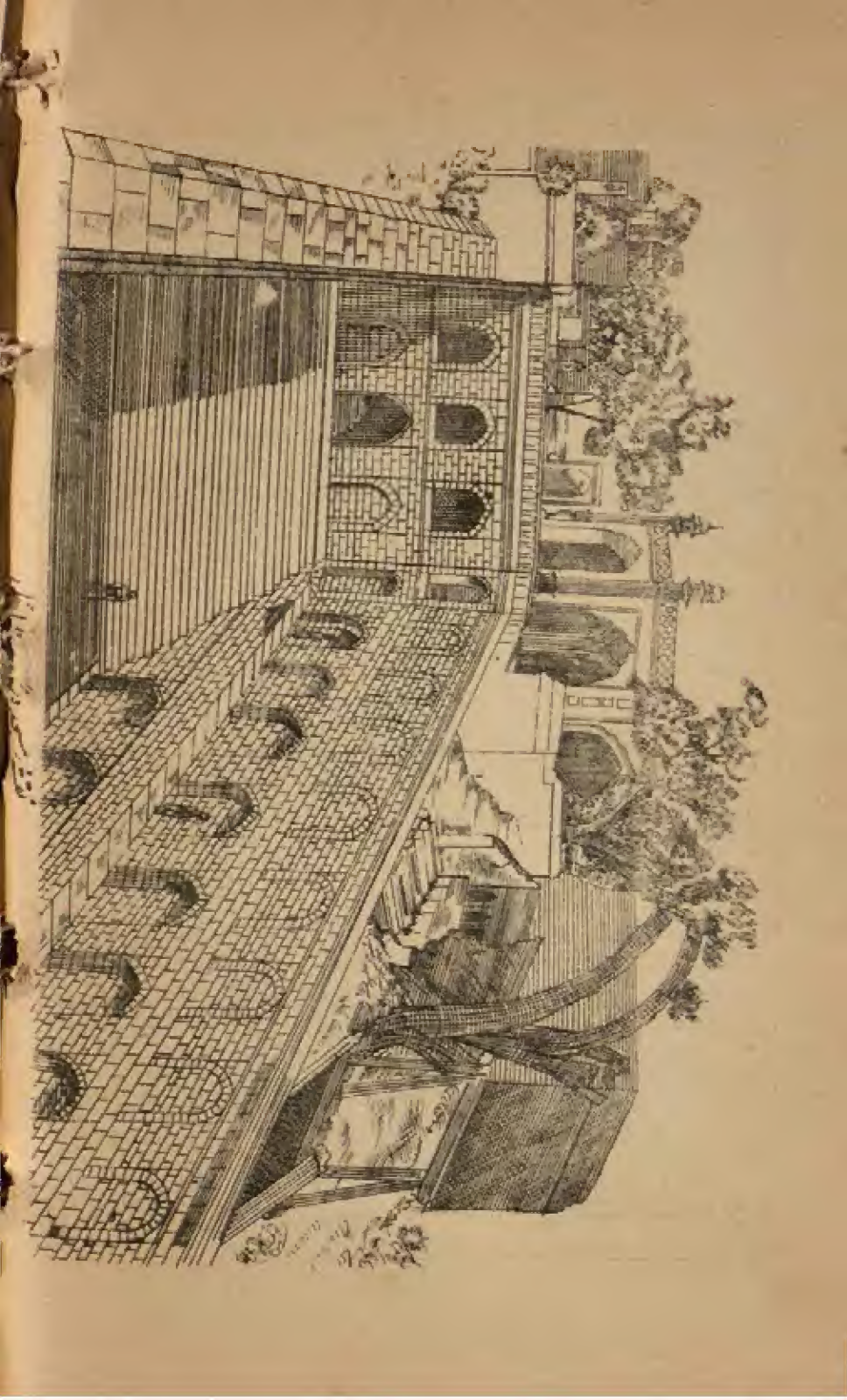
مسجد درگاہ حضرت نظام الدین

یہ مسجد جو کتابوں میں جماعت خانہ کر کر لکھا ہے حضرت نظام الدین کی درگاہ میں ہے
اس مسجد کو فیروز شاہ بادشاہ نے قریب ۷۵۰ ہجری مطابق ۱۲۵۷ عیسوی کے بنایا ہے
خود فیروز شاہ لکھتا ہے کہ یہ جماعت خانہ نے سرے سے بنایا پہلے یہاں نہ تھا اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ خادموں میں جو اس مسجد کا پہلے سے ہونا مشہور ہے غلط ہے مسجد
بہت نادر ہے اس مسجد کا بیچ کا درجہ زانگ سرخ کا ہے اور پچودہ گز کے قطر کا
گنبد ہے اس کے بیچ میں سونے کا کٹورہ لٹکتا ہے جاٹوں نے آسمین گولیاں ماریں تھیں
مگر ٹوٹا نہیں دو درجے اس بڑے درجے کے ادھر او دھر ہیں اور انکی چھت پر دو دو
برج ہیں کہ ساری مسجد کے پانچ برج ہوئے مسجد کے درون کی پیشانی پر بعضی
جگہ نسخ خطا اور بعضی جگہ کوئی خط میں آیات قرآنی کندہ ہیں مگر تاریخ نہیں ہے
باہر کی دیوار پر صحن کے رخ تھوڑے دن ہوئے ہونگے کہ کسی شخص نے حضرت
نظام الدین کے انتقال کی تاریخ کھود دی ہے مگر پہلے کی کھودی ہوئی نہیں ہے
تاریخ

سراج دو عالم شدہ یقین
نداد ادب با لقت شہنشاہ دین

نظام دو گیتی شہر ماو طین
چو تاریخ فوتش حکیم زغیب

نوحا خانہ زینا
شیخ علی احمد
شیخ عبدالحق
نکاح خانہ
خواجہ میر کا
ہر یک مسجد
شاہان اور
خضر خان
علاء الدین کے
میلون نے
بنائی ہے
۱۵۰ ہجری
مطابق ۱۱۹۰
عیسوی میں
اصول میں
جماعت خانہ
فیروز شاہ کا
ہوگا مجلس
خانہ کے نام
سے مشہور ہے
۱۲



نقشه سلطان محمد لاری



مسجد جامع فیروزی

فیروز شاہ نے اپنے کوٹلہ میں قریب ۵۵۰ سہری مطابق ۱۳۵۰ عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی چنانچہ اب تک یہ مسجد ٹوٹی پھوٹی لاٹھ کے پاس موجود ہے اس مسجد کا گنبد بہت پہلو تھا اور اس کے آٹھوں طرف بادشاہ نے تاریخ فتوحات فیروز شاہی کا خلاصہ جو اس بادشاہ نے خود اپنے حالات میں تصنیف کی تھی پتھر میں کھودا کر لگا دیا تھا اور اس میں خلاصہ اول احکامات کا تھا جو اس بادشاہ نے درباب اوقاف اور دربارہ کر نے سیاست بدنی اور لینے خرچ اور آسائش رعایا میں جاری کیے تھے لیکن اس گنبد کا اب نشان بھی نہیں رہا ٹوٹے ہوئے پتھر بھی کمین نہیں ملتے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گنبد جہانگیر بادشاہ کے زمانے تک ثابت تھا پھر معلوم نہیں کہ کس زمانے میں ٹوٹا ۵۵۰ سہری مطابق ۱۳۵۰ عیسوی میں جب تیمور نے دلی کو فتح کیا تو اسی مسجد میں تیمور کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

کوشک انور یا ہندیان

یہ ایک کہنہ عمارت ہے کوٹلہ فیروز شاہ کے سامنے چٹانے کے پاس اگرچہ اس کا حال کچھ معلوم نہیں مگر کتابوں میں اس کا نام کوشک انور لکھا ہے اس کے نام سے یقین پڑتا ہے کہ کسی بادشاہ کی بنائی ہوئی ہو کیونکہ اس طرح کے نام اس زمانے میں بادشاہی عمارتوں کے ہوتے تھے اور جس موقع پر یہ عمارت محاذی کوٹلہ کے واقع ہے اس قرینے سے متصور ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے پھر کچھ

تاریخ قریب

تاریخ قریب

تاریخ قریب





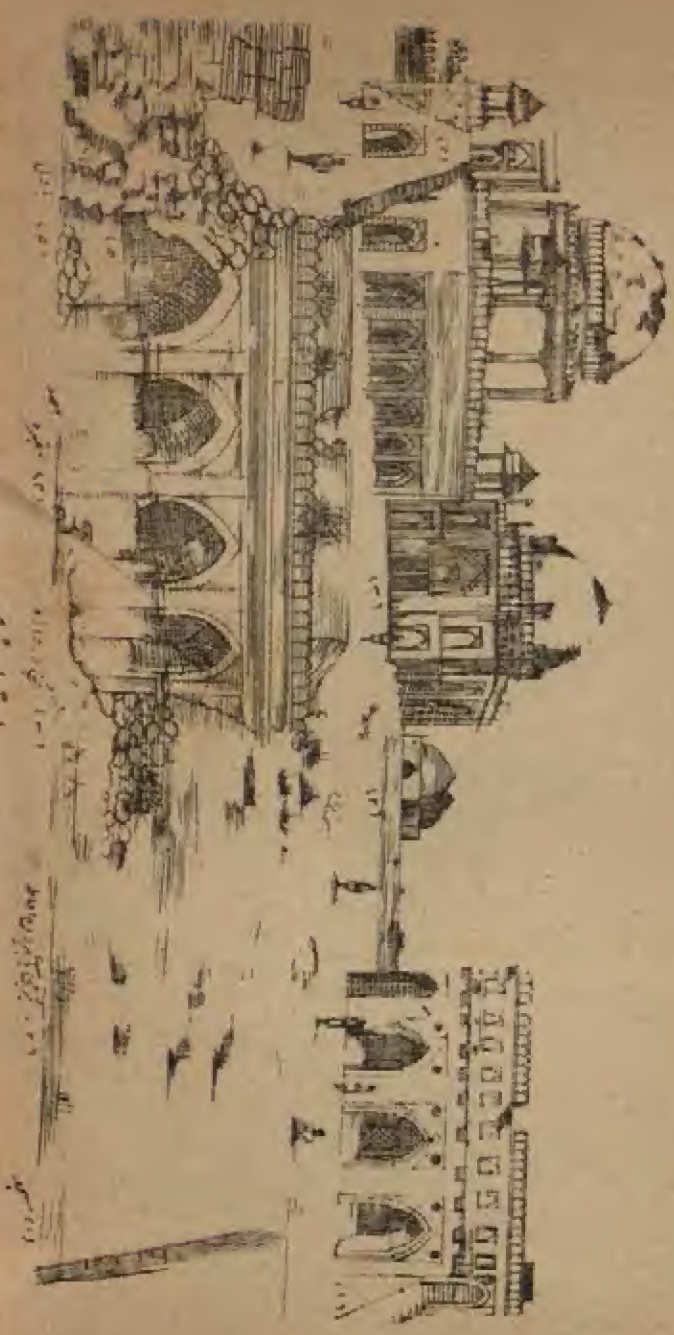
نیشابور



عجب نہیں کہ قریب ۵۷۵ ہجری مطابق ۱۱۸۰ عیسوی کے بنی ہوہندوستان میں
 رواج ہو گیا ہے کہ برسویں دن بٹے پیر کی نیاز میں کاغذ کی برجی جسکو ہندی
 کہتے ہیں بنا کر اس کے چاروں طرف روشنی کرتے ہیں یا تو اس سبب سے کہ
 اس عمارت کی صورت اوسی طرح کی ہو اور یا اس سبب سے کہ خاص اسی دن
 کی روشنی کو بنی تھی ہندیان اس کا نام مشہور ہو گیا ہو ہر حال اسکے دونوں
 ناموں سے ثابت ہے کہ یہ عمارت روشنی کرنے کے لیے بنی ہو یہ مکان
 نئے قطع کا ہے اسکے نیچے درہ لاؤ کر سی دی ہو اور پھر اس کے اوپر پانچ برج
 بنائے ہیں چار چاروں کو نوں پر اور ایک بیچ میں برجوں کی قطع بھی
 بہت خوبصورت ہے مگر اب یہ مکان بہت شکستہ ہو گیا ہے اور جو کہ نئے بنائے
 اور پتھر سے بنا ہوا تھا اس واسطے بالکل گر پڑا ہے و ایک برجیان باقی رہ گئی ہیں۔

بولی بھٹیاری کا محل

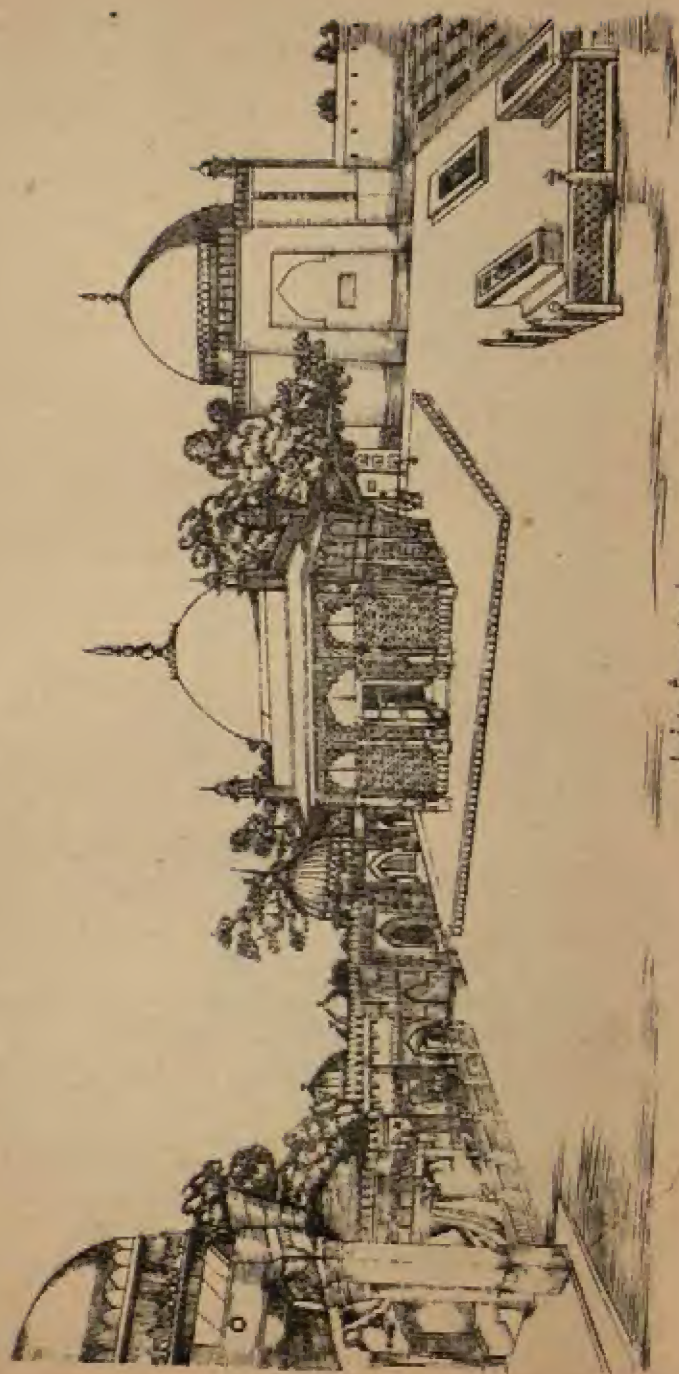
یہ ایک نئے ہو شہر شاہجہان آباد کے باہر تھوٹے فاصلے پر درگاہ سید حسن سولنا
 کے پاس غالب ہے کہ یہ بند فیروز شاہ کا اوس زمانے کا بنایا ہوا ہو جس زمانے
 میں کہ اوسنے کو شک شکار بنایا یعنی قریب ۵۷۵ ہجری مطابق ۱۱۸۰ عیسوی
 کا اور اس بند پر ایک مکان چھوٹا سا بہت بد قطع بنا ہوا ہے اس مکان کا یہ
 نام ہے مشہور ہے کہ کسی زمانے میں بوعلی خان بھٹی اس مکان میں رہتے تھے
 جب سے بولی بھٹیاری کا محل مشہور ہو گیا ہے یہ بند بہت خوب بنا ہوا ہے



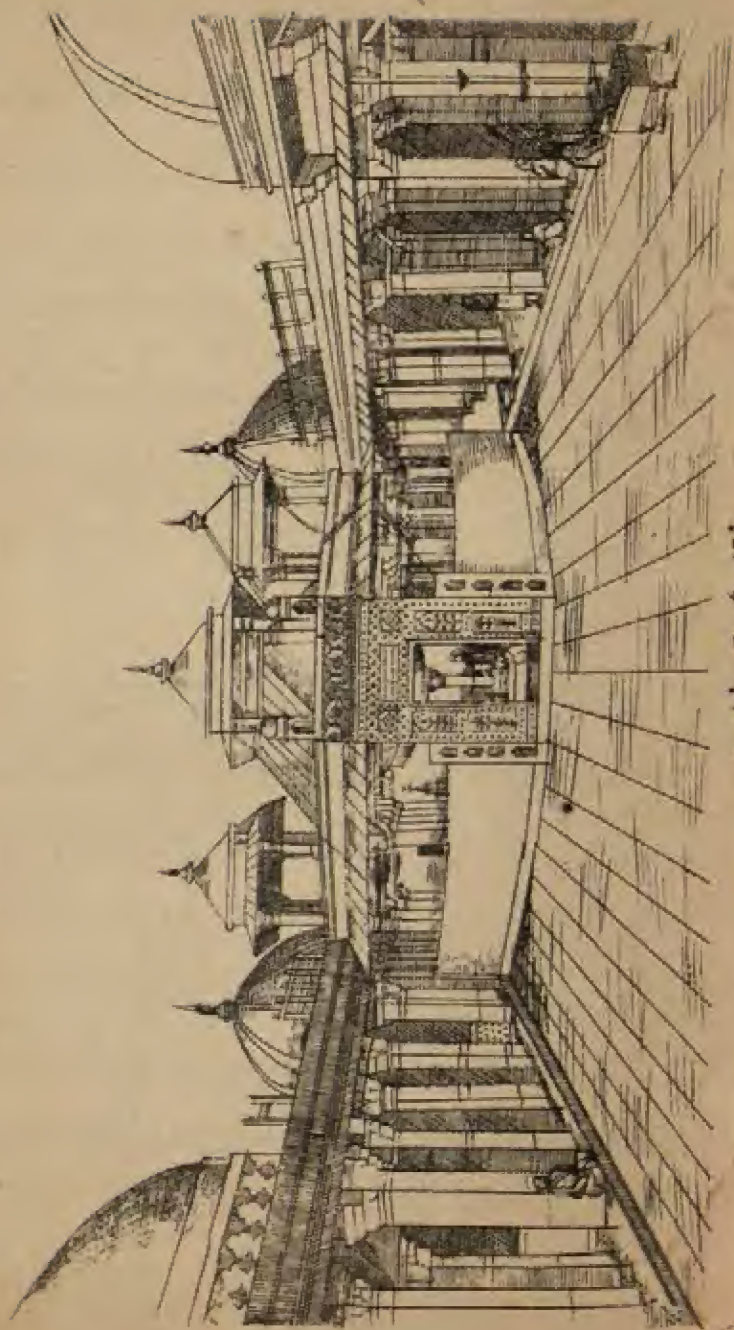
بنی باری

در بنی باری

در بنی باری



دہلی دھرت سوسائٹی ہاؤس



نقشه درگاه و قدم شریف



گنبد کے گرد بارہ دری بنوائی تھی کہ وہ گریڑی درگاہ کے صحن میں دو گنبد اور مین
ایک مین حضرت شیخ فریش کر گنج کی پوتی کی قبر ہی اور دوسرے مین مخدوم
زین الدین کی قبر ہی جو آپ کے بھانجے اور خلیفہ تھے اوسکے پاس مخدوم
کمال الدین کی قبر ہی جو مولوی فخر الدین صاحب کے پیرون مین مین اور اسی
مقام پر نواب فیض طلب خان بگش کی قبر ہی درگاہ کے پاس ایک مسجد ہی
فرخ سیر کے عہد کی اس درگاہ کا دروازہ بھی گنبد ناہی اور اوس پر فیروز شاہ
کے نام کا کتبہ لگا ہوا ہے ۱۱۷۷ھ ہجری مطابق ۱۷۶۹ء عیسوی کے محمد شاہ بادشاہ
نے اس درگاہ کے گرد پونے چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر شہر نیاہ بنوا دی ہے اور
اوس مین چار دروازے اور ایک کھڑکی ہے۔

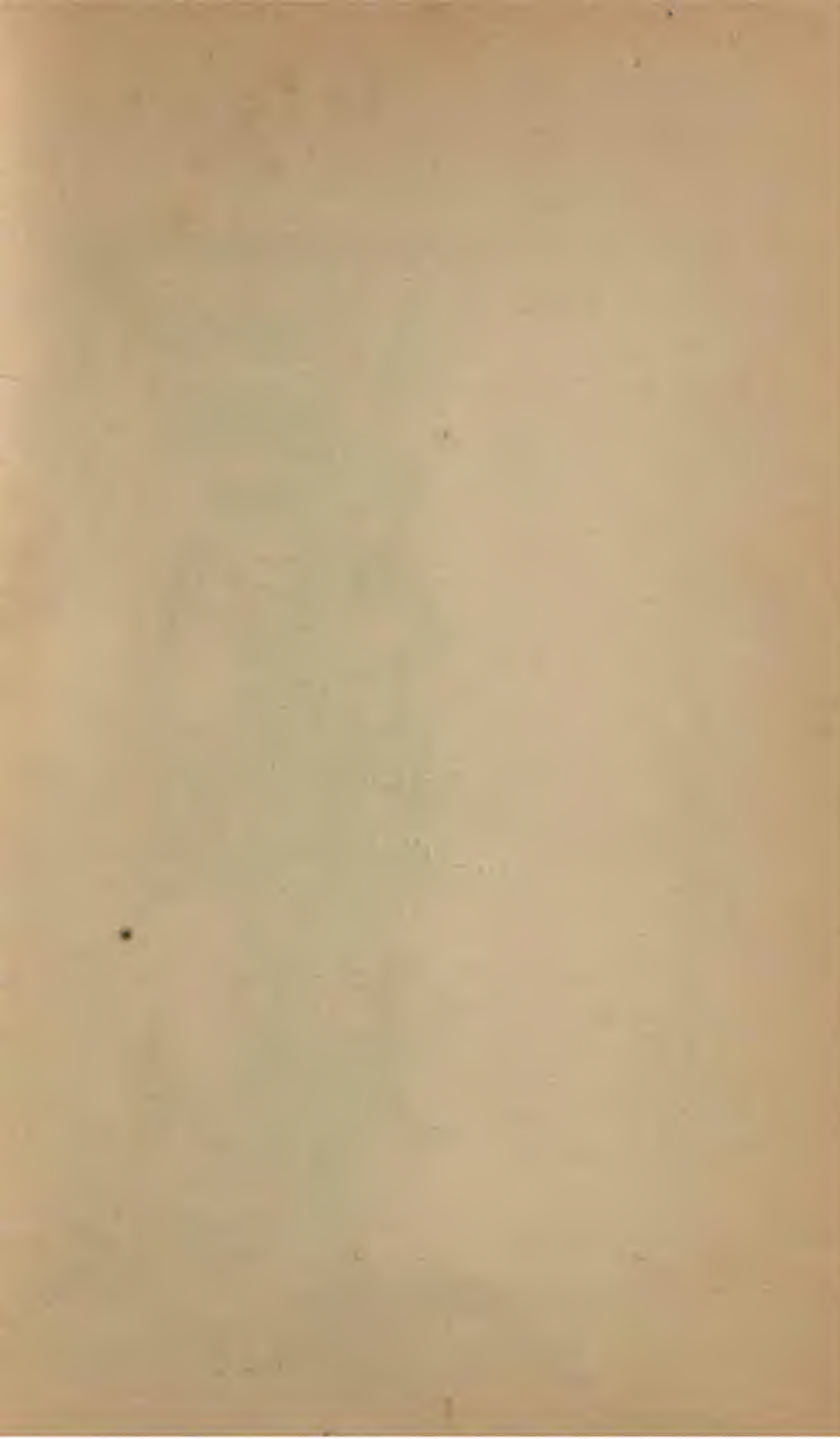
نمبر (۳۲) قدم شریف یا مقبرہ فتح خان

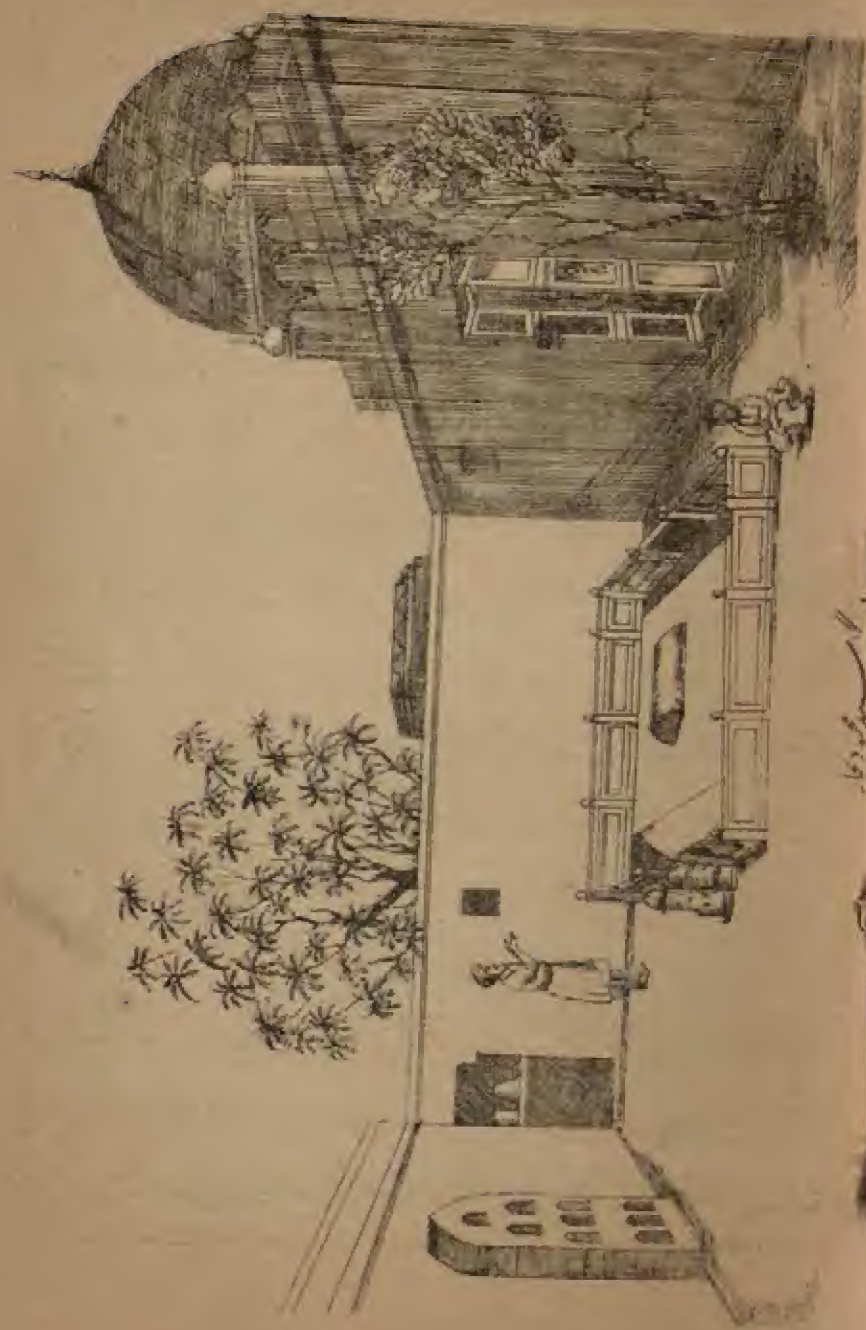
یہ درگاہ بہت نامی اور حقیقت یہ مقبرہ ہی شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ کا
جبکہ ۱۱۷۷ھ ہجری مطابق ۱۷۶۹ء عیسوی کے شاہزادہ فتح خان نے انتقال کیا تو
اوسکی لاش یہاں دفن ہوئی اور فیروز شاہ نے اوسکے گرد مکانات اور مدرسہ اور مسجد
بنائی اور چار دیواری کے پاس ایک بہت بڑا حوض بنوایا کہ اب تک موجود ہے
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ ہوا تھا کہ اوسکے سبب پتھر
پر نقش قدم پڑ گئے تھے چنانچہ اکثر کتابوں مین یہ مذکور ہے مشہور ہے کہ انھیں
نقش قدم کے پتھرون مین کا ایک پتھر فیروز شاہ کے عہد مین آیا اور اوسنے وہ پتھر

دیکھ کر کہنے لگا
۱۱۷۷ھ

تاریخ فرشتہ

تفسیر نمبر ۲





بطور تبرک اپنے بیٹے کی قبر پر لگادیا اور اسی سبب سے یہ مقبرہ قدم شریف کے نام
 مشہور ہوا اس قبر پر حوض بنادیا ہوا اور اسکے گرد سنگ مرمر کا کٹھرا لگایا ہوا زمین
 پانی بھرتے ہیں اور نقش قدم کو دھو کر پانی کا تبرک لے جاتے ہیں اور زبان
 حال سے یہ شعر پڑھتے ہیں شعر ای خضر دل اسی کے پیے سے نجات ہے
 پانی قدم شریف کا آب حیات ہے بارہویں ربیع الاول کو ہر سال یہاں
 بہت بڑا میلہ ہوتا ہے تمام خلقت جمع ہوتی ہے اور ہزاروں ملنگ آتے ہیں
 اور دروازے کے آگے دھمال کرتے ہیں۔

مسجد چوراہیہ قدم شریف

یہ مسجد بھی فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی ہے اور قطع اسکی ایسی ہی ہے جیسے
 خانجہان کی بنائی ہوئی مسجدین ہیں مگر خیال میں یہ آتا ہے کہ جب فیروز شاہ نے
 یہ مقبرہ بنایا یعنی قریب ۷۷۰ ہجری مطابق ۱۳۷۰ عیسوی کے تباہی آپ یہ مسجد
 بھی بنائی یہ مسجد چھوٹے اور پتھر سے برجیوں دار نہایت محکم بنی ہوئی ہے اور
 چوراہیہ قدم شریف کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔

درگاہ حضرت سید محمود بکار

یہ درگاہ سرحد موضع کیلوکھڑی میں واقع ہے اور اگرچہ یہاں کوئی عمدہ عمارت
 نہیں مگر یہ درگاہ بہت متبرک مانی جاتی ہے حضرت سید محمود بکار نے عالم
 اور بہت بڑے ولی تھے حضرت سید ناصر الدین سونی پتی کی اولاد میں ہیں

۱۳۹۰ ہجری مطابق ۱۳۰۰ عیسوی کو آپ کا انتقال ہوا مشہور ہے کہ آپ کی مدافعت ایک
مردہ جی اوشا تھا اس سبب سے محی العظام اور راجہ ہار کوڑا آپ کا لقب ہو گیا ہے
تائیسویں صفر کو ہر برس یہاں عرس ہوتا ہے۔

کالی مسجد یا کلاں مسجد

فیروز شاہ کے وقت میں جب شہر فیروز آباد آباد ہوا تھا اس کے ایک محلے میں
خاں خمان نے ۱۳۰۰ ہجری مطابق ۱۳۰۰ عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی جب شہر پر
ہوا اور شاہجہان نے یہ شہر پایا تو یہ مسجد شہر میں آگئی اس مسجد کو بہت کرسی مگر
بنایا ہے کہ بتیس بیڑ عیان چڑھ کر مسجد میں جاتے ہیں اندر سے مسجد کو سہا بنایا ہے
اور ہر گہ میں پانچ پانچ درہن اور اس کی چھت پر لداؤ کے چھوٹے گنبد
بنائے ہیں اور اس کے دروازے پر کتبہ ہے۔

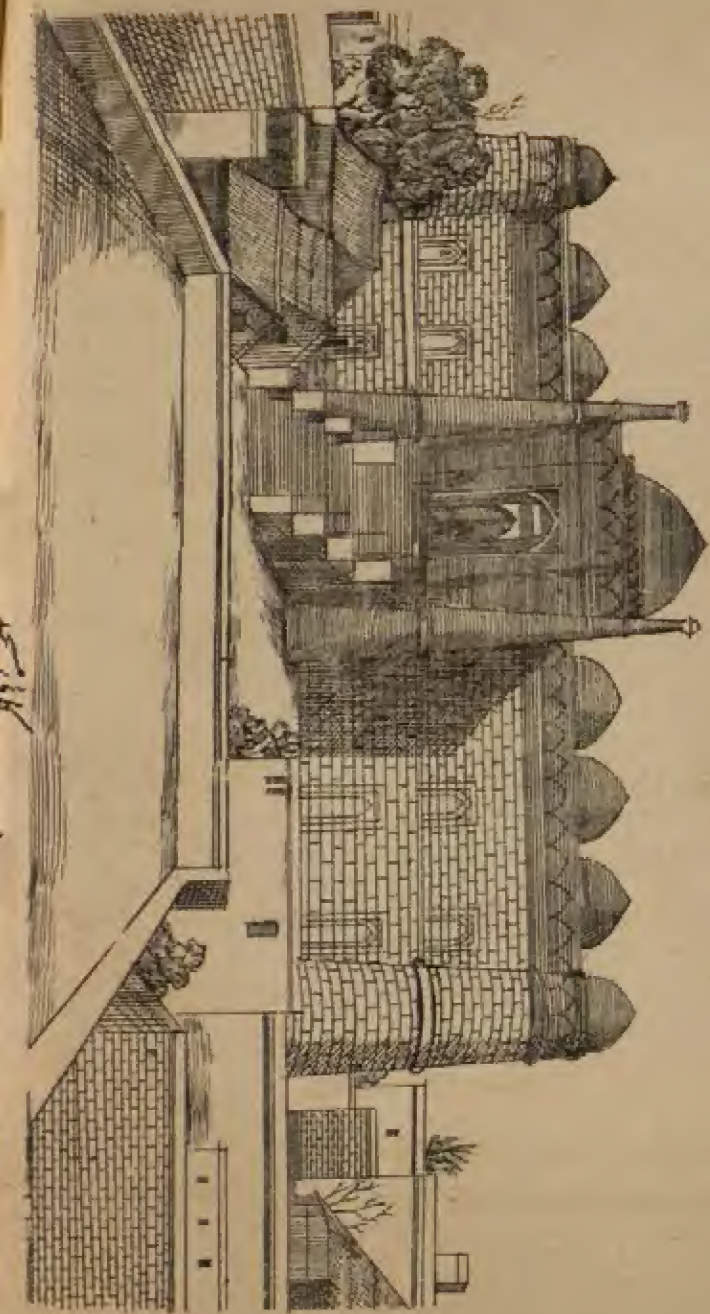
دیکھو کتبہ نمبر ۲۲

مسجد سلیم پور

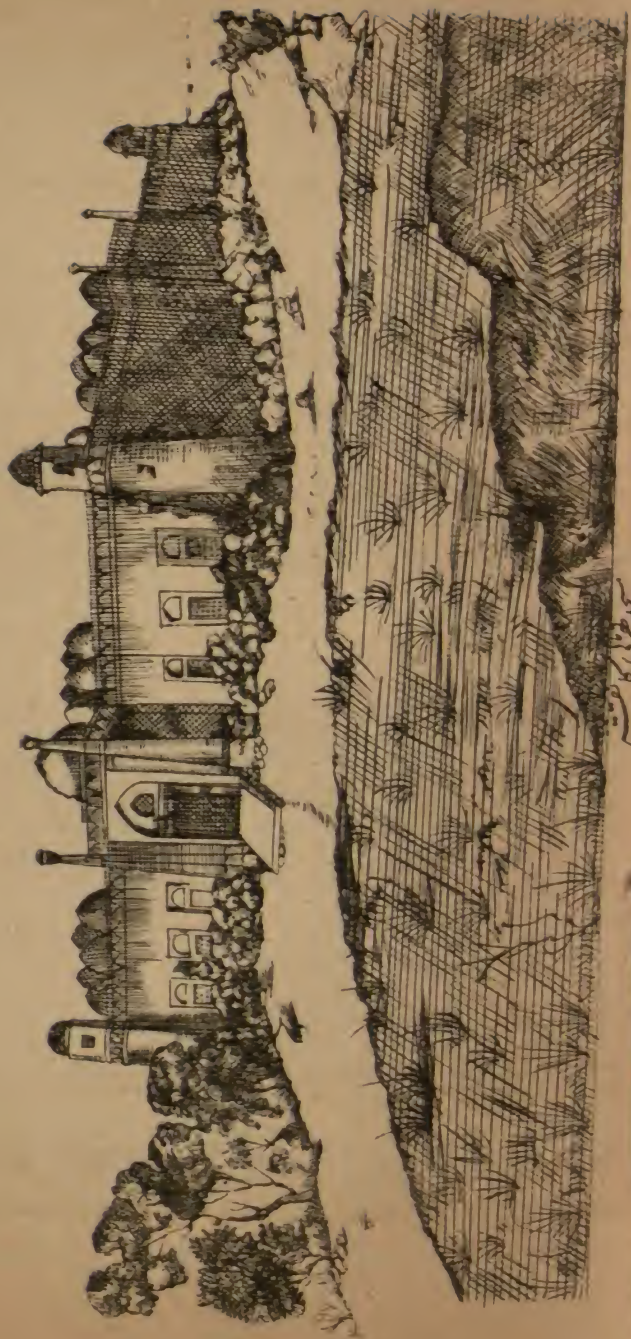
یہ مسجد بھی منجملہ اونھیں مسجدوں کے ہے جنکو خاں خمان فیروز شاہی نے ۱۳۰۰ ہجری
مطابق ۱۳۰۰ عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد نرے چمنے اور پتھر کی قطع اس کی نری
بجہدی بالکل پٹھانوں کے وقت کی ہے مگر البتہ مستحکم خوب ہے اس کی قطع اور کھڑکی
کی مسجد کی قطع بہت قریب قریب معلوم ہوتی ہے۔

مسجد کالو سرا

متصل مسجد سلیم پور کے ایک اور مسجد ہے خاں خمان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی



سید علی محمد



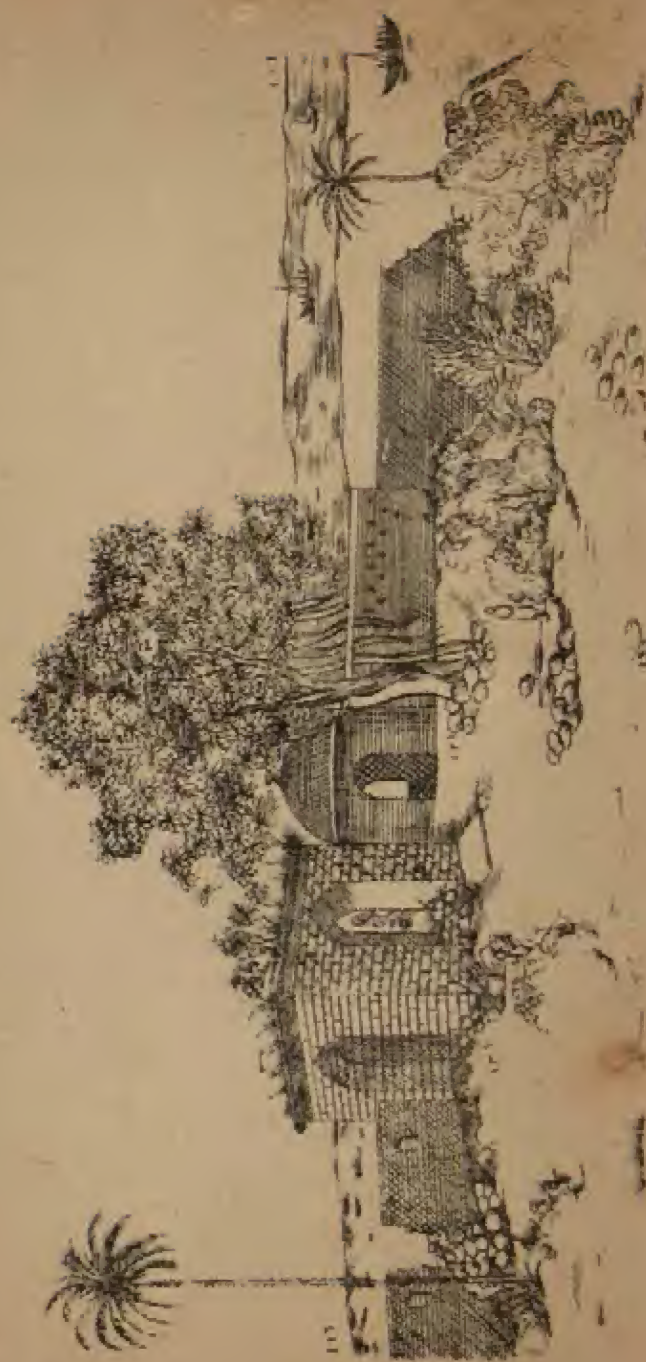
یہ مسجد بھی چھپنے اور پتھر سے برجیوں دار بنی ہوئی ہو اور جب کہ یہ سب مسجدین
خانجمن نے قریب قریب زمانے میں بنائی ہیں اس واسطے اسکی سال بنا بھی قریب
۸۹۰ء ہجری مطابق ۱۴۸۷ء عیسوی تصور کی جاتی ہو اس مسجد کے ضلع شمالی
و جنوبی منہدم ہو گئے ہیں اور اب زمیندار اس میں بستے ہیں۔

مسجد کھڑکی

موضع کھڑکی میں ست پلے کے پاس یہ مسجد قریب ۸۹۰ء ہجری مطابق ۱۴۸۷ء
عیسوی فیروز شاہ کے وقت میں خانجمن نے یہ مسجد بنائی ہو اب اس
مسجد میں زمیندار بستے ہیں یہ مسجد چوکھوٹی ہو اور چاروں طرف مربع کے
ضلعوں کے بیچ میں ایک ایک مربع بطور تاج کے نکالا ہو تین طرف تو
دروائے ہیں اور قبلے کی طرف سے بند ہو تمام مسجد میں بہت سے ستون لگائے
ہیں ایک ایک برج چاروں طرف تاج کے مربعوں پر ہو اور مسجد کی چھت پر نو جگہ
پلے ہوئے نو نو برج ہیں ہر ہر برج کے تلے چار چار ستون ہیں مسجد کے صحن
میں چار چوک چھوٹے ہیں اس قطع کی مسجد اس نواح میں کہیں نہیں ہو
بلادروم کی مسجدوں کی قطع معلوم ہوتی ہو۔

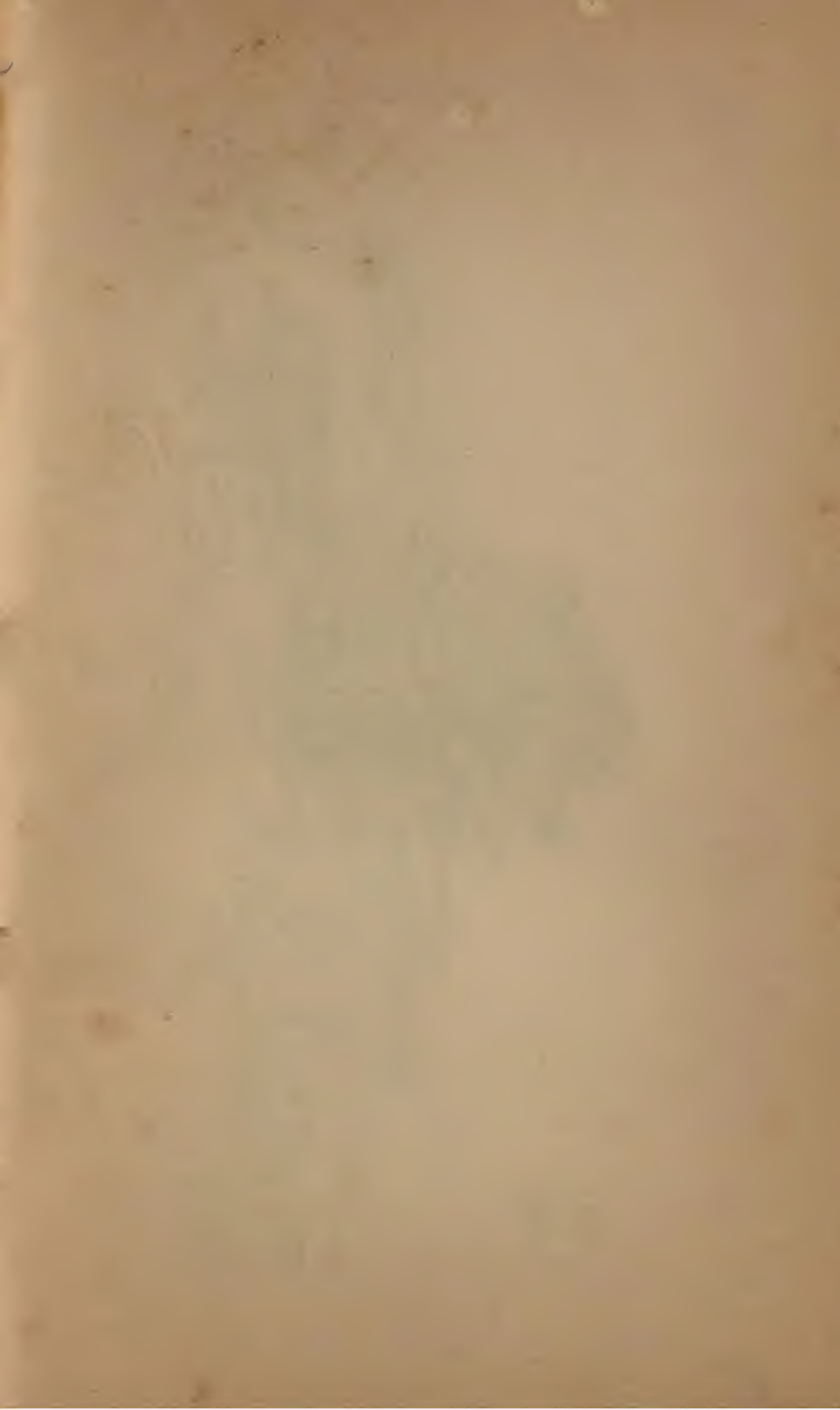
مقبرہ فیروز شاہ

یہ مقبرہ حوض خاص کے کنارے واقع ہو چکے ۸۹۰ء ہجری مطابق ۱۴۸۷ء عیسوی کے
فیروز شاہ کا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا میری لے میں یہ مقبرہ



卷之四
 四
 五
 六
 七
 八
 九
 十
 十一
 十二
 十三
 十四
 十五
 十六
 十七
 十八
 十九
 二十
 二十一
 二十二
 二十三
 二十四
 二十五
 二十六
 二十七
 二十八
 二十九
 三十
 三十一
 三十二
 三十三
 三十四
 三十五
 三十六
 三十七
 三十八
 三十九
 四十
 四十一
 四十二
 四十三
 四十四
 四十五
 四十六
 四十七
 四十八
 四十九
 五十
 五十一
 五十二
 五十三
 五十四
 五十五
 五十六
 五十七
 五十八
 五十九
 六十
 六十一
 六十二
 六十三
 六十四
 六十五
 六十六
 六十七
 六十八
 六十九
 七十
 七十一
 七十二
 七十三
 七十四
 七十五
 七十六
 七十七
 七十八
 七十九
 八十
 八十一
 八十二
 八十三
 八十四
 八十五
 八十六
 八十七
 八十八
 八十九
 九十
 九十一
 九十二
 九十三
 九十四
 九十五
 九十六
 九十七
 九十八
 九十九
 一百





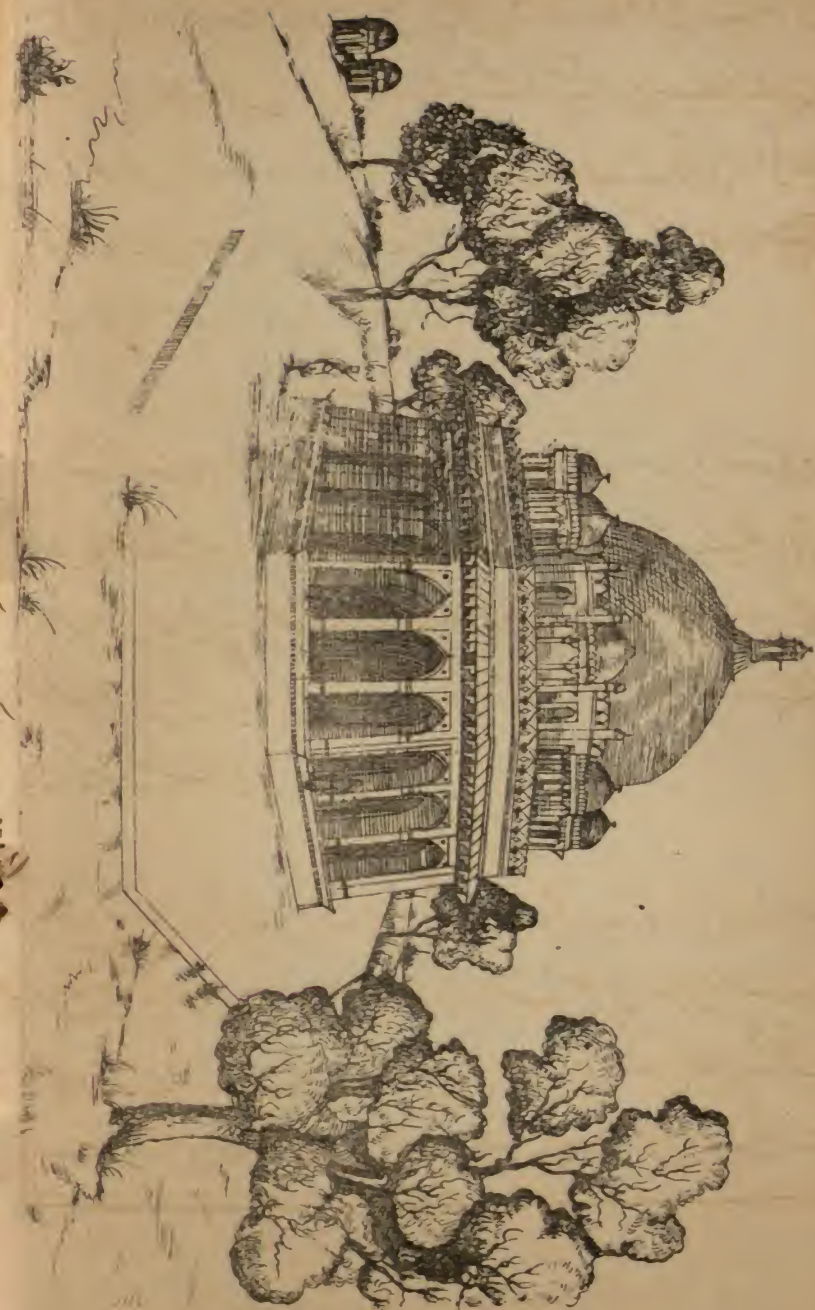
ناصر الدین محمد شاہ کے وقت میں ۹۲۰ھ ہجری مطابق ۱۵۱۹ء عیسوی کے بنا ہوا یہ مقبرہ بالکل چھٹنے اور پتھر سے بنا ہوا ہے اسکی پیشانی پر چھٹنے کے حروفن سے کتبہ بھی ہے مگر اکثر حرف جھڑ گئے ہیں اسی جگہ اور بھی بچھوٹے چھوٹے برج بنے ہوئے ہیں اور ناصر الدین محمد شاہ اور علاء الدین سکندر شاہ کی یہیں قبر ہے اور ایک چھوٹا سا برج شہاب الدین تاج خان اور سلطان ابوسعید کا ہے اور اوسپر کتبہ لگا ہوا ہے۔

خضر کی گنبٹی

دریا کے کنارے موضع اوکھلہ کی سرحد میں خضر خان کا یہ مقبرہ ۹۲۰ھ ہجری مطابق ۱۵۱۹ء عیسوی میں ابوالفتح مبارک شاہ اوکھلے کے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ کچھ اچھا نہیں ہے صرف ایک گنبد تھا کہ وہ گر پڑا ہے تفصیل میں کا ایک برج باقی رہ گیا ہے البتہ دریا کے بہنے اور کشتیوں کے چلنے کی ایک کیفیت ہے۔

مبارک پور کوٹلہ

یہ مقبرہ موضع مبارک پور میں شاہجہان آباد سے تین چار کوس جنوب کی طرف واقع ہے جبکہ معز الدین ابوالفتح مبارک شاہ ۸۳۰ھ ہجری مطابق ۱۴۲۷ء عیسوی میں مراتب یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوش قطع و سنگھارا سے بنا ہوا ہے اور سنگ خارا ایسی خوبصورتی سے لگایا ہے کہ دیکھنے سے



بن گیا ہوا رنگ سرخ کے مجھ میں قبرین بنی ہوئی ہیں یہاں سے روشن گراغولی
کی درگاہ کی فصیل جو محمد شاہ نے بنائی ہو اور ایک دروازہ فصیل کا بہت
خوشنمائی سے دکھائی دیتا ہے۔

پنج برجہ زمر پور

زمر پور ایک گائون ہوا شاہجان آباد سے چھ میل جانب جنوب پہلے اس گائون
کا نام کنچن سرے تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلطان سکندر بہلول کے وقت میں
زمر دغان کی جاگیر میں ملا جب سے زمر پور نام پڑا اس گائون میں زمر دغان کا
قبرستان ہوا اور قبروں پر چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے برج ستون دار بنے
ہوئے ہیں عمارت دیکھنے سے کچھ شک نہیں رہتا کہ یہ عمارت سلطان سکندر کے
وقت کی ہو اسی سبب سے اس قبرستان کی بنا بھی تخمیناً پندرہویں صدی یعنی
قریب ۹۲۷ھ ہجری مطابق ۱۵۲۱ء عیسوی کے خیال کی گئی ہے۔

بستی باوڑی

یہ مقبرہ ہوا قریب درگاہ حضرت نظام الدین کے سلطان سکندر بہلول کے وقت
میں بستی خواجہ سراج تھا او نے اپنا مقبرہ قریب ۹۲۷ھ ہجری مطابق ۱۵۲۱ء عیسوی
کے بنایا اس مقام پر ایک باوڑی بہت نفیس ہو اور سمین نیچے اوپر والا بنے
ہوئے تھے جانب غرب باوڑی کے ایک مسجد ہو اور اوپر چوٹے کی بنیت کاری
میں آیات قرآنی کندہ ہیں مسجد کی نخل میں بائیں طرف دروازہ ہو اور اوپر

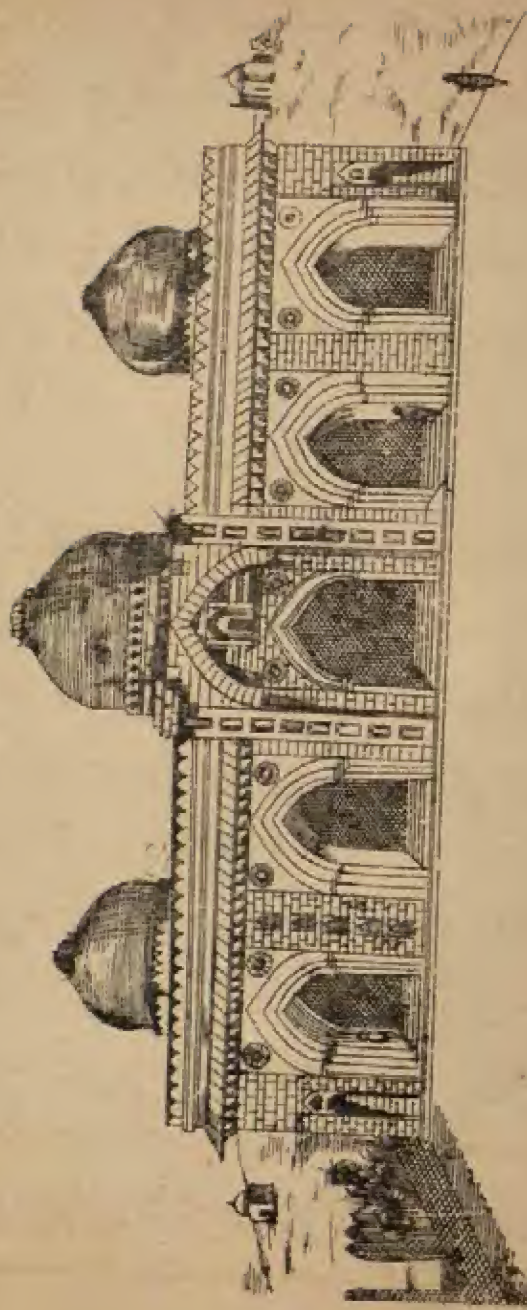
علاقہ رکھتا ہے۔ بعض لوگ یوں خیال کرتے ہیں کہ اس بادشاہ نے شہر مبارک آباد بھی اسی مقام پر آباد کرنا چاہا تھا مگر یہ بات صحیح نہیں بلکہ اس بادشاہ نے موضع مبارک پور ریتی میں شہر مبارک آباد کرنا چاہا تھا۔

مقبرہ محمد شاہ

منصور کے مقبرے کے سامنے سوا موضع کے خیر پور میں یہ مقبرہ ہے سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا جو سلطان معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان کے بعد تخت پر بیٹھا جبکہ ۱۲۹۹ء ہجری مطابق ۱۳۸۷ء عیسوی کے اس بادشاہ کا انتقال ہوا تو یہاں دفن کیا اور یہ مقبرہ اس کے بیٹے علاء الدین عالم شاہ نے بنایا یہ مقبرہ نرا چھنے اور پتھر کا بنا ہوا ہے لیکن قطع اسکی بہت نفیس ہے اندر کا مکان اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی برجیاں بہت خوبصورتی سے بنائی ہیں۔

مقبرہ سلطان بہلول لودھی

جبکہ سلطان بہلول لودھی موضع بھڈاؤلی نواح سکیٹ میں ۱۳۹۹ء ہجری مطابق ۱۴۸۷ء عیسوی کے مراد اسکی نعش کو اس مقام پر حضرت شن چراغ دہلی کی درگاہ کے پاس لا کر دفن کیا اور سلطان سکندر اس کے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ عجب قطع کا بنا ہوا ہے نیچے تو بارہ درمیں اور اوپر پانچ برج ہیات مجموعی مقبرے کی بہت خوبصورت ہے اس مقام پر اور بھی قبرستان



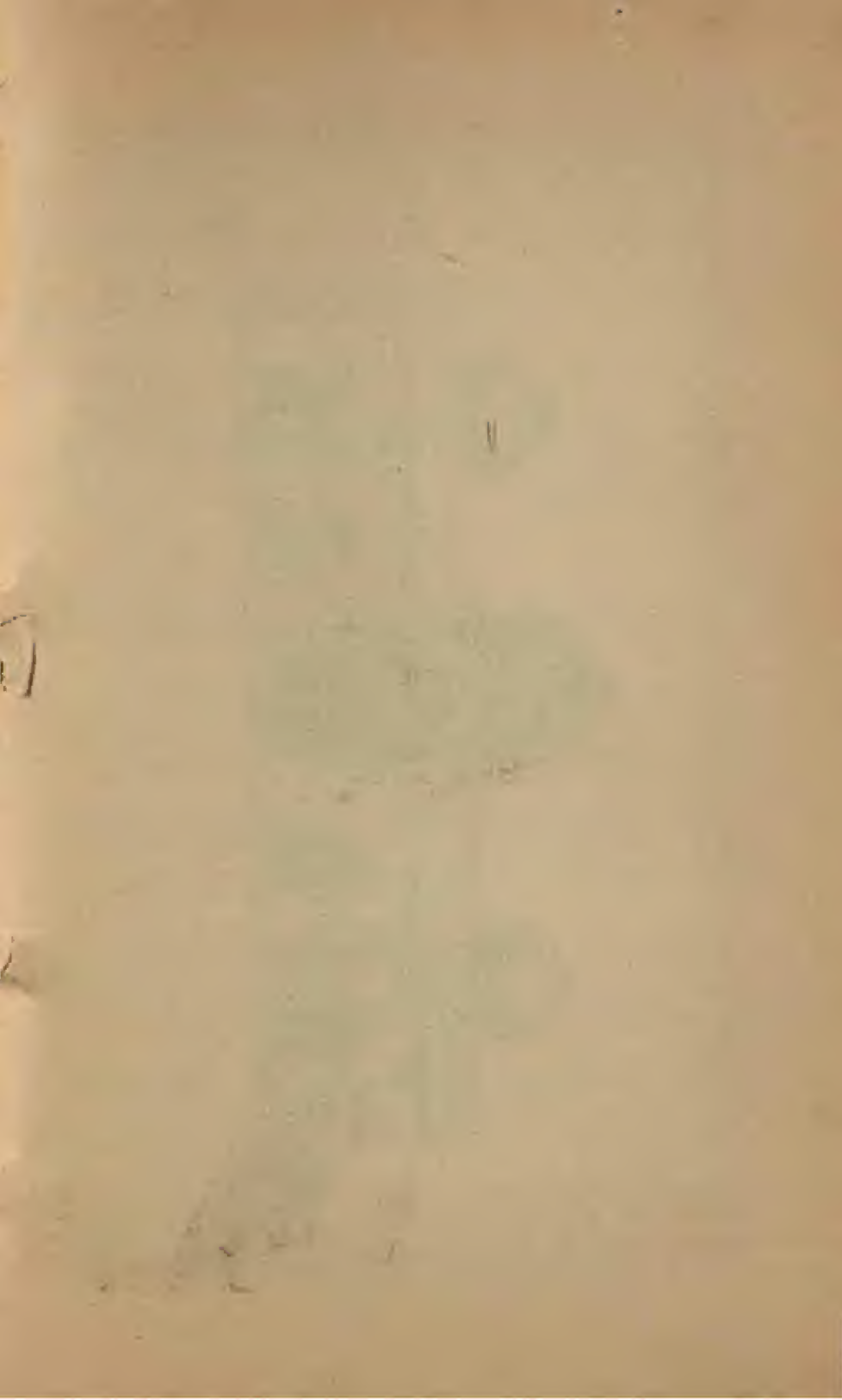
نقشه مسجد امام

بھی برج بنا ہوا ہے اور اس دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہے پہلے تو بہت اونچا
 چبوترہ بنا کر اوسمین کمرے کے طور پر گھر بنائے ہیں اور اوسپر قبر بنائی ہے
 اور قبر پر برج ہے برج مع لداؤ اور ستون کے سنگ سرخ کا بہت نفیس بنا ہوا
 ہے چبوترہ بھی بہت خوبصورت ہے اور اسکے چاروں کونوں پر بھی خوشنمائی
 کے لیے چار برجیاں بنائیں تھیں آون مین کی تین برجیاں قائم ہیں اور
 ایک ٹوٹ گئی ہے۔

موٹھ کی مسجد

مبارک پر کوٹلے سے تھوڑی دور آگے یہ مسجد اور اسکے ساتھ کا ایک کنواں ہے
 مگر یہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چھنے اور پتھر کی ہے دروازہ اسکا مسجد سے
 بھی اچھا بنا ہوا تھا سنگ مرمرین آیات قرآنی کندہ تھیں مگر اب بالکل شکستہ
 اور خراب ہو گیا ہے مشہور ہے کہ کسی شخص نے راہ چلتے مین زمین پر سے موٹھ
 کا دانہ اٹھالیا تھا اوس دانے کو بویا جو اوسمین خوشے لگے دوسرے برس پھر
 سب کو بویا یہاں تک کہ چند سال مین بہت رُپون کی موٹھ ہو گئی اوسکی یہ
 مسجد بنی اور اسی سبب سے موٹھ کی مسجد مشہور ہے کنوین کے اندر ایک کتبہ
 سنگ سرخ کے پتھر پر ہے اور اسکے اکثر حروف شور لگنے سے جھڑ گئے ہیں جب قدر کہ
 باقی ہیں اونسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد اور کنواں سلطان سکندر بن سلطان ہلہول
 کے وقت مین یعنی تھینا ۸۹۷ھ ہجری مطابق ۱۴۸۷ھ عیسوی کے بنے ہیں۔

دیکھو کتبہ نمبر ۴

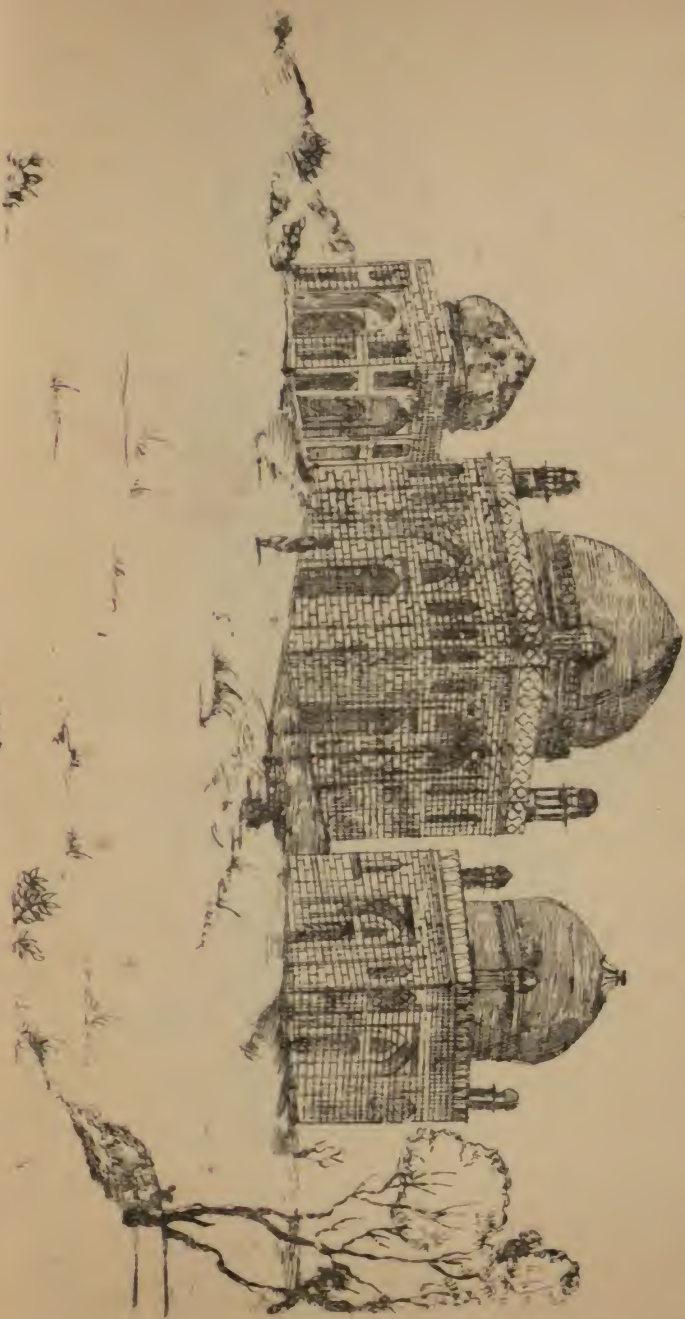








بقعه شیخ بهایی



مقبورہ لبر کر خان

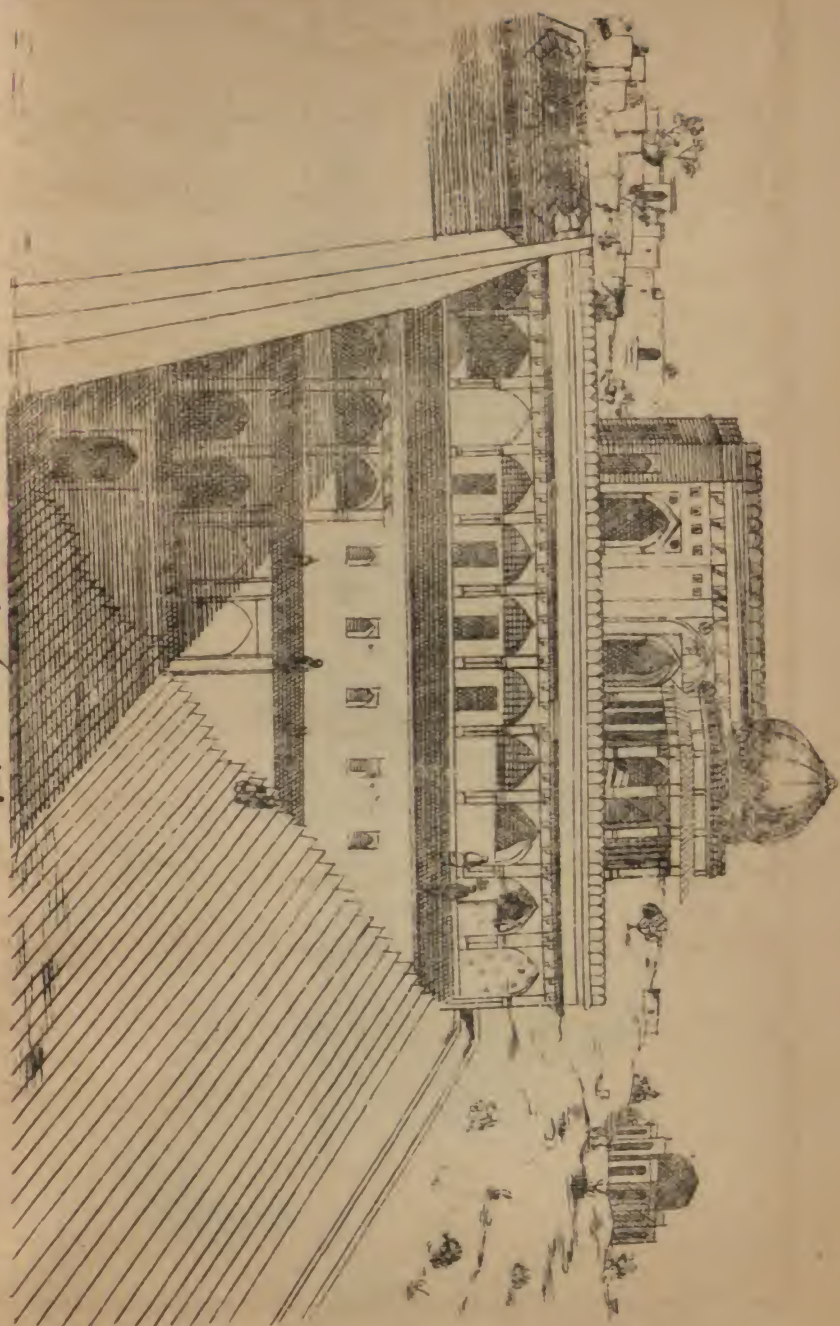
موضع زمرہ پور کے پاس لے پورا ایک گاؤں ہوا وہی سرحد میں یہ مقبرہ ہے
 لنگر خان سلطان بھلول لودھی کے وقت کے امیرون میں سے تھے اون کا یہ
 یہ مقبرہ ہے اور اسی واسطے اسکی بنائیمینا ۹۳۰ھ ہجری مطابق ۱۵۲۴ء عیسوی کے
 خیال کی گئی ہے یہ مقبرہ نہایت بھدا چو نے پتھر کا بنا ہوا ہے مگر اسکے اندر کی قبر اتنی
 اونچی بنائی ہے کہ اگر آدمی اسکے پاس کھڑا ہو کر ہاتھ اونچا کرے تو بھی انگلیاں
 قبر کے سرے تک نہیں پہنچیں اسی مقبرے کے پاس ایک چوکنڈی
 کی برجی اور ہے اور اوسمین بھی کسی کی قبر ہے شاید کہ انھیں کے خاندان
 میں سے کسی کی ہوگی۔

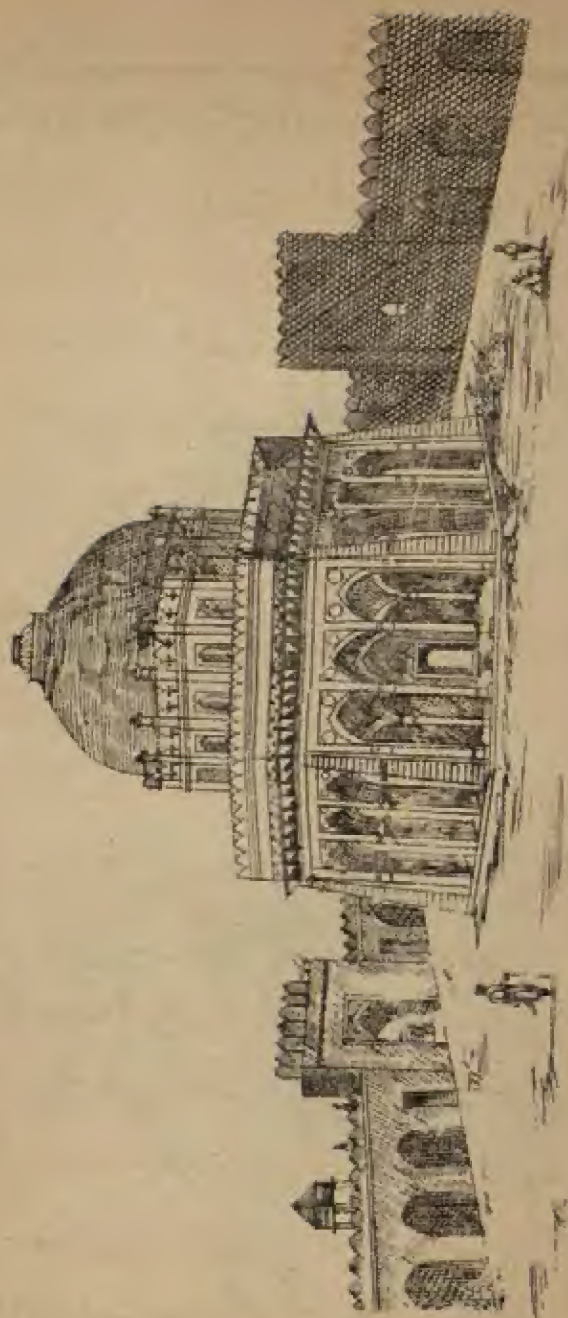
تبرجہ

موٹھ کی مسجد کے پاس یہ تین برج برابر برابر ہیں معلوم ہوئے کہ یہ کسکے
 مقبرے ہیں مگر اوسمین کچھ شک نہیں کہ سلطان سکندر کے عہد کے یعنی تخمیناً
 ۹۳۰ھ ہجری مطابق ۱۵۲۴ء عیسوی کے بنے ہوئے ہیں یہ تینوں مقبرے چو نے اور
 پتھر سے بنے ہوئے ہیں پہلا مقبرہ اور مقبروں سے اچھا بنا ہوا ہے اور کہیں کہیں
 اوسمین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہے۔

راجون کی بائیں

نواح قطب صاحب میں کوٹھی دکنشا سے تھوڑی دور ہے یہ باؤلی ہے





نقشه و مقبره سلطان بختیار خاں

۹۲۲ء ہجری مطابق ۱۵۷۵ء عیسوی کے سکندر شاہ کے وقت میں ولت خان نے
 اوسکو بنایا ساخت اس باؤلی کی بہت اچھی ہی سر سے پائون تک چھوٹے پتھر کی ہی
 اور بات تک سب جگہ سے ثابت ہوا اسکے پاس ایک مسجد ہو اور اسکے صحن میں
 گنبد ہی پتھر کے ستون کھڑے کر کراد سپر برجی بنائی ہو کسی زمانے میں اس باؤلی
 کے مکانات میں راج آئے تھے جب سے راجون کی بائیں مشہور ہوا اس
 باؤلی کے برج کی پیشانی پر یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔

دیکھو کتبہ

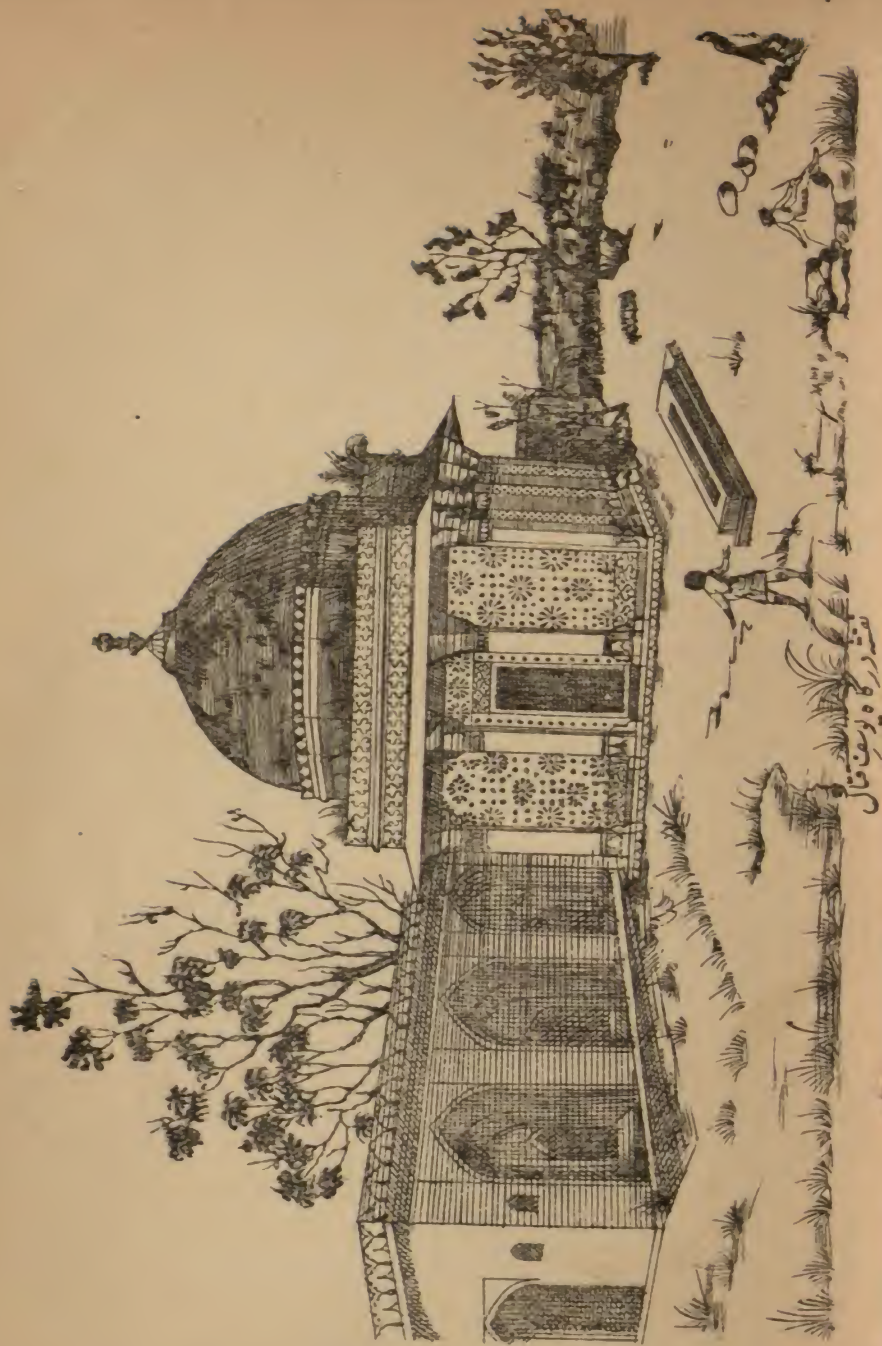
مقبرہ سلطان سکندر بہلول

موضع خیر پور کے پاس یہ مقبرہ ہی سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا یہ مقبرہ
 ۹۲۳ء ہجری مطابق ۱۵۷۵ء عیسوی کے سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بنایا اگرچہ
 یہ مقبرہ نے چھوٹے اور پتھر کا ہی الا اندر کا درجہ اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی
 برجیان بہت خوشنمائی سے دکھائی دیتی ہیں۔

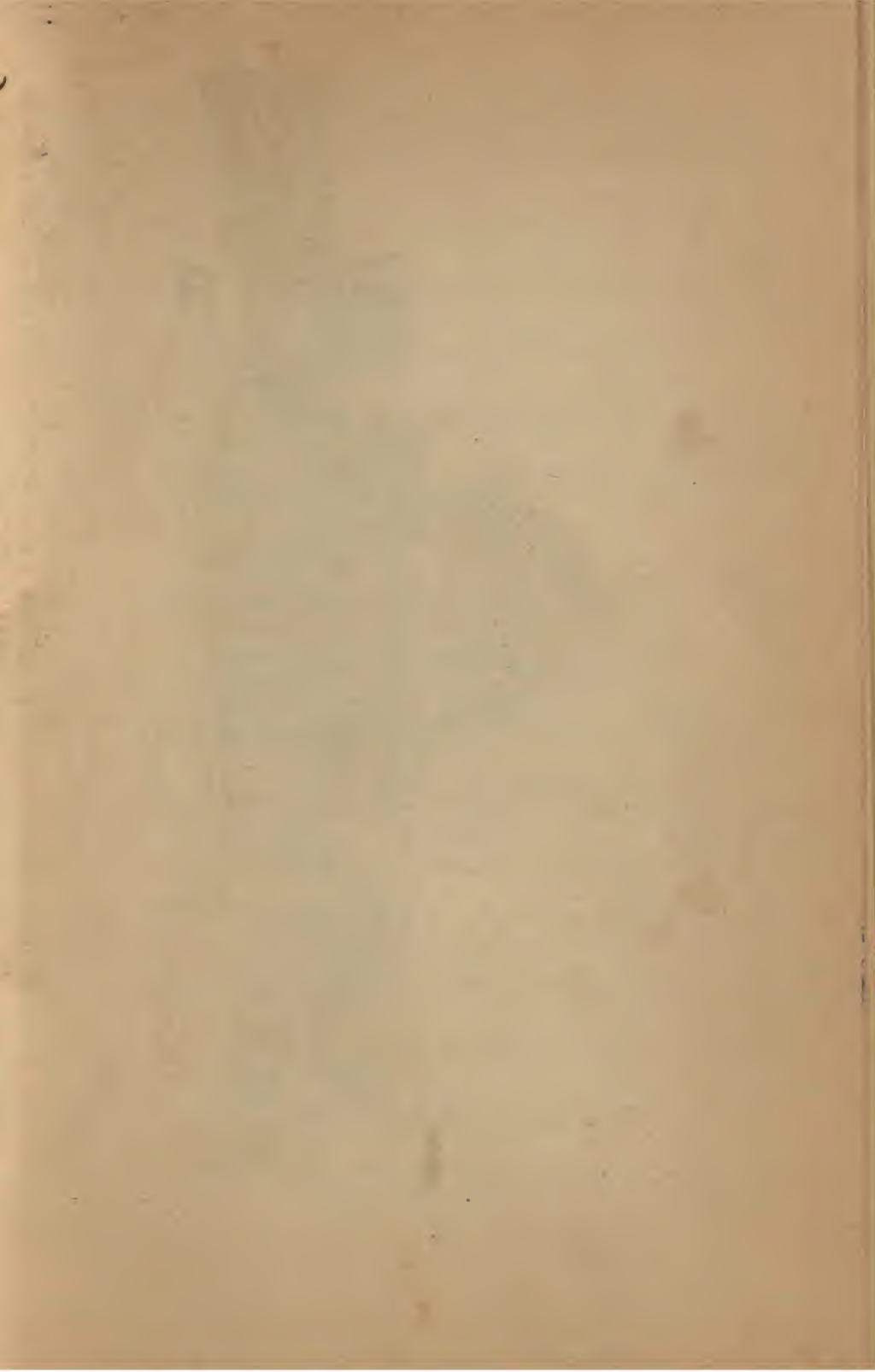
درگاہ شیخ یوسف قتال

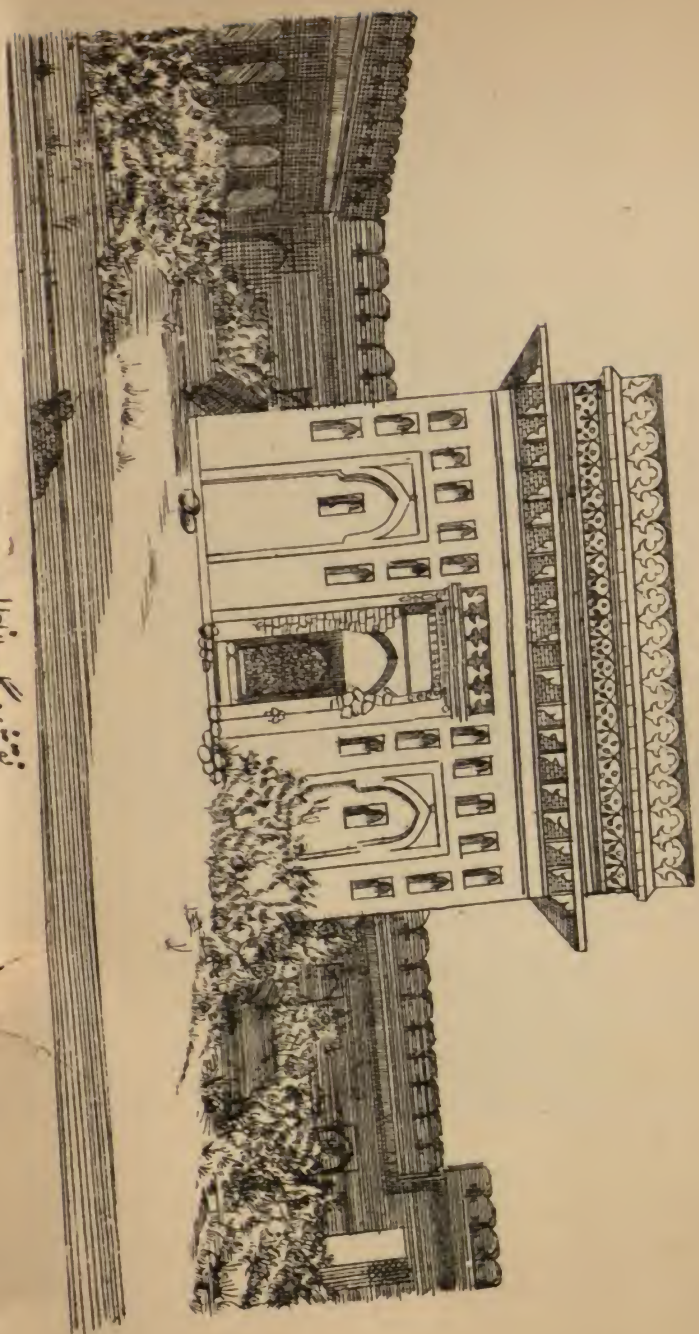
کھڑکی کی مسجد کے پاس یہ درگاہ ہی شیخ یوسف قتال کی جو مرید ہیں قاضی
 جلال الدین لاہوری کے ۹۳۲ء ہجری مطابق ۱۵۷۶ء عیسوی کے آپ کا انتقال
 ہوا اور شیخ علاء الدین حضرت شیخ فرید شکر گنج کے نو اسے نے یہ مکانات بنائے
 یہ درگاہ سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے چاروں طرف کی جالیان بھی سنگین ہیں برج
 چھوٹے کا ہی اور اوسکے حاشیے پر چینی کا کام بنا ہوا ہوا اسکے پاس ایک

انبار الاخبار
 See Description
 Description of
 Chittell
 دیکھو کتبہ



نبرد در کاخ و برکت قتل





نقشه درگاه مولانا جالی

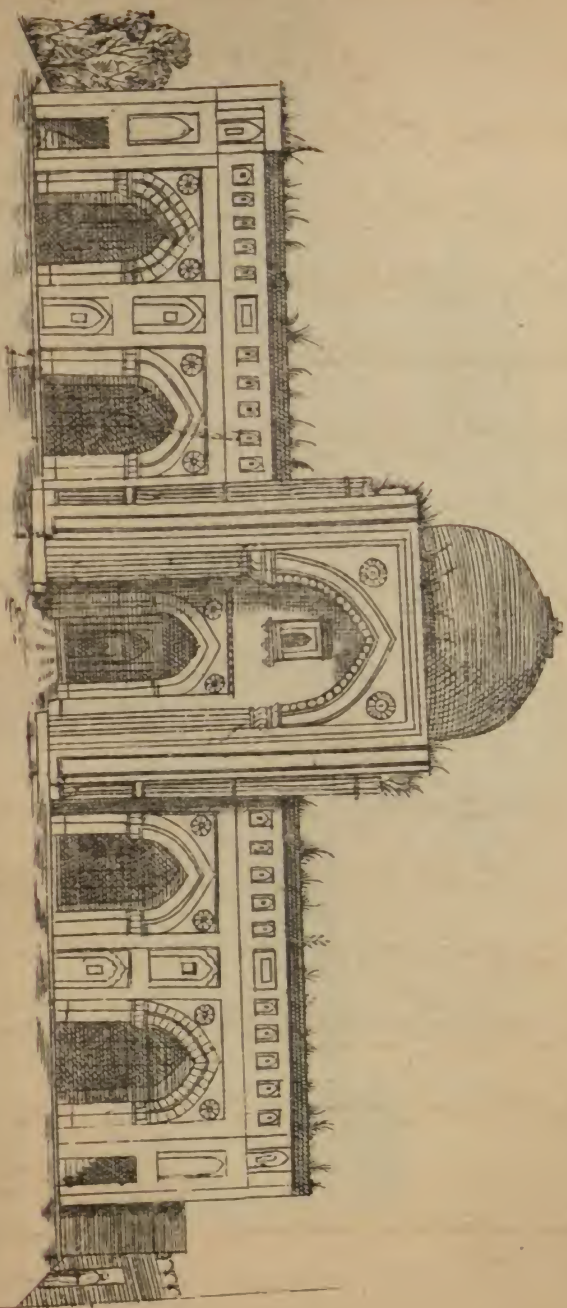
مسجد بھی چھنے پتھر سے بنی ہوئی ہے لیکن اب بہت ٹوٹ گئی ہے۔

درگاہ مولانا جمالی

نواح قطب صاحب میں یہ بہت مشہور درگاہ ہے شیخ فضل اللہ معروف جلال خان نے قریب ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی کے اپنے جیتے جی یہ کوٹھری بنائی تھی اور آزادون کی طرح اس میں رہتے تھے جب ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی کے الحاکم انتقال ہوا تو اسی حجرے میں مدفون ہوئے بابر اور ہمایون اور سلطان سکند کے عہد کے بڑے نامی شاعروں میں سے ہیں اور جمالی اپنا تخلص کرتے تھے اسی سبب سے درگاہ مولانا جمالی مشہور ہے یہ حجرہ بہت اچھا چھنے کا بنا ہوا ہے اور تھوڑی تھوڑی چینی کاری بھی کی ہوئی ہے حجرے کے اندر چھنے کی منبت کاری میں دو غزلین انھین کی کی ہوئی کھدی ہوئی ہیں۔

مسجد درگاہ مولانا جمالی

مولانا جمالی کی درگاہ کے پاس یہ مسجد ہے بہت بڑی اور نہایت شاندار چھنے اور پتھر سے بنی ہوئی اس مسجد کو بھی مولانا جمالی نے اپنے جیتے جی قریب ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی کے بنایا تھا جس جگہ یہ مسجد واقع ہے پہلے آبادی قطب صاحب کی اسی مقام پر تھی چنانچہ اب بھی اس جگہ پرانی بستی کے کھنڈر بڑے ہوئے ہیں بلکہ جس زمانے میں تھورا نے یہاں قلعہ بنایا اس زمانے میں بھی آبادی اسی مقام پر تھی۔



نقشه مسجد درگاه مولانا

Handwritten text in a cursive script, likely Urdu or Persian, covering the majority of the page. The text is arranged in approximately 20 horizontal lines. The script is highly stylized and difficult to decipher due to fading and the cursive nature of the handwriting. A small, dark mark is visible on the left side of the page, approximately one-third of the way down.

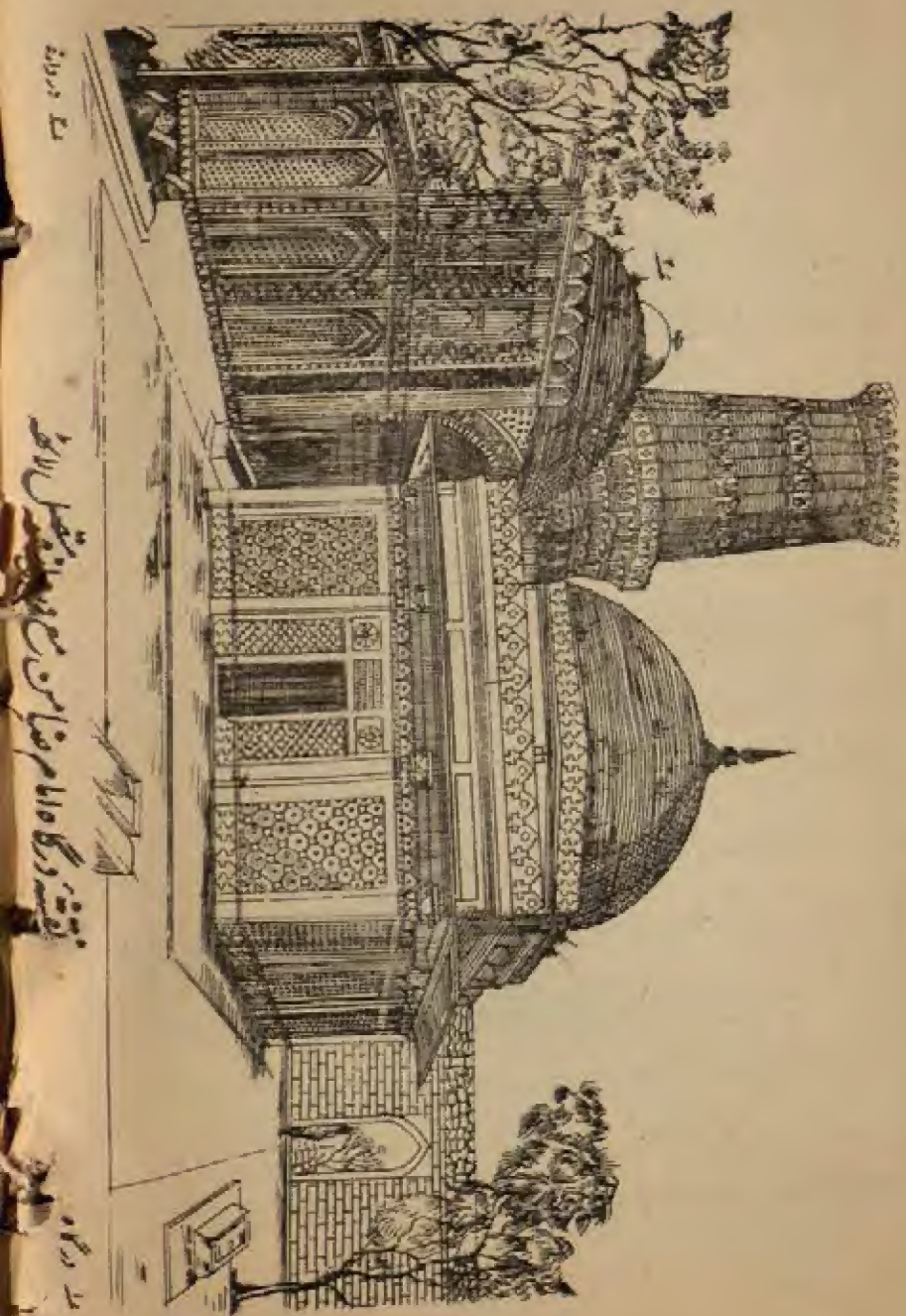
نیلی چھتری

سلیم گڑھ کے نیچے دریا کے کنارے نمکوں کے گھاٹ پر ایک چھوٹی سی بارہری ہو
 بنگلے نما اور اوپر چینی کاری کا نیلے رنگ میں کام کیا ہوا ہوا اس سبب سے اسکو
 نیلی چھتری کہتے ہیں ۹۳۲ ہجری مطابق ۱۵۳۲ عیسوی کے ہمایوں بادشاہ نے دریا
 کی سیر دیکھنے کو یہ چھتری بنائی اگرچہ ہندو اس چھتری کو پاتھون کے وقت کی بتاتے
 ہیں اور گویہ بات صحیح نہ ہو مگر اتنی بات مسلم ہے کہ اس چھتری پر جو چینی کاری کی اینٹیں
 لگی ہوئی ہیں وہ اور کسی ہندوؤں کی جگہ سے اوکھاڑ کر اس میں لگائی ہیں کیونکہ ان
 اینٹوں میں مور تین شکستہ اور برہم خوردہ موجود ہیں اور مور تون کے ناقص ہو جانے
 سے کہ کسی کا سر ہی رہ گیا ہو کسی کا دھڑ ہی باقی ہو اور پیل تون کے انتظام کے
 اولٹ پلٹ ہونے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ اینٹیں اور جگہ سے اوکھاڑ کر
 یہاں لگائی ہیں ہندوؤں کی تاریخ بموجب اجمہ ہشتر نے اس گھاٹ پر جگ
 کیا تھا کچھ عجیب نہیں کہ ہندوؤں کے عہد میں اس گھاٹ پر کسی مقام کو اوس
 جگہ کی جگہ تصور کر کر چھتری بنا دی ہو اور ہمایوں کے عہد میں یہی چھتری ٹوٹ کر
 یہ چھتری بنی ہو ۹۳۲ ہجری مطابق ۱۵۳۲ عیسوی کے جب جہانگیر بادشاہ بارادہ
 جانے کشمیر کے دلی میں پہنچا تو اس نے ایک کتبہ اس میں لکھا دیا اور جب ۱۵۳۲
 ہجری مطابق ۱۵۳۲ عیسوی وہاں سے پھرتا تو دوسرا کتبہ لگا دیا۔
 درگاہ امام خاں یعنی مقبرہ حسدین باپی منار

نورنگی جگہ

نورنگی جگہ

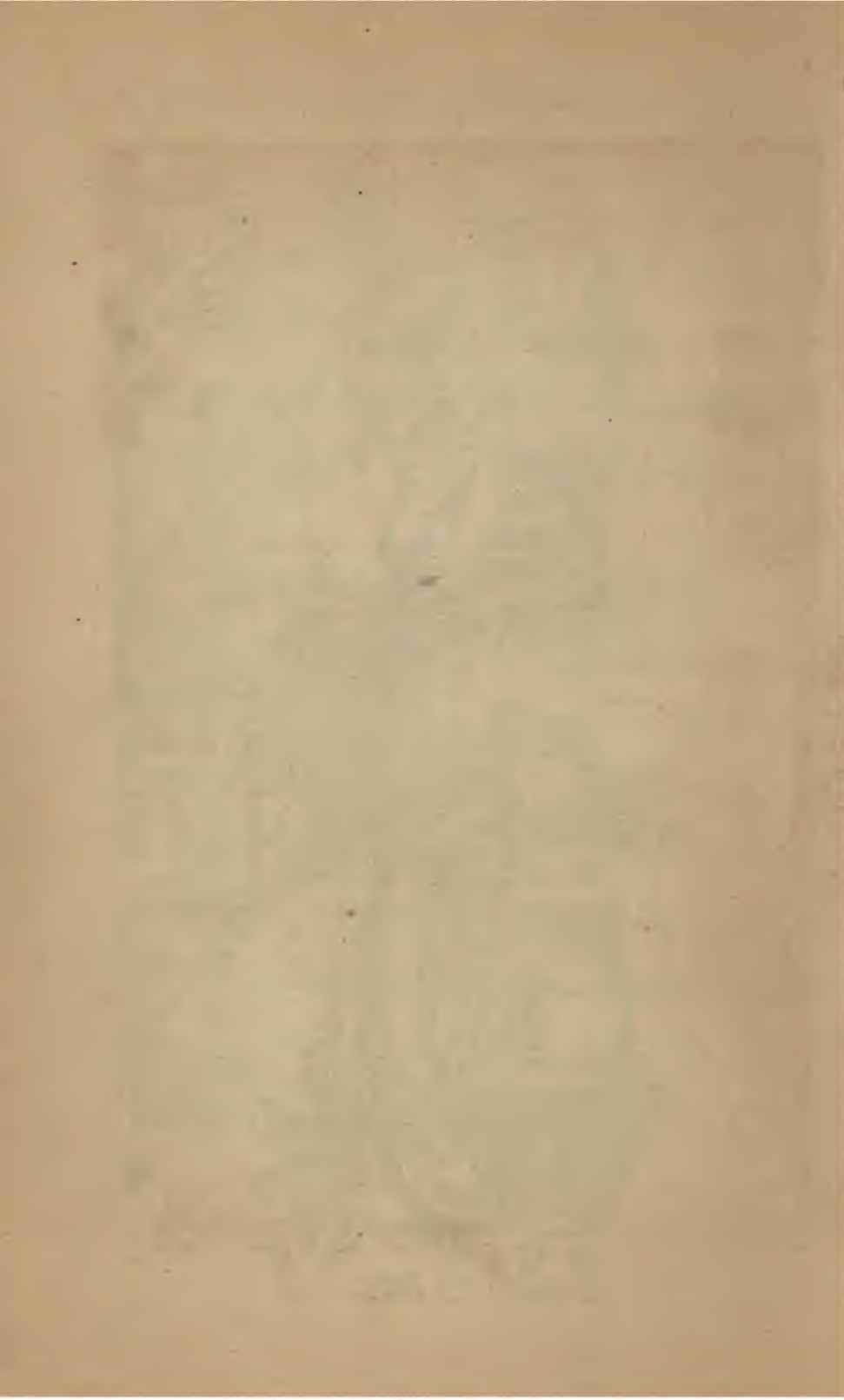
نورنگی جگہ



سنة ۱۲۰۵

نقشه و گالری امام خانی در عهد ناصرالدین شاه

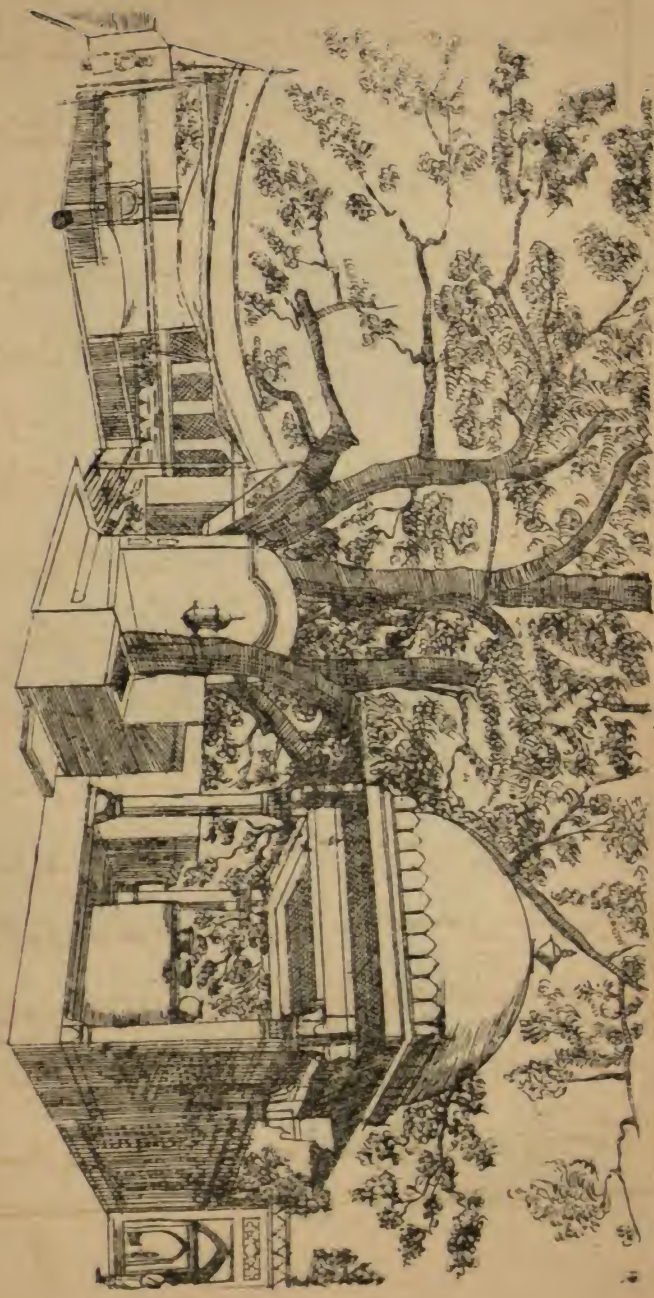
در ۱۲۰۵



لاٹھ کے نیچے بڑے دروازے کے پاس یہ ایک مقبرہ ہے امام محمد علی مشہدی کا
 جنکو سید حسین پائے منار بھی کہتے ہیں یہ بزرگ مشہد مقدس طوس سے سلطان
 سکندر کے وقت میں لی بن آئے اور اسی مقام پر سکونت اختیار کی اور یہ مقبرہ
 اپنے سامنے آپ بنایا جب کہ ۱۲۴۵ھ ہجری مطابق ۱۸۳۰ء عیسوی میں انکا
 انتقال ہوا تو بموجب وصیت کے اسی مقبرے میں دفن ہوئے قطع اس مقبرے
 کی بہت اچھی ہے برج بھی خوش نما ہے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے اور دروازہ
 پر کتبہ لگا ہوا ہے۔

درگاہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

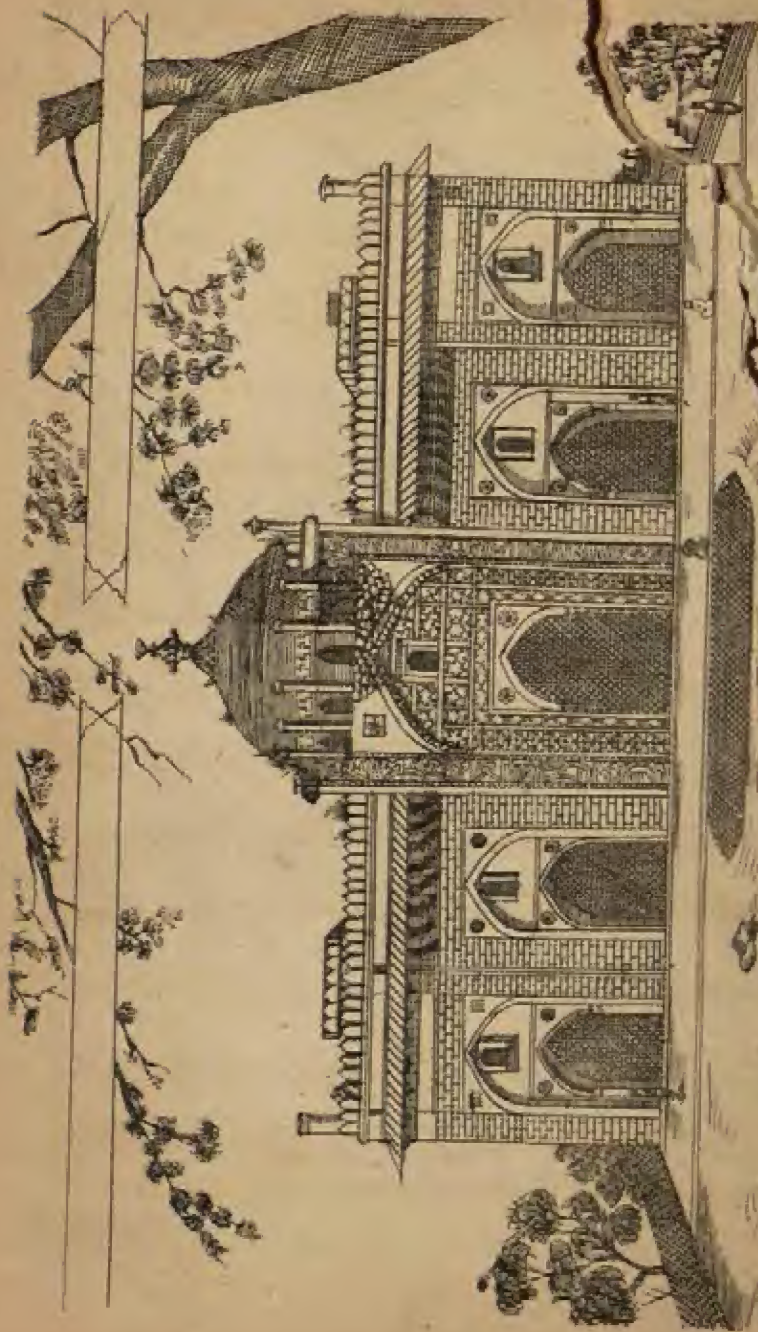
یہ درگاہ ہے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی
 آپ کا انتقال شب دو شنبہ چودھویں ربیع الاول ۶۲۲ھ ہجری مطابق ۱۲۲۶ء
 عیسوی کے ہوا اور اس مقام پر مدفون ہوئے مگر یہاں کچھ عمارت تھی ۱۲۸۵ھ
 ہجری مطابق ۱۸۶۸ء عیسوی کے شیر شاہ کے وقت میں خلیل اسخان نے
 ایک چار دیواری بنوائی تھی کہ وہ چار دیواری اب نہیں رہی ۱۳۵۰ھ ہجری
 مطابق ۱۹۳۱ء عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت میں یوسف خان نے بھی ایک
 دروازہ اس درگاہ میں بنایا کہ اسکی تاریخ بنا۔ درگاہ خواجہ اقطاب ہے۔ بعد اسکے
 ۱۷۱۰ھ ہجری مطابق ۱۸۰۰ء عیسوی کے شاہ کرخان نے شاہ عالم بہادر شاہ کے
 وقت میں ایک دروازہ جانب غرب بنایا کہ اب تک موجود ہے اور ۱۲۰۰ھ ہجری



قبة القياص

بنده مستحق قلم است

Calligraphy



مطابق ۱۵۰۰ عیسوی کے فرخ سیرنے آپ کے مزار کے گرد سنگ مرمر کی
 بہت نفیس جالیان بنوا دیں اور سنگ مرمر کے دروازے بہت لطیف بنوا
 اور اون دروازوں پر شکتے لگائے۔

دیکھو کتبہ نمبر
۳۲۳۱

مسجد قلعہ کہنہ

جبکہ شیر شاہ باؤ شاہ ہوا تو اس نے ۱۵۹۹ ہجری مطابق ۱۵۰۰ عیسوی کے اس مسجد کو
 پرانے قلعہ کے اندر شمالی دیوار کے متصل بنایا اس زمانے کی عمارتوں میں یہ مسجد
 بہت خوبصورت عمارت ہے اندر سے اور ساری روکار سنگ سرخ کی بنی ہوئی
 اور کہیں کہیں نہایت خوشنمائی سے سنگ مرمر بھی لگایا ہے ہر جگہ قرآن کی
 آیتیں نسخ اور کوئی خطا میں کندہ ہیں ہر ہر محراب اور گوشے اور کونے پر بہت
 تحفہ بہت کاری اور بہت خوب پچکاری کی ہوئی ہے اسکی ساخت قابل
 دیکھنے کے ہے لہذا اس مسجد کا نہایت عمدہ ہے سنگ سرخ کے پتھروں کو
 چھوٹا چھوٹا تراش کر بہت خوبصورتی اور دانائی اور استادی سے ایسا
 خوبصورت اور مضبوط لداؤ لدا ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اس لداؤ میں
 ہر جگہ بہت تحفہ بہت کاری بنائی ہے اس کے صحن میں ایک بہت خوبصورت
 سولہ پہلو کا حوض ہے گلاب بے مرتی کے سبب بالکل خراب ہو گیا ہے
 اس مسجد کی دیواروں کے آثار بہت چوڑے ہیں اور آثاروں میں چھت پر
 چڑھنے کا زینہ اور طرح طرح کے نشیمن نکالے ہیں اس مسجد کی چھت پر ایک

تاریخ مردا
بالجملہ خانات

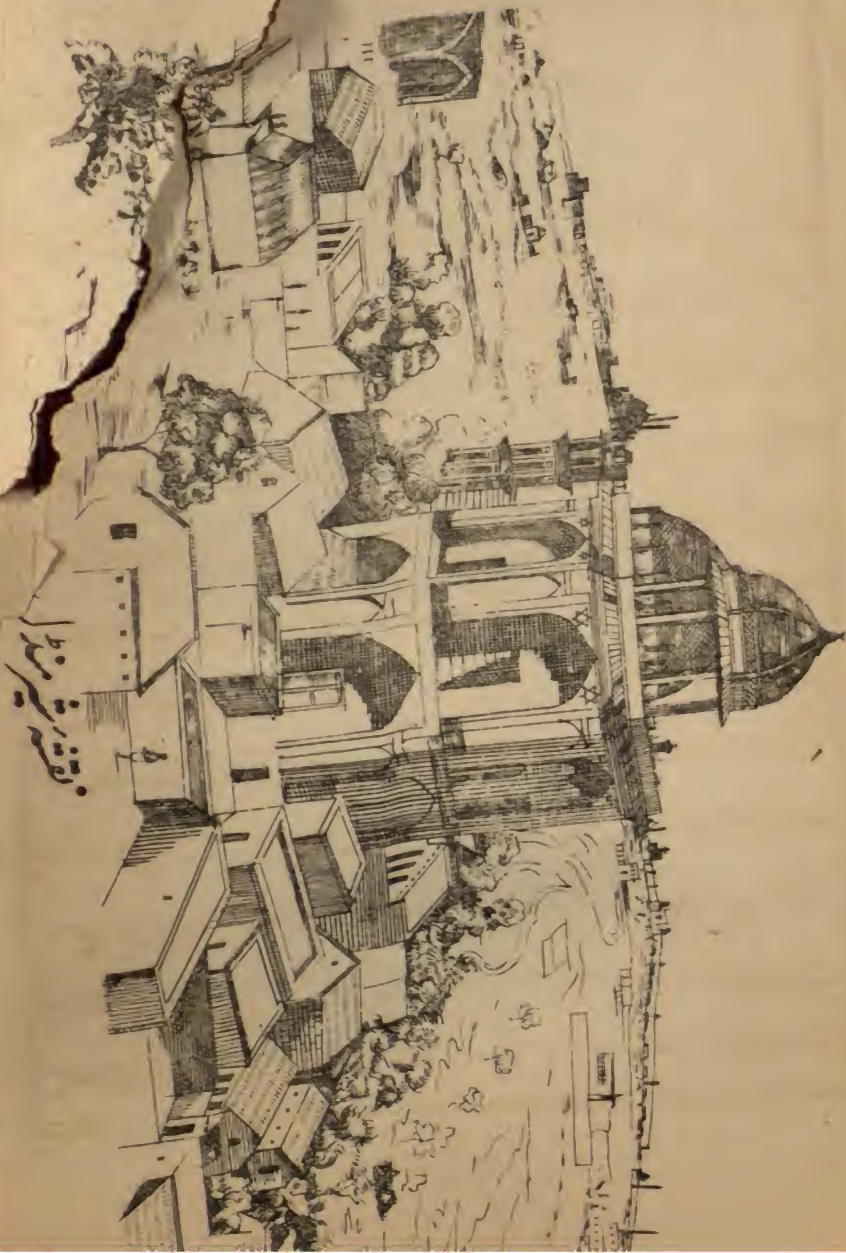
کتاب تک موجود ہو اور ادھر ادھر گنبد کے دو چتر یاں تھیں کہ اب ٹوٹ گئیں
ہیں اس مسجد کو اکبر نے مین جامع مسجد کر کر لکھا ہے شاید ہمایون کے وقت میں
یہی جامع مسجد ٹھہر گئی ہو اس مسجد پر کمین تاریخ کا کتبہ نہیں ہے الا مسجد کی آگے
پیش طاق کے دائیں بائیں طاقون میں چند شعر کندہ ہیں۔

شیر منڈل

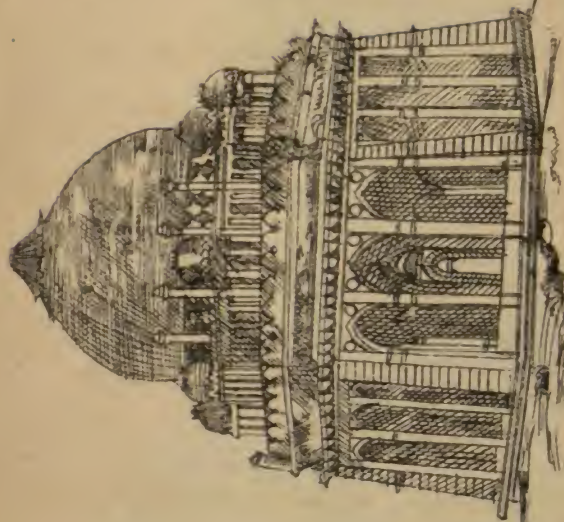
اسی پرانے قلعہ میں شیر شاہ نے ۱۵۸۵ء ہجری مطابق ۱۵۸۵ء عیسوی کے مسجد
کے پاس بہت بلند سہ منزلی ایک عمارت بنائی اور شیر منڈل اور سکا نام کھا
کہ اب تک اسی نام سے مشہور ہے یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے
پہلے اور دوسرے درجے کے بیچون بیچ میں ایک کمرہ بنایا ہے اور چاروں طرف
بہت پتلی غلام گردش ہے اور دیوار میں سے اوپر کو زینہ چڑھایا ہے اور تیسرے
درجے پر ایک برجی بنائی ہے بجز سیر کے اور کچھ اس عمارت سے فائدہ معلوم
نہیں ہو تا جبکہ ہمایون بادشاہ دوبارہ دلی میں بادشاہ ہوئے تو اس مکان میں
کتب خانہ رکھا تھا ۱۵۹۲ء ہجری مطابق ۱۵۹۲ء عیسوی شام کے وقت ہمایون
بادشاہ اس کتب خانے میں آئے اور اسی رات احتمال تھا کہ زہرہ طلوع کرے
و سکود کھنچا چاہا جب وہاں سے اترنے لگے تو زینے پر سے کہ
نایت پیچدار ہی پاؤں پھسل گیا اور بادشاہ نیچے گر پڑے کن پٹی میں
بہت چوٹ آئی اور چند روز بعد مر گئے میرزا ہدایت اللہ خان نے

دیکھو کتبہ نمبر ۳۲

اکبر شاہ



نقشه شهر



نقد و مقبولیت

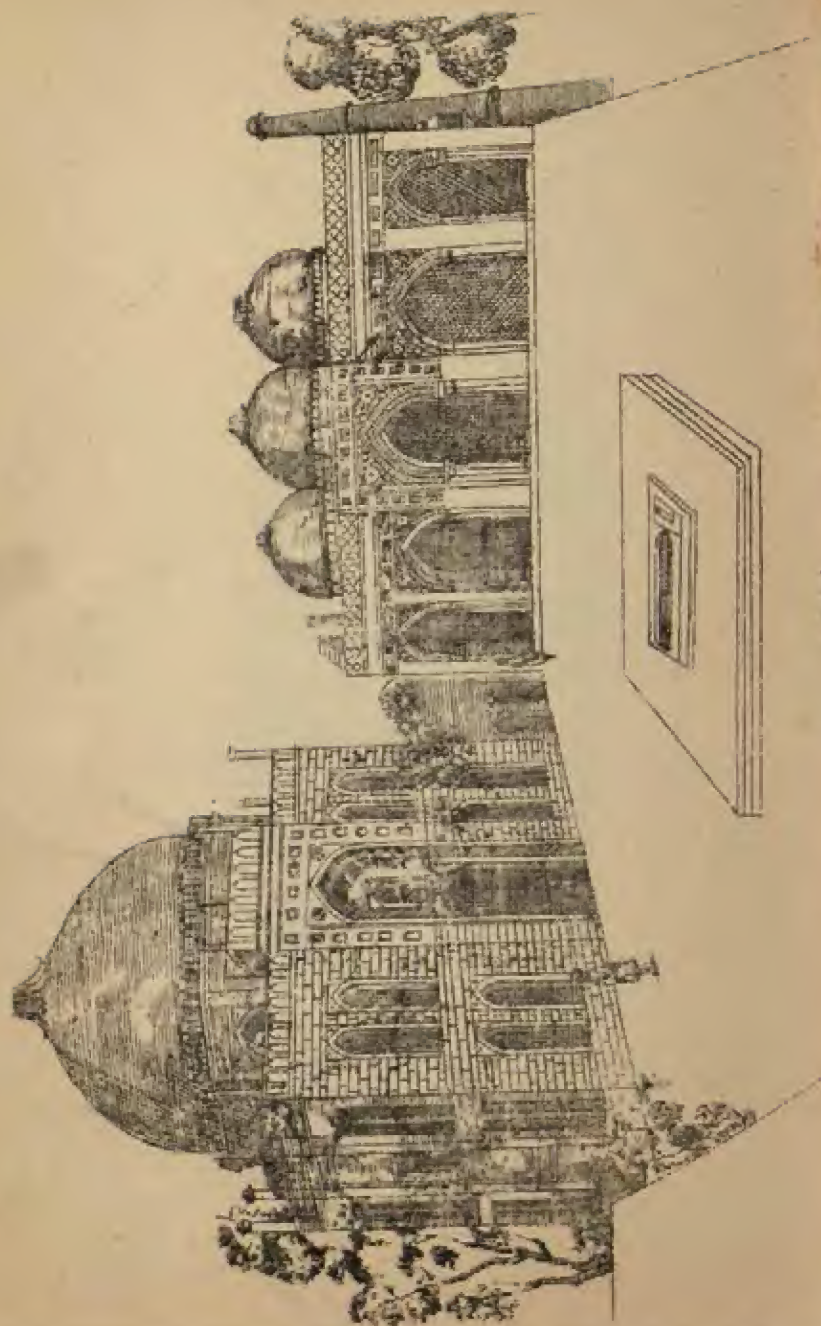
اپنی تاریخ میں اس عمارت کو ہایون بادشاہ کی بنائی ہوئی خیال کیا ہے
صحیح نہیں ہے۔

مسجد و مقبرہ خیرپور

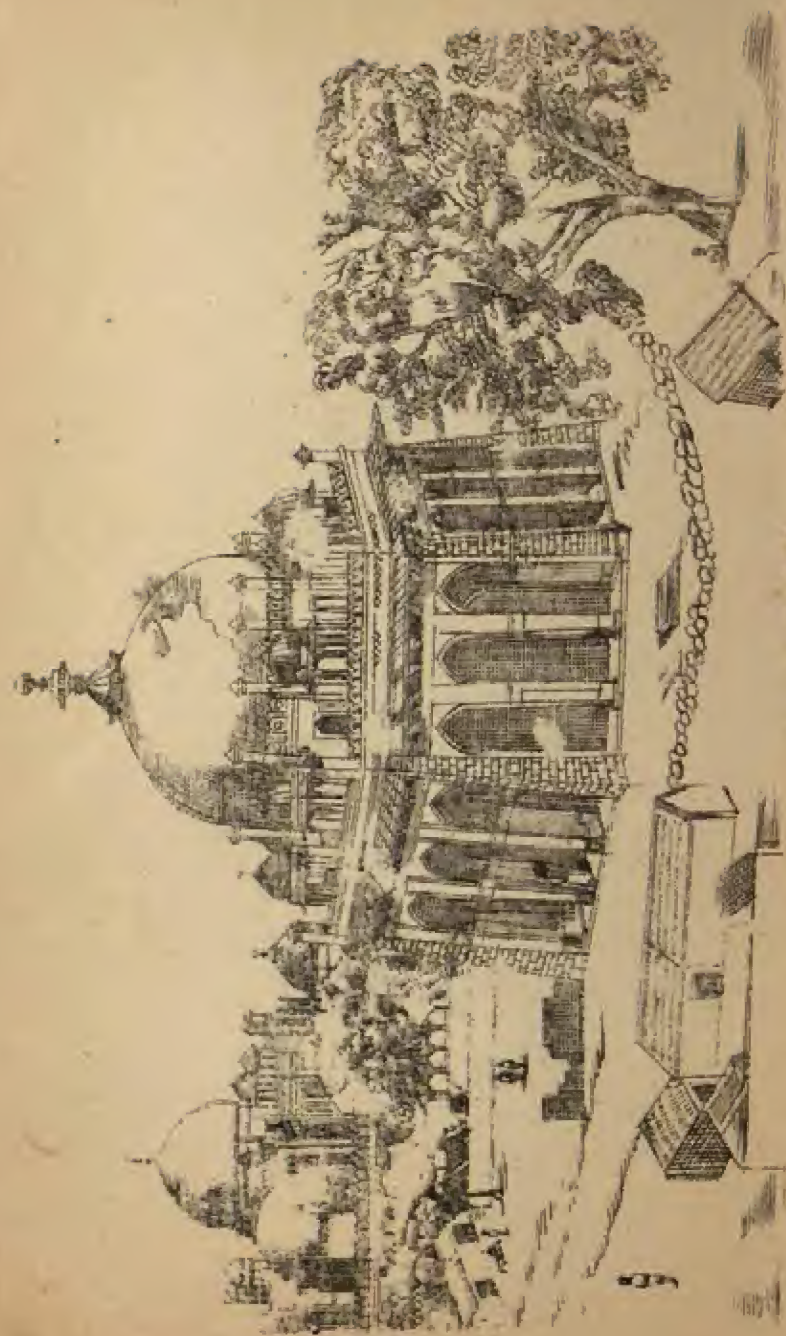
اس میں تو کچھ شک نہیں کہ یہ مقبرہ اور مسجد پٹھانوں کے وقت کی ہے اور تخمیناً
۹۵۳ھ ہجری مطابق ۱۵۴۳ء عیسوی یعنی قریب قریب رنانہ شیرشاہ کے بنی
ہوئی ہے اگرچہ اسکے بنانے والے کا نام تحقیق نہیں ہوا لیکن اس میں کچھ شک نہیں
رہا کہ پٹھانوں کے وقت کی کسی امیر کا جسکے نام پر یہ گائون آباد ہے یہ مقبرہ ہے
اور اسکی یہ مسجد بنائی ہوئی ہے اگرچہ یہ مسجد چھٹے اور پتھر سے بنی ہوئی ہے مگر
اسکے خوش قطع ہونے میں کلام نہیں اس مسجد میں چوڑے کاری کی بہت
تحفہ نسبت کاری کی ہوئی ہے اور پیشانی میں چھٹے کاری سے آیات قرآنی
کھدی ہوئیں ہیں ایسی خوش قطع مسجد پٹھانوں کے وقت کی بہت کم
دیکھنے میں آئی ہے۔

کھاری باؤلی

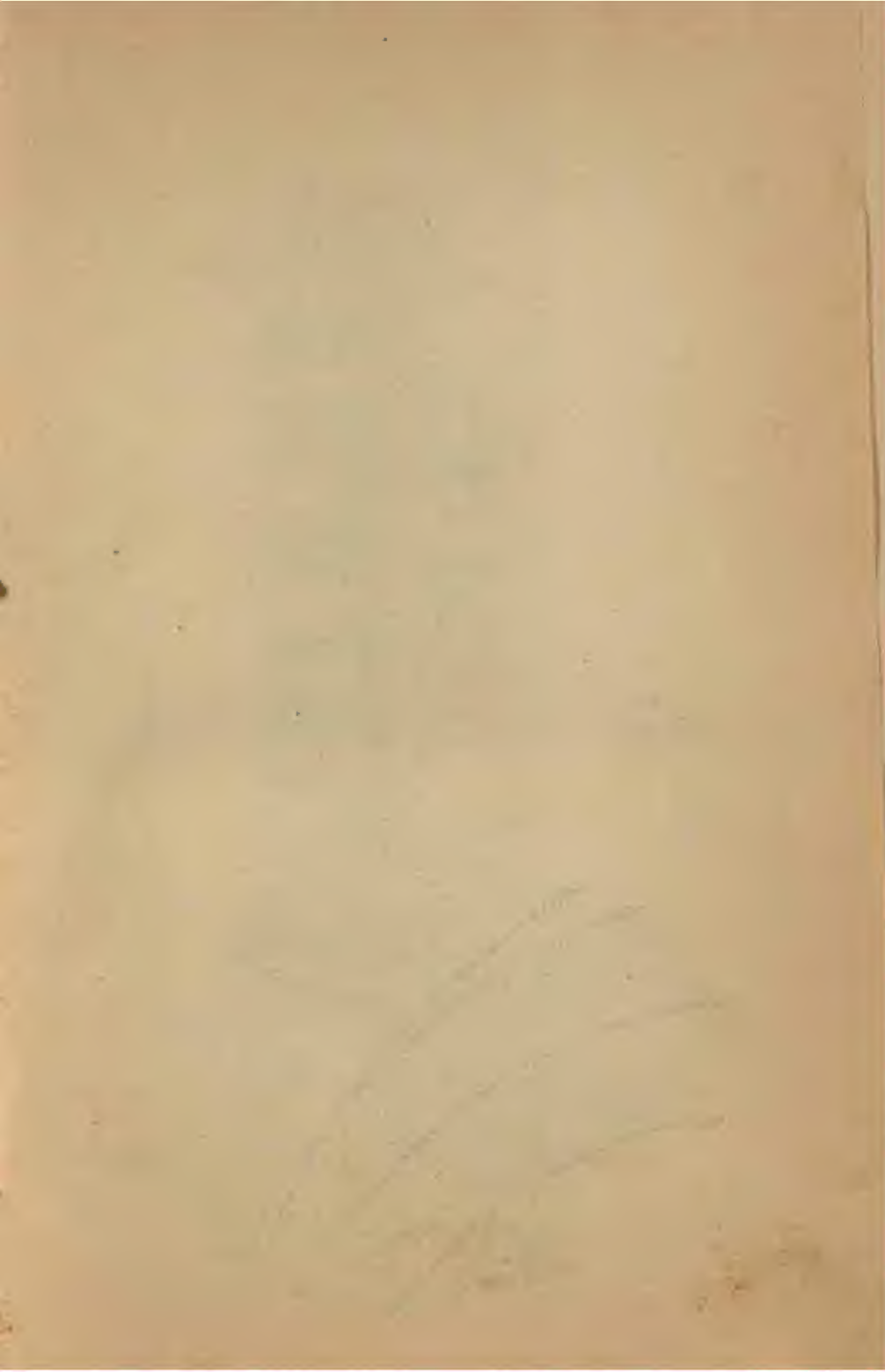
پہلے اس مقام پر عماد الملک عرف خواجہ عبداللہ نے اسلام شاہ کے وقت میں
۹۵۲ھ ہجری مطابق ۱۵۴۱ء عیسوی کے ایک کنواں بنایا تھا پھر برس بعد یعنی ۹۵۷ھ
ہجری مطابق ۱۵۴۶ء عیسوی کے اس کنوئیں کے آگے باؤلی بنادی جب شاہجہان
نے شہر بسایا تو یہ باؤلی بھی شہر میں آگئی اب یہاں بہت لوگوں نے مکان







نقشه مقبرة عیسی خان







دیکھو کتبہ نمبر ۲

بنالیے ہیں اور یہ بھی ایک محلہ ہو گیا ہے اور یہ کتبہ اس باؤلی کے ہیں۔

مقبرہ عیسیٰ خان

عرب سرے کے پاس ایک چار دیواری ہے اور اسکو عیسیٰ خان کا کوٹہ کہتے ہیں اس کوٹے میں یہ مقبرہ ہے اس مقبرے کو عیسیٰ خان نے جو اسلام کے عہد کے وٹے نامی امیرون میں سے ہیں ۱۵۷۵ء ہجری مطابق ۱۱۷۵ء عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا مقبرے کے اندر کتبہ لگا ہوا ہے پٹھانوں کے وقت کی عمارتوں میں یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہے بیچ میں برج ہے اور چاروں طرف غلام گردش سنگ خارا اور چھنے سے بہت خوبصورت بنائی ہے اس مقبرے میں کنوار بستے ہیں اس نفیس عمارت کو خراب کرتے جاتے ہیں۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲

مسجد عیسیٰ خان

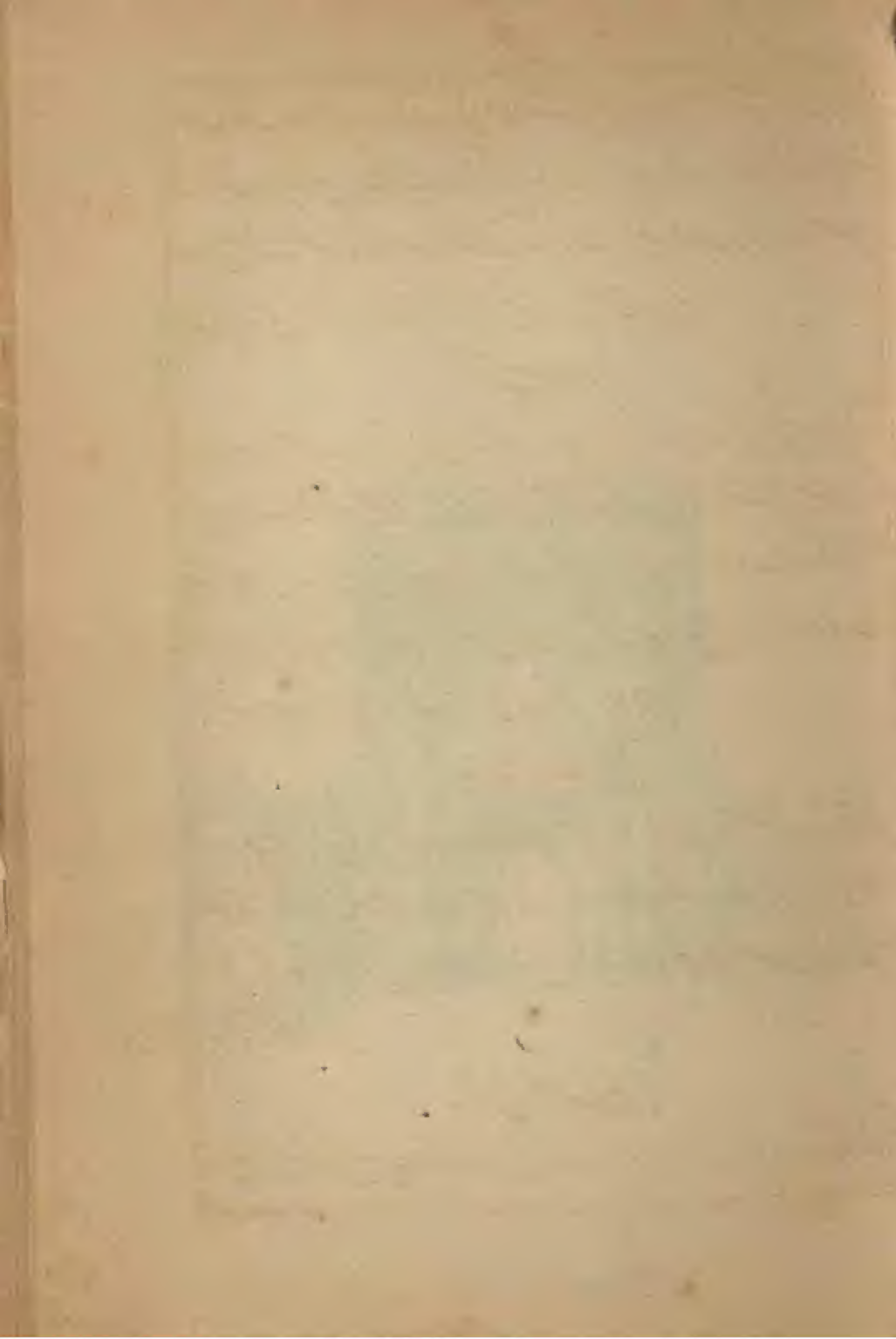
یہ مسجد عیسیٰ خان کے مقبرے کے پاس ہے اور اس مسجد کو بھی عیسیٰ خان نے ۱۵۷۵ء ہجری مطابق ۱۱۷۵ء عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت میں مقبرے کے ساتھ بنایا ہے یہ مسجد نئے چھنے اور پتھر سے بنی ہوئی ہے اور محرابوں میں کھینچیں سنگ رخ بھی لگا ہوا ہے۔

مسجد درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کے مزار کے پاس جالیون کے قریب یہ مسجد ہے اس مسجد کے مین روم میں پہلا درجہ دو محراب کا کچا ہے صرف مٹی کا اس درجے کو



نقشه مسجد علی خان



حضرت قطب صاحب نے آپ بنایا تھا ۵۹۵ھ ہجری مطابق ۱۱۵۰ء عیسوی کے شاہ
کے وقت میں اوس کے مہجے کے لگے ایک اور درجہ بنا بعد اوس کے ۶۲۰ھ ہجری
مطابق ۱۲۲۰ء عیسوی کے فرخ سیر نے اوس کے لگے ایک اور تیسرا درجہ بنایا اور اوس کی
پیشانی پر تاریخ لگائی جس کا مادہ تاریخ بیت ربی مستجاب ہو۔

عرب سرا

ہمایون کے مقبرے کے پاس یہ سرا ہے اور اس سر کو نواب حاجی بیگم ہمایون شاہ
کی بیوی نے ۱۱۵۰ھ جلوس اکبری مطابق ۱۷۰۰ھ ہجری مطابق ۱۲۵۰ء عیسوی کے
بنایا ہے اس سر میں تین عرب آباد ہوئے تھے اس سبب سے عرب ہر کے نام سے
مشہور ہے اگرچہ عمارت اس سر کی بہت بدل گئی ہے لاقدم دروازہ جو بہت
خوبصورت اور نہایت تحفہ بنا ہوا ہے اب بھی موجود ہے۔

خیبر نازل

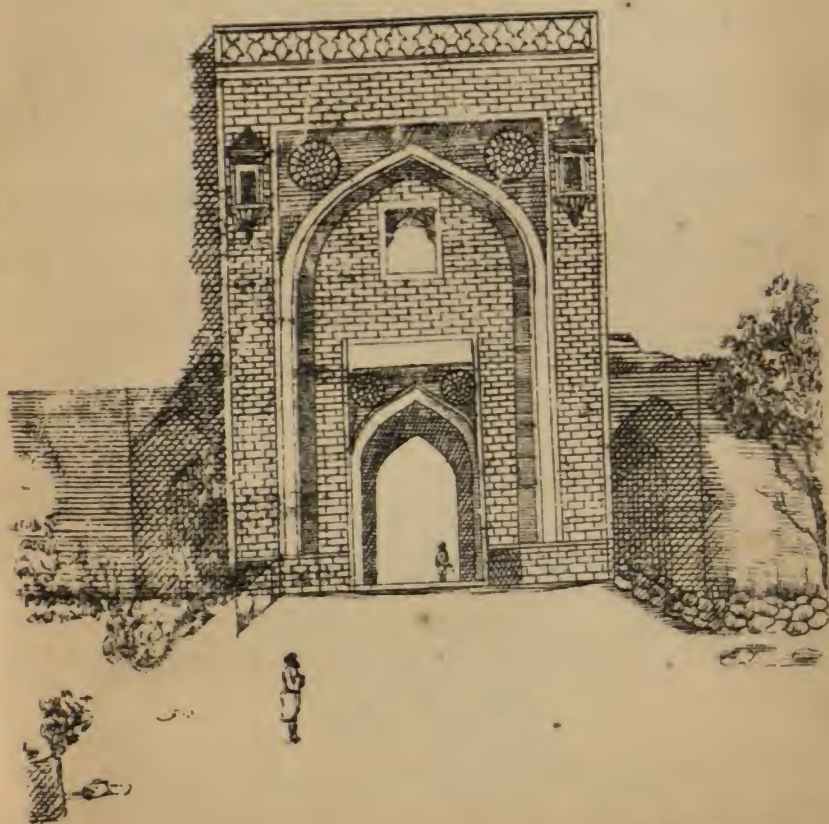
یہ مدرسہ ہے ماہم بیگم کا جنھوں نے بڑے اکبر کو دودھ پلایا تھا ۱۶۹۰ھ ہجری
مطابق ۱۲۵۰ء عیسوی کے یہ مسجد اور مدرسہ بنانے قلعہ کے پاس بنایا یہ عمارت
بالکل چھپنے اور پتھر کی ہے اور اب بالکل شکستہ ہو گئی ہے مسجد کی پیشانی پر
یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔

دیکھو کہ یہ کتبہ

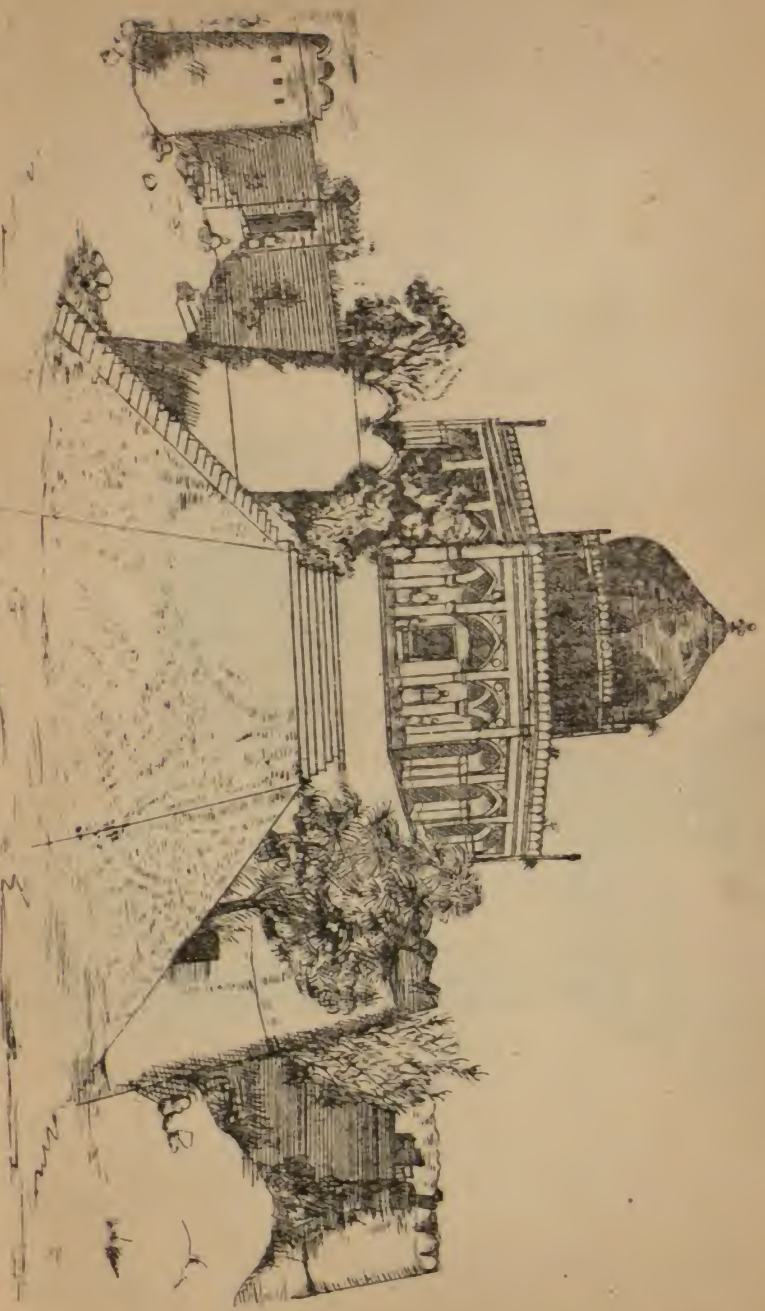
بھول بھلین

قطب صاحب کے نواح میں لاٹھ کے قریب ادھم خان ماہم نامک کی بیٹی اور اکبر بادشاہ کے



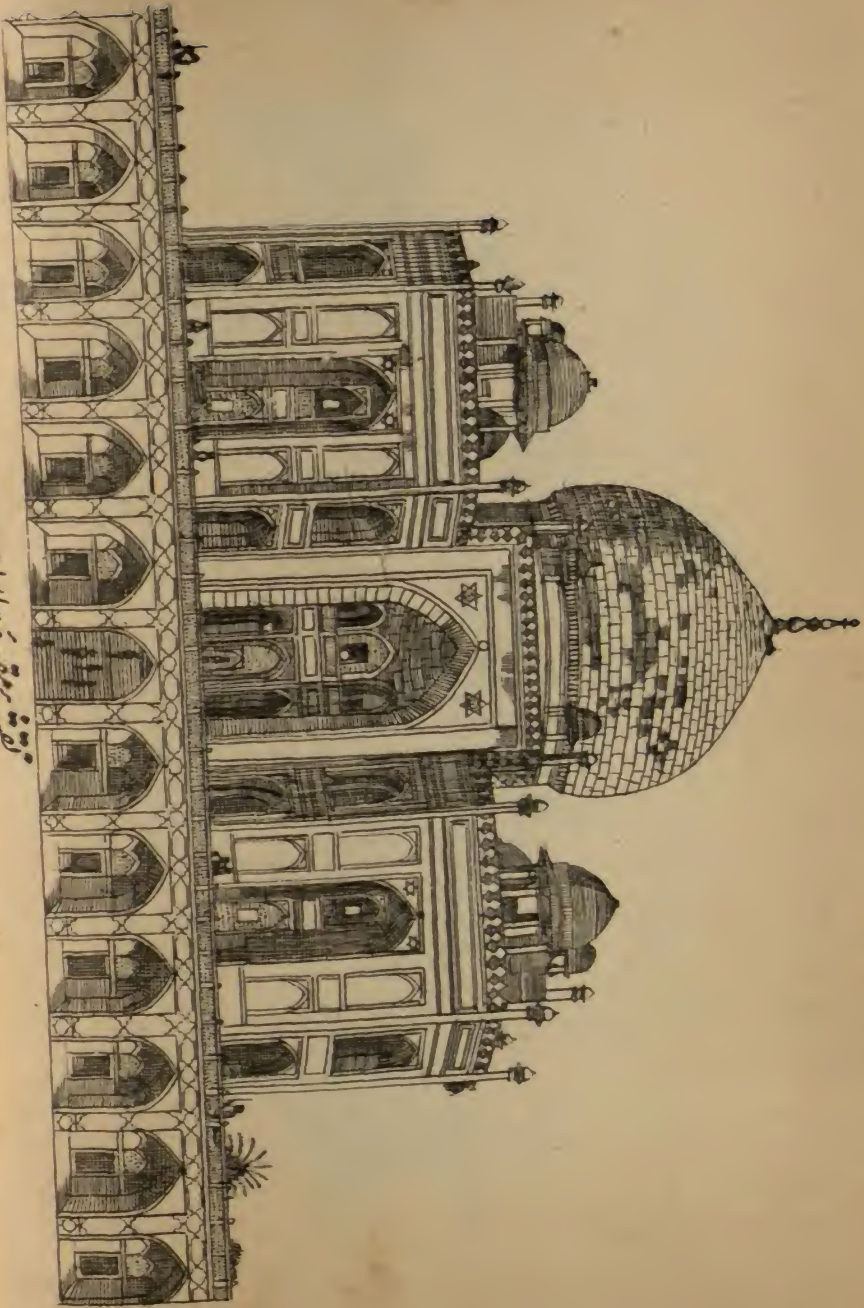


دروازه عرب سرا



نقشه مقبره اوکمرخان عزت بولجیان





نقشه مسجد شاهان

تأثر الامرا

گو کہ کا یہ مقبرہ ہر سہ جلوس اکبری موافق ۹۶۹ ہجری مطابق ۱۵۶۱ عیسوی کے
 ادہم خان نے شمس الدین محمد خان اتک کو مارڈالا اور اسکے عوض بادشاہ نے ادہم خان کو
 قلعہ پر سے گر کر مارڈالا مہم کہ بھی اسی زمانے میں مرگئی اور دونوں لاشیں اکبر آباد
 سے یہاں لا کر دفن کیں اور اکبر بادشاہ کے حکم بموجب یہ مقبرہ بنایا مقبرہ نرا چھوٹے
 اور پتھر کا ہوا اسکی ایک دیوار میں زینہ بنایا ہوا اور برج کی دیوار اسطرح پر بنائی
 ہو کہ اوسکے گرد پھر آسکتے ہیں اور اوسمیں ایک مقام پر ایسا دھوکا رکھا ہو کہ
 آدمی یہ خیال کرتا ہو کہ جس راستے کو میں جاتا ہوں اسی راستے سے نیچے اتر دنگا
 حالانکہ برخلاف اپنے قیاس کے اوپر چڑھ جاتا ہو اور پھر جب نیچے اترنے کا
 ارادہ کرتا ہو تو بسبب اسکے کہ نیچے اترنے کا راستہ ایک کونے میں نظر سے
 پوشیدہ ہوا وہی راستے پر آن پڑتا ہو اور پھر اوپر چڑھ جاتا ہو اور اسی سبب سے
 بھول بھلیاں یعنی مقام گمشدگی اسکا نام مشہور ہو گیا ہے۔

مقبرہ ہمایون

ہر کہ میخواد کہ بیند شکل فردوس میں گویا این قصر و این باغ ہمایون امین
 یہ مقبرہ شہر شاہجہان آباد سے ڈھائی کوس جنوب کی طرف معزالدین کینقاوی
 کیلو کھڑی میں واقع ہوا ورا میں ہمایون بادشاہ کی قبر ہو اس مقبرے کی
 عمارت ایسی خوب ہو کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے
 ملا کر اسکو بنایا ہو سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شاہواراوس کے آگے



دروازه غربی



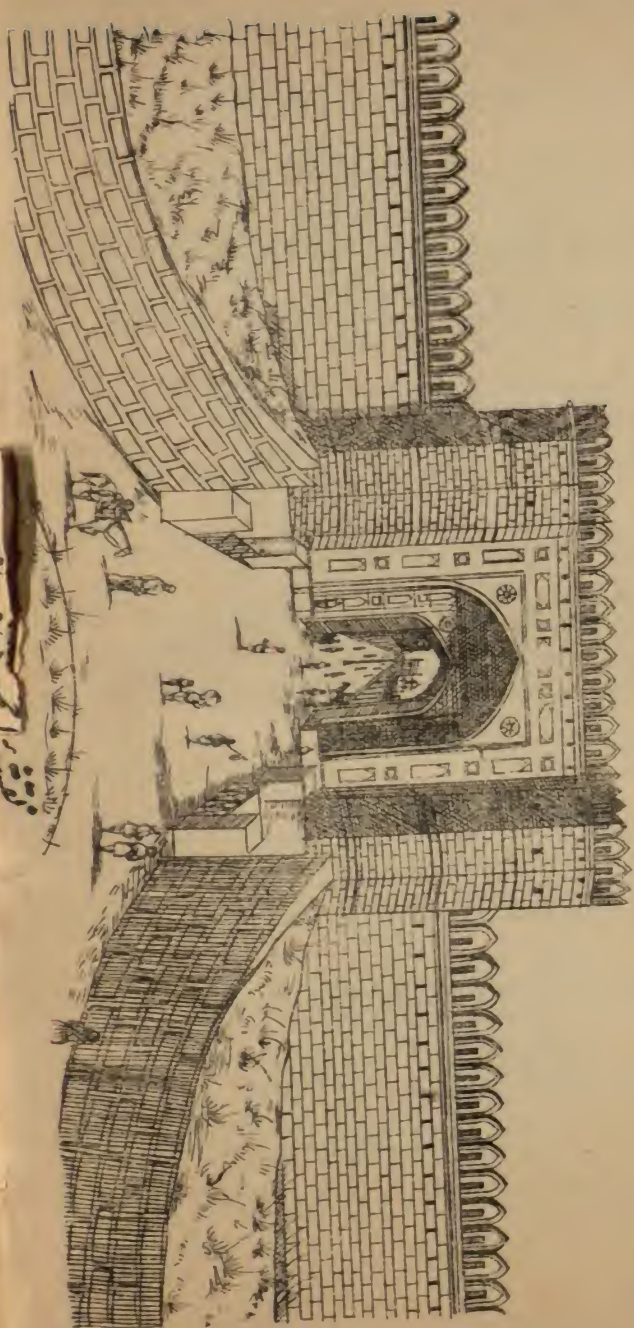
دروازه جنوبی

دریاے خجالت میں ڈوب جاتا ہے اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پیکر یون پر
 شرف لیجاتا ہے سرج اسکا نر اسنگ مرمر کا گویا خدا کی قدرت کے دریا کا ایک
 موتی ہے قطع اسکی ایسی خوبصورت ہے کہ آسمان بھی اسکے آگے پانی کا ایک بلبلہ
 ہے چوڑاں چکلاں اونچائی مقبرے کی نہایت مناسب ہے باوصف اسقدر بڑائی
 کے بہت نازک دکھائی دیتا ہے صحن اوسکا بہت دلکشا اور مکانات اسکے نہایت
 دلربا وضع اسکی نہایت خوب قطع اسکی بغایت مرغوب کسی زمانے میں ریاض
 بھی بہت آراستہ تھا چاروں طرف نہرین جاری تھیں جا بجا حوض بنے ہوئے
 تھے پانی لہراتا تھا فوائے چھوٹے تھے پھول کھلتے تھے بلبلین چھپاتیں
 تھیں گلاب سب ویران ہو گیا وہ سرو جو قیاد پر طعنہ مارتے تھے اور وہ پھول
 جوں لب و لبروں پر ہنستے تھے نام کو بھی نہیں ہے نہرین ٹوٹ گئیں حوض بند ہو گئے
 فوائے چپ ہوئے کنوئیں اٹھ ہو گئے آبشاروں کا نام نہ رہا کہیں کہیں
 ٹوٹا پھوٹا ان باتوں کا نشان پایا جاتا ہے ۳۷۹ سحری مطابق ۱۵۷۵ عیسوی کے
 نواب حاجی سلیم ہمایون بادشاہ کی بیوی نے سلسلہ جلوس اکبری میں اس مقبرے کو
 بنوانا شروع کیا سولہ برس کے عرصے میں پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر تیار
 ہوا خاندان تیموریہ کا یہ مقبرہ قبرستان ہے۔

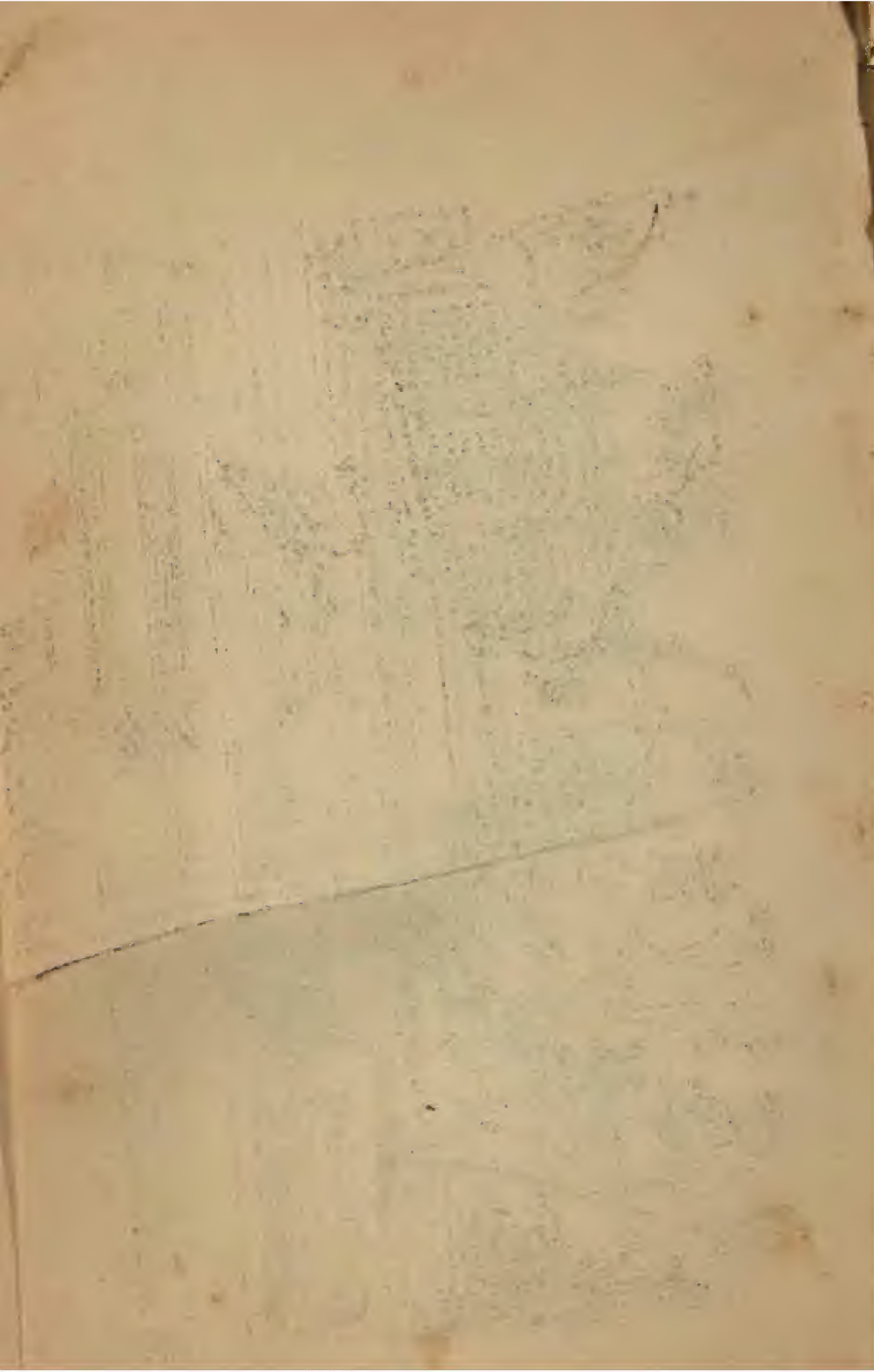
نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان

پرانے قلعہ کے پاس یہ مقبرہ ہے نواب نوبت خان اکبری کا انھوں نے

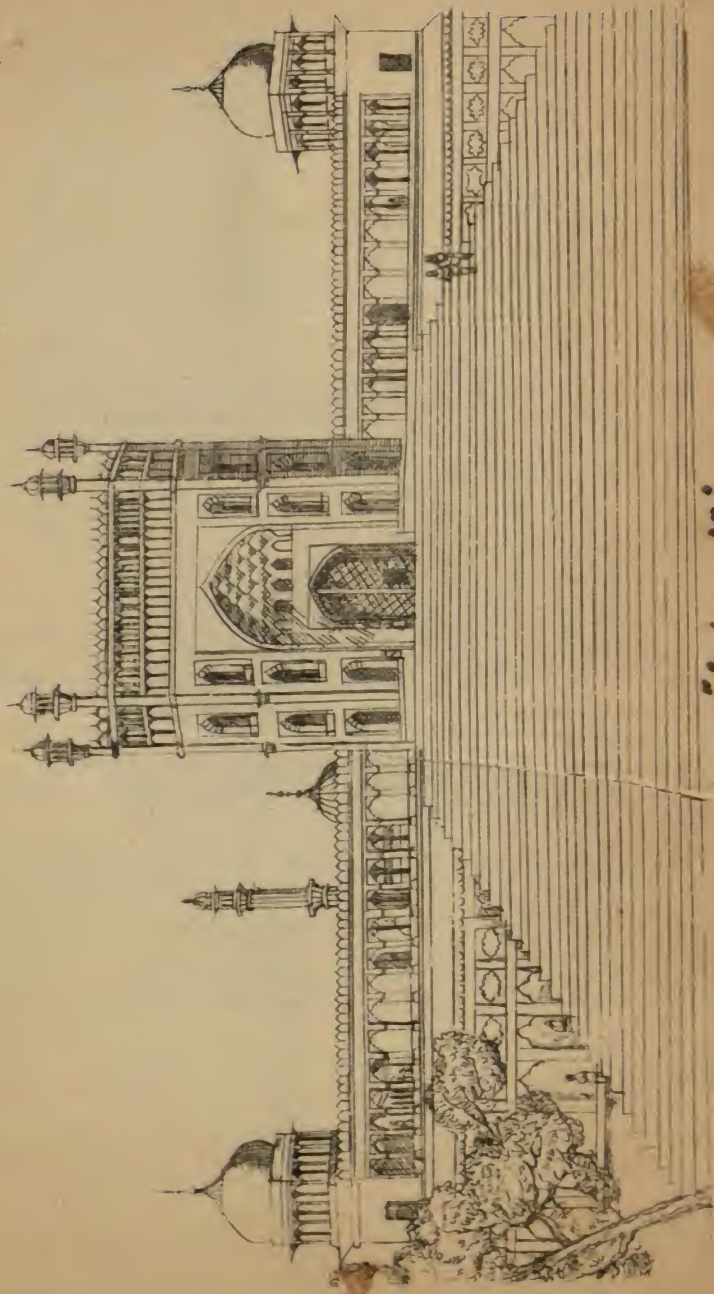




بیت المقدس



نقشه دروازه مشرقی مسجد جامع



۹۷۳ ہجری مطابق ۱۵۶۵ عیسوی کے یہ مقبرہ اپنے جیتے جی بنایا اس مقبرے کا بیج
چینی کاریکانہ تھا اس سبب سے نیلی چھتری کر کر مشہور ہر اب یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہے
برج بھی گر پڑا ہے مقبرے کی نمائش بھی خراب ہو گئی ہے۔

مقبرہ تھک خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا جنکا اعظم خان خطاب تھا بڑے اکبر کی انا کے خاوند
تھے ۹۶۹ ہجری مطابق ۱۵۶۱ عیسوی کے اودھم خان نے انکو مار ڈالا تھا بادشاہ
اوسکے بیٹے اودھم خان کو دو دفعہ قلعہ پر سے گروا کر مار ڈالا۔ دو خون شدہ بڑا دنی ایک
اسکی تاریخ ہے اور یہ مصرع بھی تاریخ کا ہے۔ رفت از ظلم سر از ظلم خان۔ اور یہ قطعہ بھی تاریخ کا ہے

خان اعظم سپاہ اعظم خان کہ چواکس دین زمانہ ندید

بشہادت رسید ماہ صیام شربت موت روزہ دار چشید

کاش سال و گر شہید شد کہ شدی سال فوت خان شہید

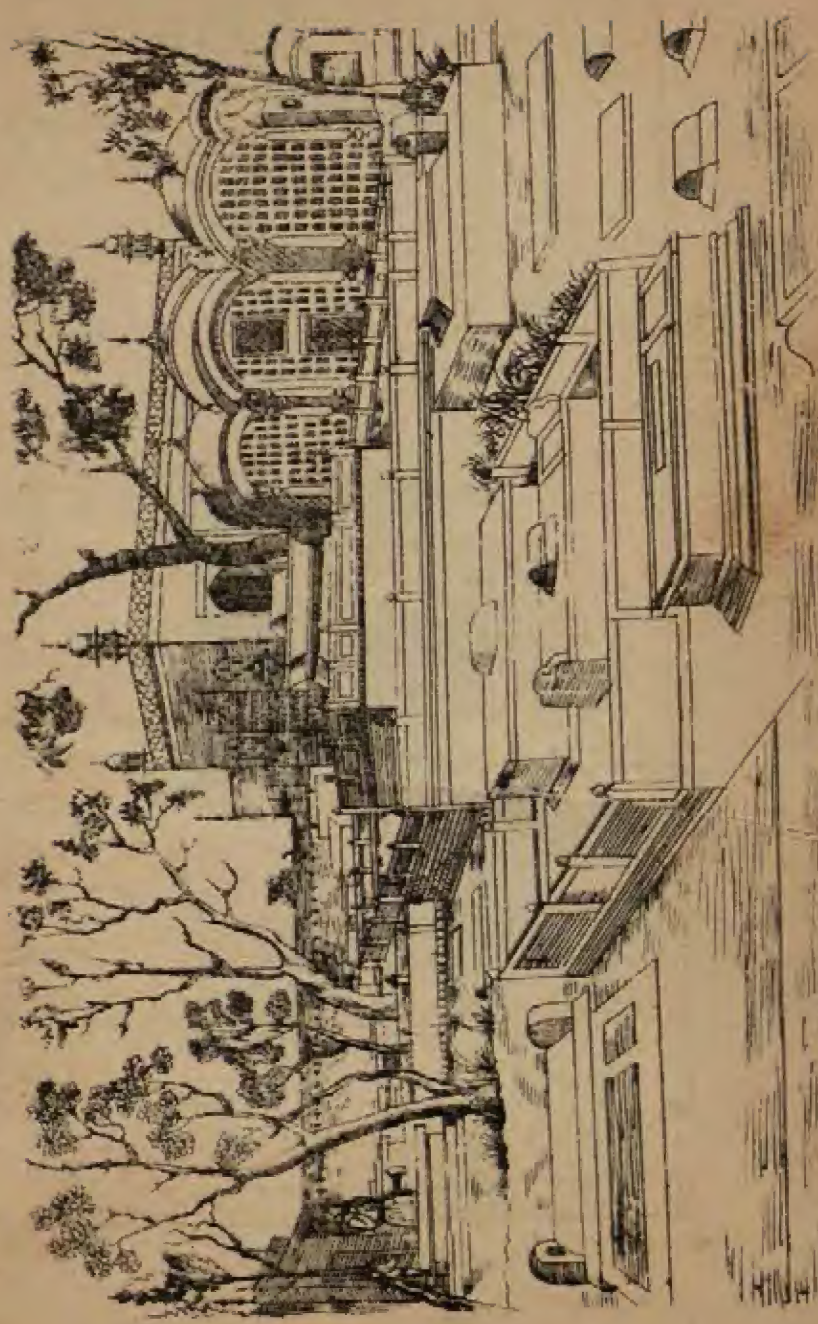
غرض کہ انکے مائے جانے کے بعد انکی لاش دلی میں لائے اور حضرت نظام الدین
کی درگاہ کے پاس دفن کیا ۹۷۳ ہجری مطابق ۱۵۶۵ عیسوی کے کوکلتاش خان
انکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوب ہے سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا
بنایا ہوا ہے آیات قرآنی اور گل بوٹے بہت خوبصورتی سے کندہ ہیں دروازے کی
پیشانی پر تاریخ بنا کا کتبہ لگا ہوا ہے۔

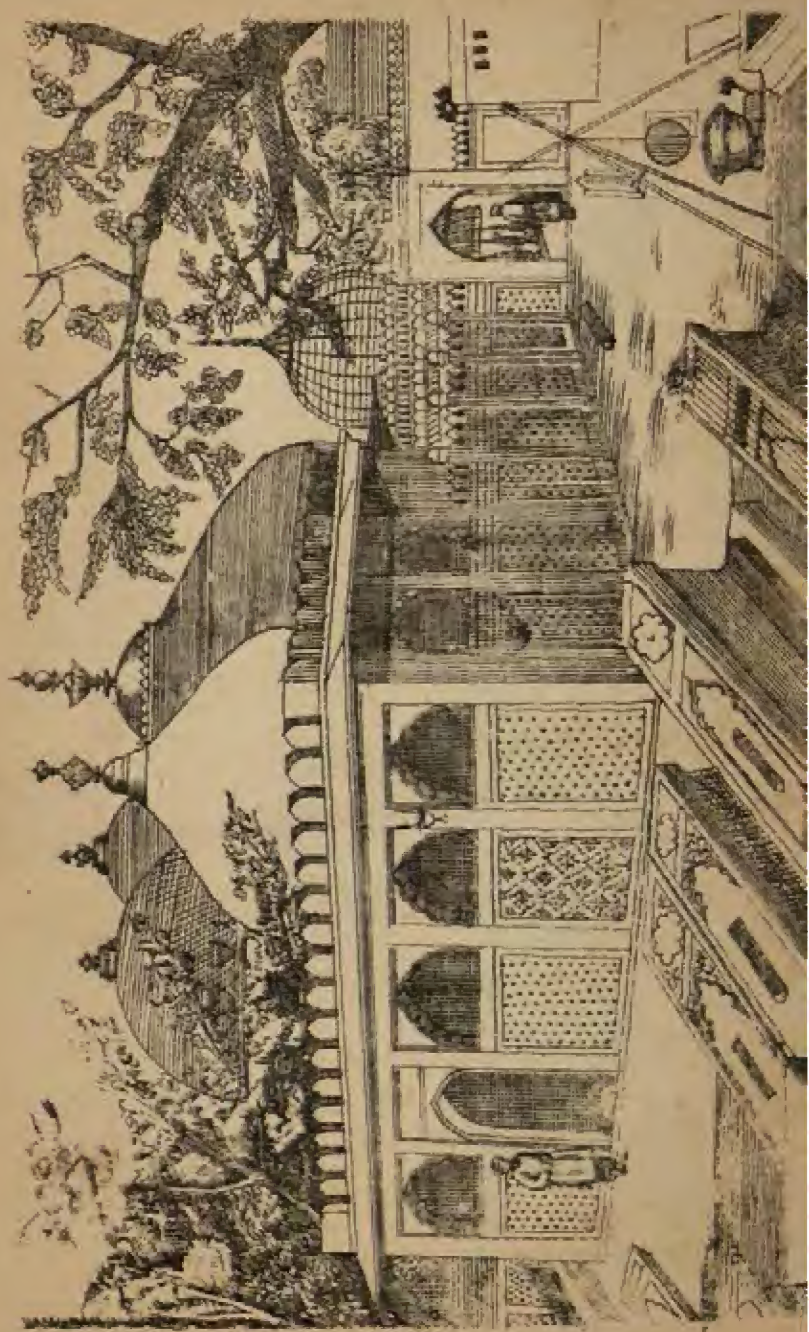
درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

نثر الابرار

دیکھو کتبہ نمبر ۲

نقشه درگاه حضرت خواجہ باقی باند





یہ درگاہ شہر شاہجان آباد سے تھوڑی دور قرآش خانے کی کھڑکی کے باہر واقع ہے
حضرت خواجہ باقی بادی صاحب نقشبندی کی یہ درگاہ ہے ۱۲۰۰ ہجری مطابق ۱۷۸۵ء
عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی آپ کا مزار بنا پھر رفتہ رفتہ ایک مسجد بنی
بن گئی اور بہت قبریں ہو گئیں آپ کے مزار کے سرے پر ایک دیوار ہے کہ اوسین
طاق طاق بنے ہوئے ہیں اوسین چراغان روشن ہوتے ہیں۔

درگاہ حضرت امیر خسرو

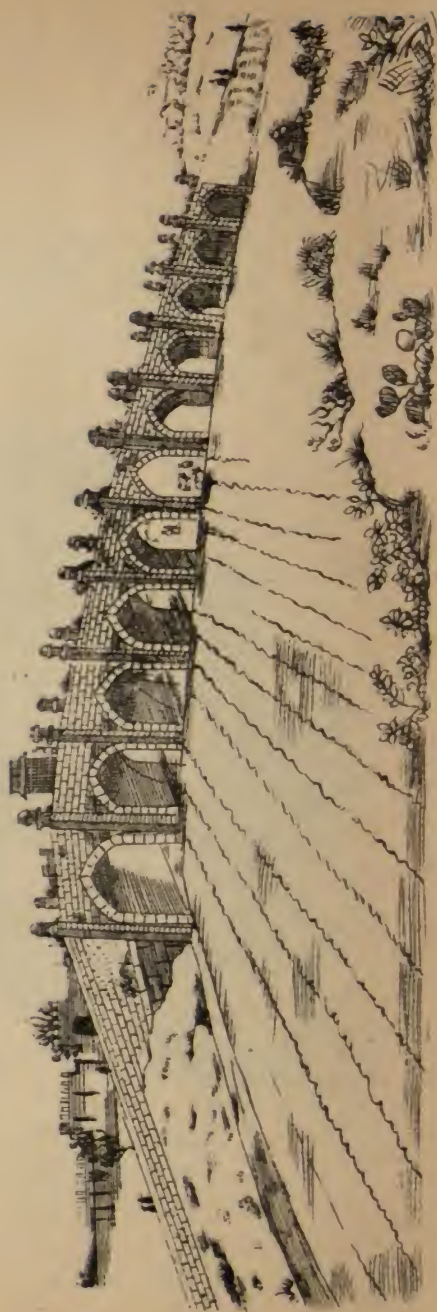
حضرت نظام الدین کی درگاہ کے پاس یہ درگاہ ابوالحسن عرف امیر خسرو کی ہے
اونیسویں ذیقعدہ ۷۲۵ ہجری مطابق ۱۳۲۵ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اس مقام
پر جو یارانی چوبترہ کھلاتا تھا دفن ہوئے آپ کے مزار کے سرے پر لوج پیرایہ انتقال
کندہ ہے جس کا پہلا مادہ۔ عیدیم مثل۔ اور دوسرا۔ طوطی شکر مقال ہے ۷۹۹ ہجری
مطابق ۱۳۹۷ عیسوی سید مہدی نے صرف محجر بنا کر یہ عمارت جو اب موجود ہے
۱۲۰۰ ہجری مطابق ۱۷۸۵ عیسوی کے عماد الدین حسن نے یہ عمارت سنگ مرمر
کی تعمیر کی برج کے اندر چند اشعار اور کتبہ تاریخ بنا کندہ ہے اس درگاہ میں ہر
برس کی سترھویں شوال کو بہت دھوم سے میلہ ہوتا ہے اور موسم بہار
میں بسنت بھی بہت خوب ہوتا ہے۔

جیل خانیاں فرید خان

درحقیقت یہ سراسر ہے نواب فرید خان جہانگیری المخاطب بمرضی خان کی بنائی ہوئی

انبار افکار

کچھ کتبہ

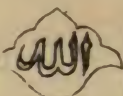


نقشه باره یلمه



بسم الله الرحمن الرحيم

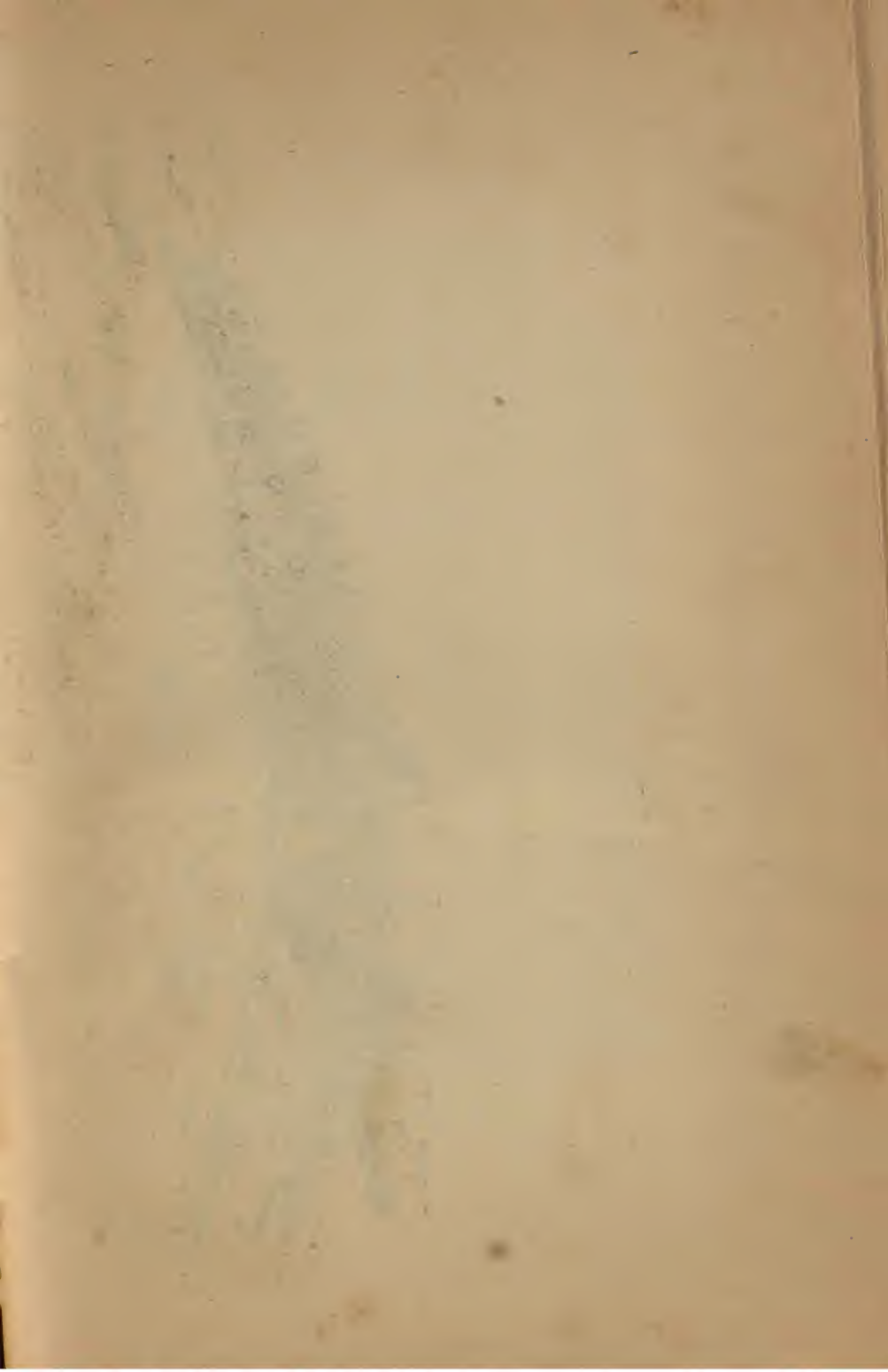
مهرابانوقديمی جهانگیرشاه



لا اله الا الله محمد رسول الله



دروازه مندی



تختینا تختہ ہجری مطابق تختہ عیسوی کے اونھون نے یہ سر بنائی تھی جب
پُرانی دلی ویران ہو گئی یہ سر ابھی ویران پڑی تھی سرکار انگریزی نے اسکی مرمت
کی اور اسکو جیل خانہ تجویز کیا اس سرکار کا دروازہ بہت عالیشان بنا ہوا ہوا اور
اور اس کے اوپر بھی مکانات ہیں کہ داروغہ جیل خانہ اوسمیں نفراغت
رہ سکتا ہوا اب اس کے قریب اور بہت سے مکانات جیل خانے اور کاغذی حوض
اور پاگل خانے کے بن گئے ہیں۔

بارہ پلہ

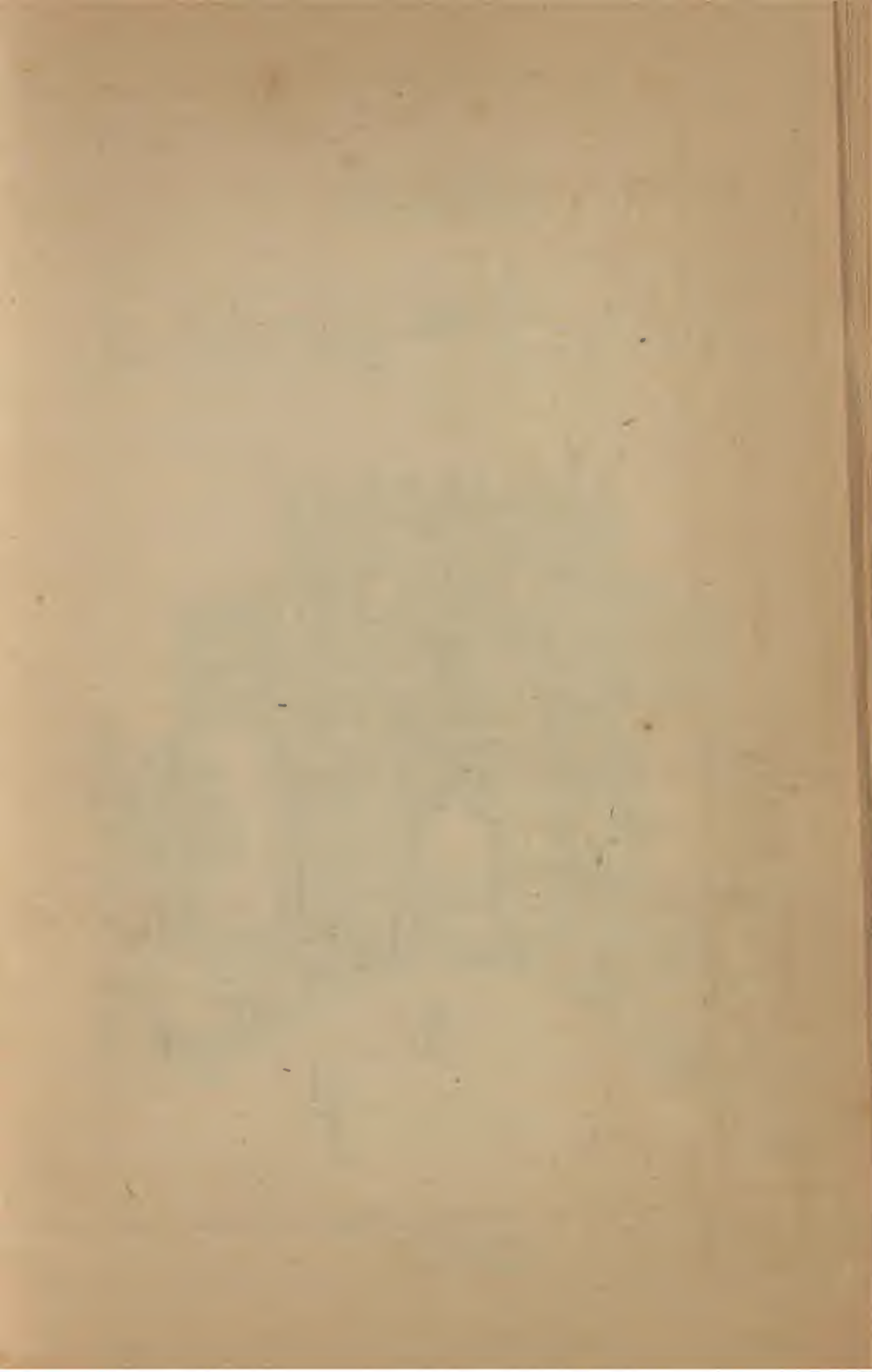
یہ پل شاہجہان آباد سے چار میل جنوب کی طرف واقع ہوا ایسا نفیس پل اسطون
نہیں ہوا اس پل کو جہانگیر بادشاہ کے عہد میں تختہ ہجری مطابق تختہ عیسوی کے
مہربان آغا عرف آغا مان المصطفیٰ بہ آغاے آغایان خواجہ سرانے بنایا ہوا
یہ آغا اکبری اور جہانگیری عہد کے شے نامی خواجہ سراؤن مین سے ہیں
اور یہ پل بھی بہت خوبصورت پتھر اور چٹان سے بنا ہوا ہوا اس کے سر پر
ایک پتھر پر چند شعر پل بننے کی تاریخ اور جہانگیر بادشاہ کی تعریف
میں کندہ ہیں۔

منڈی

یہ منڈی مہربان آغا خواجہ سر کی بنائی ہوئی ہوا اور جس زمانے میں کہ اوسے
بارہ پلہ بنایا یعنی تختہ ہجری مطابق تختہ عیسوی کے اوسے زمانے میں منڈی

یہ پل جہانگیری

یہ پل جہانگیری



نور الدین جہانگیر بادشاہ نے ۸۳۶ھ مطابق ۱۶۲۳ء ہجری موافق ۱۶۲۳ء عیسوی کے
اس قلعہ کے جنوبی دروازے کے آگے بہت تحفہ اور نہایت مضبوط پختہ ہونے
اور پتھر کا پُل بنوایا ہے کہ وہ پُل اب تک موجود ہے اور اوسپردہ لکھنے بھی لکھے
ہوئے ہیں جب شاہ جہان نے قلعہ بنایا تو یہ پُل قلعہ میں ایسا مل گیا کہ گویا
اس قلعہ ہی کے لیے بنایا تھا۔

مقبرہ شیخ فرید

بگم پور کی مسجد کے پاس یہ مقبرہ ہے شیخ فرید ابن شیخ احمد بخاری کا جنکو جہانگیر
کے عہد میں مر قاضی خان کا خطاب ملا تھا اس مقبرے کے مکانات بالکل
ٹوٹ گئے ہیں صرف دالان باقی رہ گیا ہے ۸۳۶ھ مطابق ۱۶۲۳ء عیسوی کے انکا انتقال ہوا کہ سال وفات انکی
قبر پر کندہ ہے اور اسی زمانے کے قریب یہ مقبرہ بنا۔

نیلہ برج یا مقبرہ فہیم

یہ مقبرہ ہے جمایون کے مقبرے کے پاس کوئی تو اسکو حجام کا مقبرہ بتاتا ہے اور
کوئی فہیم کا پہلی بات تو یقینی غلط ہے اور دوسری بات اگر صحیح ہو تو یہ مقبرہ
عبدالرحیم خان خاں خاں کا بنایا ہوا ہے ۸۳۶ھ ہجری مطابق ۱۶۲۳ء عیسوی کے
جبکہ جہاں جہاں نے خاں خاں کو براہ دعا نظر بند کیا تو پہلے فہیم پاس جو
خاں خاں کے بڑے عزیز چیلون میں سے تھا پیغام ساز دش کا بھیجا دینے

بنائی اس منڈی کا دروازہ بہت خوبصورت ہوا اور اوپر بانی کا نام کھدایا ہوا
 منڈی کے اندر ایک مسجد تھی وہ تو ٹوٹ گئی مگر ایک کنواں سیرھوٹن راب تک
 موجود ہوا اور بائین کے نام سے مشہور ہوا اس قسم کے کنوئیں بالکل کی طرف بہت
 ہیں مگر اس طرف ایسا کنواں عجائبات سے ہے۔

کوس منارہ

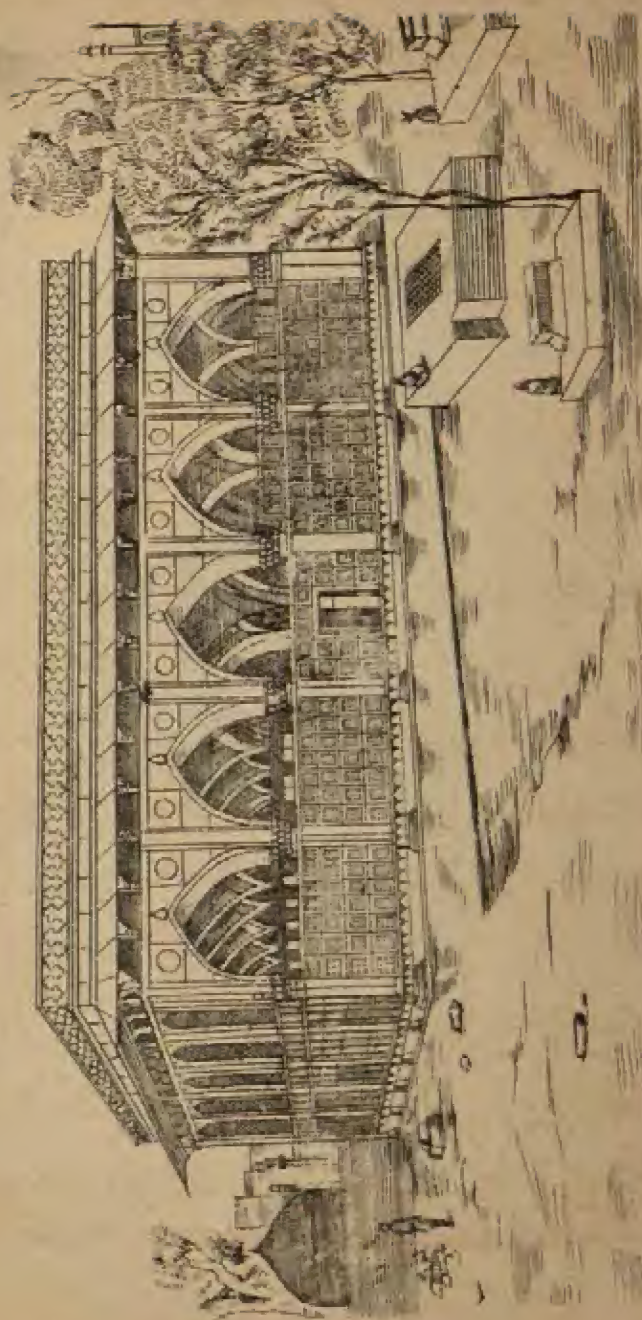
جہانگیر بادشاہ نے اپنے عہد میں بنگالے سے آگرے ہوتے ہوئے دریائے اہک تک
 شکر بنوا کر دو طرفہ درخت لگائے تھے مسئلہ جلوسی مطابق شہنشاہی موافق شہنشاہ
 عیسوی کے یہ بھی حکم دیا کہ آگرے سے لاہور تک ہر کوس کے سرے پر ایک منارہ بنوایا
 جائے اور تین کوس پر ایک کنواں چنانچہ یہ منارہ چھپنے اور پتھر کے بہت ضخیم اور بلند
 اتناک بنے ہوئے موجود ہیں اکثر سنارون میں معلوم ہوتا ہے کہ تعداد کوس کے کیسے پتھر
 لگانے کو خانہ چھوڑا ہے مگر کسی میں پتھر لگا ہوا نہیں ہے۔

پہل سلیم گڑھ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلیم شاہ نے جب سلیم گڑھ بنایا تھا تو اس وقت دریائے
 نیچے بہتا تھا اور جنوب کی طرف پانی نہ تھا اور اسی طرف کے دروازے سے اس
 قلعہ میں جاتے تھے اور ایک دروازہ شمال کی جانب دریائے کے کنارے پر تھا شاید
 ایک مدت کے بعد پانی کی ٹکڑے سے جنوب کی طرف کا کرار ادریا کا کٹ گیا اور اس
 قلعہ کے چاروں طرف پانی ہو گیا اور قلعہ میں جانے کا راستہ نہ رہا تب

توڑک جھگڑی

نقشه چوبخانه کهنه



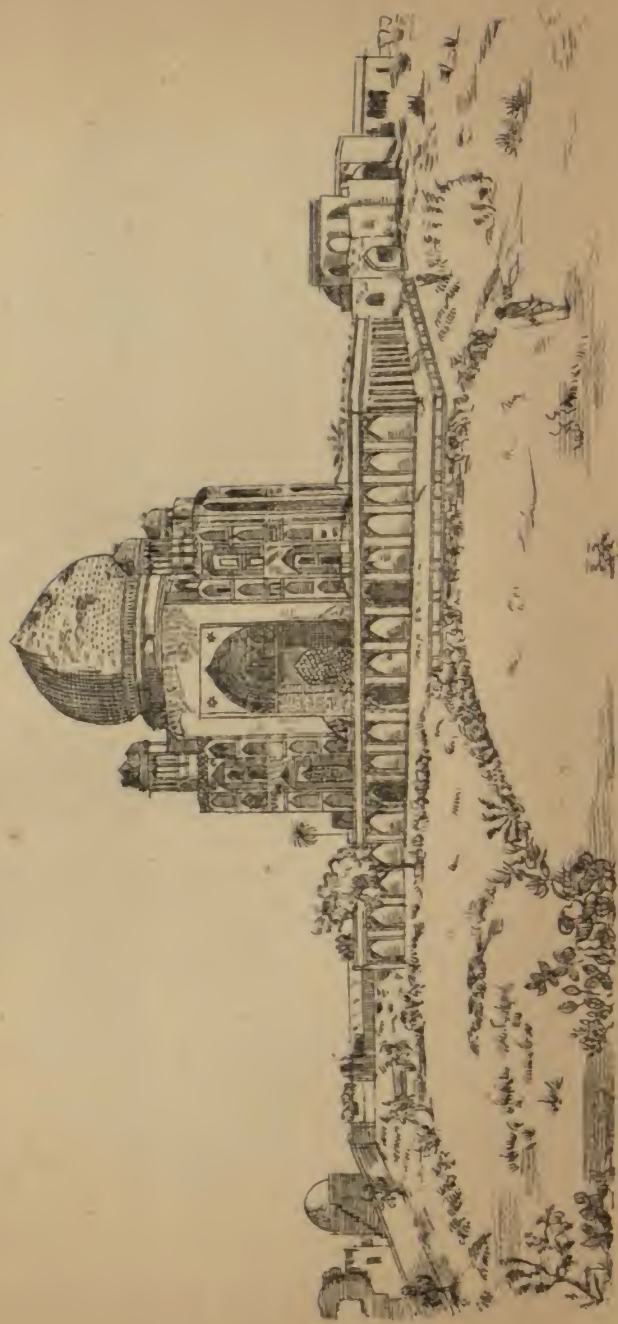
نما اور اپنے بیٹے اور اپنے چالیس رفیقوں کے ساتھ لڑکر راکیا غالب ہو کہ جب
خانخانان سنہ جلوس جہانگیری مطابق سنہ ہجری موافق سنہ اعیسوی کے چھوٹا
جب اس نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بالکل چینی کاری کا ہو اور ایسی خوش رنگ و خوبصورت
چینی کاری اور رنگ آمیزی کی ہوئی ہو کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہو برج اس مقبرہ
کا بالکل نیلے رنگ کا ہو اور اسی سبب سے نیلے برج کے نام سے مشہور ہو۔

چونٹھ کھنبہ

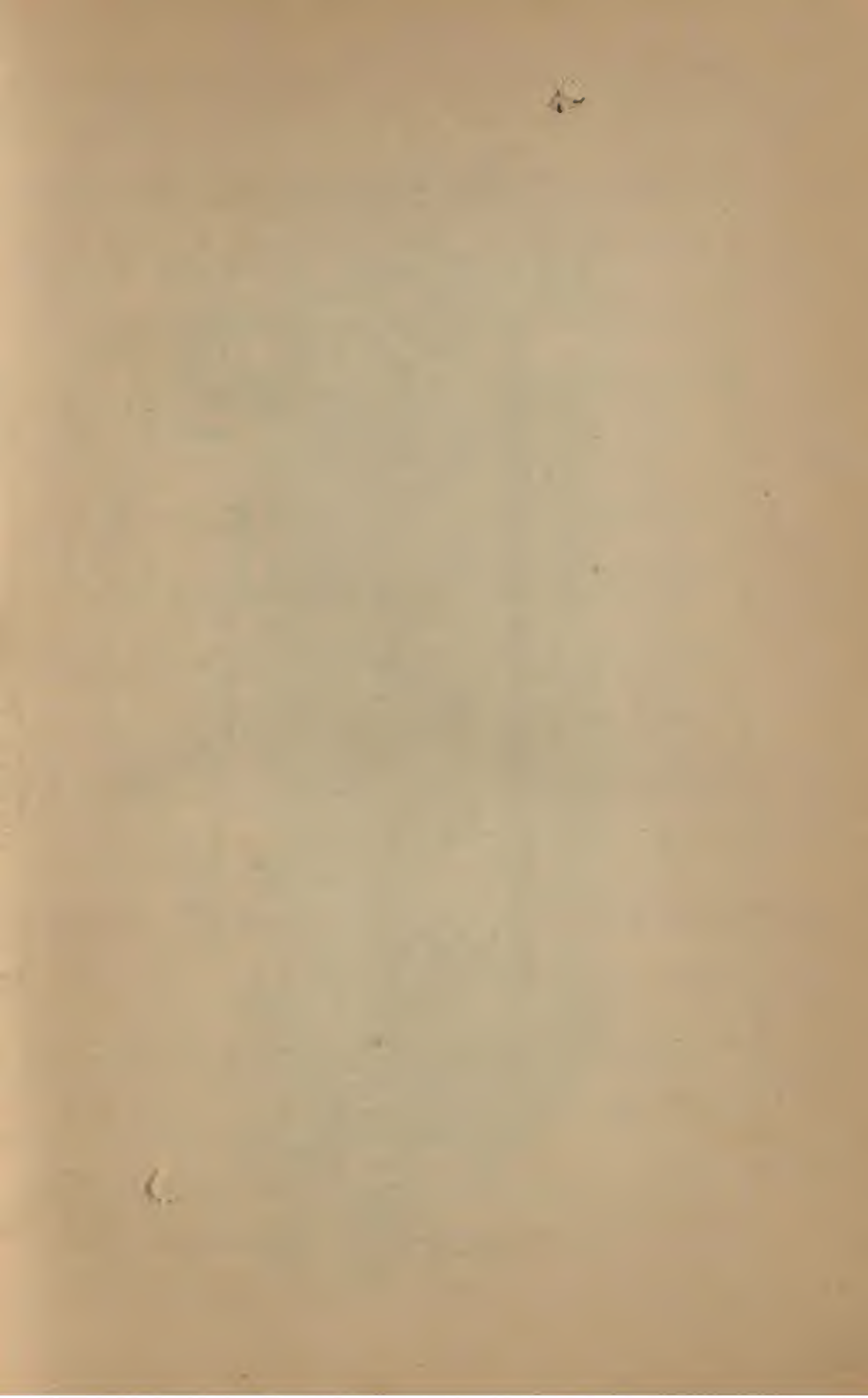
متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مقبرہ میرزا عزیز کو کلتاش خان بیٹے
خان عظمیٰ خان کا ہو جبکہ سنہ ہجری مطابق سنہ اعیسوی کے احمد آباد طرقات
میں جہانگیر کے عہد میں انکا انتقال ہوا تب انکی لاش کو یہاں لا کر دفن کیا اور یہ
مقبرہ انکی قبر پر بنایا مقبرہ درحقیقت نئی طرح کا ہو کہ اپنا نظیر نہیں رکھتا سر سے
پائون تک سنگ مرمر کا ہو اس عمارت میں چونٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے
ہوئے ہیں اس سبب سے اسکو چونٹھ کھنبہ کہتے ہیں اسکی محرابوں کا لداؤ اور ستونوں
کی قطع اور سنگ مرمر کی نمائش بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہو۔

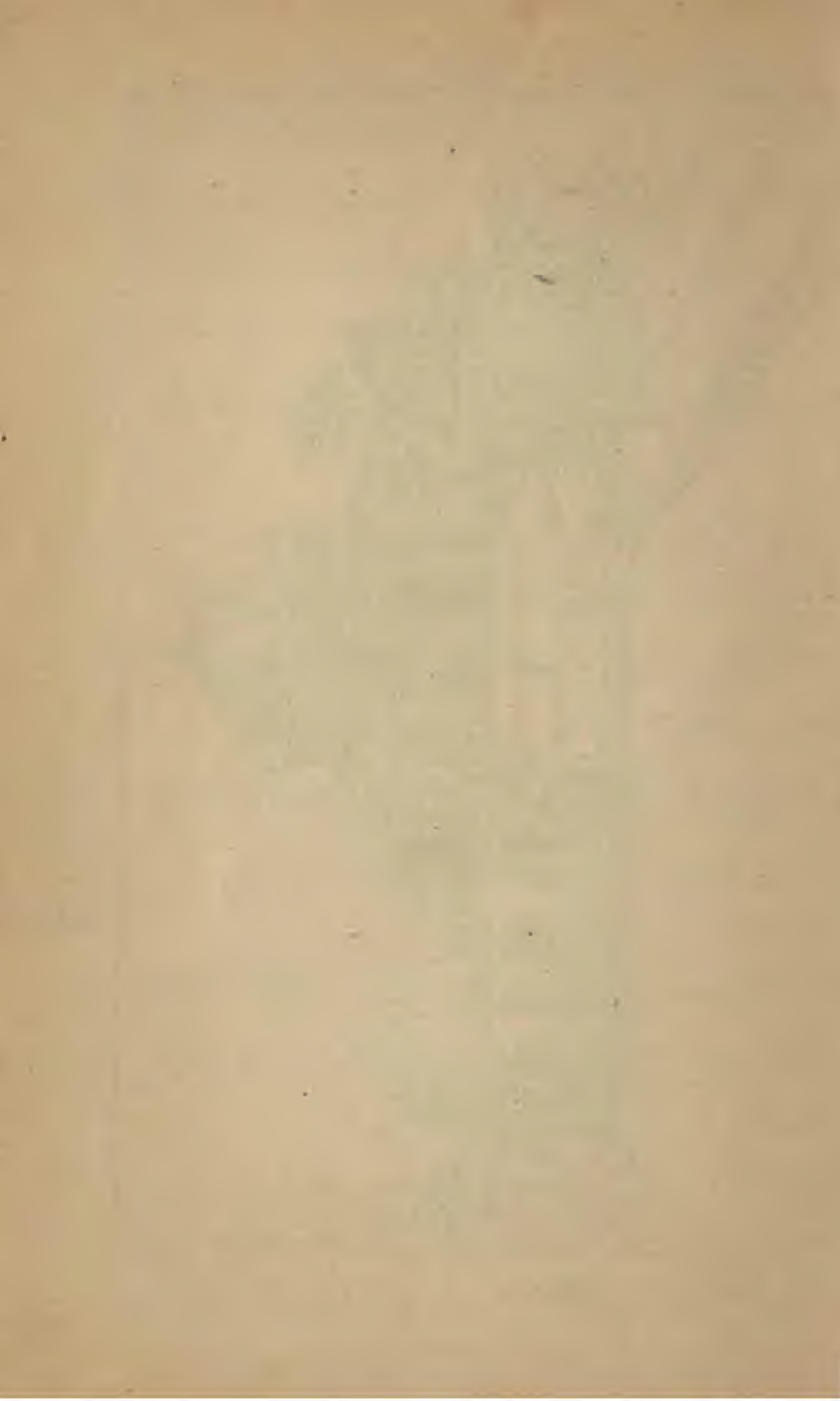
مقبرہ خانخانان

یہ مقبرہ بارہ پلہ اور ہمایون کے مقبرے کے پاس عبدالرحیم خان خانخانان بن مریم خان
خانخانان کا ہو سنہ ہجری مطابق سنہ اعیسوی کے بہتر برسی عہد میں انکا انتقال ہو
اور اسی مقبرے میں دفن ہوئے۔ خان سپہ سالار کو۔ انکے مرنیکے یاں ہو یہ مقبرہ بھی



نقشه روضه قاجارخانان







اسی زمانے میں بہت خوب بنا ہوا تھا سارا برج سنگ مرمر کا اور مقبرہ سنگ سرخ کا
سنگ مرمر کی بچی کاری کا تھا آصف الدولہ کے عہد میں اس مقبرے کا تمام پتھر اٹھ کر
بجا افسوس ہو کہ یہ ایسی عمدہ عمارت یوں خراب ہو گئی اب یہ مقبرہ زراعت نے کا بھنڈا
اور بالکل لٹا منڈرہ گیا ہے یہ خانخانان اکبر اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی
امیرون میں سے ہیں انکو سنسکرت میں بڑا دخل تھا اور شعر بھی خوب کہتے تھے۔

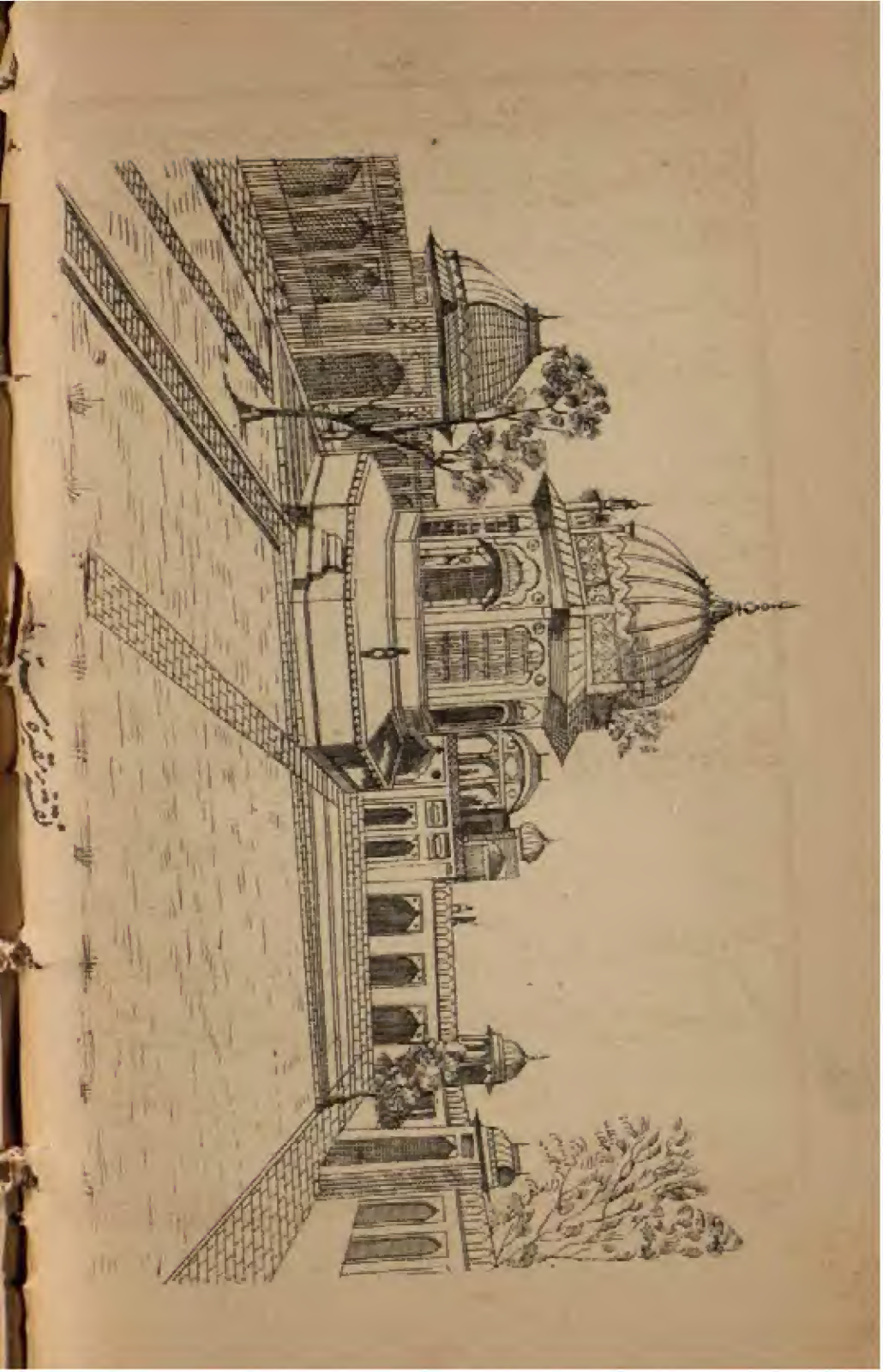
مقبرہ سید عابد

سید عابد نواب خان دوران خان کے رفیقوں میں سے تھے کسی لڑائی میں مارے گئے
جب یہ مقبرہ تھینا سلسلہ ہجری مطابق ۱۲۱۷ عیسوی کے بنالال بنگلہ جو مکان مشہور
ہے اویسکے پاس یہ مقبرہ ہر ساخت اسکی بالکل چھنے اور اینٹ کی ہے اور کمین کمین
چینی کاری کا بھی کام ہے یہ مکان بھی اچھا بنا ہوا ہے اسکے صحن میں حوض تھا
چاروں طرف نہر میں تھیں مگر اب خراب ہو گئیں ہیں دروازہ بھی اسکا نوش قطع
بنا ہوا ہے اور اوپر ایک سہ دری معقول ہے۔

خاص محل

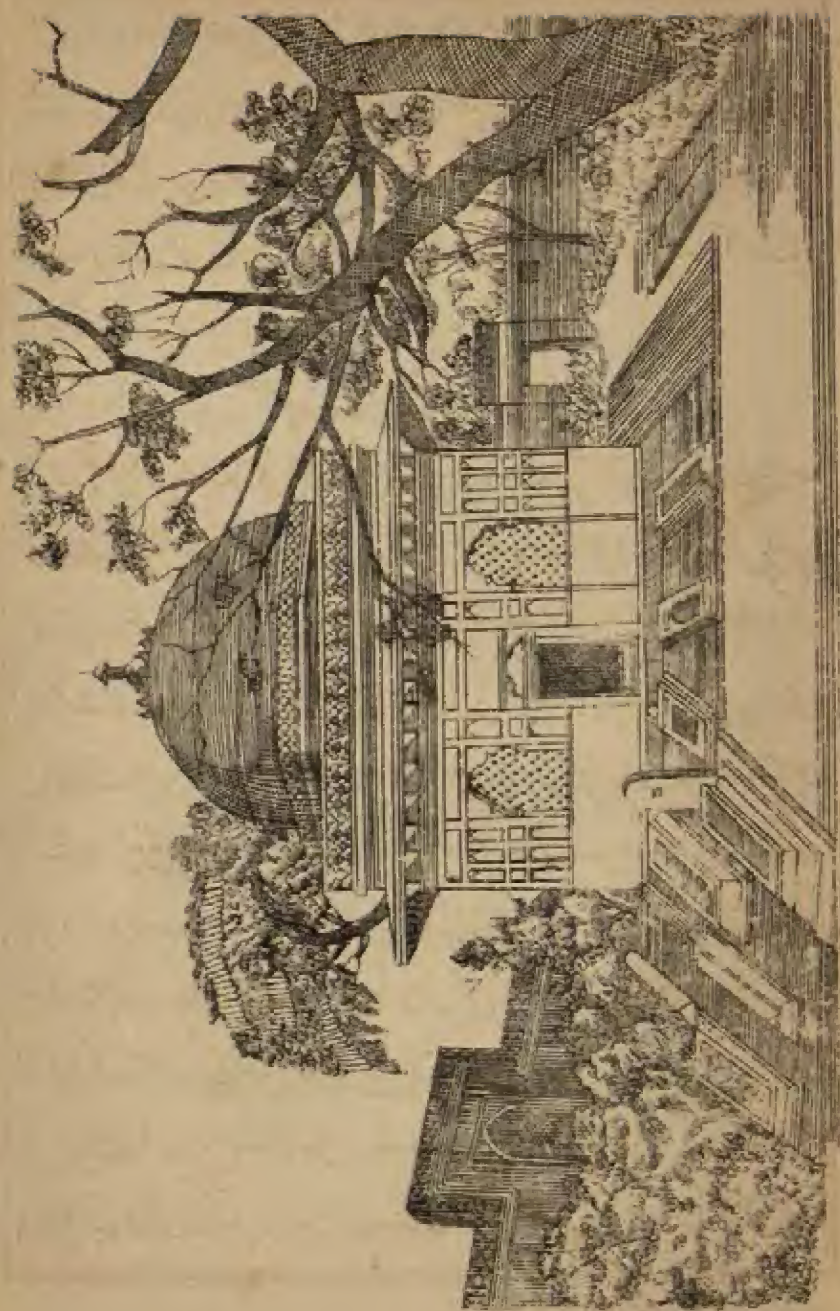
پرانے قلعہ کے پاس ایک محل تھا شاہجہان کے وقت کا سلسلہ ہجری مطابق
۱۶۱۷ عیسوی کے زین خان کے بیٹے نے جسکا خاص محل خطاب تھا یہ محل
بنایا تھا اب یہ محل بالکل ٹوٹ گیا ہے دروازہ باقی ہے۔

مقبرہ شیخ عبدالحق محدث



قوسه و قوسه

نقشه گاه و صورت شیخ نورالدین



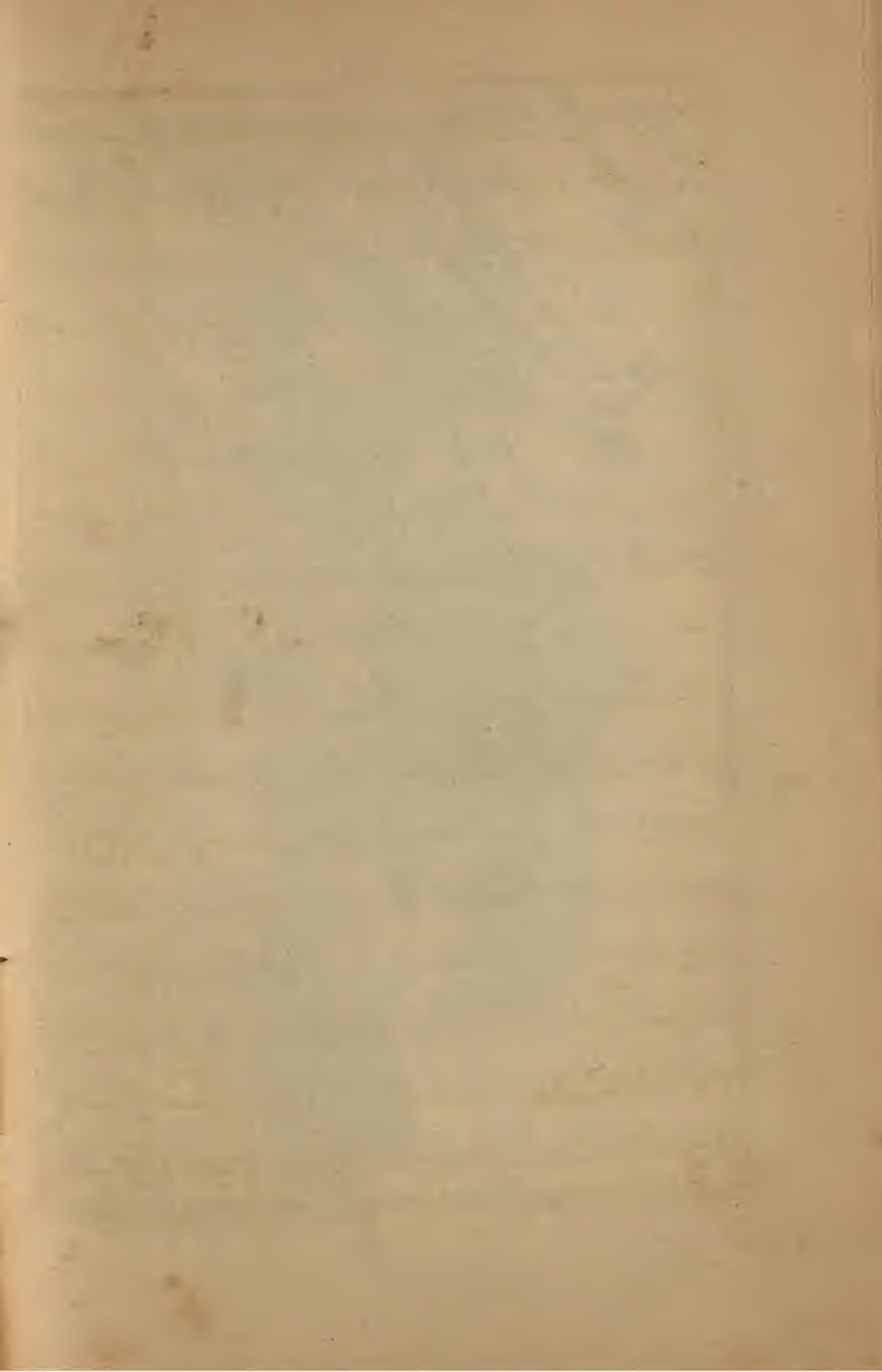
حوض شمس کے کنارے شیخ عبدالحق محدث کا یہ مقبرہ ہے جو اکبر اور جہانگیری عہد کے
 بڑے نامی عالمون میں سے ہیں ^{۱۲} شہر ہجری مطابق سال ۱۰۱۰ عیسوی کے انکشاف ہوا
 اور اسی زمانے میں یہ مقبرہ بنا مقبرے کے اندر قبر کے سربانے ایک دیوار پر
 انکساں احوال لکھ رکھا ہے یہ مقبرہ نئے جوئے پتھر کا ہے مگر تالاب کے کنارے پر
 واقع ہونے سے البتہ ایک سیر کی جگہ ہے۔

مسجد جہان نمایا مسجد جامع

یہ مسجد قصی اور یہ مسجد اعلیٰ ازک شاہ جہان آباد سے ہزار گز کے فاصلے پر غرب
 کی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے کہ وہ پہاڑی اوسمین بالکل چھپ
 گئی ہے اور شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہے کہ
 لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اسکی بیان سے باہر آدمی
 کی طاقت نہیں کہ اسکا بیان کر سکے ایسی خوش قطع اور خوش نما مسجد
سے زمین پر نہیں سرے پاؤں تک ایک سنگ کے سنگ مرمر کی
ہے اور اندر سے اجائے تک سنگ مرمر کی اور جا بجا سنگ مرمر
سنگ مرمر کی دھاریاں اور سنگ موسیٰ کی بچی کاری کی ہوئی ہے ہرچ اسکے
 تمام سنگ مرمر کے ہیں اور اوسمین سنگ موسیٰ کی دھاریاں بنی ہوئیں
 ہیں ایسے مہندس بے ہل نے یہ مسجد بنائی ہے کہ کوئی درو دیوار طاق
 و محراب مرغولہ و گنگورہ تناسب سے خالی نہیں دسویں شوال ۱۰۱۰ ہجری

شاہ جہان
 مرقاۃ المفاتیح

موافق ۶۵۰ عیسوی مطابق سال سبت و چہارم جلوس میں اس مسجد کی بنیاد پتہ نام
 سعد الدخان دیوان اعلیٰ اور فاضل خان خانسانان کے پڑنی شروع ہوئی
 اور ہر روز پانچزار درج مزدور بیلدار سنگ تراش کام کرتے تھے باوجود اس
 اہتمام کے چھ برس میں دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس
 مسجد کے تین گنبد ہیں نہایت خوشنما نئے گز کی طول اور میں گز کے
 عرض میں اندر کوسات محرابیں ہیں اور باہر صحن کی طرف گیارہ دریا یک در تو
 بہت بلند ہے اور پانچ پانچ در اوہرا و دھڑہین بڑے در تو یا ہادی بطور طغرا
 اور باقی درون پر کتبہ نام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف
 سنگ موسیٰ کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہے ان درون کے دونوں طرف
 مینار ہیں نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اوسمیں نے بنے ہوئے
 ہیں کہ اوس راستے سے مینار کے اوپر چلے جاتے ہیں میناروں کے اوپر
 بارہ دری کی برجیان سنگ مرمر کی نہایت دلکشادل ربانی ہوئیں ہیں
 ان میناروں پر چڑھنے سے شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی اور نہایت
 سیر دکھائی دیتی ہے تمام شہر مثل کٹوے کے معلوم ہوتا ہے اور درختوں کی
 رونق اور مکانون کی خوشنمائی سے ایک عالم دکھائی دیتا ہے شمالی منارہ
 بسبب بجلی کے گر پڑا تھا اور اس عمارت اور صحن کا فرش بھی کہ وہ تمام
 سنگ سرخ کا ہے جا بجا سے بگڑ گیا تھا سرکار انگریزی نے ۱۳۳۲ھ ہجری



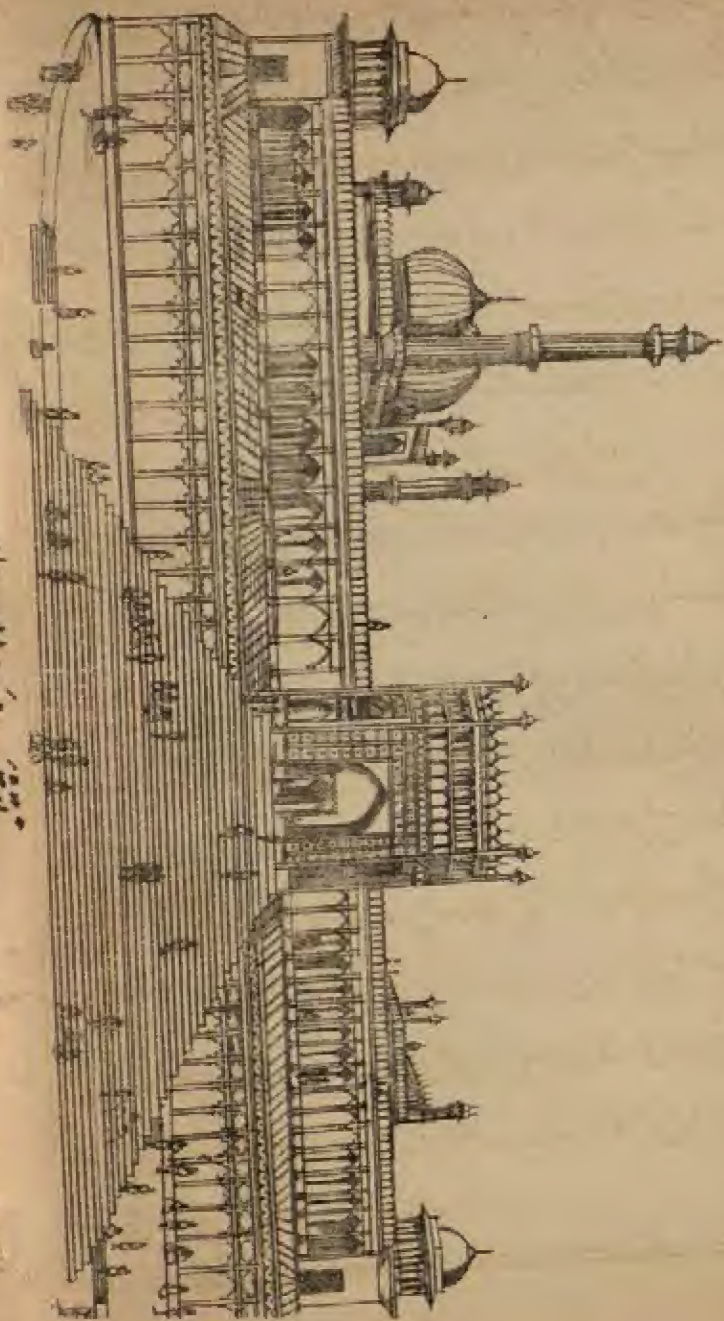
مطابق ۱۸۱۷ عیسوی کے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد میں اس منار کو بنوایا
اور فرش بھی درست کروادیا کثرت نمازیوں کی بابت اشارہ اس مسجد میں مور و ملخ
سے زیادہ ہوتی ہے اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیوں کو نہیں پہنچ سکتی
اس واسطے شاہزادہ میرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے ۱۸۲۷
ہجری مطابق ۱۸۱۷ عیسوی کے بٹے کے بیچ میں ایک مگر سنگ باسی کا
بہت خوشنما بنوایا ہے کہ مگرہ اوس مگر پر کھڑے ہو کر آواز اکبر اور بے نالاک
سب کے کان کا آویزہ کرتا ہے اس مسجد میں تمام فرش سنگ مرمر کا ہے اور
اوس میں سنگ موسیٰ کی کچکاری سے مصلے بنائے ہیں مگر اس مسجد کا سنگ مرمر
کا ہے اور ایسا خوش قطع بنا ہوا ہے کہ جب کبیاں مکن نہیں جانب شمال کے والان میں
کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکھے ہیں اور وہ مقام
درگاہ آثار شریف کہلاتا ہے صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہے
ایک سو چھتیس گز کے عرض و طول سے اور اوس کے بیچ بیچ میں حوض ہے
فرحت بخش روح افزاد لکشا اور دلربا پندرہ گز سے بارہ گز کا نر سنگ مرمر
کا اور اوس کے بیچ میں فوارہ لگا ہوا ہے اور جمعہ اور عیدین اور الوداع کو
چھوٹا کرتا ہے اوس حوض کے غربی گوشے پر محمد تحسین خان محلی بادشاہی
نے ۱۸۷۶ ہجری مطابق ۱۸۵۷ عیسوی میں یہ بات بیان کر کر کہ میں نے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس جگہ بیٹھے دیکھا ہے

ایک چھوٹا سا کٹھرہ پتھر کا لگا ہوا ہے اس مسجد کے صحن کے چاروں طرف ایوانہا
خوشنما اور دالانہاے فرحت افزا اور جھرمٹے دلکش اور مکانات فرحت بخش بنے
ہوئے ہیں اور چاروں کونوں پر چار برج ہیں بارہ درمی کے بہت دلچسپ کہ اوں سے
ایک عجب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہے جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے
دائرہ ہندی وقت نماز جاننے کو بنا ہوا ہے اس مسجد کے تین دروازے بہت
عالی ہیں تینوں دروازوں میں برنجی کو اڑ چڑھے ہوئے ہیں۔

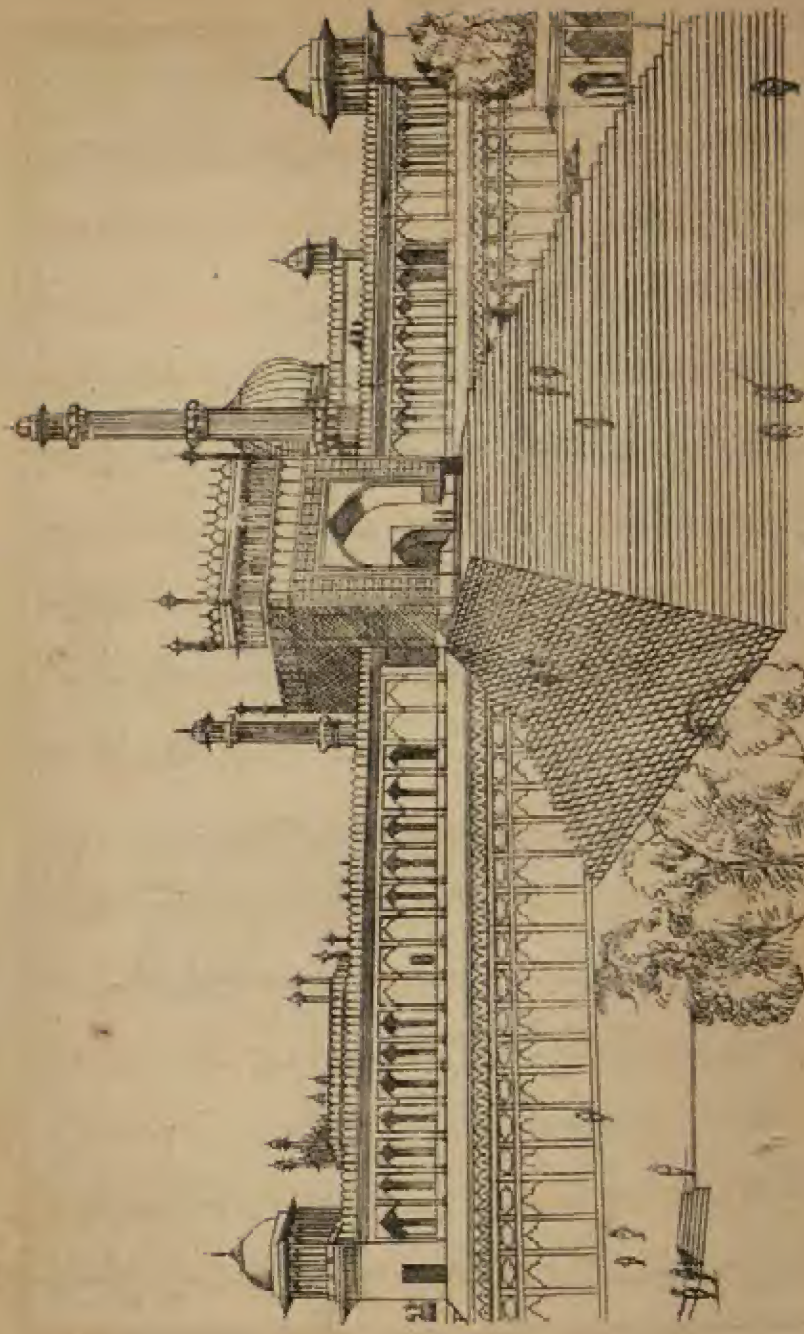
دروازہ جنوبی مسجد جامع

جنوبی دروازہ اس مسجد کا چتلی قبر کے باردار کی طرف بہت خوشنما ہوا ہے
دروازے پر پہنے کے لائق حجرے بنے ہوئے ہیں اس دروازے کی تین ٹہنی
ہیں ان ٹہنیوں پر تیسرے پہر کو مجمع عام ہوتا ہے اور بساطی اپنی اپنی دوکانیں
لگاتے ہیں اور طرح طرح کی چیزیں بیچتے ہیں اور فالوے والا اپنی دوکان
لگاتا ہے اور شربت قند اور فالودہ زمین بیچتا ہے کبابی ہر طرح کے کباب بناتے
ہیں کہ اوں کی بو پر عاشق ہر شے جان حسرت لیجاتے ہیں عجب عجب طرح کے
جانور اور اخیل مرغ بکتے ہیں اور جو انسان فرشتہ صورت ایام نوروز
میں اٹھے لڑاتے ہیں کہ آسان بھی اونکی جفاکاری اور نیرنگی پر رشک
کھاتا ہے یا ران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے
سیر و تماشا کرتے پھرتے ہیں۔

نقشه دارالخواجه امام حسین



کشف در ادراک شامی جدید



دروازہ شمالی مسجد جامع

دروازہ شمالی اس مسجد کا پائے والوں کے بازار کی طرف واقع ہے یہ دروازہ بھی بہت خوبصورت ہے اور اس پر بھی حجرے رہنے کے لائق بنے ہوئے ہیں اور اس طرف اوتالیس سیڑھیاں ہیں اگرچہ اس طرف بھی کبابی بیٹھتے ہیں اور سوے والے دوکانیں لگاتے ہیں لیکن بڑا تماشا اس طرف مدار یون اور قصہ خوانوں کا ہوتا ہے تیسرے پہر ایک قصہ خوان مونڈھا بچھائے ہوئے بیٹھتا ہے اور داستان امیر ہمزہ کہتا ہے کسی طرف قصہ حاتم طائی اور کہیں داستان بوستان خیال ہوتی ہے اور صد ہا آدمی اور سکے سننے کو جمع ہوتے ہیں ایک طرف مدار یون تماشا کرتا ہے اور بھانسی کا کھیل ہوتا ہے اور بوٹے کو جوان اور جوان کو بوڑھا بناتا ہے۔

دروازہ شرقی مسجد جامع

شرقی دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کی طرف ہے یہ بہت بڑا دروازہ ہے اور سپر مکانات بھی بہت بنے ہوئے ہیں اس دروازے کے آگے پچیس سیڑھیاں ہیں ان سیڑھیوں پر ہر روز گزری ہوتی ہے یہ گزری بھی شاہجہان آباد میں گویا ہر روز کا میلہ ہے ہزار طرح طرح کے کپڑے الگینوں پر ڈالتے ہیں اور عجب عجب خوشنمائی سے درو دیوار پر باغ سا کھلا معلوم ہوتا ہے جو ان عشق شریعت طرح طرح کے جانور بخروں میں لیے ہوئے سیر کرتے پھرتے ہیں اور ان کی

اچھی اچھی آواز میں سناتے ہیں ایک طرف کبوتر والے کبوتر بیچتے ہیں اور ایک طرف گھوٹے والے گھوٹے لیے کھڑے ہیں خریدار جو حق جو حق ٹٹے پھرتے ہیں اور ایک ایک چیز نقد دل کے بے مول لیتے ہیں۔

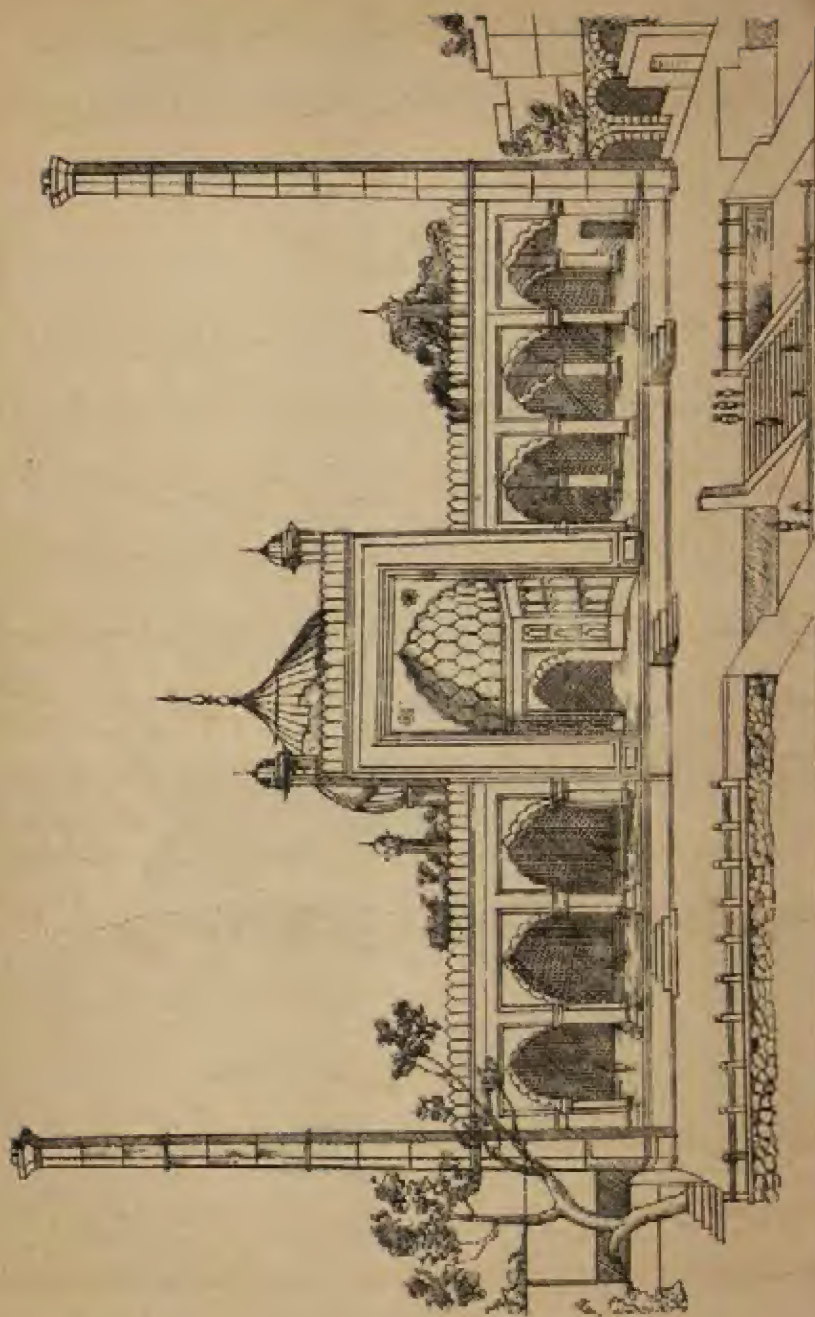
دارالشفا اور دارالبیت

اس مسجد کے گرد بہت چوڑا بازار چھوڑ کر شرعی دونوں کونوں کی طرف دو حوض بنائے بنائے تھے اب وہ حوض بند ہو گئے ہیں اور اون پر مکانات بن گئے ہیں اور غریب دونوں کونوں میں سے شمال کی طرف دارالشفا تھی اور بادشاہ کی طرف سے حکیم مقرر تھے اور بیماروں کو دوا ملتی تھی اب وہ کارخانہ نہیں رہا بادشاہ ہزاوٹن نے اسپر مکان لیے ہیں اور رہتے ہیں اور جنوب کی طرف دارالبقا یعنی مدرسہ ہی یہ مدرسہ بھی بالکل ویران ہو گیا تھا اور اکثر مکان گر پڑے تھے مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہ جہان آباد نے اس مدرسے کو بادشاہ سے لیکر آباد کیا ہے اور اکثر مکانات شکستہ کی مرمت کی ہے اور بہت مستعد مستعد طالب علم بسائے ہیں یہ دونوں مکان بھی شاہ جہانی ہیں اور جامع مسجد کے ساتھ تختیاں لکھی ہیں مطابق نسخہ عیسوی میں بنے شروع ہوئے۔

بگیم کا باغ یا صاحب آباد

باغ شہر شاہ جہان آباد کے اندر چاندنی چوک کے پاس واقع ہے اس باغ کو ملکہ جہان آرا بگیم نبت شاہ جہان بادشاہ نے نسخہ بھجری مطابق نسخہ عیسوی بنایا تھا





کسی زمانے میں باغ بہت نفیس تھا اور مکانات لطیف بنے ہوئے تھے اور جابہ
نہرین جاری تھیں مگر اب بہت خراب ہو گیا ہے طول اس باغ کا نو سو سترہ
گز کا ہے اور عرض دو سو چالیس گز کا۔

مسجد فتحپوری

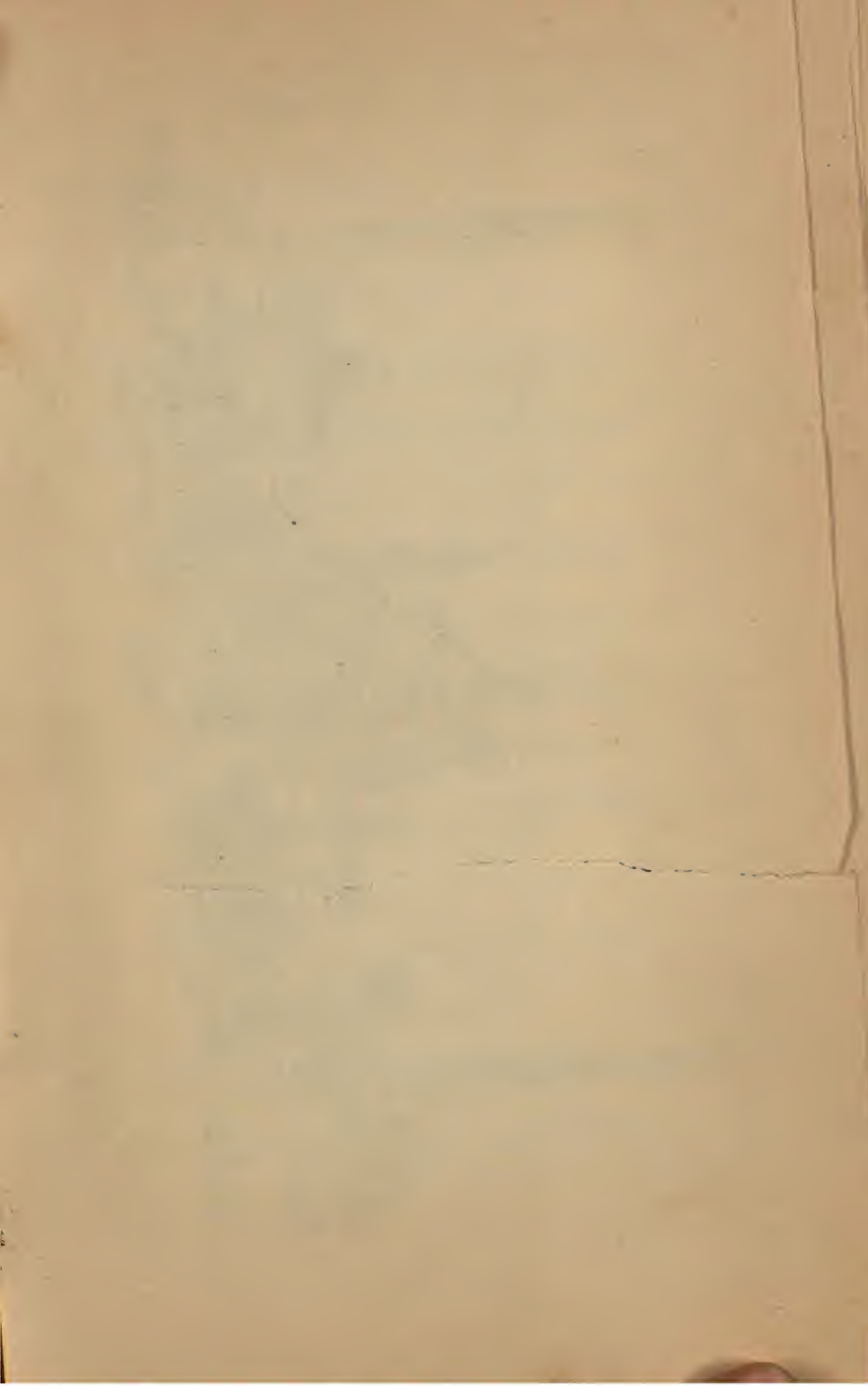
شہر شاہجہان آباد میں اردو بازار اور چاندنی چوک سے آگے بڑھ کر یہ مسجد ہے
نواب فتحپوری بیگم زوجہ شاہجہان کی بنائی ہوئی ہے یہ مسجد بھی منسلک ہجری مطابق
۱۱۵۷ عیسوی کے بنی ہے طول اس مسجد کا پینتالیس گز کا ہے اور عرض بائیس
گز کا اور سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی ہے گنبد کے دونوں طرف تین تین در
کے ایوان در ایوان ہیں فرش سنگ مرمر کا ہے دونوں کوئوں پر دو مینار ہیں
پینتیس پینتیس گز اونچے مگر اب اونکی برجیان ٹوٹ گئی ہیں اسکے آگے ایک
چوترہ ہے سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لمبا اور پینتیس گز کا چوڑا اس چوترے
کے آگے سنگ سرخ کا حوض ہے سولہ گز سے چودہ گز کا اور اسکے آگے
صحن ہے سو گز سے سو گز کا صحن کے گرد ادھتر حجرے طالب علموں کے
رہنے کے لیے بنے ہوئے ہیں۔

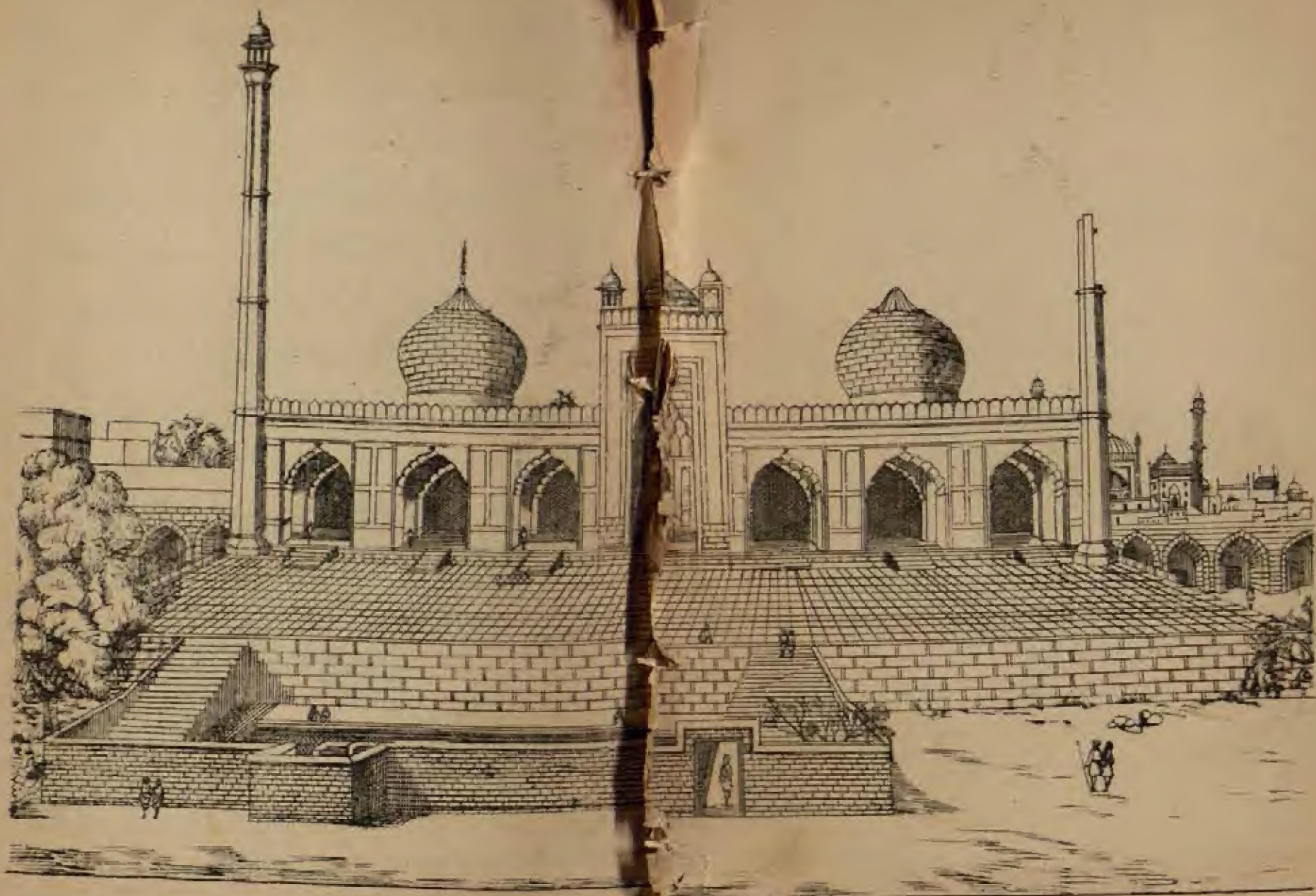
مسجد اکبر آبادی

شہر شاہجہان آباد کے فیض بازار میں یہ مسجد واقع ہے نواب اعزاز النبا بیگم عرف
اکبر آبادی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نے منسلک ہجری مطابق ۱۱۵۷ عیسوی کے

مرکز کتاب







مسجد بادشاہی

مرآت آفتاب

یہ مسجد بنائی اس مسجد کے تین برج اور سات درہن مسجد کی عمارت تریسٹھ گز لمبی
اور سترہ گز چوڑی نری سنگ سرخ کی ہو اور سکا پیش طاق نر سنگ مرمر کا
نہایت پر چین کار ہو اور اسکے آگے ایک چبوترہ ہو سنگ سرخ کا کٹھڑے دار
تریسٹھ گز کا لمبا اور ستاون گز کا چوڑا اور ساٹھ تھن گز کا اونچا اور اسکے آگے
سنگ سرخ کا ایک حوض ہو مسجد کا صحن ایک سو چون گز لمبا اور ایک سو چار
گز چوڑا ہو اور اسکے گرد طالب علموں کے رہنے کے لئے حجرے بنے ہوئے
ہیں مسجد کے دروازے پر کتبہ سنگ موسیٰ کی مچی کاری سے کھدایا ہوا ہے۔

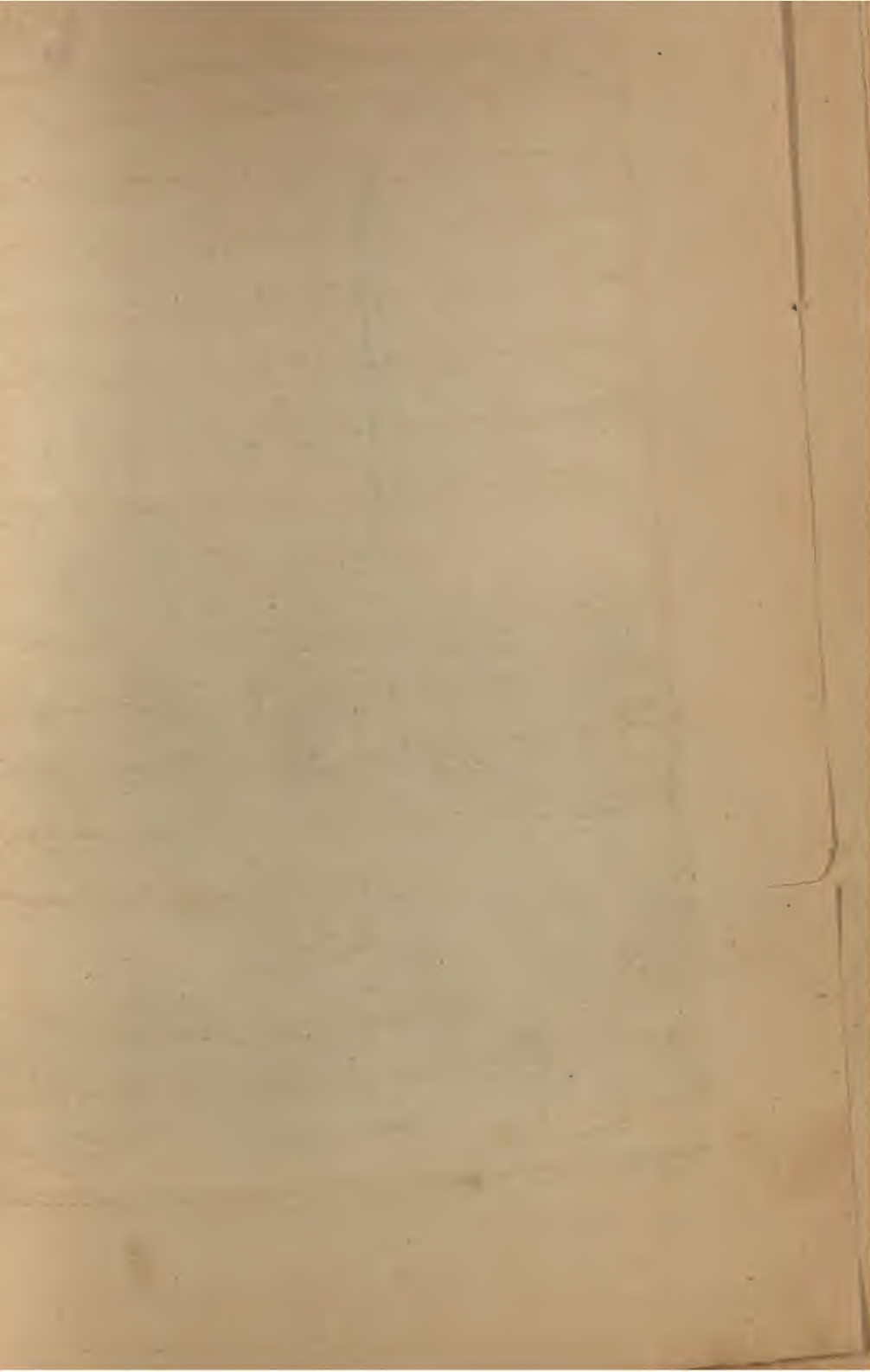
مسجد سرہندی

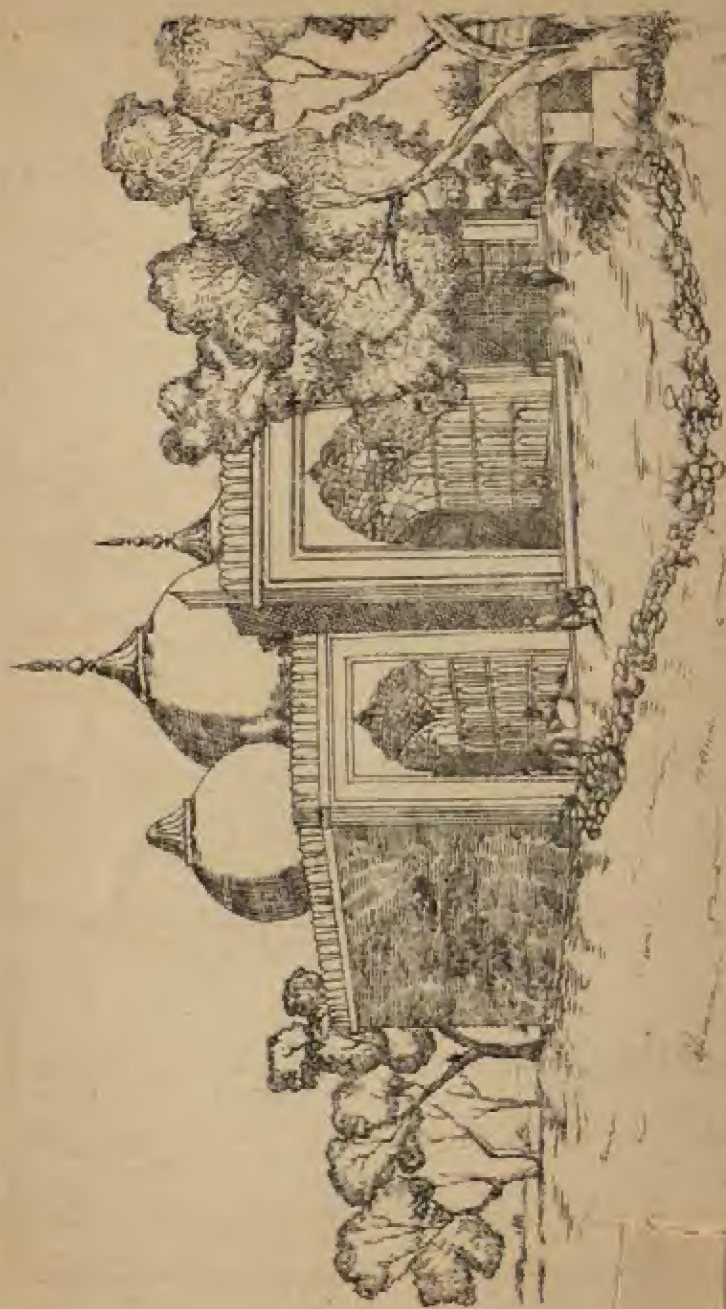
یہ مسجد لاہوری دروازے کے باہر اب تک موجود ہو اگرچہ صحن مسجد کا اکثر
خندق کے دے میں آگیا ہو لیکن مسجد کا دالان بدستور موجود ہو اس مسجد
کو سرہندی بیگم نے جو شاہجہان کی بیوی تھیں تیسٹھ سالہ ہجری مطابق ۱۶۱۵ء
عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد سر سے پانوں تک سنگ سرخ کی ہو مگر اکثر
جگہ سے بسبب کمزوری ہونے کے شکستہ ہو گئی ہو۔

باغ شاہ مار

مرآت آفتاب

یہ باغ ہو لاہوری دروازے کے باہر شہر پناہ سے چھ میل شاہجہان بادشاہ کا
بنایا ہوا جبکہ بادشاہ شہر پناہ کے بنانے سے فارغ ہوا تب تخمیناً ۱۶۱۵ء ہجری
مطابق ۱۶۱۵ء عیسوی کے یہ باغ بنانا شروع کیا اس باغ میں بہت خوبصورتی





سے نہرین اور حوض اور مکانات بنے ہوئے ہیں اور عجیب عجیب طرح کے درخت اس باغ میں تھے اب بھی تین چار درخت انہ کے لیے باقی ہیں کہ اس ضائقہ کا انہ اور کمین نہیں ہے یہ نام اس باغ کا خود شاہجہان کا رکھا ہوا ہے یعنی خانہ عیش و عشرت کیونکہ ہندی زبان میں شالہ کے معنی کھڑکی ہیں اور مار کے معنی عیش اور خوشی کے۔

توزک جاگزی

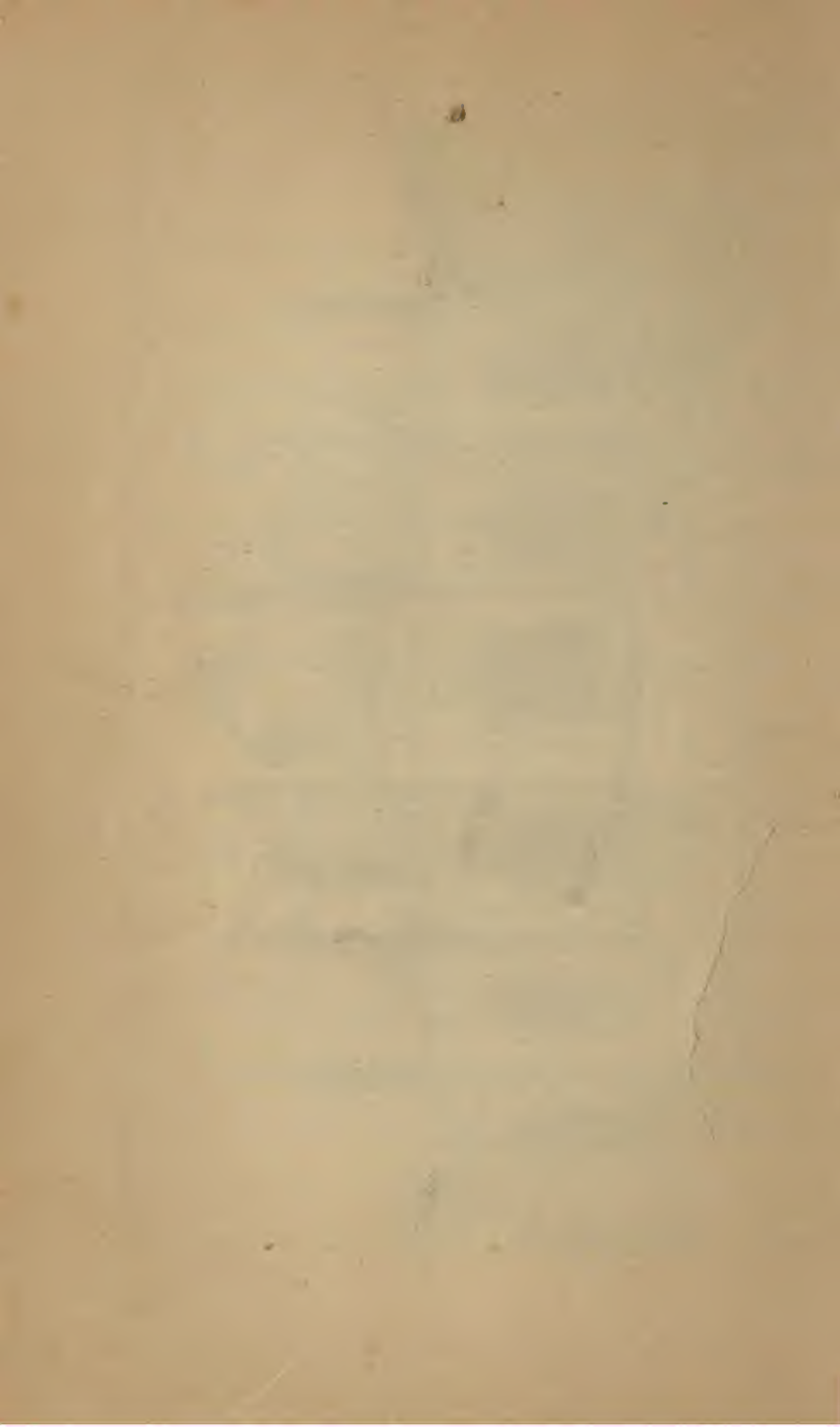
باغ روشن آرا

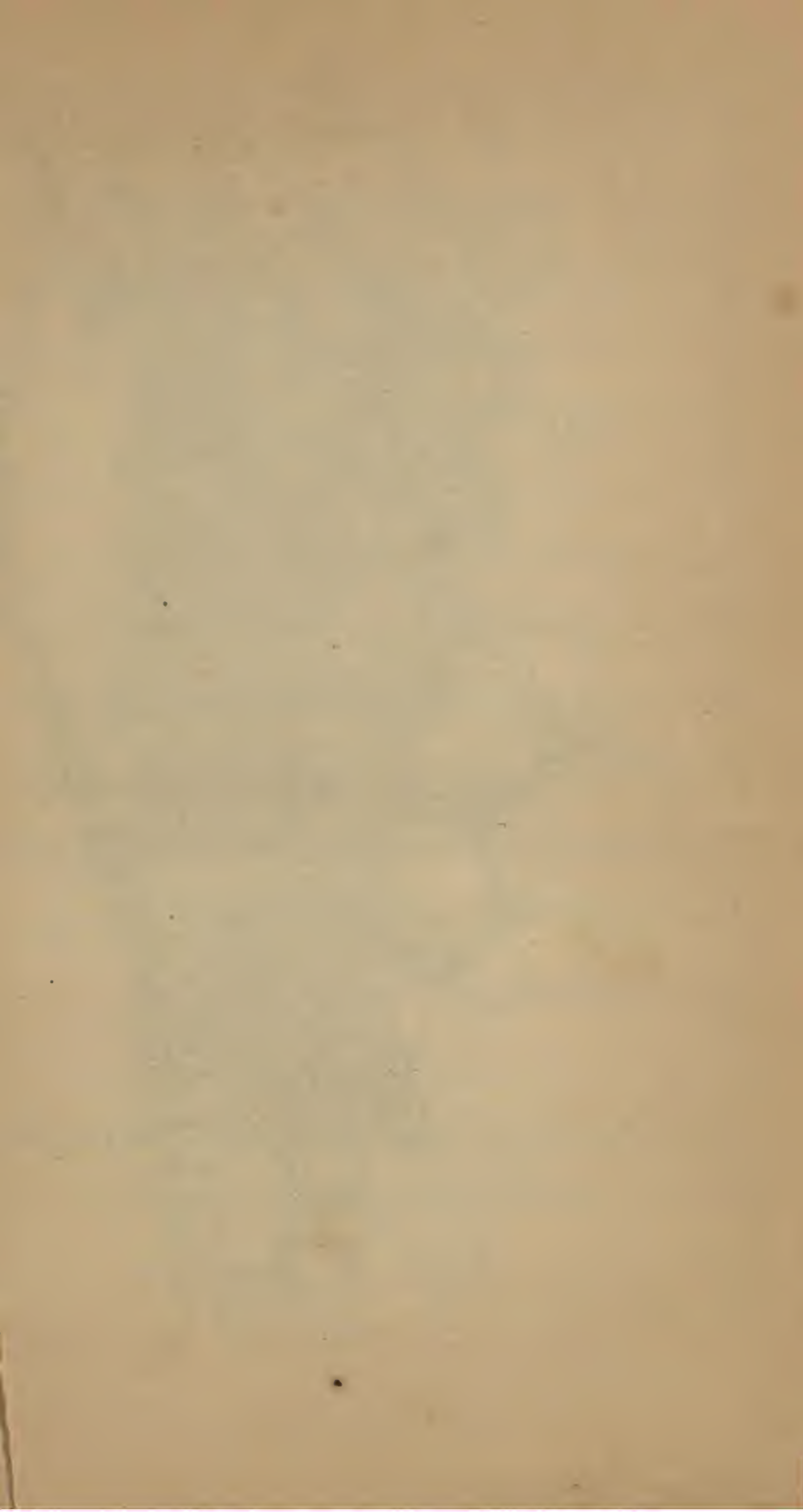
یہ باغ سبزی منڈی میں واقع ہے اور شاہجہانی باغات میں سے ہے روشن آرا بیگم شاہجہان کی بیٹی نے یہ باغ بنایا ہے اور تیرہویں سال جلوس عالمگیر میں انکا انتقال ہوا اور اسی باغ میں دفن ہوئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باغ تخمیناً ۱۶۳۲ء میں مطابق ۱۰۴۰ھ عیسوی کے یعنی اوس زمانے میں جبکہ شاہجہان نے شہر آباد کر کے سب بیگمات اور امرا کو باغات اور مکانات بنانے کا حکم دیا تھا یہ باغ بھی بہت خوب ہے اسکے نیچے میں مقبرہ ہے اور نہروں ہیں اور نہر کے پانی سے بھری جاتی ہیں اب بھی یہ باغ آباد و سرسبز ہے۔

مرآۃ العقاب

باغ سرمنڈی

سبزی منڈی کے پاس یہ باغ ہے کہ اسکو سرمنڈی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نے ۱۶۳۲ء ہجری مطابق ۱۰۴۰ھ عیسوی کے بنایا تھا یہ باغ بھی کسی زمانے میں بہت آباد و گلاب بالکل خراب ہے کچھ مکانات اسکے بنے ہوئے باقی رہ گئے ہیں





اور سرہندی بگیم کی قبر اسی باغ میں ہے۔

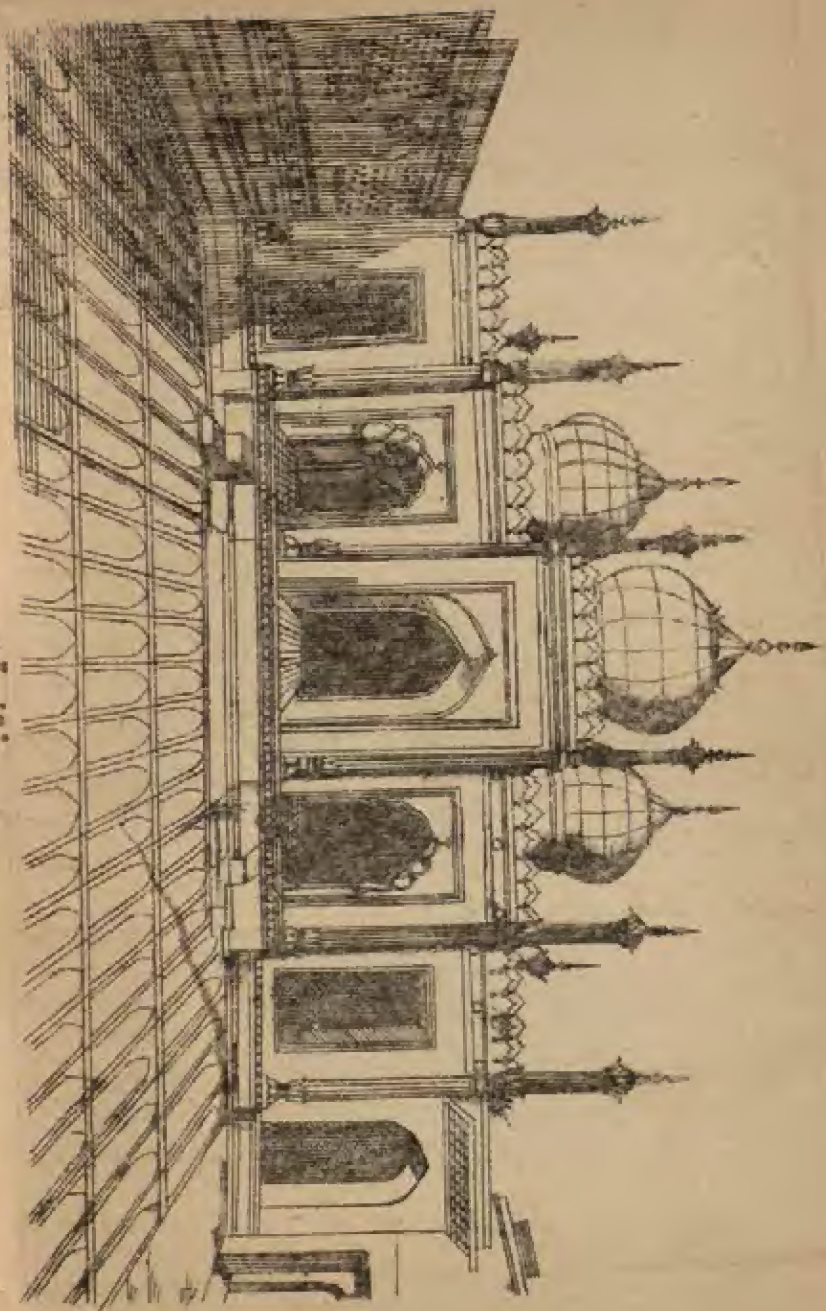
مونی مسجد

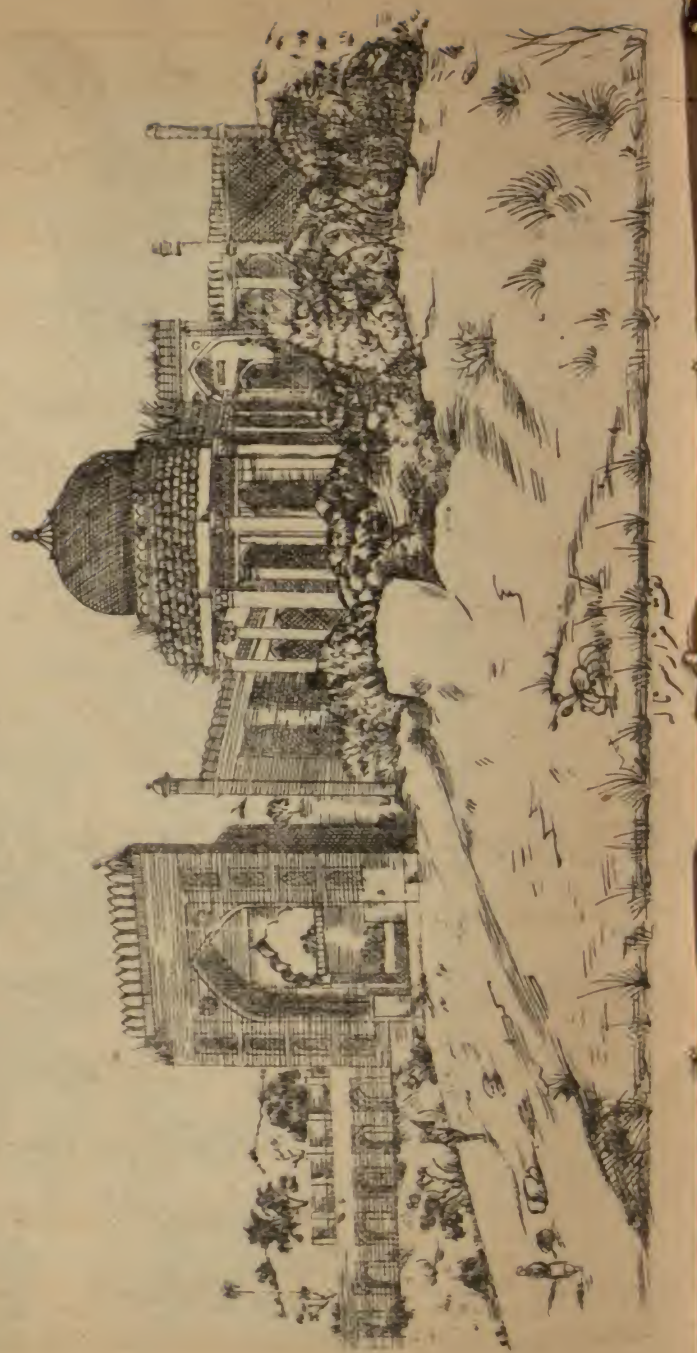
باز مالگیری

اس مسجد کو ازنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے سلسلہ جلوس مطابق منسلک ہے
موافق ۱۰۵۷ھ عیسوی کے قلعہ شاہجہان میں متصل باغ حیات بخش بنایا یہ مسجد
سر سے پائون تک سنگ مرمر کی ہی فرش اسکا اور در و دیوار محراب و مرغول
اور چھت اور منڈیر سب کے سب سنگ مرمر کی ہیں اور پھر اوپر منبت کاری
کی ہوئی ہو اور ایسے گل بوٹے بیل پتے بنائے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق
کہتے ہیں حقیقت میں ایسی منبت کاری تمام قلعہ میں کسی مکان پر نہیں اس
مسجد کے تین درہن بہت خوشنما اور چھوٹے چھوٹے دوینار ہیں اور
تین گنبد ہیں سہرے اور اسی سبب سے بعض لوگ اسکو سہری مسجد بھی
کہتے ہیں اس مسجد کے صحن میں ایک حوض ہے بہت چھوٹا بجا دون میں
سے اس حوض میں پانی آتا ہے اور ابل کر ہر وقت بہتا ہے اس مسجد کے
جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہے واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے
اوس میں بھی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہے اور اس کے گرد
آئینہ بندی کی ہوئی ہے اس مسجد کی تیاری میں ایکٹ لاکھ ساٹھ ہزار
روپے خرچ ہوئے ہیں۔

مجر جہان آرا بگیم

مرآت قبا





حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن میں یہ مجھڑی زرا سنگ مرمر کا چارون
طرف سنگ مرمر کی جالیان ہیں اس مجھڑ کو جہان آرا بیگم بنت شاہ جہان
بادشاہ نے سنہ ۱۶۹۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۷۷ عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا تھا اور اسی
سال ۱۷۰۰ مری اور یہاں دفن ہوئی مشہور ہے کہ اوسنے وصیت کی تھی کہ میرے
مرنے کے بعد میرا تین کروڑ روپے کا اسباب جو ہے وہ سب یہاں کے خادموں
کو دیدینا مگر اوسکے مرنے کے بعد عالمگیر نے ایک کروڑ روپے کا اسباب
دیا اور کہا کہ تہائی سے زیادہ میں وصیت نہیں ہوتی اس مجھڑ میں
جہان آرا بیگم نے خود اپنا کہا ہوا شعر اور تھوڑی سی عبارت ایک
پتھر پر کھدوا کر لگا دی ہے۔

دیکھو کتب خانہ

مقبرہ سرنالہ

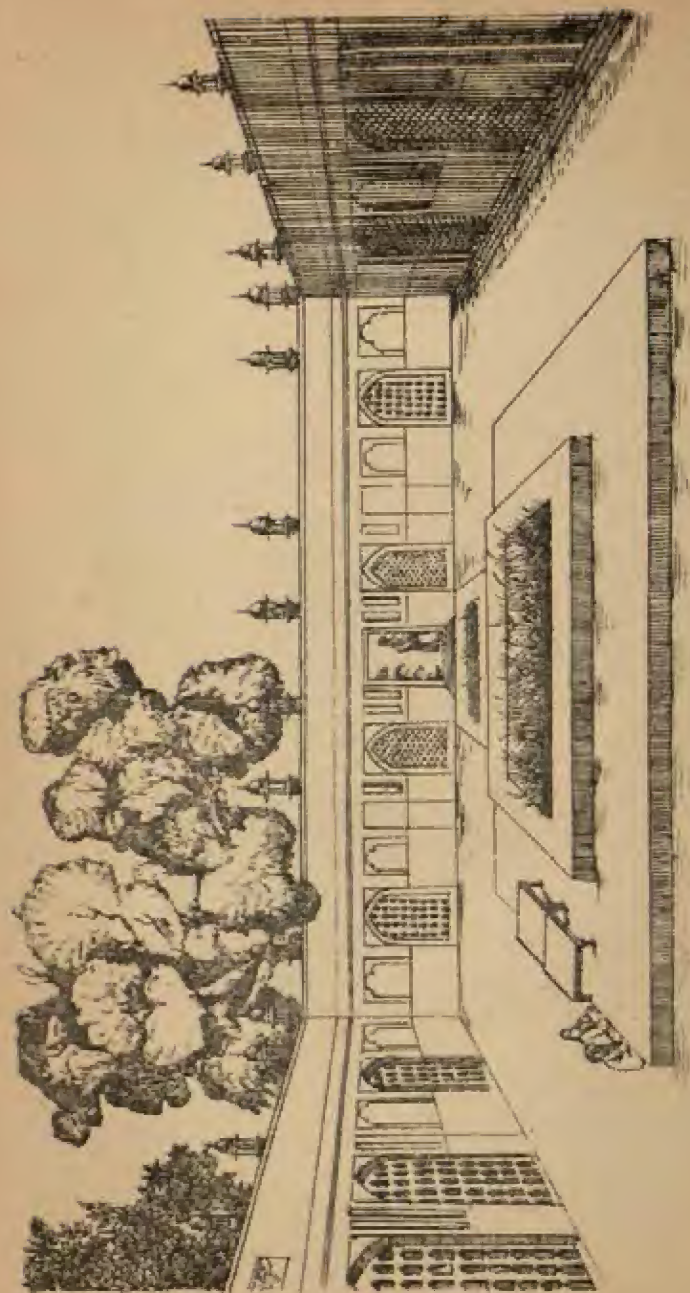
درگاہ روشن چراغ دہلی کے پاس نالے کے سرے پر یہ ایک مقبرہ ہے اس مقبرہ
کے ستون اور فرش سب سنگ سرخ کے ہیں اور ابھی اکثر جگہ سنگ سرخ
لگا ہوا ہے کچھ نہیں معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ کس کا ہے اور کب بنا لیکن طرز عمارت سے
معلوم ہوتا ہے کہ سترھویں صدی سے بھی ورکا ہے یعنی تخمیناً سنہ ۱۶۸۸ ہجری مطابق
سنہ ۱۶۷۷ عیسوی سے ہی ورکا بنا ہوا ہے۔

درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

حضرت سید حسن رسول نما سید عثمان نازنولی کی اولاد میں ہیں جہان آرا

مآثرات

تقدیر گاہ حضرت پیر حسن رسولی







آپ کا مزار ہر وہ پہلے گلابی باغ مشہور تھا یہاں آپ رہتے تھے سنہ ۱۱۸۰
ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۷ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اسی مقام پر دفن
ہوئے۔ چنانچہ تاریخ آپ کے وفات کی باہر کے دالان پر کندہ ہے

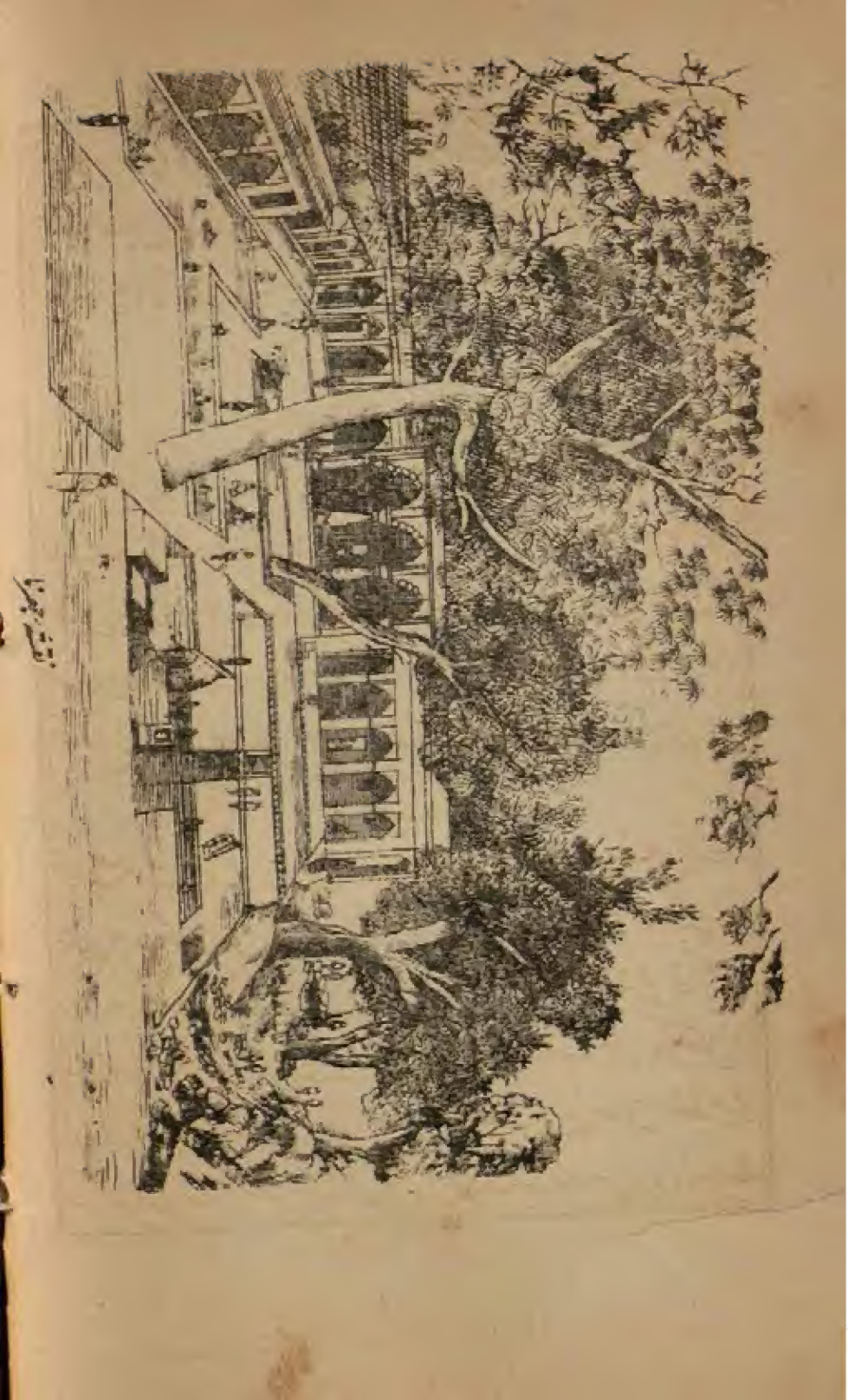
تاریخ

حسن رسول نما بار رسول باقی شد

سنہ ۱۱۸۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۷ عیسوی کے حاجی محمد طاہر نے اس گاہ کے پاس
ایک مسجد بنائی اور محمد سعید کا بنایا ہوا ایک حوض یہاں موجود ہے سنہ ۱۲۳۰ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۱۵ عیسوی کے میر محمد شفیع نے جو آپ کی اولاد میں سے ہیں نواب
امیر خان والی ٹونک سے روپیہ لیکر اس مقام پر ایک چار دیواری بچتہ بطور
فصیل کے بنائی ہے اور اس کے دو دروازے بہت معقول بنائے ہیں۔

جھرنہ

قطب صاحب کے نواح میں حوض شمس کے پاس یہ مکان ہے اس مقام پر ایک دیوار
بند کی بہت قدیمی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حوض شمس جب بنا تو اس کے پانی کا
زور روکنے کو یہ دیوار بنی اس دیوار میں پانی نکلنے کا راستہ بھی تھا کہ جب
پانی کا زور ہوتا تھا تو اس میں سے نکل کر اور نو لکھ نالے میں ہو کر تعلق آباد
اور عادل آباد کے نیچے بہ جاتا تھا قریب سنہ ۱۱۸۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۷ عیسوی
کے نواب غازی الدین خان فیروز جنگ نے اس دیوار کے



مسجد اور رنگ آبادی

شہر شاہجہان آباد میں پنجابی کٹرے کے اندر یہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب رنگ آبادی بیگم اور رنگ زیب عالمگیر کی بیوی نے تخمیناً ۱۷۱۱ھ ہجری مطابق ۱۷۹۸ء عیسوی کے بنایا ہے یہ مسجد بھی سر سے پائون تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور اس کے صحن میں ایک حوض ہے جس میں نہر کا پانی آتا ہے صحن اس مسجد کا بہت وسیع تھا لیکن اکثر لوگوں نے اپنے گھروں میں ملا لیا ہے اب اس مقام پر پنجابی سوداگر رہتے ہیں اور اسی سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہو گیا ہے۔

مقبرہ زیب النساء بیگم

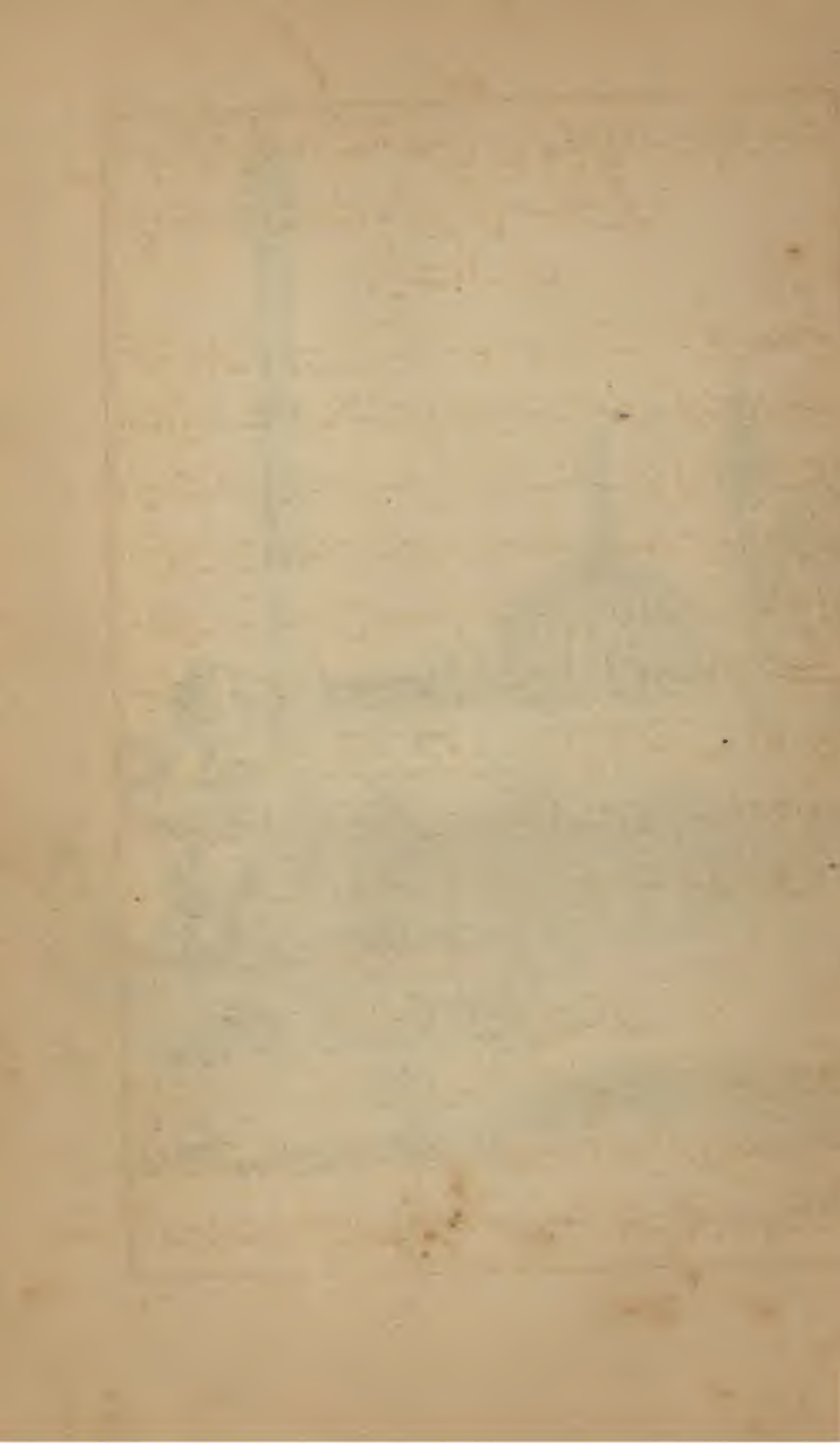
شہر شاہجہان آباد کے کابلی دروازے کے باہر یہ مقبرہ ہے نواب زیب النساء بیگم بنت عالمگیر کا ان بیگم کا انتقال جو بڑی بیٹی عالمگیر کی تھیں ۱۷۱۱ھ ہجری مطابق ۱۷۹۸ء عیسوی کے ہوا اور عالمگیر کے عہد میں یہ مقبرہ اور مسجد بنی انکی قبر کے سر پر کتبہ لگا ہوا ہے۔

یہ کتبہ قبر پر ہے

موتی مسجد

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس ایک دیوار زیچ یہ مسجد ہے نئے سنگ مرمر کی فرش بھی سنگ مرمر کا ہے اور اس میں سنگ موسی کی دھاریاں لگائی ہیں اس مسجد کے تین دروازے ہیں اور مسجد کے صحن کے کونوں پر دو مینار سنگ مرمر کے ہیں قریب ۱۷۱۱ھ ہجری مطابق ۱۷۹۸ء عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ

آگے والان بنایا اور اسکے آگے پچیس فٹ مربع کا حوض ہوا اس والان میں تین سی
 حوض کے پانی سے چادر چھوڑتی تھی اور چھت میں سے بھی فوٹے چھوڑتے
 تھے اور پانی میں پانی بھر کر آگے کی نہر میں ہو کر بہتا تھا اب چادر اور فوٹے
 بند ہو گئے ہیں الا حوض میں پانی آنے کا راستہ باقی ہے اگر شاہ ثانی نے اسکے
 جنوب اور شمال کو کچھ مکانات سنگین بنائے تھے اور اب بہادر شاہ نے بیچ میں
 سنگین بارہ درمی بنائی ہے سانوں بھاؤن کے مینے میں ہر سال بڑی ہوم
 سے میلہ ہوتا ہے آٹھ آٹھ روز لوگ جمع ہوتے ہیں اور بدھ سے جمعہ تک تین
 دن تو بہت ہجوم ہوتا ہے اور عین میلے کا دن جمعرات ہوتی ہے لاکھ دیر لاکھ
 آدمی سے کم اس میلے میں جمع نہیں ہوتا ہے کل خرچ میلے کا ڈھائی تین
 لاکھ روپے سے کم نہیں ہوتا پھول والے اور اور حرفہ والے اس مقام میں
 پنکھا بناتے ہیں اور حضرت قطب صاحب کی درگاہ میں لیجا کر چڑھاتے ہیں اسی
 سبب اس میلے کا نام پھول والون کا میلہ ہے میلے کے دنوں میں اس مقام پر بڑا
 تماشا ہوتا ہے سیکڑوں آدمی اس حوض میں نہاتے ہیں اور والون کی چھت اور دیواروں
 کی منڈیاں اور درختوں کے ٹھنوں پر سے حوض میں کودتے ہیں اور پھسلنے پھرنے سے
 جو اٹھارہ فٹ لمبا ہے اور ساٹھ ساٹھ فٹ چوڑا ہے پھسلتے ہیں اور انہوں کے
 کے درختوں میں جو امریاں کہلاتی ہیں رسہ ڈال کر جھبولتے ہیں افسوس ہے کہ اس
 میلے کے بابت ضلع دہلی کی عدالتوں میں تعطیل نہیں ہوتی۔



یہ مسجد بنائی تھی شاہ عالم کے وقت میں اس مسجد کا بیج کا گنبد بھونچال سے گر پڑا تھا اور اسی زمانہ شاہ عالم میں اسکی مرمت ہو گئی تھی۔

زینت المساجد

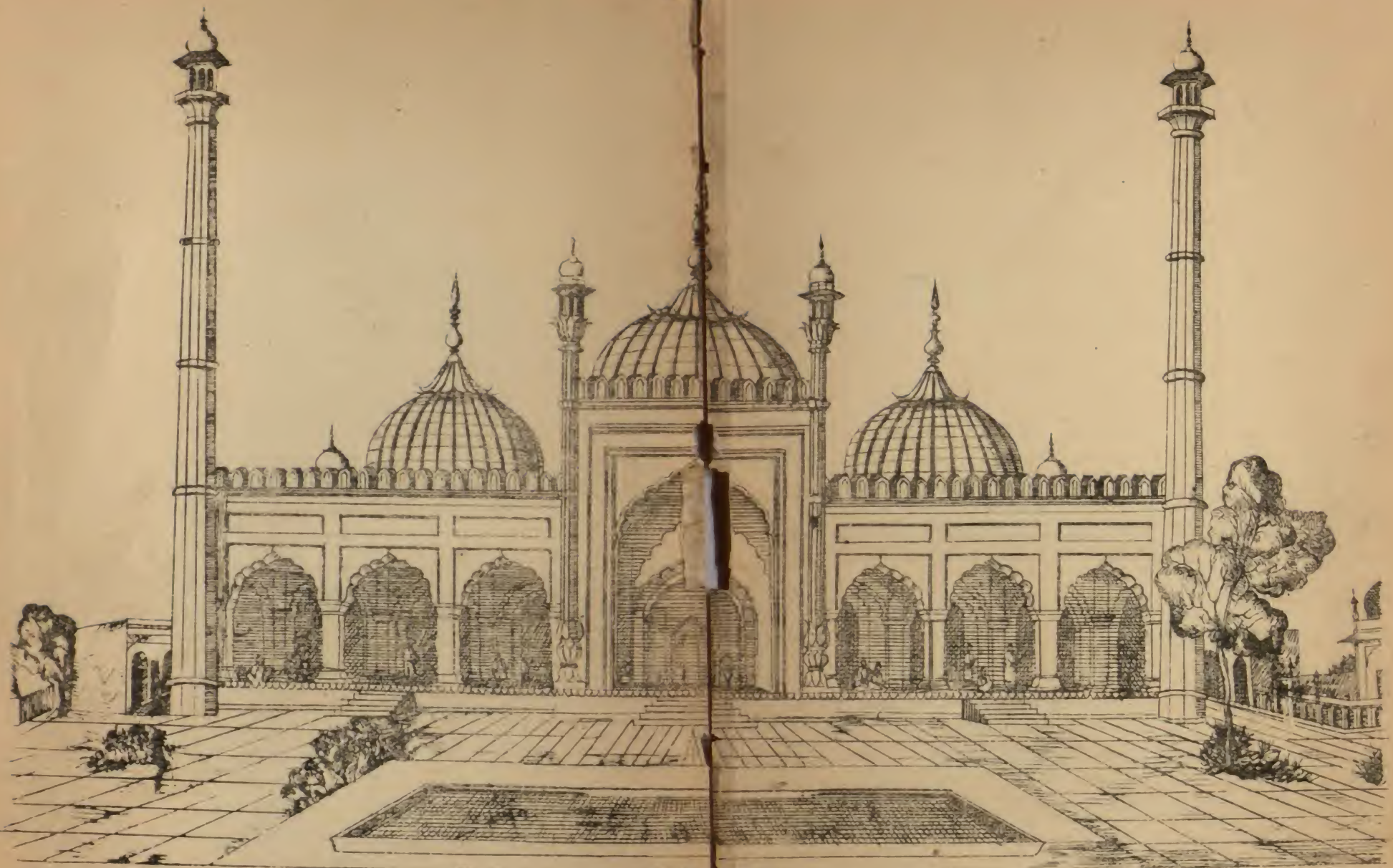
شہر شاہجہان آباد میں دریا کے کنارے یہ مسجد ہے زینت النساء بیگم بنت عالمگیر بادشاہ کی اودھنے قریب ۲۲ سالہ ہجری مطابق ۱۶۰۵ء عیسوی کے یہ مسجد اور اپنے دفن ہونے کو مجھ بنایا یہ مسجد سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور تینوں برج سنگ مرمر کے ہیں اور اوسمیں سنگ موسیٰ کی دھاریاں بنائی ہیں و منارے اس مسجد کے بہت بلند ہیں اور دور دور سے دکھائی دیتے ہیں اس مسجد کے سات درہیں ایک بڑا در باقی چھوٹے اور اس کے صحن میں ایک حوض ہے جس میں کنوئیں سے پانی آتا تھا اب وہ کنواں بند ہو گیا ہے شمال کی جانب اس مسجد کے ایک مجھ ہے سنگ مرمر کا اور دوسرا مجھ سنگ باسی کا اندر کے مجھ میں زینت النساء بیگم کی قبر ہے اور اس کے سر ہانے پتھر پر کتبہ لگا ہوا ہے۔

دیکھ کتبہ قبر

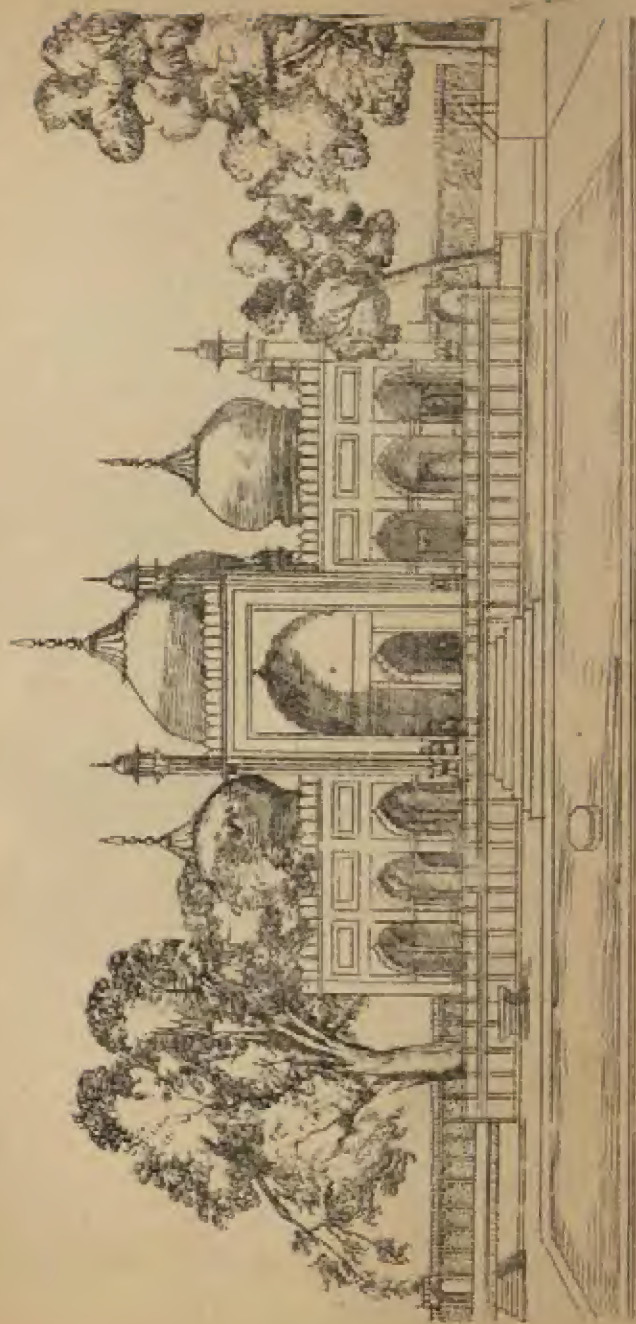
مقبرہ غازی الدین خان

اجمیری دروائے کے باہر میر شہاب الدین النخاطب بہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ پد نظام الملک صف جاہ کا یہ مقبرہ ہے جو عالمگیری عہد کے بڑے نامی امیرون میں سے ہیں یہ مقبرہ ادھون نے اپنے جیسے جی آپ بنوایا تھا

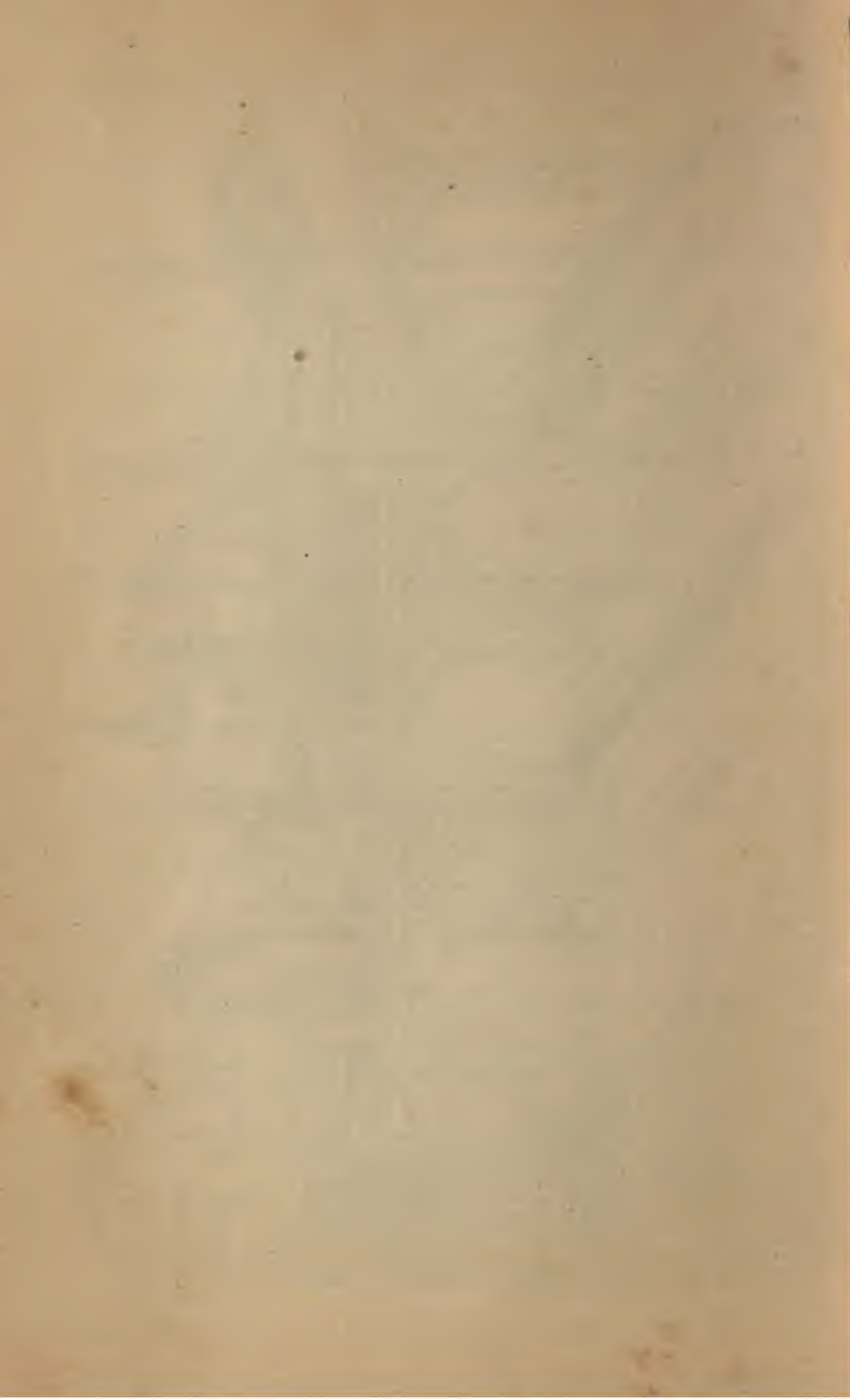
آغا الامرا



زین المساجد









جیکہ ۱۲۲ھ ہجری مطابق ۱۷۸۵ء عیسوی کے سال چہارم جلوس شاہ عالم بہادر شاہ مین
 بمقام احمد آباد انکا انتقال ہوا تو انکی نعش کو یہاں لا کر انھیں کے بنائے ہوئے
 مقبرے مین دفن کیا یہ مقبرہ سارا سنگ سرخ کا ہی اور اسکا دروازہ نہایت خوبصورت
 ہے مقبرے مین ایک صحن وسیع ہے اس کے جنوب اور شمال کو حجرے متعدد دو
 گے اور دالان بنے ہوئے ہیں اور جانب شرق دروازہ ہے ترپولہ کے طور
 پر اور جانب غرب زمی سنگ سرخ کی مسجد ہے اور مسجد کے دونوں پہلو مین کچھ
 صحن چھوڑ کر دالان ہیں جنوبی دالان کے پاس ایک محجر ہے سنگ باسی کا
 اس محجر مین ایک اور محجر ہے سنگ مرمر کا جالی دار اور بہت نفیس جالیان
 کھدی ہوئی ہیں اس محجر مین نواب غازی الدین خان اور ان کی اولاد
 کی قبریں ہیں مدت تک اس مے مین سرکار انگریزی کی طرف سے مدرسہ
 رہا اور اسی سبب سے مدرسے کے نام سے مشہور ہو گیا اعتماد الدولہ نواب
 فضل علی خان لکھنؤ والے نے اس مے کے خرچ کے واسطے ایک
 لاکھ ستر ہزار روپے دیے تھے چنانچہ سرکار کی طرف سے یہ کتبہ ان کے
 نام کا ایک دیوار پر کھودا کر لگا دیا ہے۔

محجر شاہ عالم بہادر شاہ

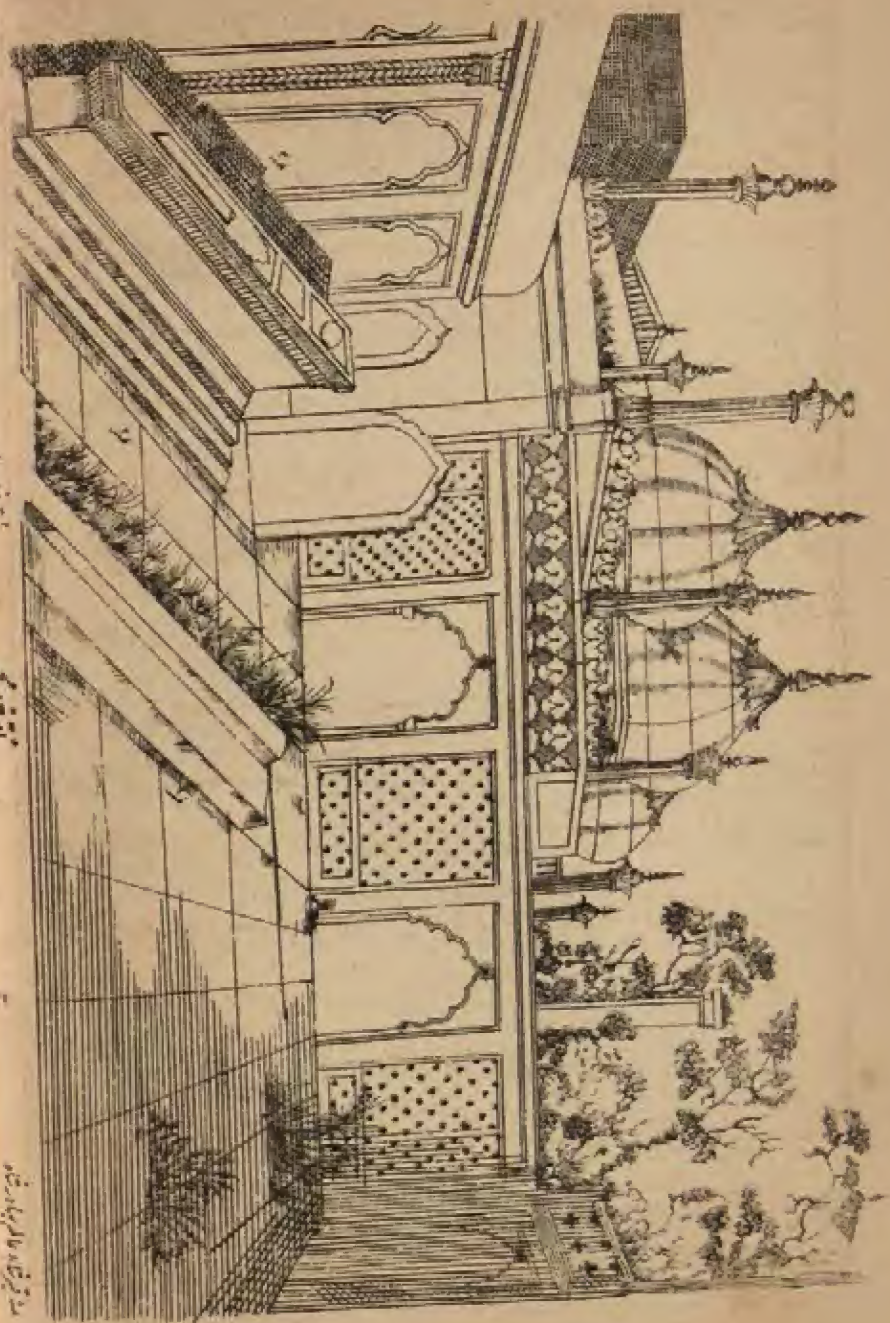
قطب صاحب کی درگاہ کے پاس موتی مسجد سے ملا ہوا یہ محجر ہے جبکہ
 ۱۲۲ھ ہجری مطابق ۱۷۸۵ء عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ کا انتقال ہوا

تا نوازش

در چشم

در چشم

در چشم



نقشه مسجد شاهی کوتهالی



تو اس مجبرین رکھے گئے بعد اسکے جبکہ سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کا
 سال ۱۱۰۰ ہجری مطابق ۱۶۸۸ عیسوی کے انتقال ہوا تو وہ بھی اسی مجبرین رکھے گئے
 بعد اسکے جبکہ محمد اکبر بادشاہ ثانی کا ۱۱۰۲ سال ۱۶۹۰ ہجری مطابق ۱۶۷۸ عیسوی میں انتقال
 ہوا تو وہ بھی اسی مجبرین دفن ہوئے اگرچہ تاریخ وفات او کی قبر کے سر جانے
 کندہ نہیں ہے مگر قسم آٹھ نے اون کے مرنے کی یہ تاریخ کہی تھی۔

تاریخ

چون برفت از جهان شد اکبر شہ سیہ سمان زد و دگر
 پای شادی شکست و احمد گفت سال تاریخ ۱۰۱۲ ع ۱۶۰۰ م
 برج اندرون احاطہ مقبرہ ہمایون

ہمایون کے مقبرے میں یہ ایک چھوٹا سا برج ہر سنگ سرخ کا اور کمین کمین
 او سمین سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہے اور او سمین سنگ مرمر کے تعویذ کی دو قبریں ہیں
 اگرچہ نہیں معلوم کہ یہ کس کا برج ہے مگر او سمین کچھ شک نہیں کہ ہمایون کے مقبرے
 کے بہت بعد کا بلکہ حال کا بنا ہوا ہے اور ہم اسکو تخمیناً ۱۱۰۳ سال ۱۶۹۱ ع ۱۶۷۹ م
 ۱۱۰۳ ع ۱۶۹۱ ع ۱۶۷۹ م عیسوی کا بنا ہوا جانتے ہیں۔

شہری مسجد کو توالی

شہر شاہجان آباد میں کو توالی چبوتے کے پاس یہ مسجد ہے اس مسجد کو تو
 روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد میں ۱۱۰۳ سال ۱۶۹۱ ع ۱۶۷۹ م

۲۱ء عیسوی کے بنایا ہوا یہ مسجد بھی بہت خوش قطع ہوا اگرچہ چھوٹے اور اینٹ سے بنی ہوئی ہے لیکن اسکے برج اور کلیان سب سنہری ہیں اس مسجد کے برج شکستہ ہو گئے تھے اس واسطے روشن الدولہ کی دوسری مسجد کے برج اس پر حڑھادیے ہیں اس مسجد کی پیشانی پر چند اشعار کندہ ہیں۔

مسجد و مدرستہ شرف الدولہ

شہر شاہجان آباد میں درمیان کے بازار میں یہ مسجد ہے اور اسکے پاس مدرسہ ہے اس مسجد اور مدرسے کو نواب شرف الدولہ بہادر نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں ۲۵ھ ہجری مطابق ۱۷۲۲ء عیسوی کے بنایا ہے یہ مسجد اگرچہ چھوٹے اور اینٹ کی بنی ہوئی ہے مگر اسکے تینوں برج سنگ مرمر کے ہیں مگر سنگ مرمر بھی ایسا زرد ہے کہ پتیل کا شبہ جاتا ہے اس مسجد کی پیشانی پر ایک کتبہ لگا ہوا ہے۔

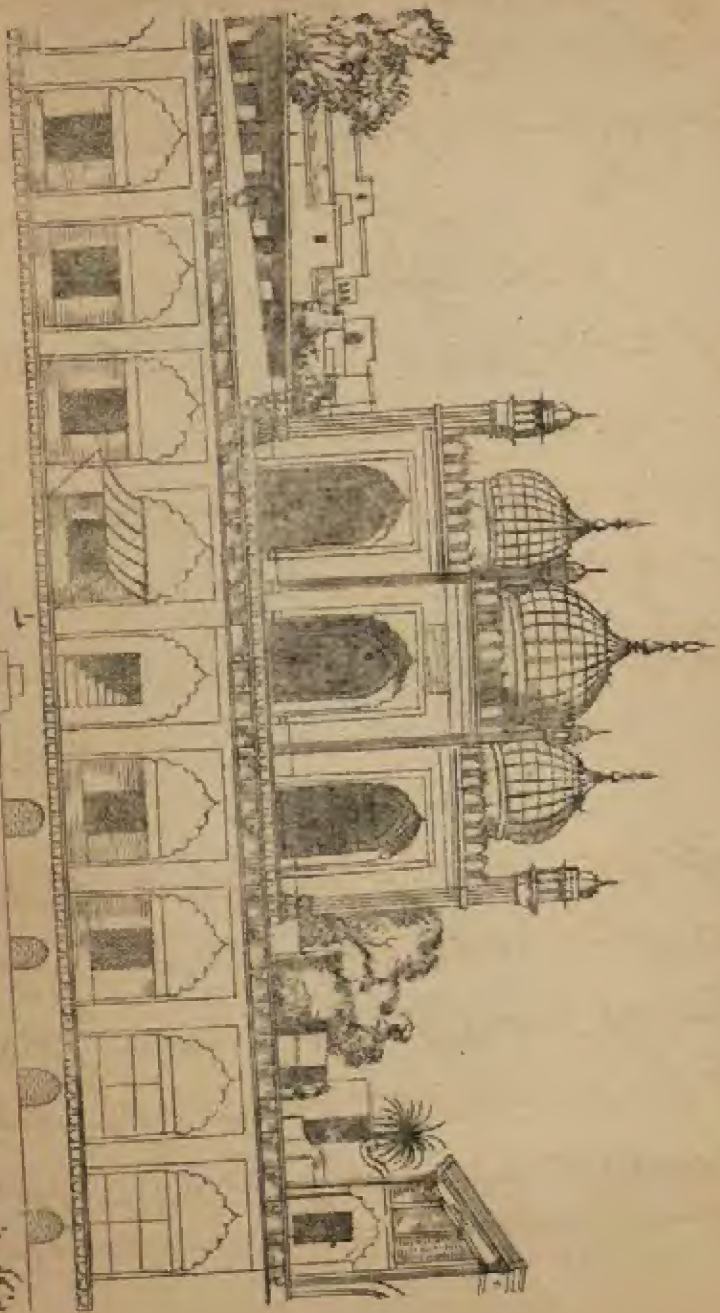
جستہ منتر

جستہ منتر کے معنی آئے کے ہیں اور یہاں مراد آکلات رصد سے ہے اور منتر ایک لفظ معلوم ہے جو زبان کے محاورے میں اصلی لفظ کے ساتھ بولتے ہیں جیسے کھانا دانا غرض کہ یہ رصد خانہ ہے جسکو راجہ سوانی جی سنگھ والی بخوپور نے محمد شاہ بادشاہ کے حکم بموجب ۳۷ھ ہجری مطابق ۱۷۲۴ء عیسوی کے بنایا اور حساب کی صحت کے لیے اس طرح کا رصد خانہ سوا

دیکھو کتبہ نمبر ۳۲

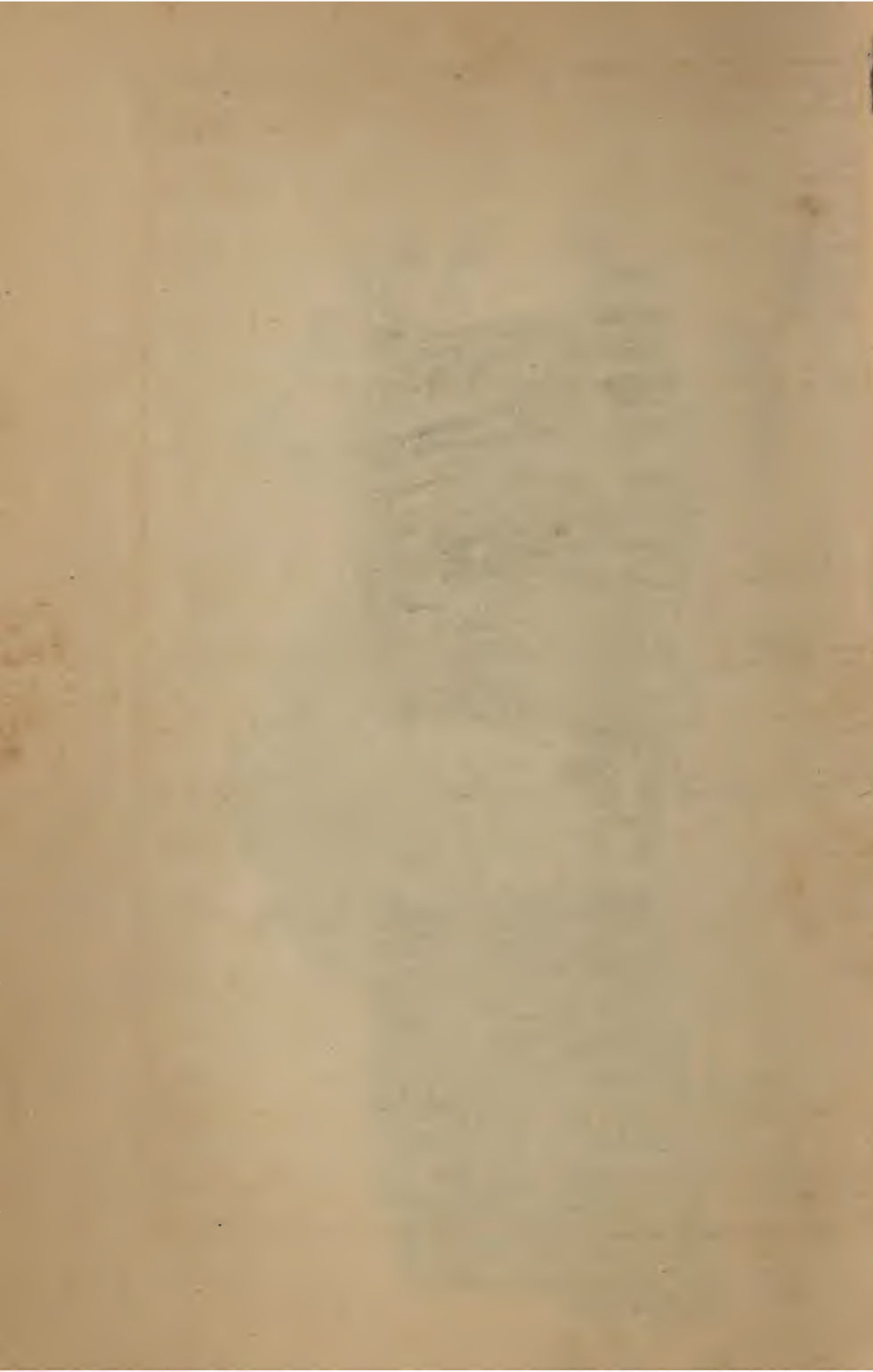
دیکھو کتبہ نمبر ۳۹

درجہ نمبر ۱۵



نقشه مسجد شریف الدوله

سنگین و دارو



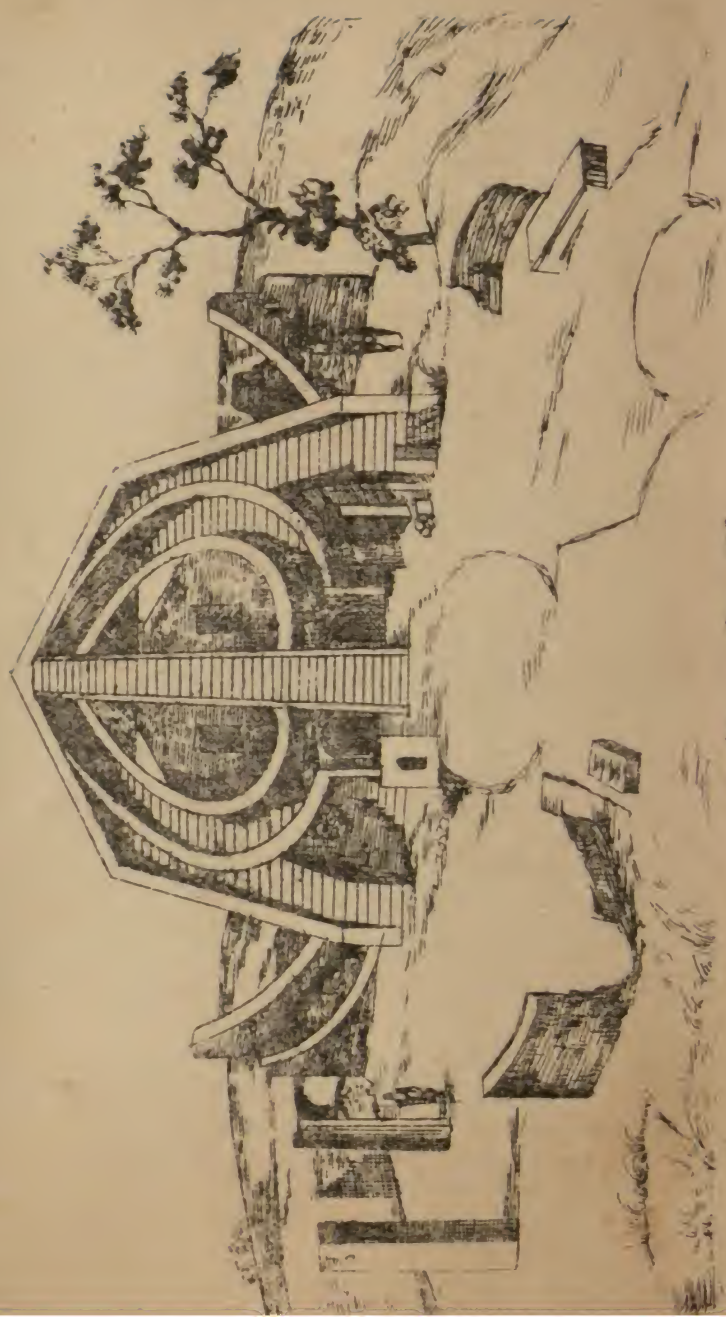
جی پورا ورتھرا اور بنارس اور اوجین میں بھی بنایا گیا اکثر آلات اس رصد خانے میں چھنے اور پتھر کے بنائے تھے تاکہ رصد میں فرق نہ پڑے یہ رصد خانہ اب بالکل خراب ہو گیا ہے سب آلات ٹوٹ گئے ہیں اور سب کی تقسیمیں مٹ گئی ہیں کوئی آلہ اس قابل نہیں رہا کہ اس سے ایک بھی عمل ہو سکے تین آلے منجملہ آلات کے جو چھنے اور پتھر سے بنائے تھے اب بھی ٹوٹے پھوٹے موجود ہیں۔

اول جی پرکاش

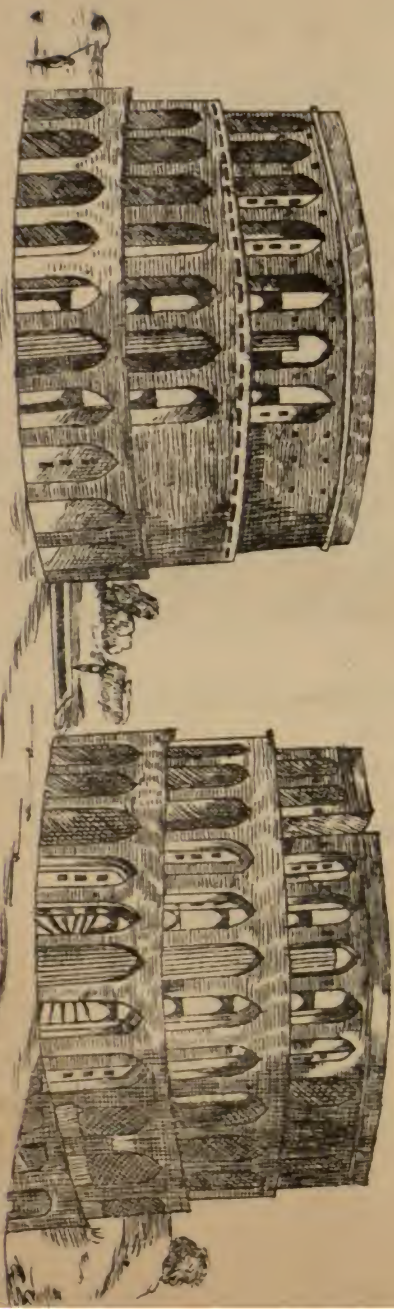
یہ آلہ ہے حساب ظل کا ایک سطح مستوی پر عمود بطور مقیاس کے قائم کر کر گرداؤ کے دائرہ افق تریپن فٹ آٹھ انچ کے قطر کا کھینچ کر اوپر چار درجہ کی گول دیوار کنوئیں کی کوٹھی کی طرح اٹھائی میں کہ ایک درجہ زمین میں رہا ہوا ہے اور تین اوپر نکلے ہوئے ہیں اس کی ساتھ پر تقسیم کی ہے ایک خانہ کھلا بطور طاق کے اور ایک بند رکھا ہے اندر کے رخ منقظرات کھینچے ہیں اور درجات کی تقسیم کی ہے اور مقیاس اس اور سطح دائرہ افق اور منقظرات سب کے سب منقسم ہیں۔

دوم رام جنتر

یہ آلہ ایک چوترا ہے سلامی شمال کی طرف سے بقدر عرض بلد اٹھا ہوا اور اوپر چار قوسیں ہیں اور ہر ایک قوس کے دونوں طرف سیرٹھیان بنادی ہیں



نقشه بنفشه و ابرار المظالم



نقشه جسر و ابرای المثلث





تاکہ سیر ڈھیون پر چڑھ کر سائے کا حال دیکھیں اوس چوڑے کے نیچے
سے دو قوسین اور نکالی ہیں معدل النهار اور منطقہ البروج کی لیکن بہت در
عرض بلد کے منحرف اور اوسکی ہر ایک قوس پر تقسیم تھی کہ وہ بالکل مٹ گئی
اور قوسین بھی اکثر ٹوٹ گئی ہیں۔

سوم سہراٹھ جنتر

یہ جنتر حقیقت مقیاس ہر ایک پاکھ بیچ میں بنا کر دائرہ معدل النهار جسکا
نصف قطر اٹھارہ گز کا ہے منحرف بقدر عرض بلد جوٹنے اور پتھر سے نہایت محکم
بنایا تھا اوسپر ساری تقسیم ہر پاکھے پر سیر ڈھیان بنائی ہیں کہ اوسپر سے پاکھے
کے سر چڑھ جاتے ہیں اس سطح دائرہ معدل النهار کے دونوں طرف
سیر ڈھیان بنائی ہیں کہ اون پر سے سائے کو دیکھتے تھے اس جنتر کی بھی تقسیم
بالکل خراب ہو گئی ہے اگرچہ ۲۸ عیسوی میں پاکھے کی مرمت راجہ جی پور
نے بموجب تحریک آرکیولاجکل سوسیٹی مقام دہلی کے کی الاپوری مرمت
نہیں ہوئی یہ تینوں آلے خود سوائی جو سنگھ نے ایجاد کیے ہیں اور اسی
سبب سے انکے منہدی نام رکھے ہیں۔

کرہ موقع

اسی جنتر کے نیچے دو کرہ مقرر آدھے آدھے بنائے ہیں اسطرح پر کہ مدار قطب
بروج کا ہر ایک میں ناقص ہے اگر ایک کرے کو اوٹھا کر دوسرے کرے پر



Handwritten text in a cursive script, likely Urdu or Persian, covering the majority of the page. The text is arranged in approximately 15 horizontal lines. The ink is dark and the script is fluid, characteristic of historical manuscript writing. The page is otherwise blank, with a light beige background.

رکھ دین تو سارا کرہ پورا ہو جائے ان کروں میں بار لا قوسین بنائی ہیں تقسیم ہر وجہ کی چھ خالی اور چھ بھری اور ہر جگہ تقسیم کے خطوط تھے اور شاید قطب کے جانب میل تھا کہ اب وہ بھی ٹوٹ گیا ہو اور تقسیم بھی بالکل مٹ گئی ہر خالی قوس میں نینے بنے ہوئے ہیں کہ اون پر سے چڑھ کر سائے کا حال دیکھتے تھے قطران و دون کروں کا چھتیس فٹ کا ہوا اور چھوٹے اینٹ سے نہایت محکم بنے ہوئے ہیں۔

یہ رصد خانہ وہ ہے کہ حسین پہلے پہل انگریزی ہیئت جدید کے اکثر قواعد تسلیم کیے گئے ہیں ورنہ اس سے پہلے یونانی ہیئت والوں اور کچھ بنانے والوں نے اون قواعد و نمین سے ایک کو بھی تسلیم نہیں کیا تھا اسی سبب سے یہ رصد خانہ اپنے ساتھیوں میں یکہ اور بہت نامی ہو سکا۔ جلوس محمد شاہ مطابق سال ۱۱۰۰ ہجری موافق ۱۶۸۸ عیسوی کے راجہ سوانی جی سنگھ نے کئی آدمی یا ضی ان پیری منویل کے ساتھ فرنگستان میں بھیجے اور وہاں سے آلات رصد اور دور بینین منگوائیں اور وہ لوگ خود بھی فرنگستان کا رصد خانہ دیکھ کر آئے اور زنج جدید جسکا لیر نام تھا یہاں لائے اور اس رصد خانے سے مطابقت کی لیر کے حساب میں تقویم قرین آدھے رجب کا اور کوف اور خسوف کے زمانے میں چوتھائی و قیقہ یعنی پندرہ پل کا فرق نکلا انھیں باتوں سے یقین ہوتا ہے کہ اس رصد خانے میں انگریز بھی شریک تھے بلکہ انگریزی ہیئت جدید کے قواعد کا اس یونانی

رصد خانے میں مان لینے کا بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہے اگرچہ یونانی ہیئت الاول نے
ان نئی باتوں کے مان لینے پر بہت تکرار کی تھی اور یہ بات چاہیے تھی کہ ان
نئی باتوں کو عقلی دلیلوں سے ثابت کیا جائے مگر جو کہ ان سے قاعدوں سے
جو بات کہ حساب کی راہ سے نکالی جاتی تھی اور جو بات کہ رصد سے دیکھی
جاتی تھیں وہ دونوں ٹھیک نکلتی تھیں اس واسطے ہی مطابقت اور
قاعدوں کی صحت کو کافی تصور ہو کر عقلی دلیلیں قائم کرنے پر یا تو توجہ نہیں
کی اور یا درحقیقت قائم نہ ہو سکیں اب اس مقام پر ایک مختصر فہرست اور
باتوں کی لکھتے ہیں جو برخلاف یونانی ہیئت کے اس رصد خانے میں
تسلیم کی گئیں ہیں۔

(۱) مدار خارج مرکز شمس کو بیضی تسلیم کیا۔

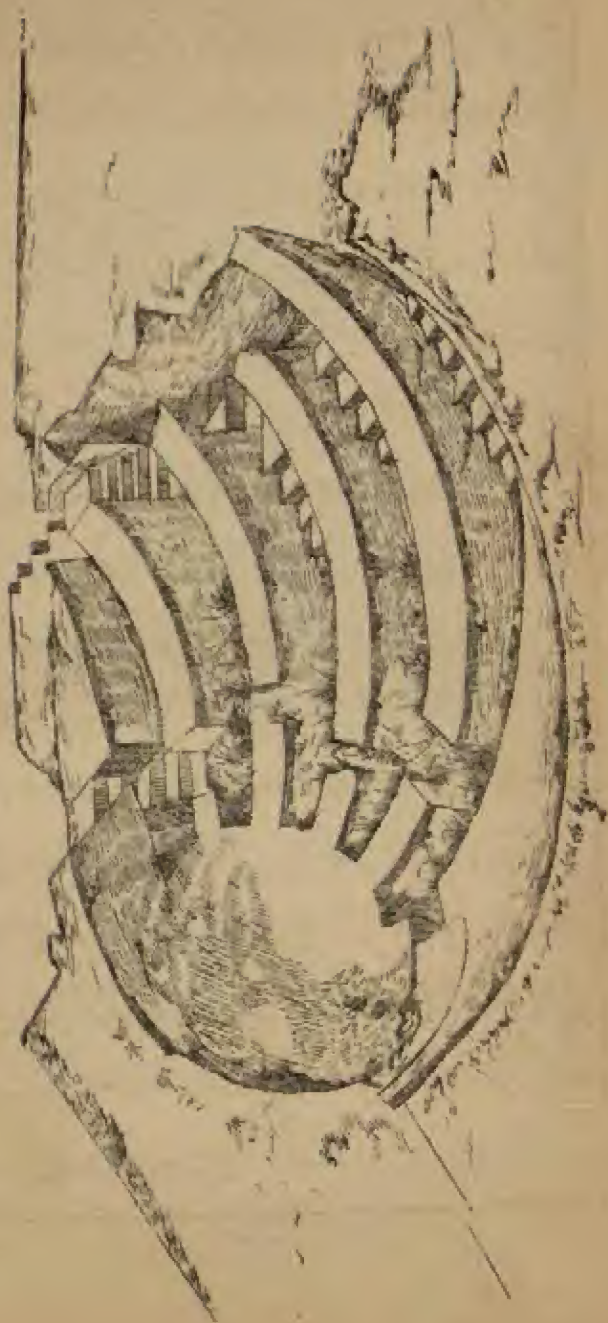
(۲) چاند کی حرکتوں کو بیضی مدار پر مانا۔

(۳) یہ بات تسلیم کی گئی کہ زہرہ اور عطارد بھی چاند کی طرح آفتاب سے روشن
ہیں اور بدر اور بلال ہوتے ہیں۔

(۴) یہ بات مانی گئی کہ زحل گول کر دمی شکل پر نہیں بلکہ الیچی شکل پر ہے۔

(۵) مشتری کے گرد چار روشن ستارے قبول کیے گئے جنکا امار مشتری نام ہے۔

(۶) آفتاب پر کے نشان مختلف مانے گئے کہ وضعی حرکت سے ایک
برس کے قریب دور پورا کرتے ہیں۔



نقشه دروازه

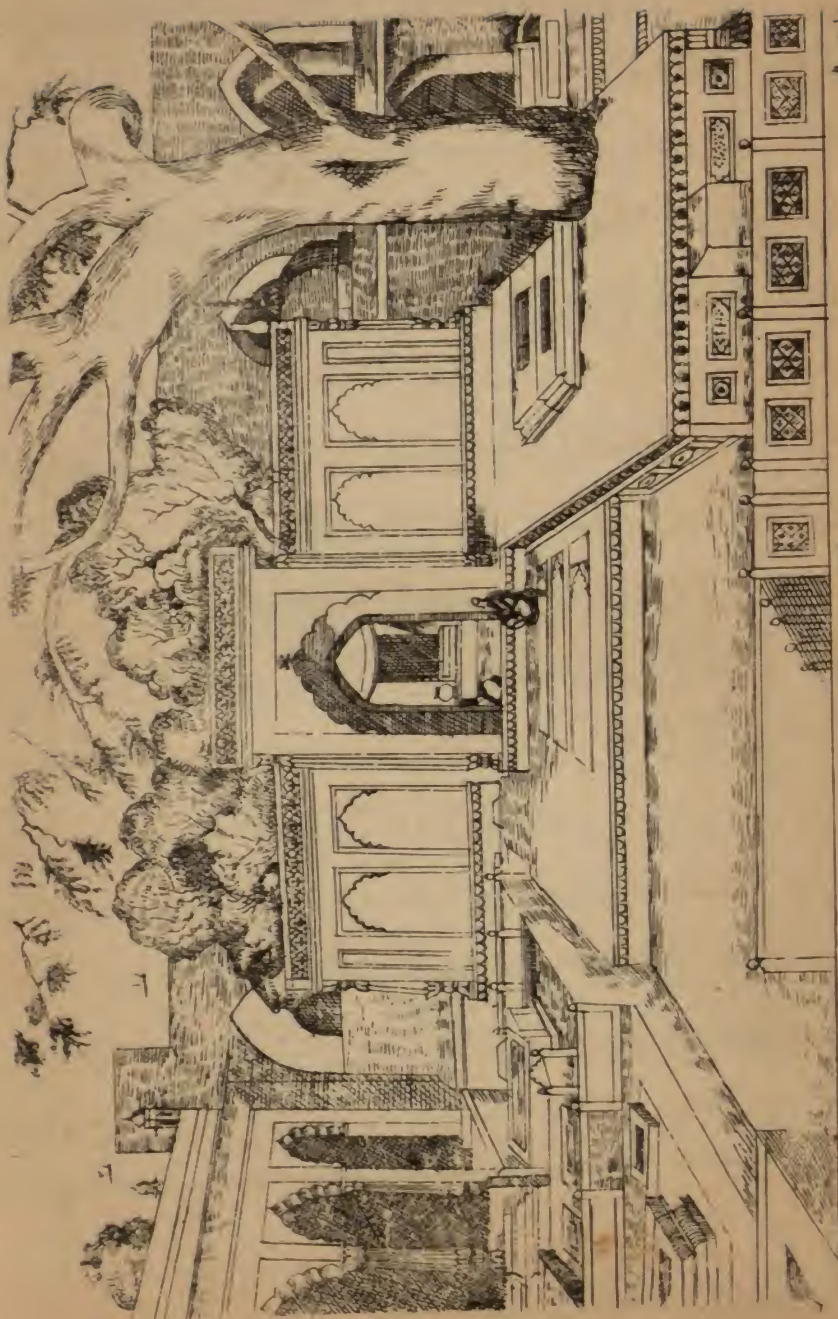


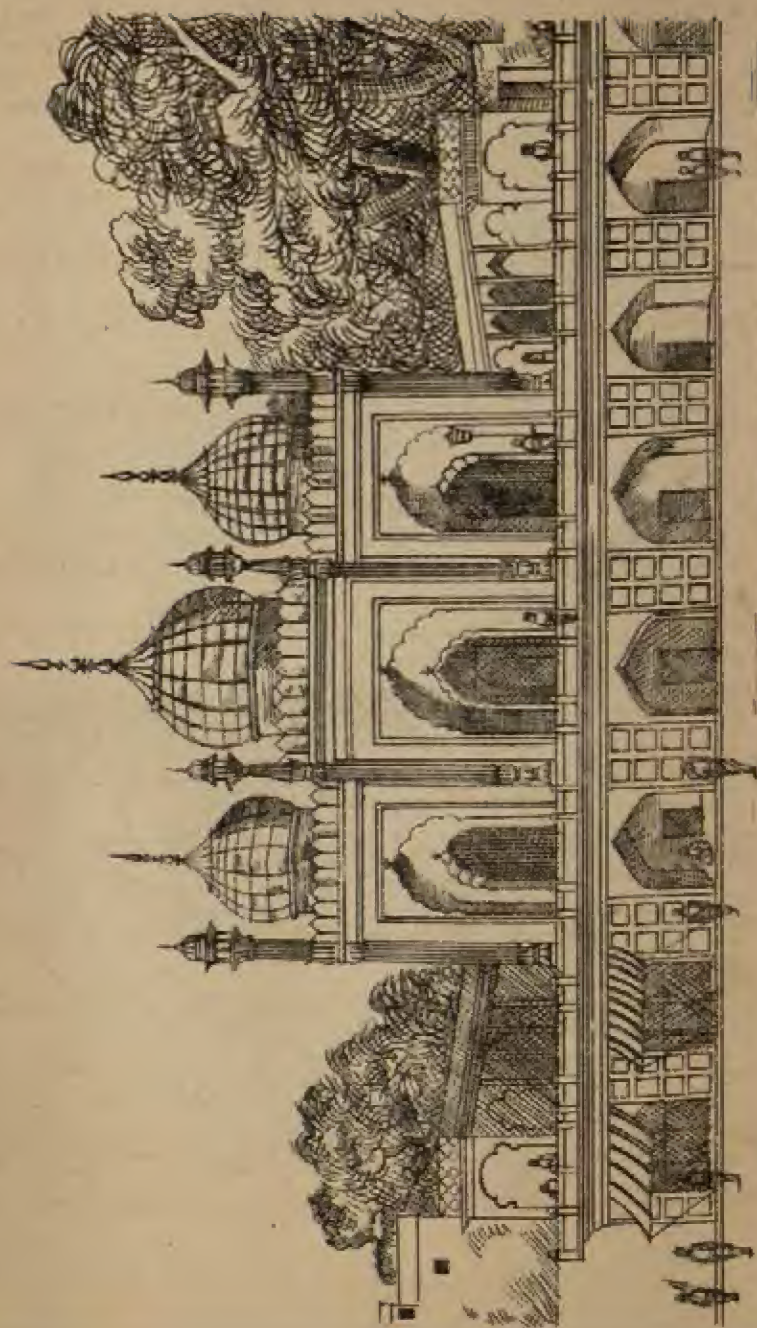
(۷) کو اکب ثوابت و حقیقت ثوابت نہیں ہیں بلکہ اوسمین سے اکثر سیارہ ہیں
 اس رصد خانے میں رویت ہلال کی اور ظہور اور خفائی کو اکب اور طلوع اور
 غروب منازل قمر کے حساب کرنے کی حاجت نہیں رہی تھی کیونکہ دوہین
 کی مدد سے یہ سب چیزیں دن کو آنکھوں سے دیکھ لیجاتی تھیں ان مختلف قواعد
 یونانی اور انگریزی پر جو اس رصد خانے میں لانے گئے زتیج جدید محمد شاہی
 تیار ہوئی ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اس زتیج کا حساب اور زیچون
 کے حساب سے بہت صحیح نکلتا ہے اسی رصد خانے میں ایک نئی تاریخ
 سکالی گئی جو تاریخ محمد شاہی کہلاتی ہے ابتدا اس تاریخ کی پہلی ربیع الثانی
 ۱۱۳۱ھ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۱۱۳۱ھ عیسوی سے رکھی ہے اور اس
 ابتدا کو ابتدا لے جلوس محمد شاہ فرض کیا ہے اگرچہ ابتدا جلوس اسکایہ
 نہیں لیکن جو کہ جلال الدین فرخ سیر آٹھویں ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ہجری مطابق
 ۱۱۳۱ھ عیسوی کے مرا اور اسکے بعد رفیع الدرجات اسکے پیچھے رفیع الدولہ
 تخت پر بیٹھا اور اسکے بعد محمد شاہ بادشاہ ہوا جو کہ ان دونوں کی مدت سلطنت
 چند ماہ سے زیادہ نہیں ہوئی اس واسطے انکی سلطنت کو معدوم تصور کر کر
 اور آٹھ دن جو ربیع الثانی میں سے گئے تھے درستی حساب کے لیے
 زیادہ کر کر پہلی ربیع الثانی سے ابتدا اس تاریخ کے شمار کی یہ تاریخ قمری
 ہے اور برس اور مہینے بھی اسکے قمری ہیں اور بالکل ہجری تاریخ سے مطابقت

رکھتی ہو صرف اتنا فرق ہو کہ ہجری سال محرم سے شروع ہوتا ہو اور محمد شاہی
 ربیع الثانی سے ایک تاریخ سے دوسری تاریخ حساب کر کر نکالنے کے
 قاعدے نیچ کی کتابوں میں لکھے ہیں اس مقام پر اونکے بیان کی حجت
 الا ۱۱۰ قدر بیان کر دینا چاہیے کہ یکم جولائی ۱۲۵۲ھ عیسوی مطابق چودھویں
 رمضان ۱۲۳۸ھ محمد شاہی حسابی اور بارہویں رمضان ۱۲۳۸ھ محمد شاہی
 ہلالی کی تھی۔

شاہ مردان

یہ ایک درگاہ ہو منصور علی خان صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے حال اسکا تو
 ہو کہ اودہم بانی زوجہ محمد شاہ بادشاہ جسکو احمد شاہ کی سلطنت میں اول
 نواب بانی اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا شیعہ مذہب کی
 تھی ۱۲۳۸ھ ہجری مطابق ۱۲۵۲ھ عیسوی او سکے پاس ایک پتھر آیا جس پر نقش قدم تھا
 اور یہ بیان کیا گیا کہ یہ حضرت علی کے قدم کا نقش ہو نواب قدسیہ نے اس نقش قدم
 کو اس مقام پر سنگ مرمر کے حوض میں جمادیا اور اس حوض کے نیچے
 سنگ مرمر کا فرش کر کر محجربنایا اور اس کے کنارے پر یہ شعر کندہ کر دیا شعر
 بر زمینی کہ نشان گفت پائے تو بود یا الہا سجدہ صاحب نظران خواہد بود
 جب سے ہمیشہ اس درگاہ کی ترقی ہوتی گئی احمد شاہ کے عہد میں نواب قدسیہ
 نے ۱۲۶۲ھ ہجری مطابق ۱۲۷۸ھ عیسوی کے جمادی خواجہ سرا کے اہتمام





سے چار دیواری اور مجلس خانہ اور مسجد اور حوض بنوایا اور پھر ۱۲۲۳ھ ہجری مطابق ۱۸۰۸ء عیسوی کے عشرت علی خان نے مجلس خانہ بنوایا اور ۱۲۳۰ھ ہجری مطابق ۱۸۱۵ء عیسوی کے صادق علی خانہ نے نقار خانہ بنوایا اب یہ درگاہ بہت خوب آراستہ ہے ہر چہینے کی بیٹیوں کو یہاں مجلس ہوتی ہے اور رمضان کی بیٹیوں کو بہت ہجوم ہوتا ہے اور محرم میں تعزیے یہیں آتے ہیں اور بہت مجمع ہوتا ہے اور جس میدان میں تعزیے ٹھنڈے ہوتے ہیں اسکا نام کرلہ رکھا ہے اسکی بھی چار دیواری میرزا اشرف بیگ خان نے بنوادی ہے۔

محکم المساجد

شہر شاہجہان آباد کے اندر کشمیری دروازے کے پاس یہ مسجد ہے اس مسجد کو فخر النساء خاتم بیوی نواب شجاعت خان نے ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۵ء عیسوی کے بنایا ہے اگرچہ یہ مسجد بہت بڑی نہیں ہے لیکن بہت ہی خوش قطع بنی ہوئی ہے گنبد اس مسجد کے بہت خوبصورت ہیں اور خوش وضعی میں نامور ہیں روکا اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہے اور جابجا سنگ سرخ کی دھاریاں لگی ہوئی ہیں مسجد کے اندر آجائے تک سنگ مرمر بہت نفیس لگایا ہے برج اس مسجد کے نئے سنگ مرمر کے ہیں اور سنگ مرمر کی اوسمیں دھاریاں لگائی ہیں اکس بالکل سنہری ہیں مسجد کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور باہر سنگ سرخ کا ہے ضلع شمالی میں دور خدالان ہے اور اس کے آگے حوض بہت ہی





خوبصورت بنایا ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ وہ حوض اور فواہے اب ٹوٹ گئے ہیں۔

باغ محلدارخان

سبزی منڈی سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہے محمد شاہ کے وقت میں ناظر محلدارخان نے ۱۱۳۵ھ ہجری مطابق ۱۷۲۵ء عیسوی کے یہ باغ بنایا یہ باغ بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہے اس کے اندر ایک بارہ دری سنگین بہت خوشنما اور ایک بہت بڑا حوض جسمین نواڑا پر سکے بنایا ہے اور نہر کے پانی سے ہمیشہ بھرا رہتا ہے اس باغ کے دروازے کے آگے اونسنے بازار بنایا تھا اور بازار کے سروں پر سہ درے دروازے بنائے تھے کہ تریپولیہ کے نام سے مشہور ہیں ان تریپولیوں پر تاریخ کندہ ہے۔

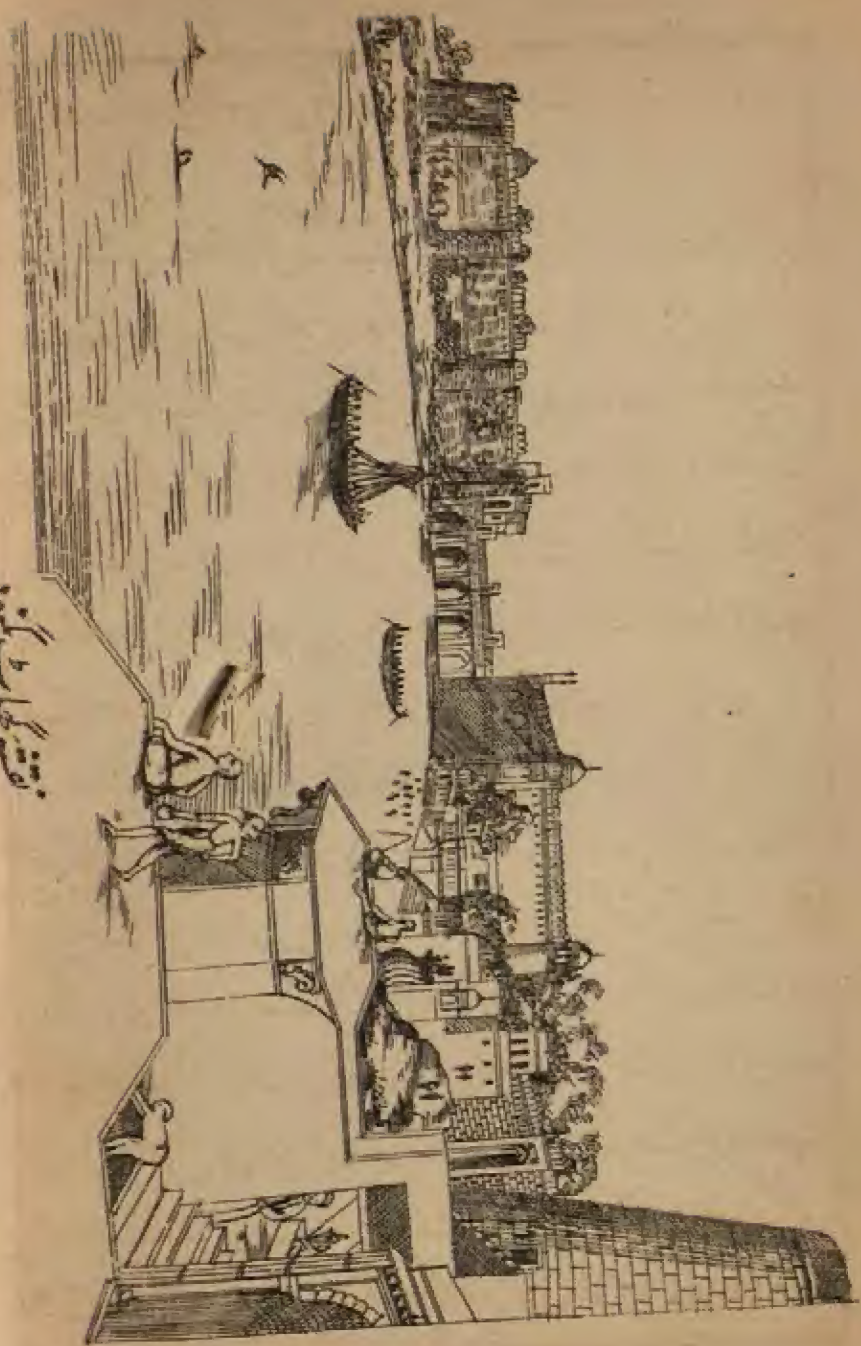
دیکھو کتب خانہ

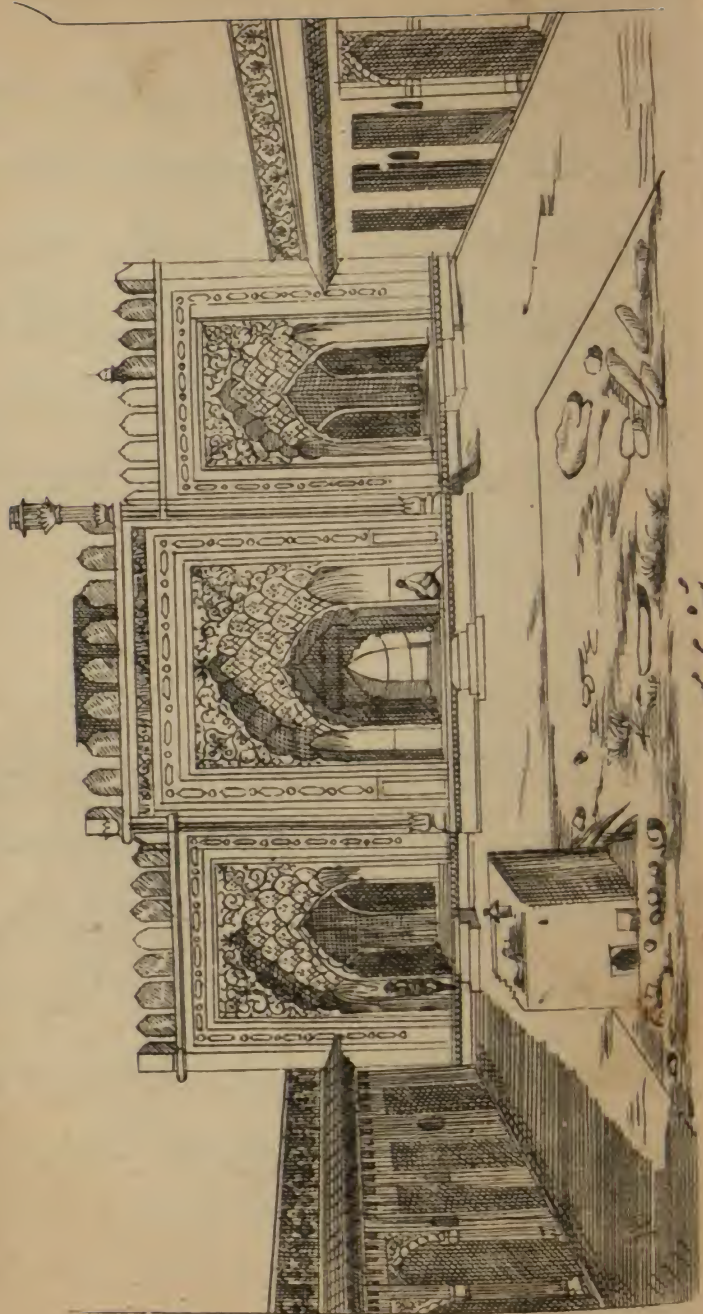
گھاٹ نمبود

شہر شاہجہان آباد کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر یہ ایک گھاٹ ہے جو کم کے معنی شاسترین بیدون کے ہیں اور بود کہتے ہیں غسل اور سمجھ اور گیان کو ہندوؤں کے اعتقاد میں یہ بات ہے کہ دوپڑ جگ کے ابتدا میں جسکو آج تک اونکے حساب بموجب (۱۶۹۵۳) برس ہوئے برہاجی سب بیدون کو بھول گئی تھی جب وہ یہاں آئی تو پر میشر نے پھر وہ سب یاد دلانے اور سمجھانے اس واسطے نمبود کا نام پڑا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ راجہ جہدر شتر نے اس مقام پر شموئی اماوس کے ملنے کو بڑا

پوچھی کہتے ہیں

نقشه گاه کبود





جگ کیا تھا اور جگ کرنے کی جگہ پر ہندوؤں نے ایک چھتری تیار کی تھی
 کچھ عجب نہیں کہ اسی چھتری کو توڑ کر سہایون بادشاہ نے سلیم گڑھ کے
 نیچے نیلی چھتری بنائی ہو اور ہندوؤں کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ اس گھاٹ پر اگر مردہ
 پھونکا جائے تو بہت تھوڑی لکڑیوں میں پھنک جائے اور یقینی اس کی مکت
 ہو جاتی ہے تخمیناً ۱۷۳۷ء ہجری مطابق ۱۷۳۷ء عیسوی سے اس مقام پر ہندوؤں
 نے پختہ گھاٹ سنگ سرخ کے بہت اچھے اچھے بنائے ہیں صبح کو نہان والی
 عورتوں اور مردوں کا عجب ہجوم ہوتا ہے جس کے حسن کی خجالت سے آفتاب
 بھی زرد رنگ نکلتا ہے۔

مسجد روشن الدولہ

شہر شاہجہان آباد میں قاضی دارہ کے پاس پھول کی منڈی اور فیض بازار میں
 یہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد میں ۱۷۳۷ء
 ہجری مطابق ۱۷۳۷ء عیسوی کے بنایا تھا اس مسجد کے تینوں برج سنہری تھے
 چند مدت ہوئی کہ یہاں کے برج اوکھاڑ کر کوٹوالی چبوترے کے پاس کی سنہری
 مسجد میں لگائے ہیں یہ مسجد بہت نفیس بنی ہوئی تھی مگر اب بالکل شکستہ اور
 خراب ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ گر پڑے قاضی محمد فیض احمد خان صاحب نے اپنی
 نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اس مسجد کی بالکل مرمت کر دی ہے اس مسجد
 دیکھ کر بہرام کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہے۔

باغ جہنم

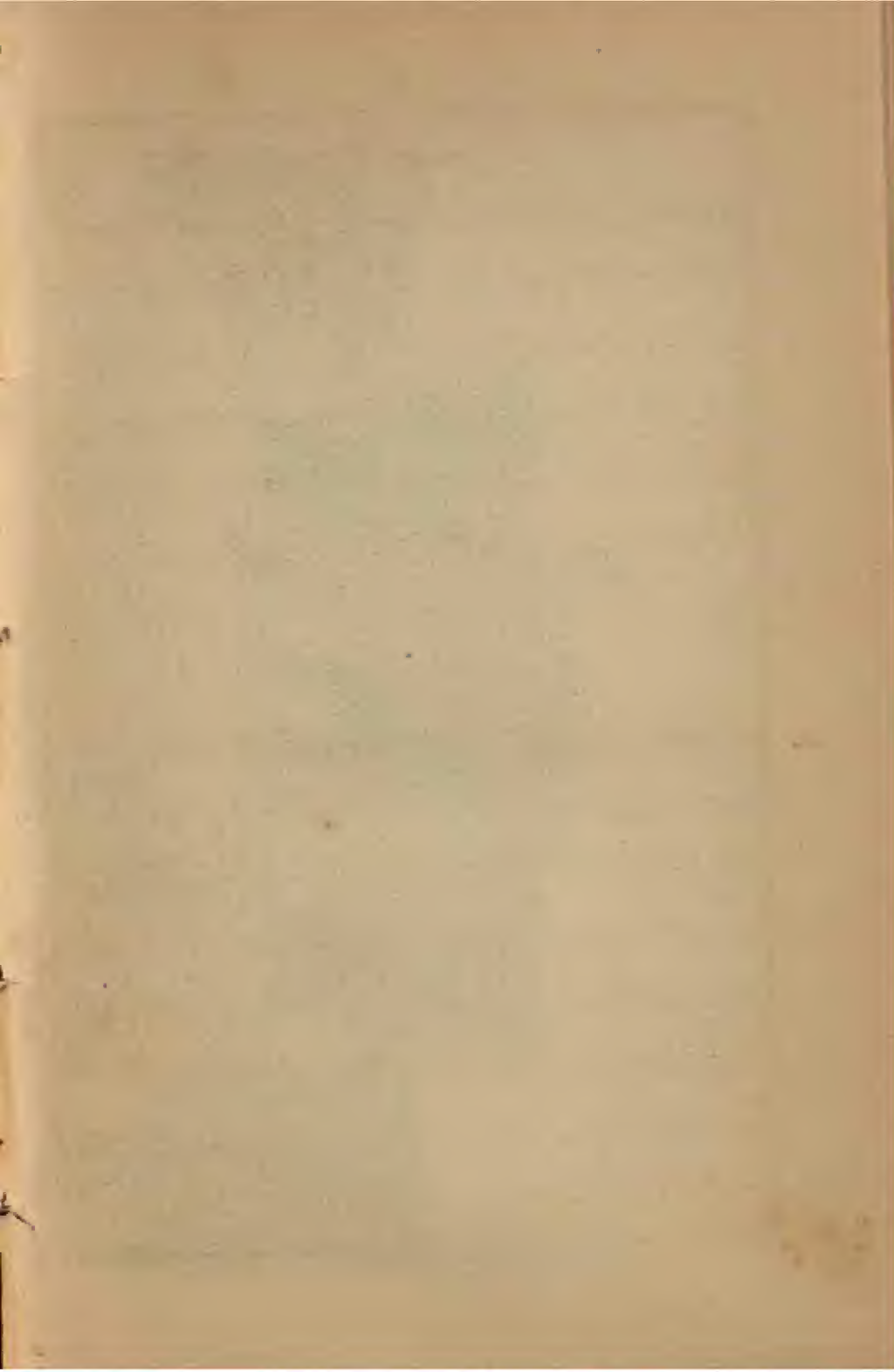
قطب صاحب کے نواح میں جہنم نے سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہے اللہ ہجری مطابق ۱۲۷۱ء عیسوی کے ناظر روز افزون خواجہ سرانے محمد شاہ کے عہد میں یہ باغ بنایا تھا اسکے اندر چاروں طرف سنگین چھوٹے چھوٹے مکان بنے ہوئے ہیں جو چوبیس بیچ میں سنگ سرخ کا ایک مکان بہت نفیس ہے اسکے آگے حوض بھی ہے باغ کی آراستگی شاید محمد شاہ کے وقت میں بہت اچھی ہو پر اب تو صرف نام کو درخت رہ گئے ہیں اس باغ کی چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے اور اس کے دروازے پر کتبہ لگا ہوا ہے۔

دیکھو کتبہ نمبر ۱۰

مجر محمد شاہ بادشاہ

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن میں یہ مجر ہے محمد شاہ بادشاہ نے ۱۲۷۱ء ہجری مطابق ۱۲۷۱ء عیسوی کے انتقال کیا اور یہاں دفن ہوا مشہور ہے کہ یہ مجر محمد شاہ بادشاہ نے آپ بنایا تھا یہ مجر بہت تحفہ بنا ہوا ہے لطافت اور نفاس اسکی حد سے زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اسکی بے اندازہ ہے سنگ مرمر اس مجر کا ایسا آبدار اور خوش رنگ اور خوش قماش ہے کہ موتی کی آب اس کے آگے خاک ہے گل بوئے ٹبیل پٹی منبت کاری کے ایسے ہیں کہ نگار خاں بھین بھی اس کے آگے مات ہے یہ مجر بہت نامی ہے اور درحقیقت اپنا ثانی نہیں رکھتا اس مجر کے دروازے میں دو پتھر سے سنگ مرمر کے

مرآۃ القادریا



شہر شاہجان آباد میں قلعہ کے نیچے یہ ایک مسجد ہی بہت خوبصورت
 سر سے پانٹون تک سنگ باسی کی بنی ہوئی اور دو مینار ہیں اسکے وہ بھی
 نہایت خوبصورت ہیں تمام کلیان اسکی سنہری ہیں اور تینوں برج بھی
 سنہری تھے مگر وہ برج ٹوٹ گئے تھے اسواسطے ۱۲۶۹ھ ہجری مطابق ۱۸۵۳ء
 عیسوی میں بہادر شاہ بادشاہ نے اون برجوں کو اتار کے سنگ باسی کے
 برج اسکی جگہ لگا دیے ہیں اس مسجد کو ۱۲۶۵ھ ہجری مطابق ۱۸۵۰ء عیسوی
 کے جاوید خان خواجہ سرانے جو نواب قدسیہ احمد شاہ کی ماں کا بہت مقرب
 تھا اور اسی سبب سے نواب بہادر اسکو خطاب ملا تھا بنایا ہوا اس مسجد
 میں ایک حوض بھی تھا مگر اب اوسمیں پانی نہیں آتا اس مسجد کی
 پیشانی پر تاریخ کندہ ہے۔

مقبرہ منصور یا صفدر جنگ

یہ مقبرہ ہوا بولہ منصور خان بہادر صفدر جنگ کا جو احمد شاہ بادشاہ کے زیرِ تھے
 جبکہ شریوں ذی الحجہ ۱۲۷۰ھ ہجری مطابق ۱۸۵۳ء عیسوی کے انکا انتقال ہوا
 اس مقام پر اون کو دفن کیا اور نواب شجاع الدولہ اونکے بیٹے نے شیدی
 بلال محمد خان کے اہتمام میں تین لاکھ روپیہ خرچ کر کر یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ
 نہایت خوبصورت ہے سر سے پانٹون تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور جا بجا
 سنگ مرمر کی دھاریاں اور چوکے لگے ہوئے ہیں برج اسکا تمام سنگ مرمر

ملاحظہ فرمائیے

دیکھو کتبہ بزرگ

ایک ڈال ایسے خوبصورت چڑھے ہوئے ہیں کہ آدمی دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے
اس محجر بن محمد شاہ کی قبر کے سوا نواب صاحب محل اونکی بیوی اور میرزا جگر
محمد شاہ کے پوتے کی اور میرزا عاشری کی بھی قبر ہر ادرین قبرین
اور بادشاہ زادوں کی ہیں۔

قدسیہ باغ

کشمیری دروازے کے باہر دریا کے کنارے یہ باغ ہے اور ہم بانی روضہ
محمد شاہ بادشاہ والدہ احمد شاہ کا جبکہ احمد شاہ بادشاہ ہوا تو ان کو خطاب
نواب بانی کا ملا اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا چنانچہ
اونھوں نے اپنے نام پر یہ باغ تختینا^{۶۲} الہ ہجری مطابق ۱۰۸۸ء عیسوی کے
بنایا اس باغ کا برج بہت خوشنما ہے اور اس کے اندر ایک بارہ دری سنگین اور
ایک مسجد بہت خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے۔

چونی مسجد

یہ مسجد احمد شاہ بادشاہ نے ۱۰۸۶ء الہ ہجری مطابق ۱۰۸۸ء عیسوی کے قلعہ شاہجان
میں بنائی تھی اسکے ستون اور محرابین سب کے سب چونی تھیں اس سبب سے
چونی مسجد کہ کر مشہور ہے مگر وہ مسجد بالکل ٹوٹ گئی تھی ۱۰۸۸ء عیسوی مطابق
۱۰۸۶ء الہ ہجری یہ مسجد سرکار کی طرف سے پھر بنی ہے۔

سنہری مسجد



اکس مندر کا کلاسی

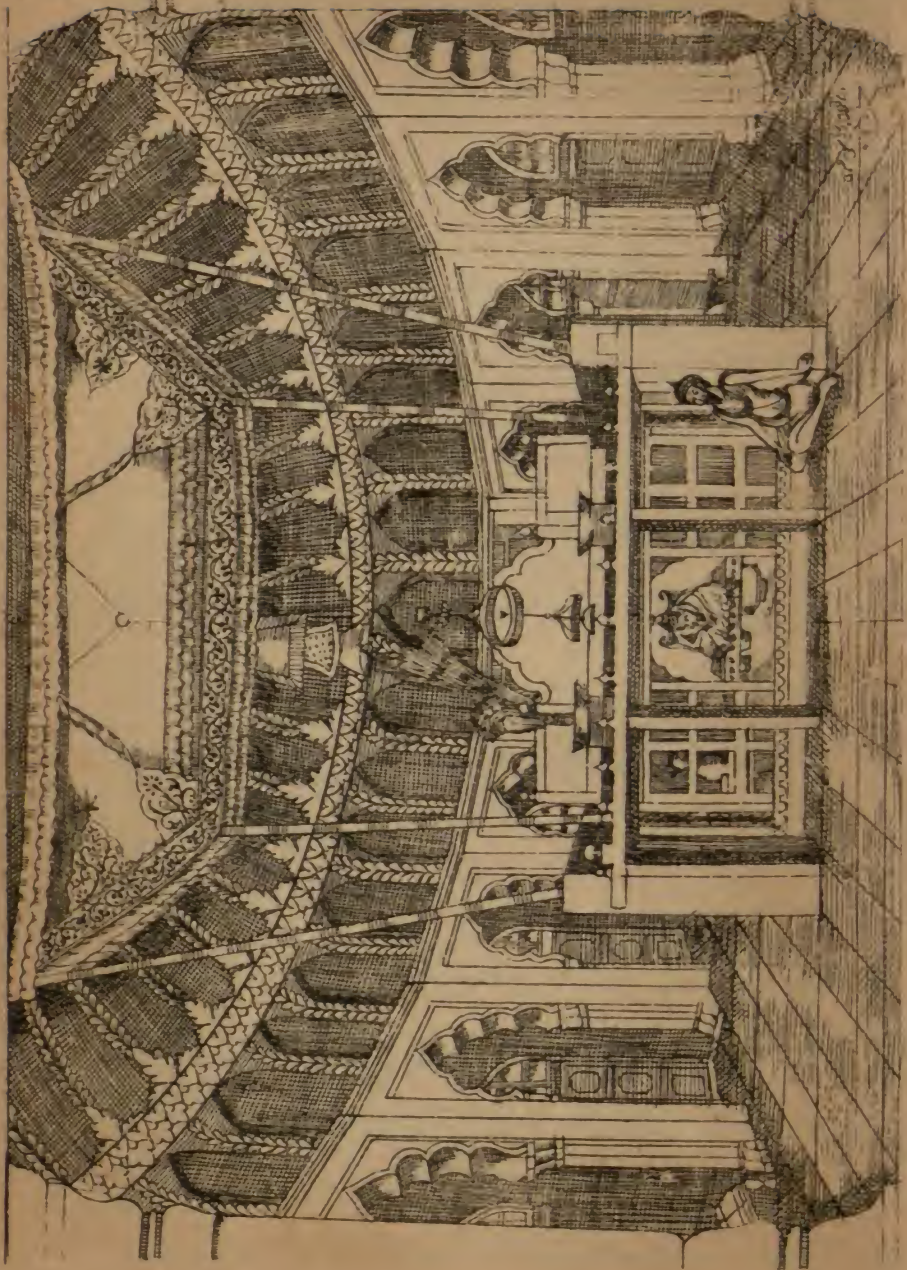
کا ہو اور اندر بھی اجائے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہو قبر کا تعویذ بھی سنگ مرمر کا
 ہو اوسکے پنجے ایک نہ خانہ ہو جسمین اصل قبر بنی ہوئی ہو عمارت اسکی ایسی
 نازک اور باریک ہو کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی تقسیم مکانات کی بھی بہت اچھی طرح
 پر کی ہو چار دیواری چوڑی اور پتھر سے کھینچی ہو اور اوسمین باغ آراستہ
 ہو اور چاروں طرف نرین اور حوض بنے ہوئے ہین باغ کے تین طرف مکانات
 دکشا بنائے ہین جنوبی مکان موتی محل کے نام سے مشہور ہو اور غربی مکان
 جگلی محل کے نام سے اور شمالی مکان بادشاہ پسند کے نام سے ضلع شرقی
 میں دروازہ ہو بہت بلند اور اوس دروازے میں طرح طرح کے مکانات اور
 شہ نشین بنی ہوئی ہین اور دروازے کے پاس ایک مسجد ہو زری سنگ سرخ
 کی چار دیواری کے چاروں کونوں پر چار برجیان ہین اور انہیں بہت
 باریک جالی سنگ سرخ کی لگائی ہو کہ اوسکے سبب بہت بہار معلوم ہوتی ہو
 مقبرے کے اندر تارایخ کٹہہ ہو۔

کالکا

موضع بہا پور کی سرحد میں شاہجہان آباد سے چھ کو س جنوب کی طرف یہ مندر
 ہو مندرؤن کے اعتقاد میں کسی فرضی بت ماننے میں سنبھ اور سنبھور اچھس
 تھے انھوں نے اوس زمانے کے دیوتاؤن کو بہت ستایا تھا جب برہما
 تک فریادو گئے تو اوسنے کہا کہ مجھے تو تمھاری رچا نہیں ہوتی تم مہامائی

دیکھو کتب خانہ

دارالکتاب





یعنی پاربتی کا استوت کر وہ تمھاری سہا تیا کر کی جب اون دیوتاؤں نے
 مہمانی کا استوت کیا تو مہمانی کے منہ میں سے ایک دیوی پیدا ہوئی کوشکی
 اوسکا نام تھا اوس دیوی نے دونوں راچھسون کے ایک سردار کو جسکا
 نام رکت بنچ تھا مارا اوسکے لہو کی بوندوں سے بے انتہار اچھسنجید ہو گئے
 تب کوشکی دیوی کی بھون میں سے کالی دیوی پیدا ہوئی اوسکا ایک ٹھونٹ
 پر بت پر تھا اور دوسرا اکاس میں جسکو کوشکی بارتی تھی کالی اوسکا لہو
 زمین پر گرنے نہیں دیتی تھی دو آپر جاگ کے اخیر میں جسکو آجتک
 چار ہزار نو سو تریس برس ہوئے کالی دیوی نے اس پہاڑ پر اپنا استھان کیا
 جب سے یہاں پرستش ہوتی ہے مگر یہ مندر سمت اکر راجیت مطابق ۱۱۰۰
 ہجری موافق ۱۶۷۰ عیسوی کے بنا ہی پہلے پہل اس مقام پر لداؤ کی بارہ دری
 تھی اور مورت کے گرد جو بن گڑھا پتھر ہی سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا کٹھا
 بنا اوسکے بائیں طرف دیوی کا نام اور سمت کندہ ہیں ۱۱۰۰ ہجری مطابق
 ۱۶۷۰ عیسوی کے راجہ کدازنا تھ نے جو محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے عہد
 میں نظارت کے پیشکار تھے اوس لداؤ پر یہ برج لنبانایا اور چھتیس ڈر کی
 غلام گردش اوسکے گرد بنوا دی اب اس مقام پر بہت مکانات مہاجنوں
 نے نیلے میں اترنے کے لیے بنائے ہیں چیت کی آستین اور اسکی آستین
 کو اس مقام پر چھائی کا بڑی دھوم سے میلہ ہوتا ہے اس مندر کے دروازے کے

لال کنور کے دفن ہونے کے سبب سے لال بنگلے کے نام سے مشہور ہے
اب اس نواح میں بہت سی قبریں خاندان تیموریہ ہو گئی ہیں اسکے صحن میں
ایک محجر نواب فتح آبادی بیگم اور ایک محجر میرزا بلاتی کا حال میں بہادر شاہ
بادشاہ ثانی نے بنایا ہے۔

مقبرہ نجف خان

شاہ مردان کے پاس نواب ذوالفقار الدولہ میرزا نجف خان بہادر کا مقبرہ
ہے جو میرزا محسن صفدر جنگ کے بھائی کے سالے تھے جبکہ ۹۵۰ھ ہجری
مطابق ۱۵۴۷ء عیسوی میں انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا یہ مقبرہ کچھ کنفیس
نہیں ہے چونے پتھر سے بنا ہوا ہے مگر اخیر زمانے کے ایک نامی سردار کی قبر ہے۔

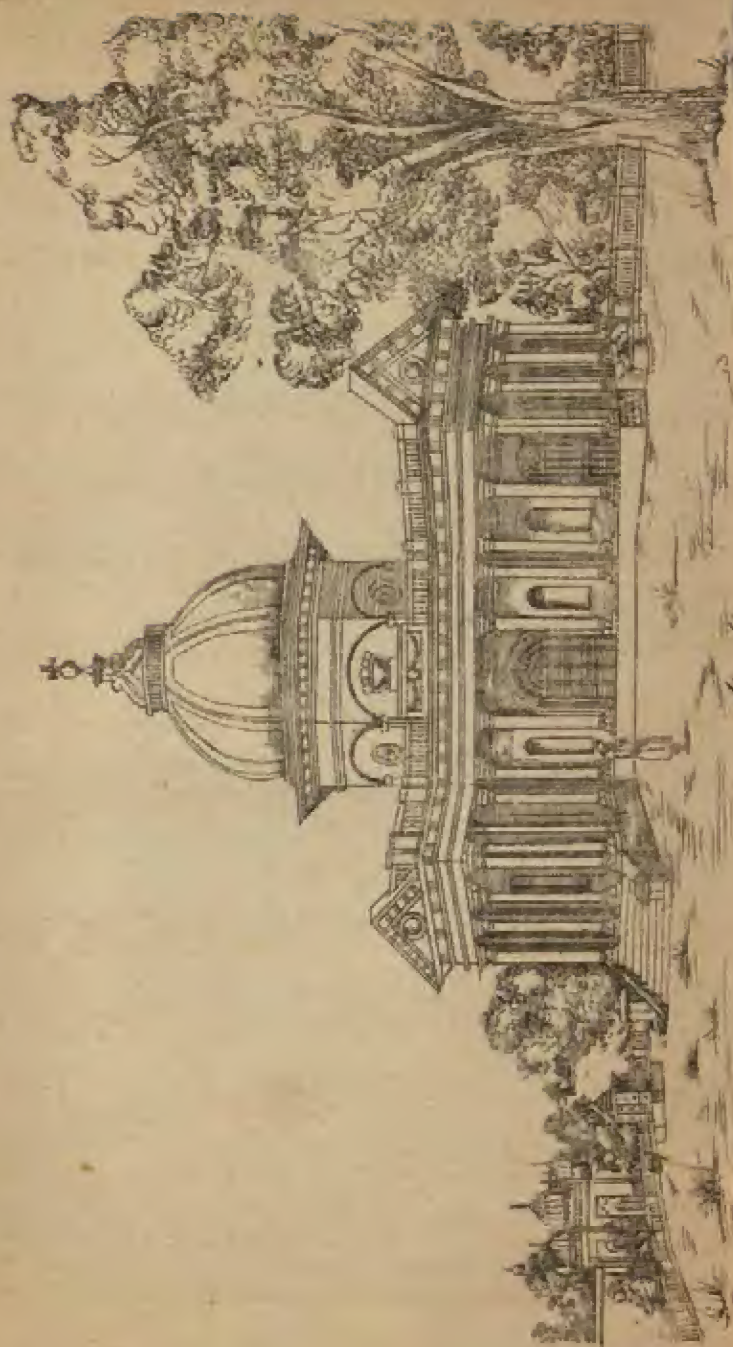
جینیون کا بڑا مندر

شہر شاہجہان آباد میں دھرم پورے کے محلے میں لالہ ہر سکھ لالہ اور لالہ موہن لعل
مہاجنون نے یہ مندر بنایا ہے ۱۸۵۴ء بمکرماجیت مطابق ۱۸۰۱ء عیسوی موافق
۱۲۸۰ھ ہجری یہ مندر بننا شروع ہوا اور آٹھ برس کے عرصے میں بنکر تیار ہوا
سراؤ گیون کی پہلی پوجا اس مندر میں متی میا کھ سدی تیج ملکت مطابق
۱۸۵۷ء عیسوی کے ہوئی یہ مندر چونے اور اینٹ کا بنا ہوا ہے اور اس کے اندر
اکثر سنگ مرمر لگا ہوا ہے کلس بالکل سنہری ہیں پانچ لاکھ روپیہ اس مندر
کی تیاری میں خرچ ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ اس مندر میں سوا لاکھ روپیہ کی

آگے سنگ سرخ کے دو شیر اور ایک ترسول بنا ہوا ہے اور شیرون پر بڑا
گھنٹا لٹکتا ہے جاتری اس گھنٹے کو ہلاتے ہیں اور دیسی مائی کی جھوٹا کر چلاتے
ہیں ہندوؤں کو اعتقاد ہے کہ شیرون کی رتھ پر سوار ہو کر دیسی جی یہاں پہنچے
ہیں اس سبب سے شیرون کی صورت دروازے کے آگے بنائی ہے اس
مند رکے پوجاری دو دن وقت پوجا کرتے ہیں اور گیارہ بجے دن کے
دیسی جی کو بھوک لگاتے ہیں اس پتھر کو لال لال کپڑے گوڑے کناے لگے ہوئے
پہنا رکھے ہیں اور ایک پلنگڑی بنا رکھی ہے رات کو پلنگڑی سجا کر دیسی جی کے
کٹھرے میں رکھ دیتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دیسی جی رات کو اسپر
سکھ فرماتی ہیں کٹھرے کے اوپر دن رات باراہیہ منے گھی کا چراغ جلتا رکھتے
ہیں اور دیسی جی کی جوت او سکھتے ہیں اور چراغ کا بجھنا بہت بُرا
جانتے ہیں جاتریوں کی جب مراد آتی ہے تو دیسی جی پر چھپتا اور
شامیہا نے چڑھاتے ہیں ع ہر قوم راستائی دینی و قبلہ گاہی

لال بنگلہ

پُرانے قلعہ کے قریب یہ مقبرہ ہے لال کنور شاہ عالم کی مان کا قریب ۹۳ء
ہجری مطابق ۱۵۸۱ء عیسوی کے شاہ عالم نے یہ مقبرہ بنایا چھوٹے گنبد میں
تو لال کنور کی قبر ہے اور بڑے گنبد میں بیگم جان شاہ عالم کی بیٹی کی قبر ہے ورنہ
گنبد مع دالانوں کے نئے سنگ سرخ کے ہیں خواہ اس سبب سے اور خواہ



کراچی

تیار کی صرف ایک بیدی ہی ہے

گر جا گھر

کشمیری دروائے کے پاس شہر شاہجان کے اندر یہ گر جا گھر اس سیچی مسجد کو
 کرنیل جس کنز صاحب بہادر نے بنایا ہے تعمیر اسکی ۱۲۶۸ عیسوی مطابق ۱۲۸۵
 ہجری میں شروع ہوئی اور دس برس کے عرصے میں نوے ہزار روپیہ خرچ
 ہو کر تیار ہوا اور سنگ مرمر جو اسکے اندر بجائے فرش کے لگا ہوا ہے وہ اس
 لاگت سے علیحدہ ہے اسکی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہے
 حقیقت میں یہ بات ہے کہ ایسا خوبصورت گر جا گھر بہت کم ہوگا اسکا کلس کشکل
 صلیب پر ہے بہت خوبصورت اور تراشہری ہے اور اسکا گنبد اور اندر کے کمرے
 بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں اسی گر جا کے صحن میں ولیم فریزر صاحب
 کی قبر ہے اور اسکے گرد نہایت خوبصورت آہنی کٹھن لگا ہوا ہے۔

جوگ مایا

قطب صاحب کی لائحہ کے پاس یہ مندر ہے بہت نامی ہندوؤں کے اعتقاد میں
 یہ بات ہے کہ جب کنش را پھس نے بہت سرا دٹھایا تو برہما نے کرشن اپنا ہاتھ
 کی خبر دی اخیر دوا پر جگ میں جبکہ ہندی حساب سے چار ہزار نو سو تترپن برس
 پہلے بسدیو کے یہاں دیو کی رانی کے پیٹ سے کرشن اپنا ہاتھ نے جنم
 لیا کنش کے ڈر کے ماتے کرشن کو گول میں تند جاعوت جسو حال کے پاس

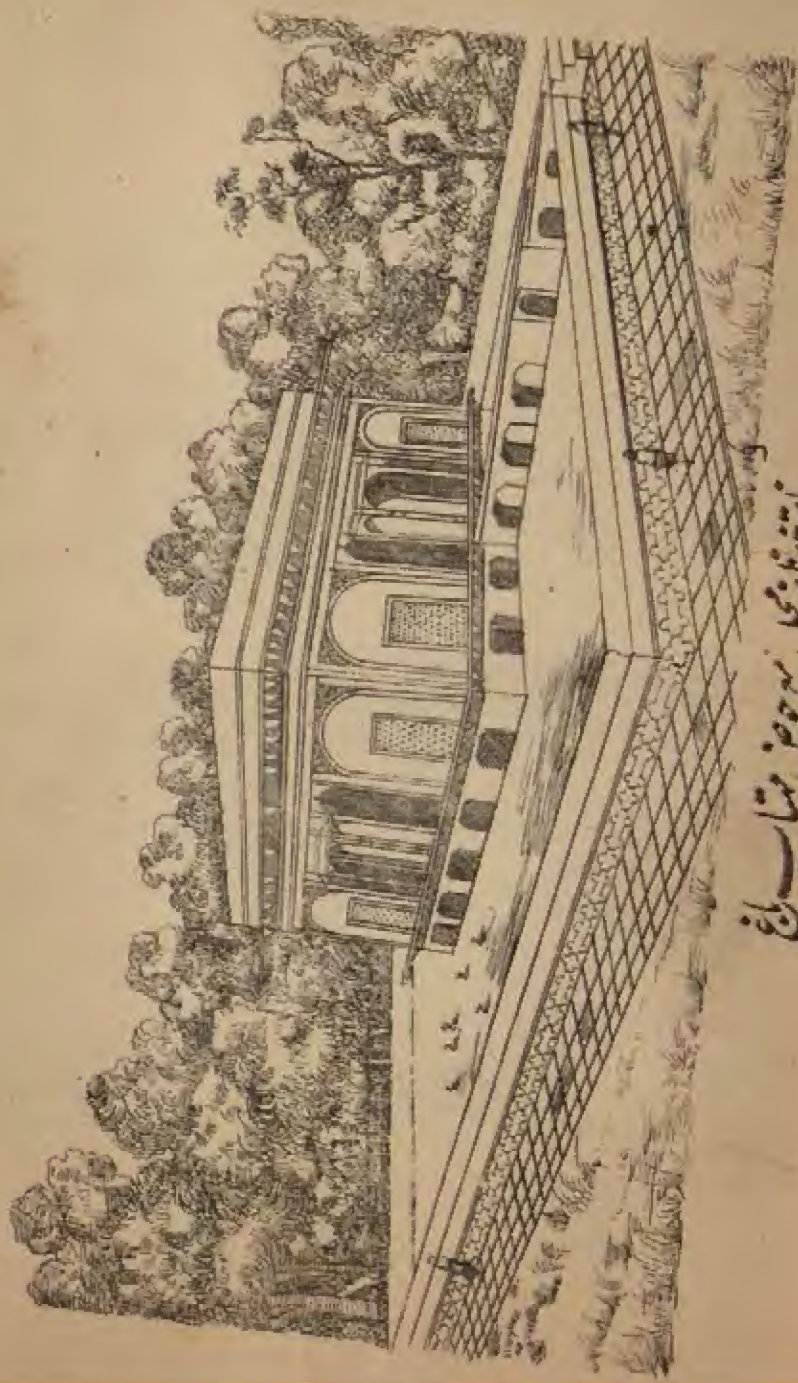
جھاگوت

ڈال آئے اور جسودھکی بیٹی کو مستحرامین اونٹھالائے کنس نے اوس بیٹی کو
 اونٹھال کر زمین پر سے مارنا چاہا کہ وہ بجلی ہو کر اوڑگئی اور یہ اوسکا استہان ہو
 مگر یہ مندر بہت قریب کا بنا ہوا ہے ۲۲۲ھ ہجری مطابق ۸۲۷ء عیسوی میں
 راجہ سید مہمل نے جو اکبر شاہ ثانی کے نوکر تھے اس مندر کو بنایا یہ مندر
 چھنے اینٹ پتھر سے بنا ہوا ہے زمین سے چوٹی تک اکتالیس فٹ اونچا
 ہے اور کلس پر آئینہ لگایا ہے اس مندر میں بھی مورت نہیں ہیں گرٹھا پتھر
 ہے اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا تھا نولہ بنا ہوا ہے اوسے پتھر کو بوجتے ہیں
 ہر ہفتے یہاں میلہ ہوتا ہے بنیے اس مندر کو بہت مانتے ہیں کیونکہ چڑھاؤ
 میں یہاں جیونہیں چڑھتا۔

جینیون کا چھوٹا مندر

شہر شاہجان آباد میں ستھ کی گلی میں یہ مندر ہے اس مندر کو ساٹے شہر
 کے سراؤگیون نے ملکر بنایا ہے اور پچاسی مندر کہلاتا ہے اس مندر کی تیاری
 پوہ سدی دوج سمت ۸۲۸ھ مطابق ۱۴۲۵ء عیسوی موافق ۱۰۳۲ھ ہجری کے
 شروع ہوئی اور سات برس کے عرصے میں بن چکا متی منک سر بدی و دشی
 سمت ۸۲۹ھ مطابق ۱۴۲۶ء عیسوی کے سراؤگیون کے مذہب کے موافق
 اس مندر میں مہاراج براہون ہوئے یہ مندر بھی چوٹے اینٹ کا بنا ہوا ہے
 اور اندر اکثر جگہ سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور کلس اس مندر کے بھی بالکل ستر ہیں





نقشه و نظریه محل معوض مناسب

اس مندر کی تیاری میں بھی کسی لاکھ روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔

کوٹھی جہان نما

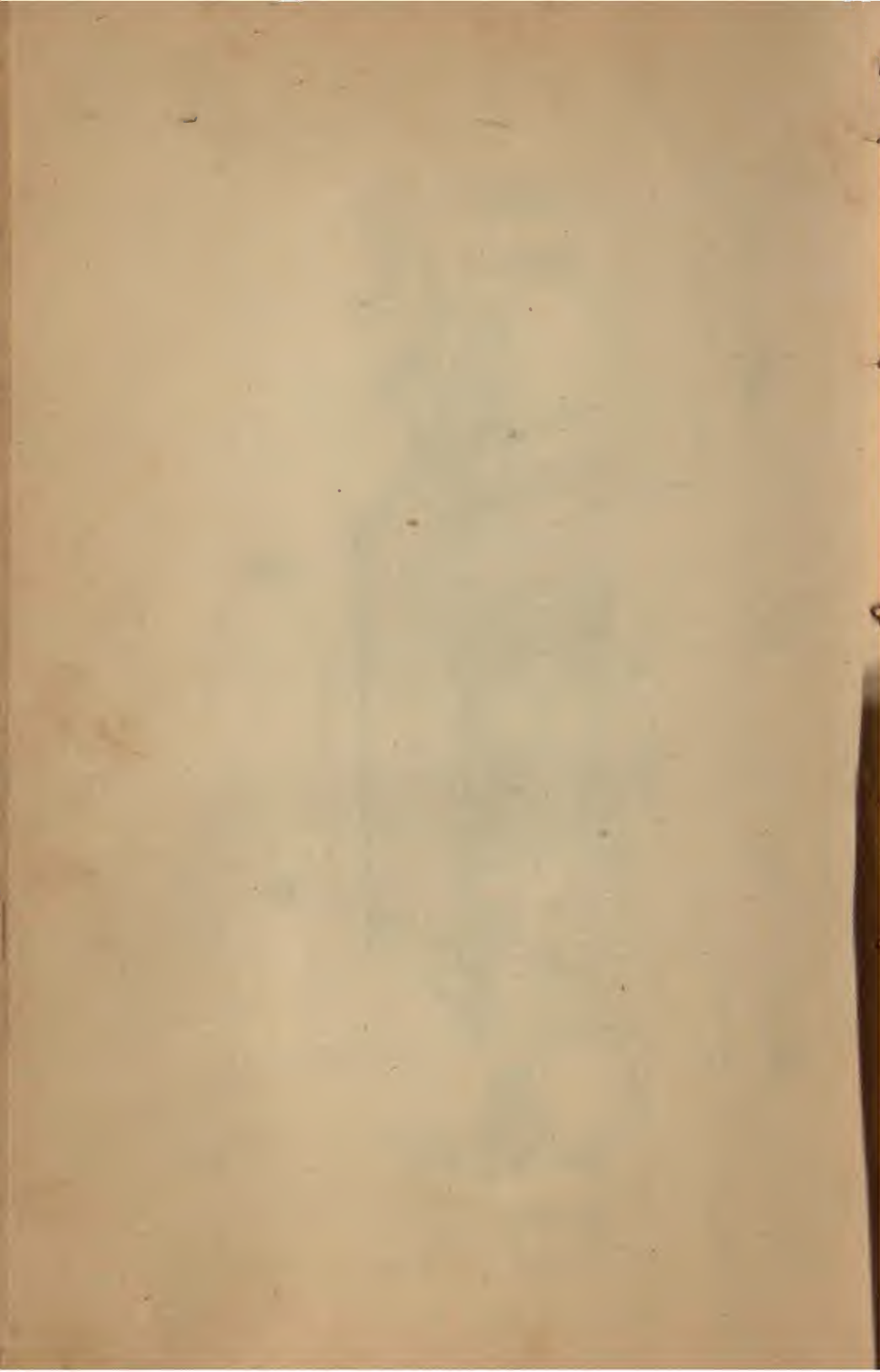
اس کوٹھی کو جو بیرون کشمیری دروازہ واقع ہر حاکم رئیس پرور معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی سرطاس سیافلس شکف صاحب باورنٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان الخلفات شاہ جہان آباد نے ۱۶۲۸ء عیسوی مطابق ۱۰۳۷ھ ہجری بنانا شروع کیا اور یہ کوٹھی نہایت خوبصورت اور خوش وضع بنی ہو اور درحقیقت اس شعر کے مصداق ہو رہی ہے
 زہی صفای عمارت کہ در تماشایش بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

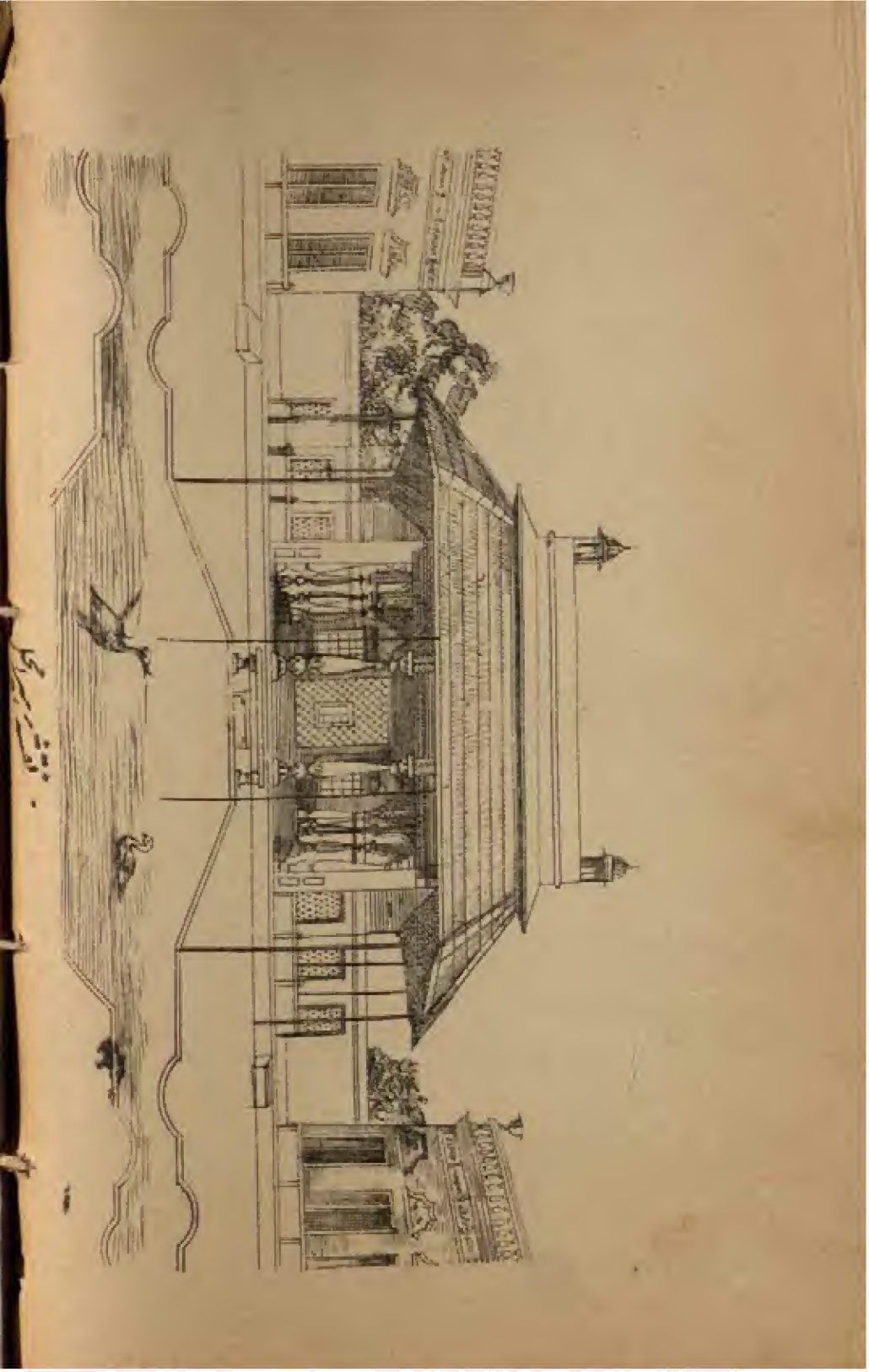
مچھیرا جہانگیر

میرزا جہانگیر بیٹے ہیں محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے جب آلہ آباد میں اون کا انتقال ہوا تو لاش اونکی یہاں لاکر متصل صحن درگاہ حضرت نظام الدین دہلوی کے کیا ۱۶۳۷ھ ہجری مطابق ۱۰۴۶ھ عیسوی کے نواب ممتاز محل اونکی ان نے یہ مچھر بنایا مچھر زانگ مرمر کا ہے اور او میں بہت باریک کام کیا ہوا ہے جالیان بھی بہت خوبصورت ہیں اسکے دروازے میں بھی دوپٹ ایک ٹال سے سنگ مرمر کے چرم سے ہوئے ہیں۔

ظفر محل یا جل محل

قلعہ شاہ جہان کے باغ حیات بخش میں جو حوض ہوا سکے بیچون بیچ میں





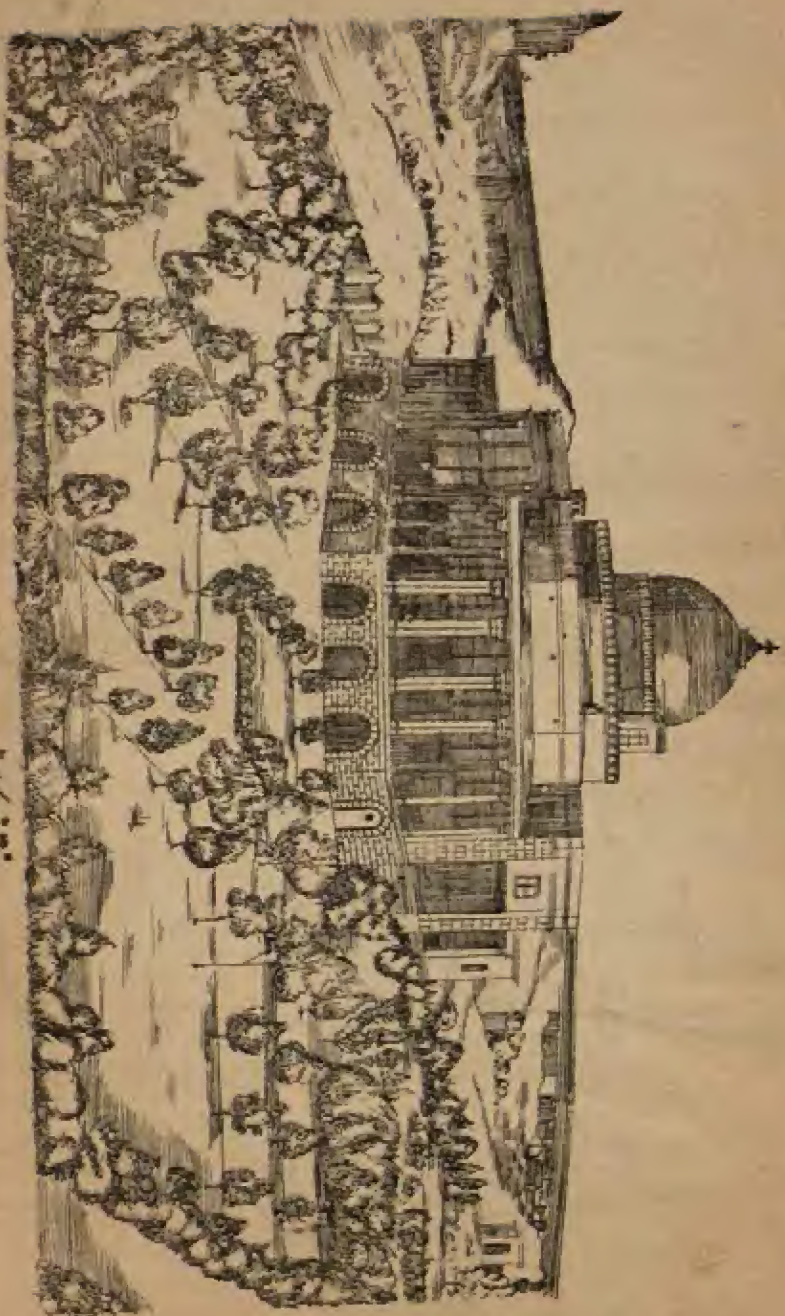
ابوالنظر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے سستہ جلوس مطابق ۱۲۵۸
ہجری موافق ۱۸۴۶ عیسوی ایک مکان بنایا ہرزانہ سنگ مرمر کا اور ظفر محل کے
بستے کی تاریخ ہوا اسکے بیچ میں ایک درجہ ہر بطور کمرے کے اور چار دھڑن
غلام گردش ہوا اور کونون پر حجرہ اور چاروں ضلعوں میں شہ نشین ہیں
جانب شرق مکان کے ایک پل بنایا ہوا اگرچہ یہ مکان بھی بہت اچھا بنایا
ہوا الاحوص کی وہ کیفیت نہیں رہی۔

ہیر محل

قلعہ شاہجان میں موتی محل کے آگے نہر بہشت کے کنارے پر ۱۲۵۸ ہجری
مطابق ۱۸۴۶ عیسوی کے ابوالنظر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے
ایک بارہ دری نرمی سنگ مرمر کی بنائی ہوا اور ہیر محل اور کانا نام رکھا
ہو اس محل کے آگے جو قدیمی نہر مارچ کی ہیں اوسمین چوبیس فوٹے
چاندی کے تھے وہ تو اب نہیں ہے مگر نہر رہ گئی ہے یہ محل بھی اس زمانے
کے لائق بہت اچھا بنا ہوا۔

کوٹھی دکنشا

قطب صاحب کے نواح میں یہ ایک سیرگاہ اور مکان دکنشا ہر صاحب الامت
عالی مناصب فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی معظم الدولہ امین الممالک اختصاص یافتہ
سرطامس یا فلس متکلف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان بہادر



نقشه کوچه صاحب گلان بهار



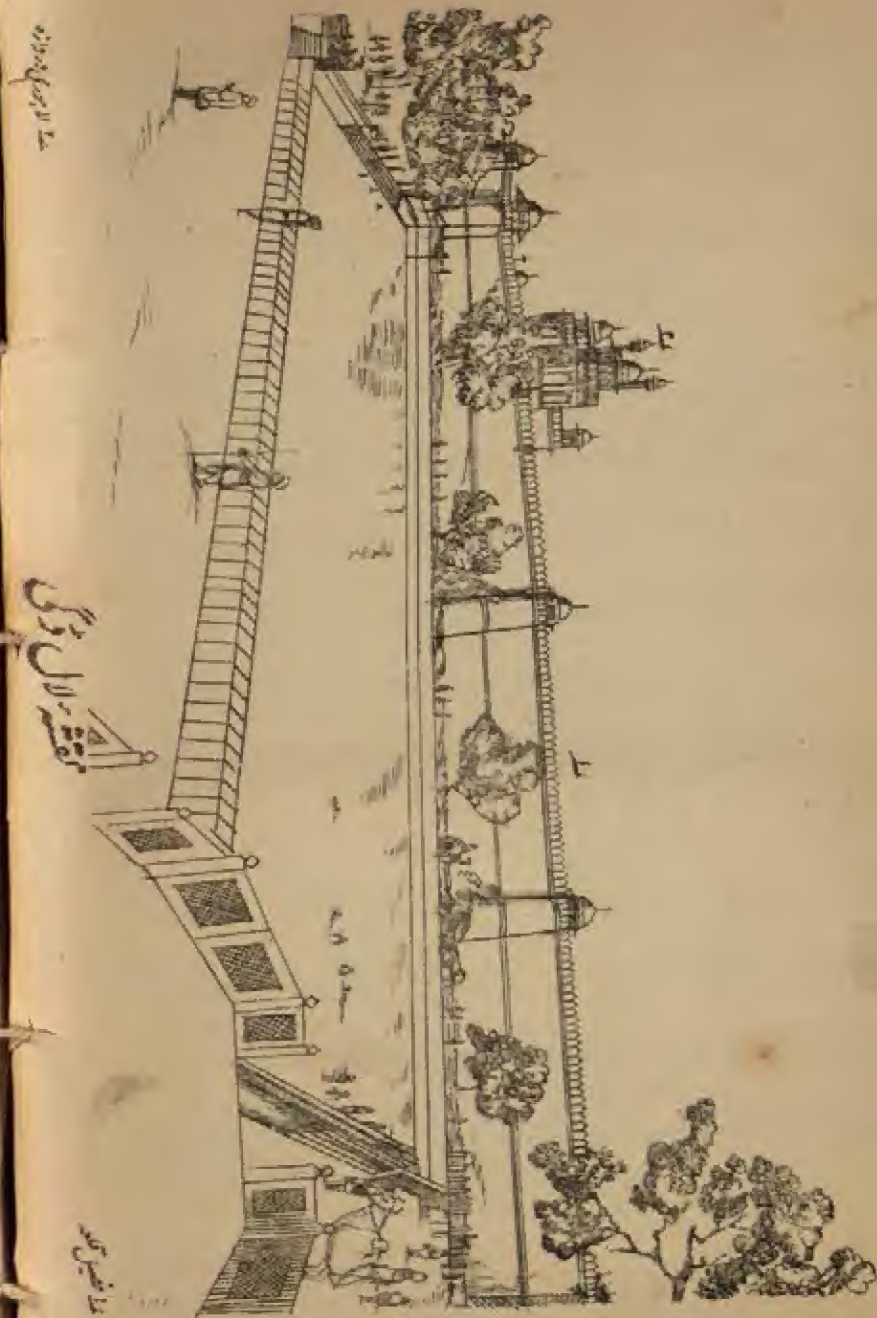
شاہجہان آباد کا صاحب مدوح نے اس کو ٹھہری کوئٹہ ہجری مطابق ۱۲۴۱ء عیسوی کے بنانا شروع کیا یہ کوٹھی نہایت نفیس و لطیف ہے اور یہ شعر اسی پر صادق آتا ہے کہ
اگر فردوس بر سرے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس مسجد کے آگے ندیم الدولہ خلیفہ الملک حافظ محمد اود خان بہادر ستقیم جنگ نے ۱۲۶۱ء ہجری مطابق ۱۲۸۱ء عیسوی کے یہ باؤلی بنانی شروع کی اور ۱۲۸۱ء ہجری مطابق ۱۳۰۱ء عیسوی کے یہ باؤلی بن چکی باؤلی بھی بہت خوبصورت بنی ہوئی ہے چوڑے اور تنگ خارا سے بنی ہوئی ہے قریب چودہ ہزار روپے کے مولے قیمت پتھر کے اس باؤلی کے بننے میں خرچ ہوئے ہیں۔

آہنی پل ہینڈن

غازی آباد کے پاس ہینڈن ایک ٹھہری ہے اور سپر کارا انگریزی نے ۱۲۶۱ء ہجری مطابق ۱۲۸۱ء عیسوی کے آہنی پل بنادھا ہے یہ پل نہایت عجیب ہے لوہے کی کمانیوں پر عجب خوبصورتی سے لٹھے لٹکائے ہیں اور اوپر راستہ بنایا ہے ایسی ترکیب ان کمانیوں کی رکھی ہے کہ جب کوئی وزنی چیز آتی ہے تو بوجھ سہارنے کو کافی جھٹک جاتی ہے ہر چیز کے چلنے سے یہ پل ہلکتا ہے اور کمانیاں بوجھ بٹالیتی ہیں اس نواح میں اس قسم کا



مجلس الملوك

مجلس الملوك

مجلس الملوك

پل عجائب روزگار سے ہے۔

لال ڈگی

شہر شاہجہان آباد میں قلعہ کے نیچے خاص بازار کے سامنے بوجب حکم لارڈ الن براہادر کے ۱۶۲۳ء ہجری مطابق ۱۷۰۲ء عیسوی کے حوض تیار ہوا ہے اس حوض کو سر سے پانوں تک سنگ سرخ کا بنایا ہے اور چاروں کو نون پر چار برج کٹھرے اور بہت خوشنمائی سے بنائے ہیں و نون طرف عرض میں سیرٹھیان بنی ہوئی ہیں نہر کے پانی سے یہ حوض ہمیشہ بھرا رہتا ہے طول اسکا پان سو فٹ اور عرض ڈیڑھ سو فٹ ہے اس حوض کے بننے سے اکثر کنوئین میٹھے ہو گئے ہیں اس سبب سے لوگوں کو بہت آسائش ہے۔

پل جدید نمبود

نمبود کے گھاٹ کلکتہ دروازے کے سامنے اور سلیم گدھ کے برابر ۱۶۶۱ء ہجری مطابق ۱۷۵۲ء عیسوی کے سرکار انگریزی نے دریا پر یہ پل بنایا ہے اگرچہ یہ پل چھوٹے اور اینٹ کا ہے لیکن ایسی خوشنمائی اور مضبوطی سے بنایا ہے اور ایسے خوش قطع اور بڑے دروازے ہیں کہ دیکھ کر آدمی ششدر رہ جاتا ہے اسکے بننے سے دریا کو اور بھی رونق ہو گئی ہے اور نمبود کے گھاٹ اس پل سے بہت خوش معلوم ہوتے ہیں برسات کے دنوں میں صدھا آدمی سیر و تماشا دیکھنے کو جاتے ہیں اور ہر روز میلہ رہتا ہے۔

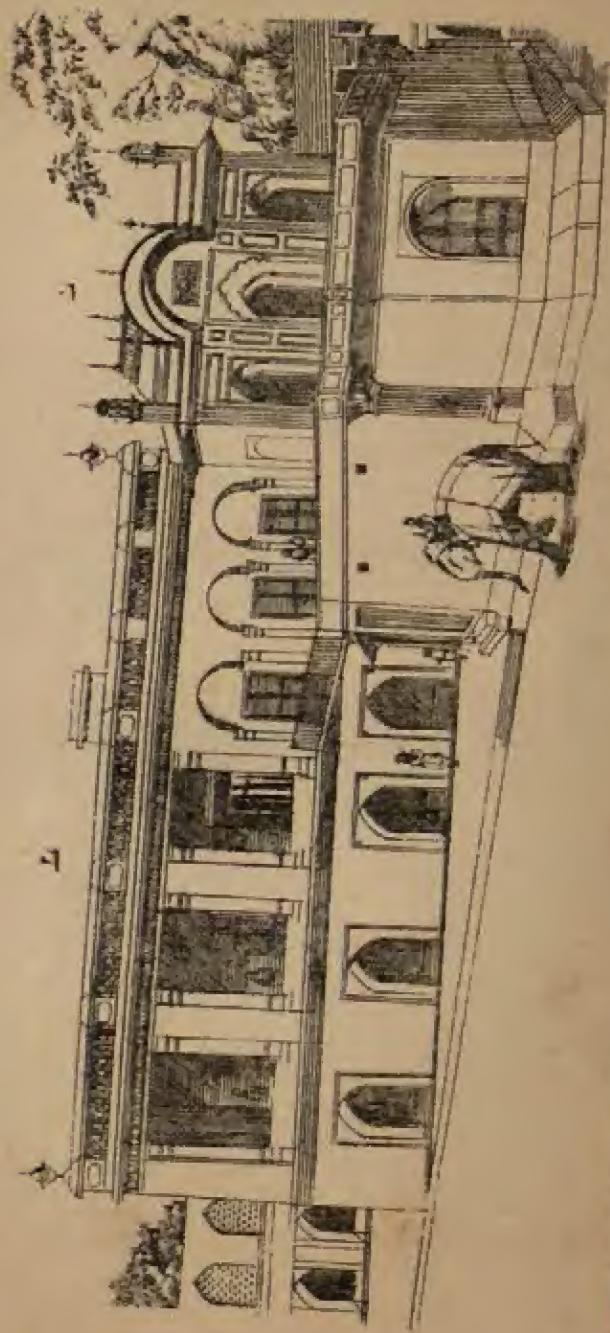


خامس

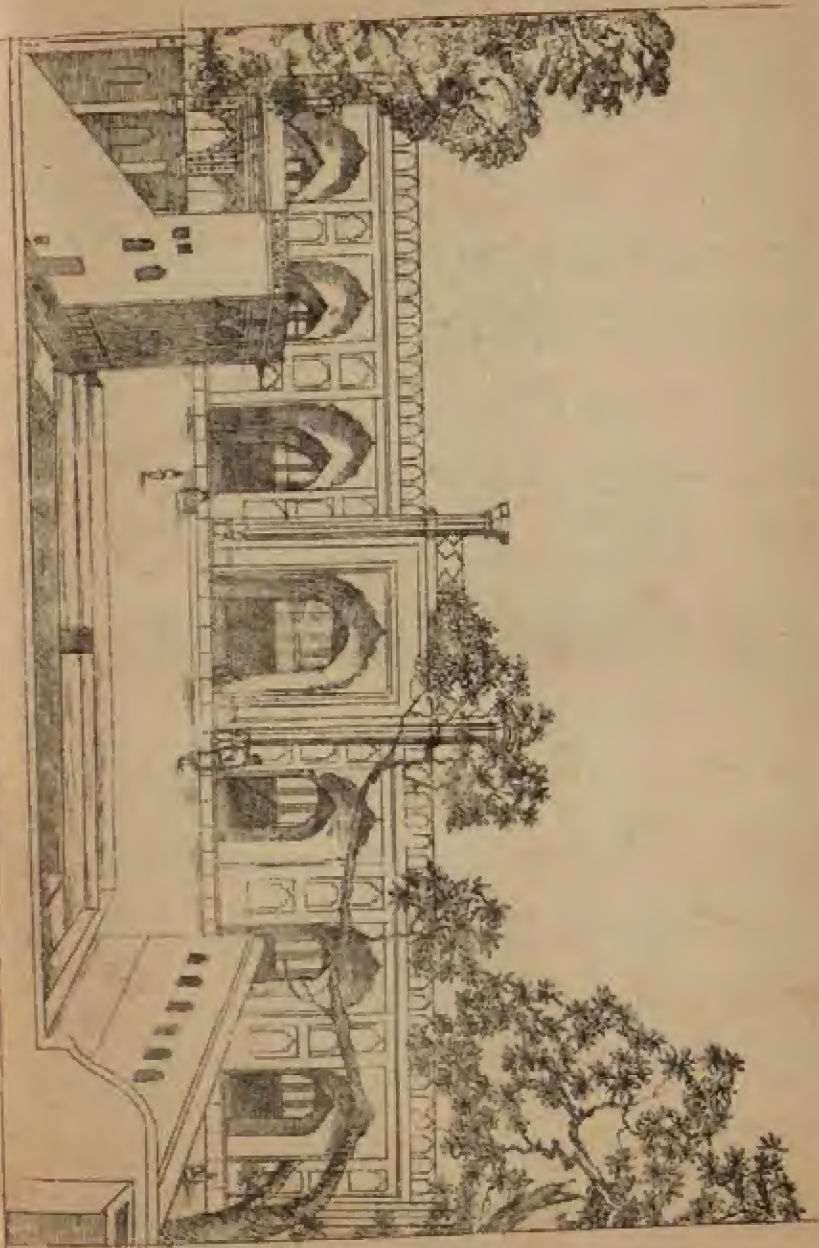
اردو زبان کے بیان میں

(۱) ہندوؤں کے راج میں تو یہاں ہندی بھاشا بولنے چاہنے لکھنے پڑھنے میں آتی تھی ششہ ہجری مطابق ۱۹۱۱ء عیسوی موافق ۱۲۴۲ھ بکرالاجپت کے جب مسلمانوں کی سلطنت نے یہاں قیام پکڑا تو بادشاہی دفتر فارسی ہو گیا مگر زبان رعایا کی وہی بھاشا رہی ششہ ہجری مطابق ۱۹۱۱ء عیسوی تک بجز بادشاہی دفتر کے رعایا میں فارسی کا رواج نہیں ہوا اسکے چند روز بعد سلطان سکند لودھی کے عہد میں سب سے پہلے ہندوؤں میں سے کاستوتوں نے جو ہمیشہ سے امورات ملکی اور ترتیب دفتر میں مداخلت رکھتے تھے فارسی لکھنا پڑھنا شروع کیا پھر رفتہ رفتہ اور قوموں نے بھی شروع کر لیا اور فارسی لکھنے پڑھنے کا ہندوؤں میں بھی رواج ہو گیا۔

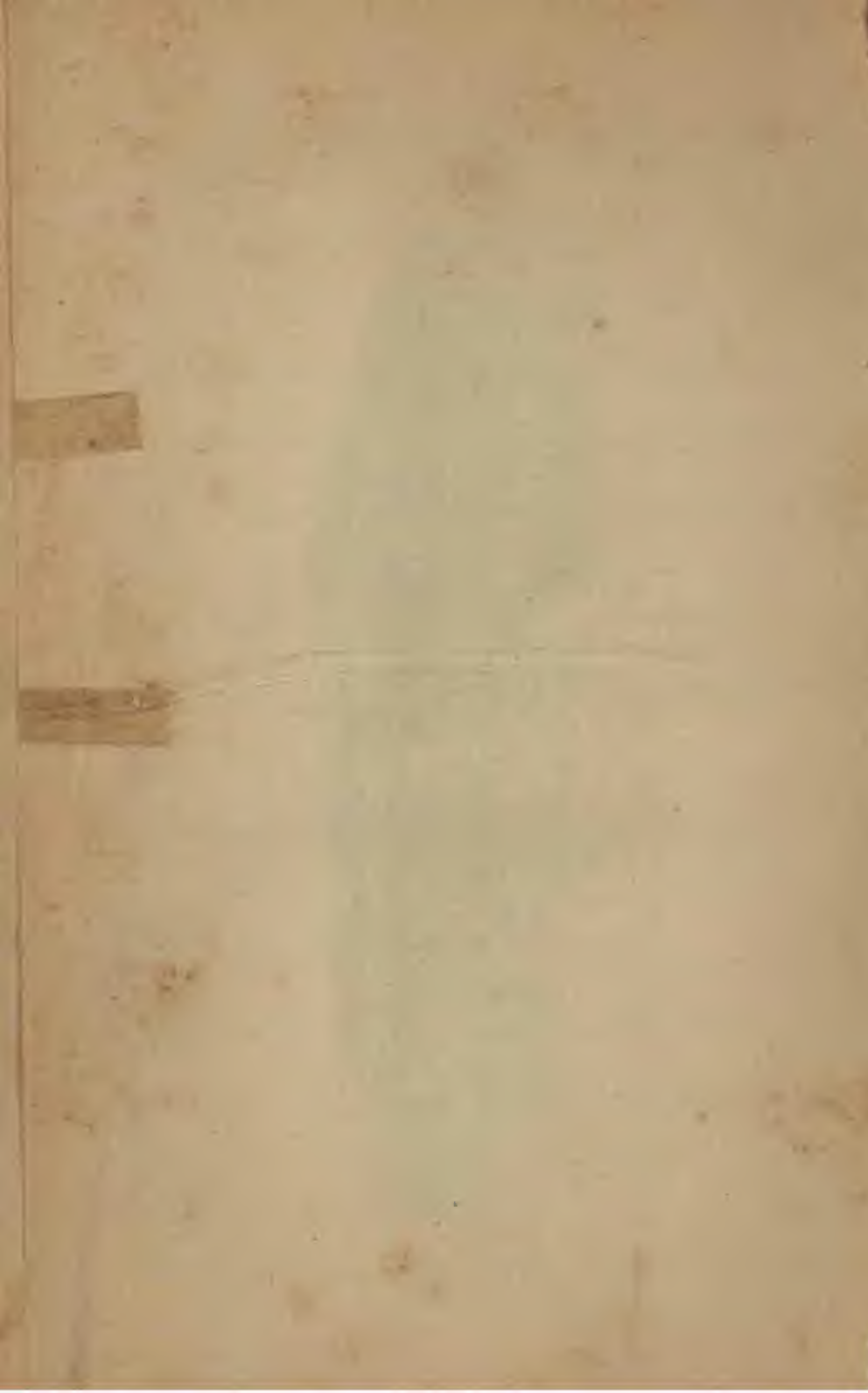
(۲) اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بھاشا میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوئی تھی مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان میں اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا میں کیا کرتے تھے پر جب بھی امیر خسرو نے خلجی بادشاہوں ہی کے زمانے سے یعنی حضرت شیخ سے تیرہویں صدی میں فارسی زبان میں بھاشا کے لفظ ملائے شروع کیے تھے اور کچھ پہیلیان اور مکرمان اور نسبتیں ایسی زبان میں کہیں تھیں جس میں اکثر الفاظ بھاشا کے تھے غالب ہو کر رفتہ رفتہ بھاشا میں جب ہی

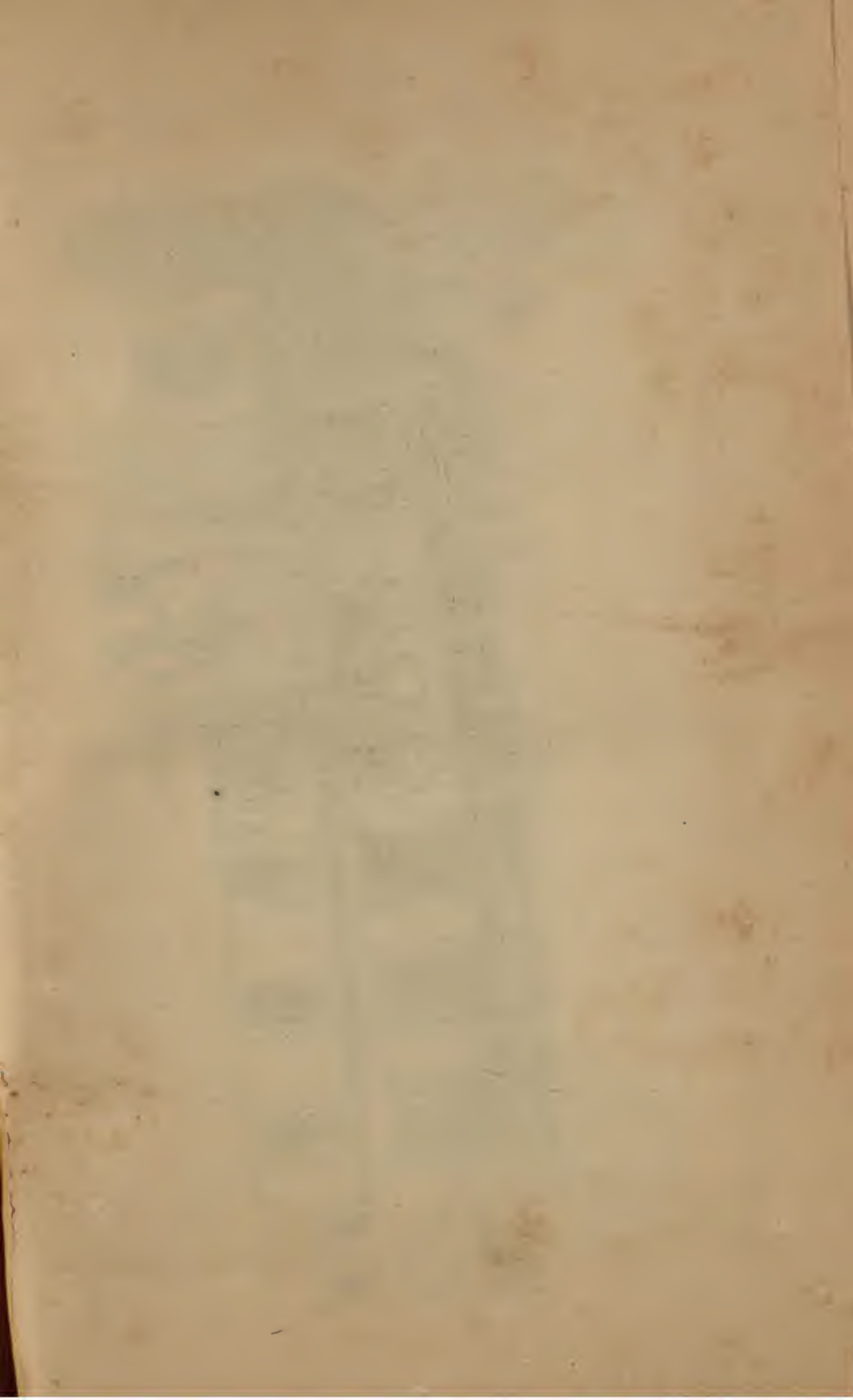


نقشه مکان مسجد حکیم حسن الشخان آباد



نقشہ مسجد خانی کراچی

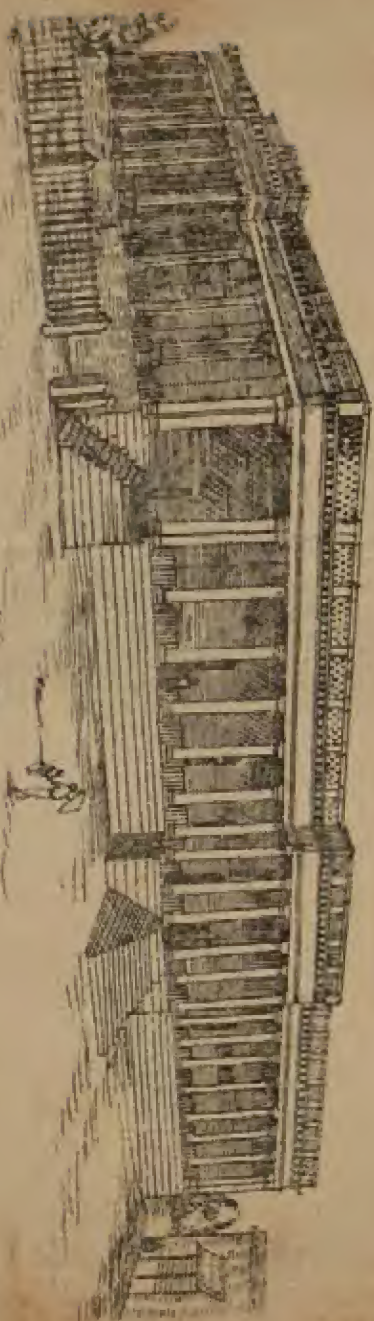




سے ملاپ شروع ہوا ہو مگر ایسا تھا جسکو جدا زبان کہا جائے جبکہ شاہجہان
بادشاہ نے ۵۸۰ ہجری مطابق ۱۱۸۲ء عیسوی کے شہر شاہجہان آباد آباد
کیا اور ہر ملک کے لوگوں کا مجمع ہوا اوس زمانے میں فارسی زبان اور ہندی
بجائے بہت مل گئی اور بعضی فارسی لفظوں اور اکثر بجائے کی لفظوں میں
بسیب کثرت استعمال کے تغیر و تبدیل ہو گئی غرض کہ کثیر بادشاہی اور
اردو معلیٰ میں ان دونوں زبانوں کی ترکیب سے نئی زبان پیدا ہو گئی
اور اسی سبب سے زبان کا اردو نام ہوا پھر کثرت استعمال سے لفظ زبان کا
محدوف ہو کر اس زبان کو اردو کہنے لگے رفتہ رفتہ اس زبان کی تہذیب
اور آراستگی ہوتی گئی یہاں تک کہ تخمیناً ۱۸۰۰ ہجری مطابق ۱۸۰۰ عیسوی
کے یعنی اوزنگ زیب عالمگیر کے عہد میں شعر کہنا شروع ہوا اگرچہ مشہور ہے
کہ سب سے پہلے اس زبان میں دلی نے شعر کہا مگر خود دلی کے اشعار سے
معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے پہلے بھی کسی نے اس زبان میں شعر کہا ہے کیونکہ
اوس کے شعروں میں اور شاعروں کی زبان پر طنز نکلتی ہے مگر اوس زمانے کے شعر
بہت پھیکے اور نہایت مست بندش کے تھے پھر دن بدن اسکو ترقی ہوتی گئی
یہاں تک کہ میر اور سودا نے اوسکو کمال پر پہنچا دیا۔

(۳) میر کی زبان ایسی صاف اور سست ہے اور اوس کے شعروں میں ایسے
اچھے محاورات بے تکلف بندھے ہیں کہ آج تک سب اوسکی تعریف کرتے ہیں

نقشه کوچه حاجی بنیاد صاحب کلان بنیاد



(۸) فارسی شعرون کی جو بحرین اور اقسام ہیں وہ سب اردو شعرون میں مروج ہیں الا مکرئی اور پہیلی کہنے کا وزن بھی اور ہر زبان بھی ایسی ہی جسمین اکثر بجا شاملی ہوئی ہو۔

(۹) نسبتیں جو مشہور ہیں فقرے ہوتے ہیں کہ اون میں دو یا تین یا زیادہ چیزیں جسمین کچھ باعتبار ظاہر کے مناسبت نہیں معلوم ہوتی جو بیان کیجاتیں ہیں اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہے کہ ایسی ایک بات جامع بیان کرے جو سب میں پائی جائے۔

(۱۰) پہیلی میں کسی چیز کے اوصاف اور خصائص اور پتے بیان کیے جاتے ہیں اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ چیز کیا ہے بڑی خوبی پہیلی کی ہے کہ کما وسین اوس چیز کا نام بھی آجائے جس کے اوصاف اور خصائص بیان کیے گئے ہیں پھر ادھر بھی مخاطب نہ سمجھے۔

(۱۱) مکرئی میں عورت کی زبان سے ذو معنی بات بیان کی جاتی ہے کہ جنہیں ایک سے معشوق مراد ہوتا ہے اور دوسری سے اور کچھ قائل اس کا جب چاہے معشوق کی بات سے مکر جائے۔

پہیلیاں

بالا تھا تو سب کو بھایا بڑا ہوا کچھ کام نہ آیا
میں لے دیا سکا ناؤں ہونچھے تو بوجھ نہیں چھوڑے گاؤں
وہ یعنی چراغ

سودا کی زبان بھی اگرچہ بہت خوب ہو اور مضامین کی تیزی میر پر غالب ہو
مگر میر کی زبان کو اس کی زبان نہیں پہونچتی۔

(۴) اردو نثر لکھنے والوں میں میر امن حسنہ باغ بہار لکھا سب پر
فوق ہے کیا حقیقت میں نظم لکھنے میں جیسا کمال میر کو ہو نثر لکھنے میں
ویسا ہی کمال میر امن کو ہو۔

(۵) عربی زبان کا اردو میں ترجمہ سب سے پہلے مولوی عبدالقادر صاحب
اور مولوی رفیع الدین صاحب نے کیا مولوی عبدالفتاد صاحب کا
اردو ترجمہ کلام السد کا اردو لغات کے لیے ایک بڑی سند ہو اور
مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کے لیے ایک
بہت عمدہ دستاویز ہو۔

(۶) اردو زبان کے شعرون کا بھی طریقہ فارسی شعرون کے قاعدے
پر یوں ہی آن پڑا ہے کہ گویا جوان مرد خوب صورت لڑکے کی تعریف
میں شعر کہتا ہو۔

(۷) ہندی بھاشا میں دستور تھا کہ عورت کی زبان سے مرد کی نسبت
شو قیہ شعر ہوتے تھے بعضی بعضی دفعہ اردو زبان میں اسید طرح پر بھی شعر
کہا جاتا ہے اور اس کو رنجی مانتے ہیں غالب ہے کہ تخمیناً ۲۲۰۰ ہجری مطابق ۱۷۰۰
عیسوی کے انشا اسد خان نے اس کو رواج دیا۔



فارسی بولی آئی نا
ہندی کہتے عارسی آئے

ترکی بولی پائی نا
منہ دیکھون جولے بتاے

آئینہ

مکری

آپ ہے اور مو کو ہلائے
بل ہلا کے بھیانک بکھا

واکا ہنا مو کو بھلائے
امی سکھی ساجن ناسکھی پنکھا

پنکھا

بتین

گوشت کیون نہ کھایا
انا رکھایا کیون نہیں
سموسہ کیون نہ کھایا

ڈوم کیون نہ گایا
وزیر رکھایا کیون نہیں
جو تہ کیون نہ پہنا

گھانا تھا
وانا نہ تھا
تلا نہ تھا

ریختی

اچھا جو خفا ہے ہو تم اچھو صنم اچھا

لو میں بھی نہ بولون گی خدا کی قسم اچھا

شعر اردو

عشق کرتے ہیں اوس پر مری دے
میرا اوس نیم باز آنکھوں میں
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے

میر صاحب بھی کیا دیوانے ہیں
ساری سستی شراب کیسی ہو
اوسکی زلفون میں سب اسیر ہوئے

تمت بالخیر

باقاعدہ فوج اور اُسکی گھاتیں جو بطرف جنوب اُس دریا کے تھیں اس زمانے
میں بھی پاکیزگی کے ساتھ یاد ہیں۔

جس طرح کہ شیر ایک شکار چھوڑ کر دوسرا شکار پکڑتا ہے اسی طرح اُس نے اس دنیا کو
چھوڑ کر اُس عالم پر قبضہ کیا یعنی مر گیا مگر اُسکی نام آوری اب تک ہر زمین پر
بسبب اُسکے پہلے کاموں کی شہرت کے اگرچہ وہ اب مر گیا ہے لیکن اُسکے
ہتیار کرنے کی طاقت جو دشمنوں کا تباہ کرنے والا تھا اب تک عالم میں
باقی ہے۔

اُس شخص نے کہ جس نے بوسیلہ اپنی تلوار کے مدت تک زمین کی بادشاہت
کی اور اُس نے اپنے مین سورج اور چاند کی خاصیتیں اکٹھی کی تھیں اور اُسکے
چہرے کی خوبصورتی مثل پورے چاند کے تھی اُسی راجہ دھاوا کا جس نے اپنا
سر جھکایا پاؤں دشمنوں میں اور لگایا اپنا دل اُسی دشمنوں پر تھا یہ اونچا
ہتیار یعنی لاٹھ و دشمنوں کے نام پر جو قابل پرستش کے ہے بنایا ہوا دھاوا کا۔

جانب جنوب

[illegible]

[illegible]

ज्ञातसवति चाह मावतिल कः शाकरु ग्री रूप तिः श्री
म वि सुद प्रा क ए ए ष वि क यी सं ता त ह मा वः ।

आत्मा हि क न दंष्ट्र क म मिदि म व द्वि ध्यां त ता ल ह वः

शि ष घी क प्रा गा य मा सृ त व ता सु हा ग सू थं म तः ॥

اے بیل راج دیوا کی چلنے کے سامان میں دشمنوں کی عورتوں کی آنکھ میں پانی ہوتا ہے اور
دشمنوں کے دانتوں میں کھانسی ہوتی ہے اور بڑی سی بڑی شاعری آپ کی تعریف کرینوالی ہوتی ہے اور رستہ
ایسا ہوتا ہے کہ جس سے گئے گھر لوگ بھی بہشت کو چڑھ جائیں اور دشمنوں کے دل خالی ہوتے ہیں۔
اے بلدیو دشمنوں کی عورتوں کے دل کہ جو کھیلنے کی جگہ کی بجائی ہیں انہیں آپ کا رہنا ہوا اور تھکا رہیں ان کا
رہنا ٹھیک نہیں اور دشمنوں کے دلوں میں تمہاری بہشت ہوا اور آپ کو تو دشمنوں کی دہشت ہی نہیں
کسو اسطے کہ پر شوقم کہ جسے سمندر کو متھ کر کچھین نکالی اُسکی گود میں آپ کیا نہیں سوئے ہو۔
ساتھ میں یہی راجہ دیوتا دنیا میں سب سے اونچا ہے کیسا کہ جسے بندھیا چل سے ہمارے ملک تیر تھکا ترا
کرنے میں فتح کیا پھر کیسا کہ اونچی گردن کرینوالوں کو مارنے والا اونچی گردن والوں سے خوشی
اور جسے بے دھرموں کو مار کر اریا ورت کو با معنی کر دیا۔

یہ ساتھ میں یہی راجہ سر بیان بلدیو اپنی اولاد سے کہتا ہے کہ اب ہم نے ہما چل اور بندہ کے بیچ
کی زمین خراج دینے والی کر لی اور باقی کی اپنا کرنے میں تمہارا دل ارادے سے مت ہو
کیسا ہی وہ راجہ کہ جو اچھے اخلاق والے ہیں ان کا سردار ہے۔

(ح) بزم

(ح) بزم

(ح) بزم

(ح) بزم



سंवत् ۳۷۱ विक्रमाब्दे १२१० वैशाख शुक्ल १५ सुतोतिवि
 नमिदं मद्रवशास्त्रोतिविक श्रीतिलक बाळपत्य
 गोदानय कायष्ठ मारुवपुत्रशीपतिना ॥ अत्र समायम
 नं ३१ याठ ३३ श्रीसल्लुगापावः ॥

یہ لکھا کھوداراجہ کی مہربانی سے سری تلک راج کے حضور میں سری پت
 بیٹی مہاپت کو رہنس کایت نے اسوقت میں کہ مہامنتری یعنی وزیر راجپوت
 سری سل پچھین پال ہی ترجمہ ہوا باعانت مصرام سرن پنڈت ساکن رہتک۔

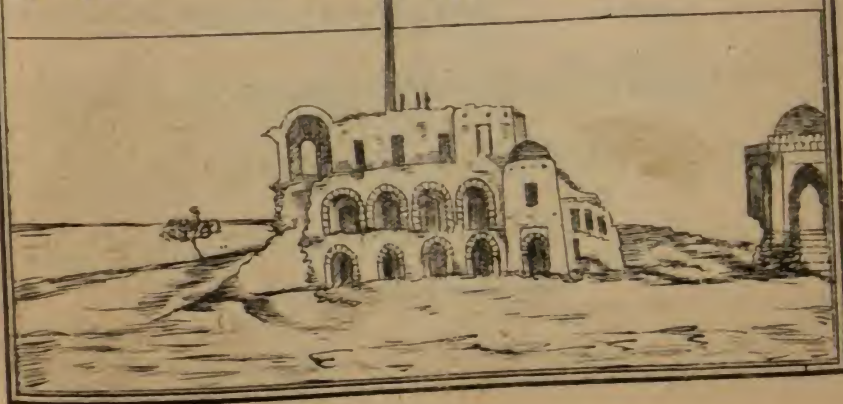
मुद्रा ३३ श्रीसल्लुगापावः

श्रीश्रीः ११२३४५६७८९०१२३४५६७८९०

महिल विष्णुसंस्मरणपुस्तकलिपि

॥ ३३ ॥ श्रीश्रीः ११२३४५६७८९०१२३४५६७८९०

॥ ३३ ॥ श्रीश्रीः ११२३४५६७८९०१२३४५६७८९०



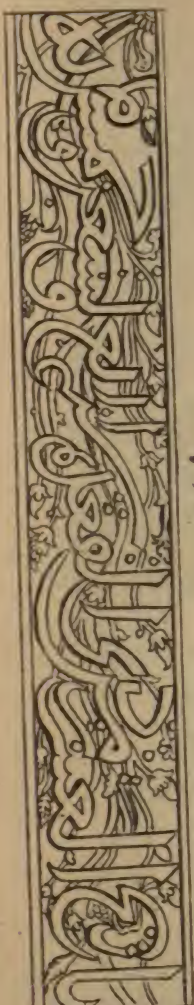
کتابخانه یمنی لاهور در جاد

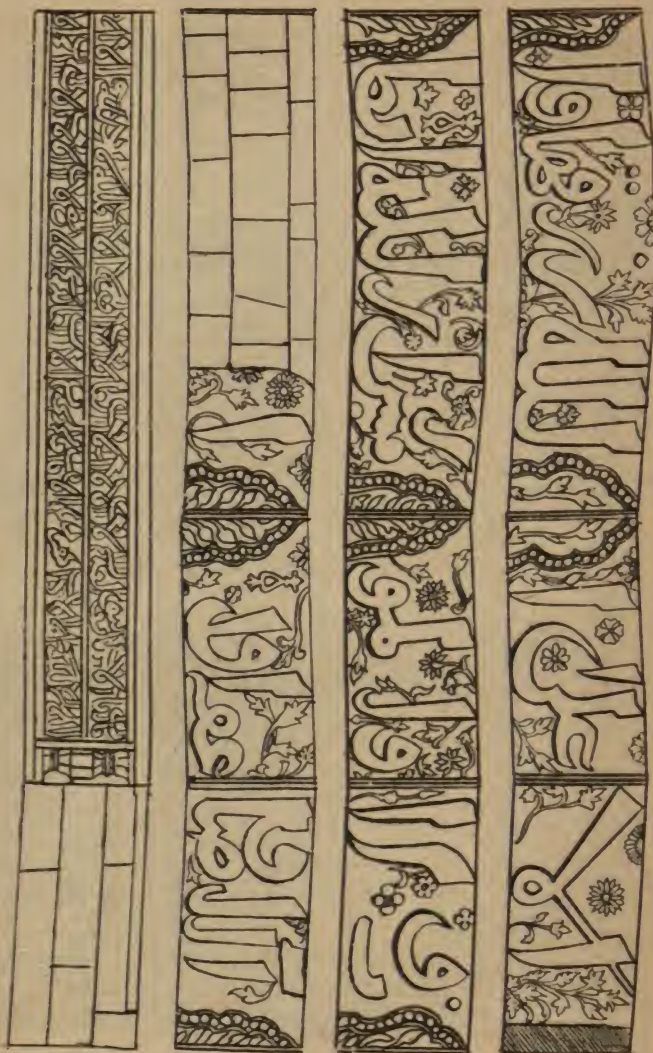


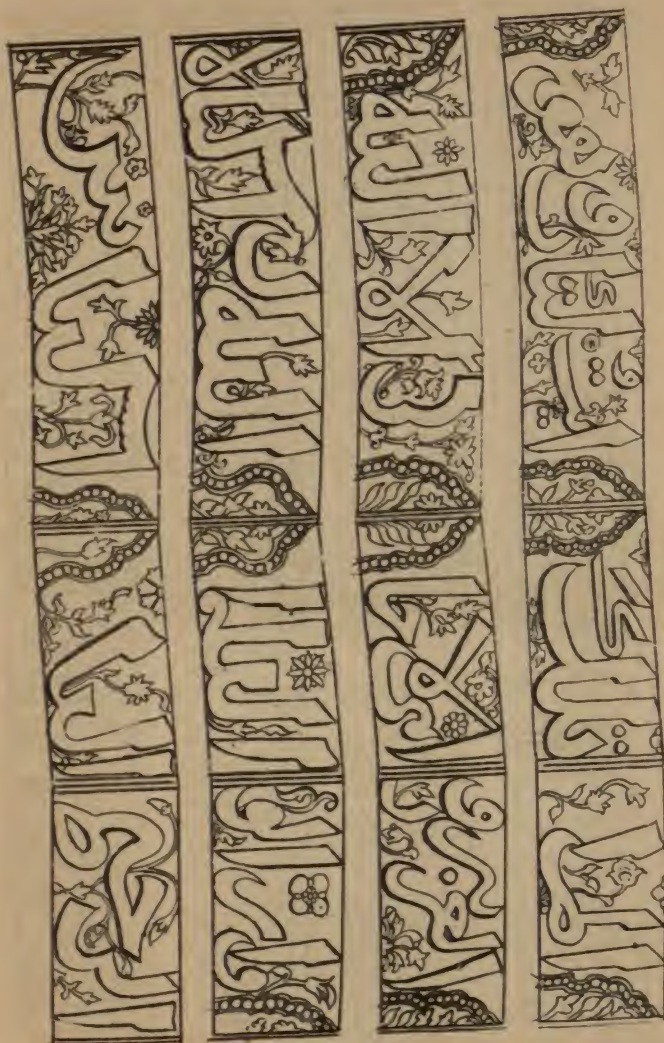
(۵) نبر کتبہ



(۶) نبر کتبہ





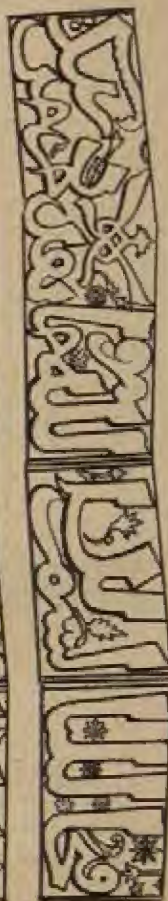
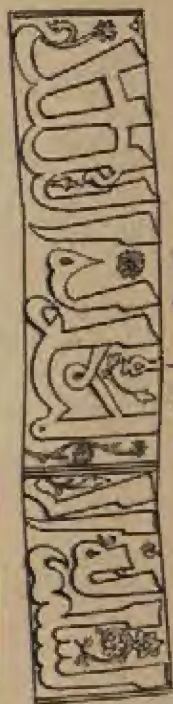




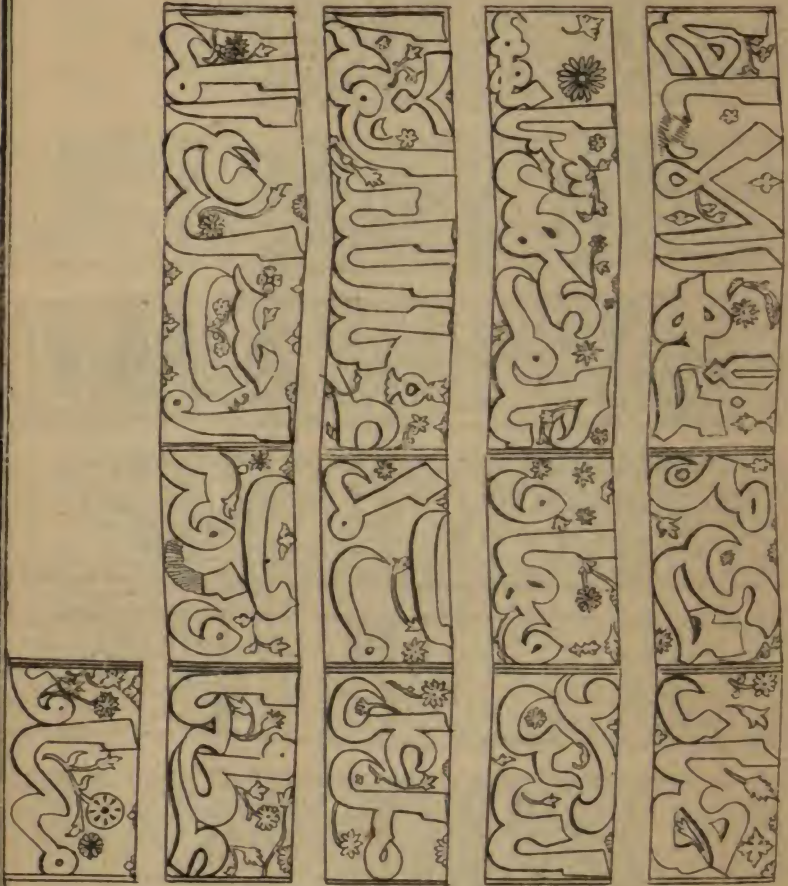
طبرستان

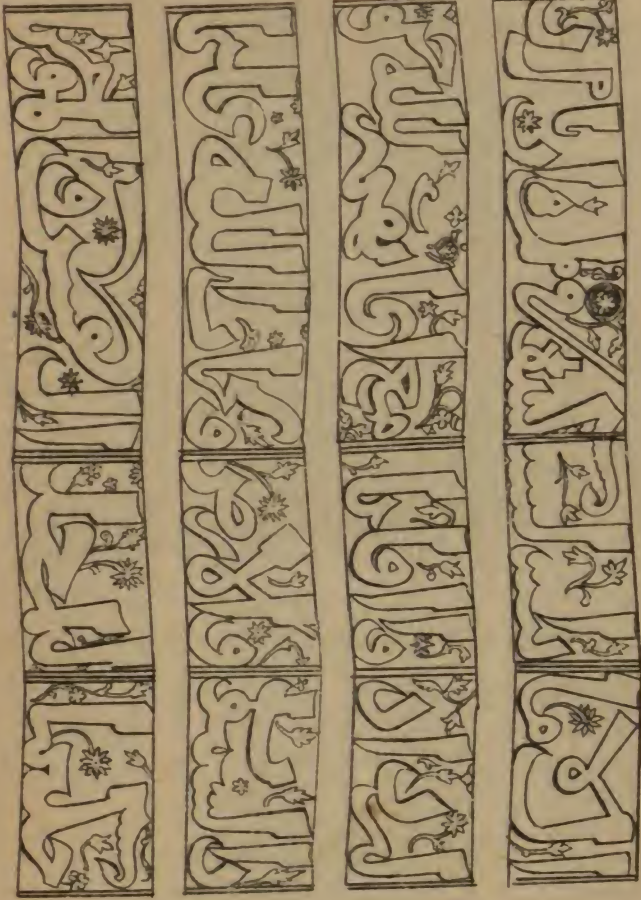


طریق در حایل









مَدَامُ لِيْ

الله أكبر



الله الحامد

سطر خبسم درجہ اول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لا اله الا الله محمد رسول الله

سفر پیام درج اول

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيمُ الْغَنِيُّ

الْحَكِيمُ الْوَدُّدُ الْحَمِيدُ الْكَرِيمُ

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ

الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله محمد رسول الله

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحك يا ذا الجلال والإكرام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

المسلمين واليه يرجعون

کتاب فی الفی

کتاب فی الفی

کتاب فی الفی

کتاب فی الفی

کتاب فی الفی

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

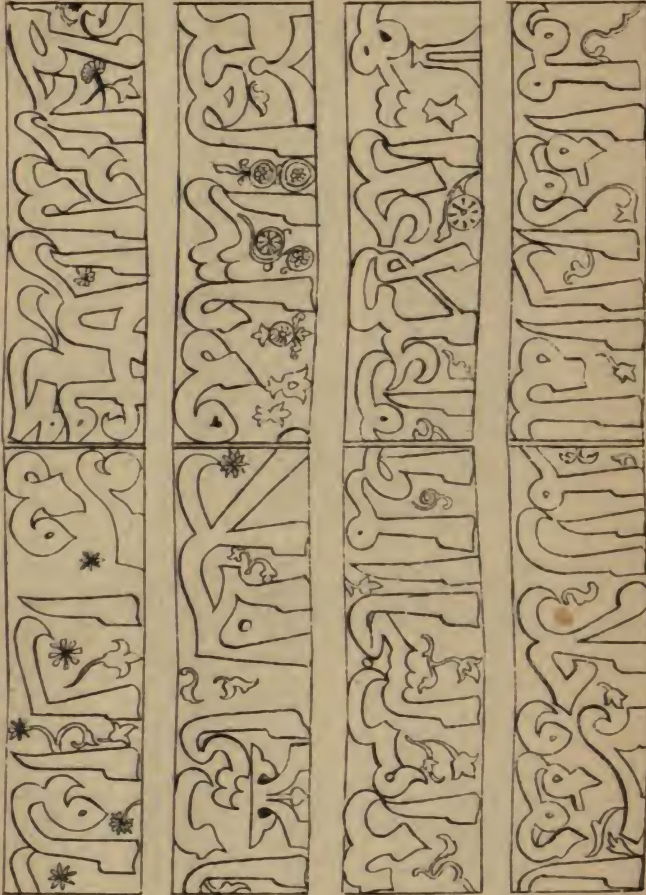
لا اله الا الله محمد رسول الله

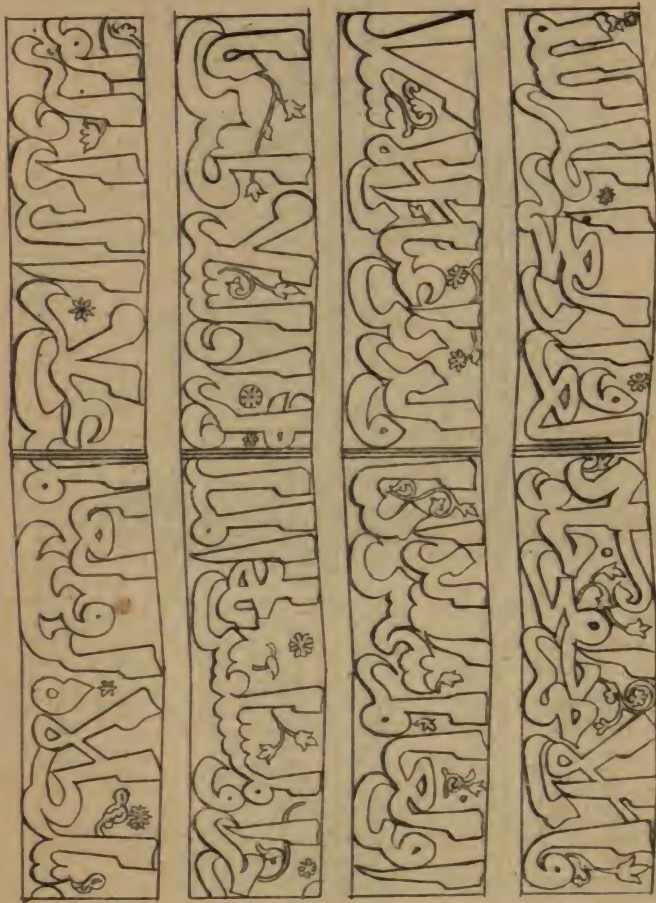
لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله





لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ وَفِي مَشْرِقِ كُلِّ

سُورَةٍ صَلَواتٌ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَكَوْنُهُمْ

كَأَحْيَيْنَا زَيْنُ عَابِدٍ وَفِي آيَةِ الْإِيمَانِ

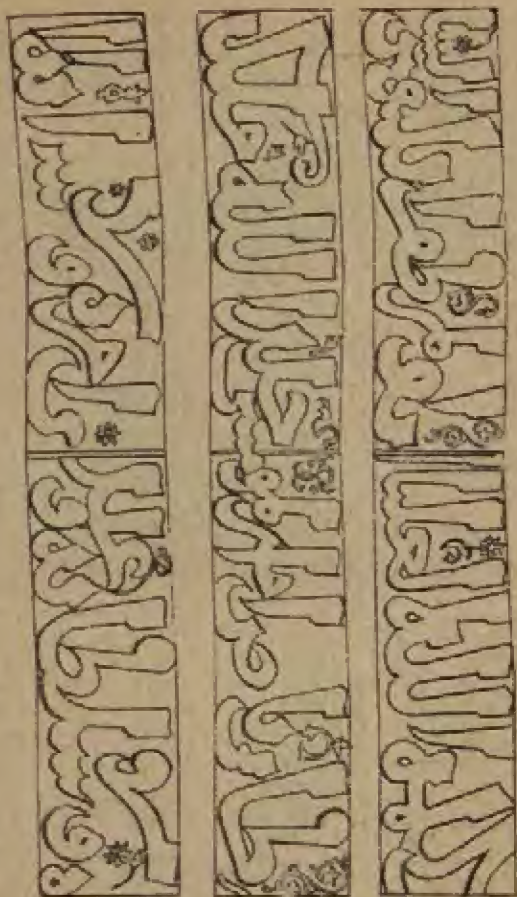
لَنَا سَيِّدٌ مُبَارَكٌ وَفِي كِتَابِ الْبُرْهَانِ

أَكْبَرُ الْأَعْلَانِ وَفِي الْقُرْآنِ سُبْحَانَ

ذِي الْأَلْبَابِ وَفِي السَّجْدَةِ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ

بَلَدُهُ وَفِي الْوَاقِعِ صَلَواتٌ عَلَى آلِهِ وَفِي

تَحْفِظِهِ عَلَى الْأَعْلَانِ وَفِي الْإِيمَانِ

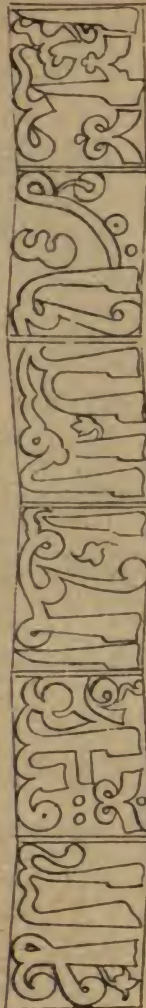
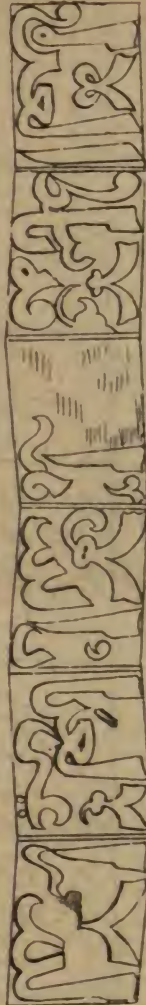
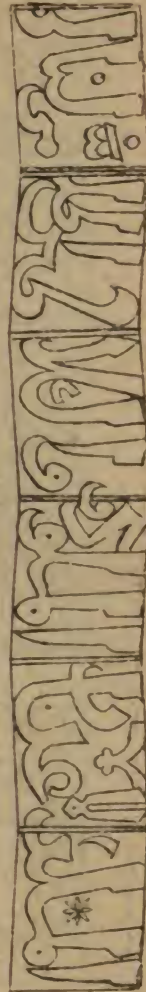


لله الحمد والمنة

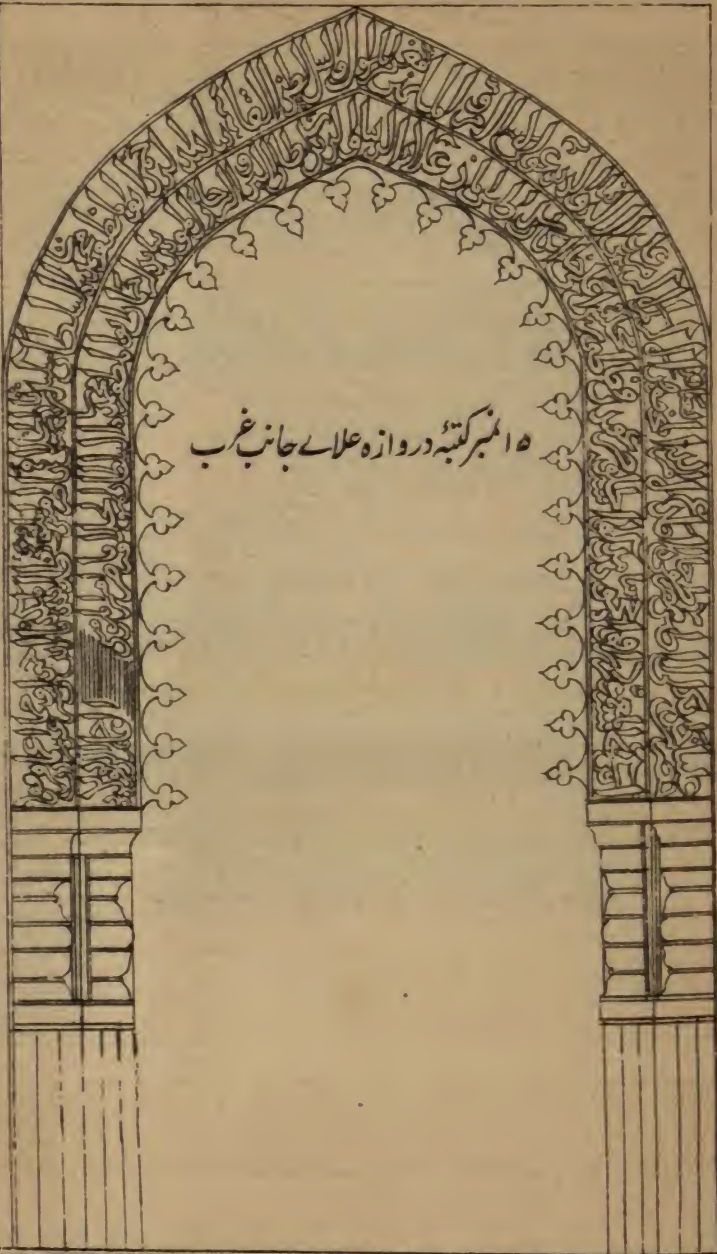


سطر در خط چهارم

المعجزة العظيمة التي لا
تنتهي ولا تنقطع ولا
تتغير ولا تتبدل ولا
تتغير ولا تتبدل ولا



[illegible]



۴۴ نمبر کتبہ دروازہ اول لاشہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ

مَنْ حَقَّرَ مَسْأَلَةَ مُجِيبٍ مِنْهَا
أَفْضَلُ مِنْ مَسْأَلَةِ مُسْأَلٍ
أَفْضَلُ مِنْ مَسْأَلَةِ مُسْأَلٍ
أَفْضَلُ مِنْ مَسْأَلَةِ مُسْأَلٍ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
موسمًا من موسمي الدنيا والآخرة

[illegible]

سطر متعلقہ انمبر کتبہ دروازہ علاقے جانب غرب

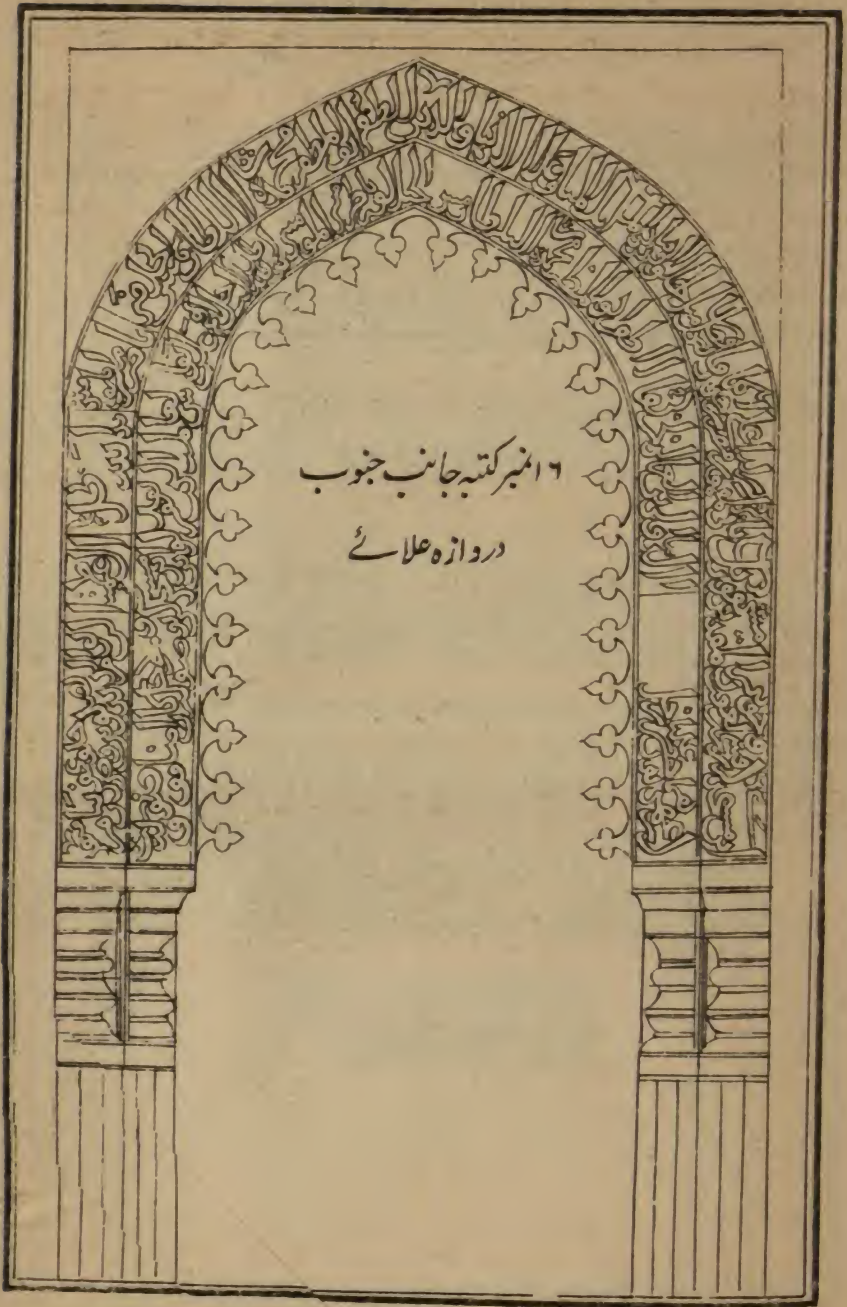
مَدَنِيَّةُ الْمَدِينَةِ الْمَكِّيَّةِ الْكَافَّةِ

بسم الله الرحمن الرحيم

سطر ثانی متعلقہ انمبر کتبہ دروازہ علاقے جانب غرب

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ مِنَ الْخَالِينَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَهُ لَوْلَا رَحْمَتُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَكُنَّا مِنَ الْخَاسِرِينَ



سطر متعلقه ۶۱ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علاقے

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

سطر متعلقه ۶۲ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علاقے

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين



سطر متعلقه ۷۱ نمبر کتبہ دروازہ علاقے جانب شرق

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

سطر متعلقه ۷۲ نمبر دروازہ علاقے جانب شرق

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والله اعلم بالصواب والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين



سرمقلقه انبر کتبه درگاه سلطان غازی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

سرمقلقه انبر کتبه درگاه سلطان غازی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

سرمقلقه انبر کتبه درگاه سلطان غازی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

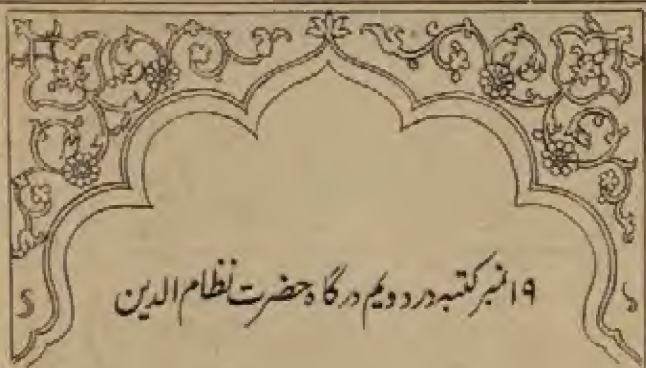
یہ نمبر کتبہ کا لی مسجد کوٹہ نظام الدین

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

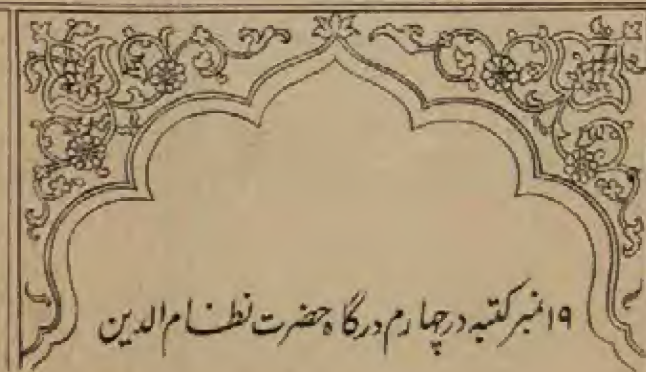
۲۲ منیر کتبہ کا امجد بشر

* کتبہ نمبر ۲۱ صفحہ ۵۳ پر ملاحظہ ہو ۱۲

در عهد علی حضرت صاحبقران ثانی احقر العباد خلعت الله خان ابن میر میران بحسب نعمت الهی



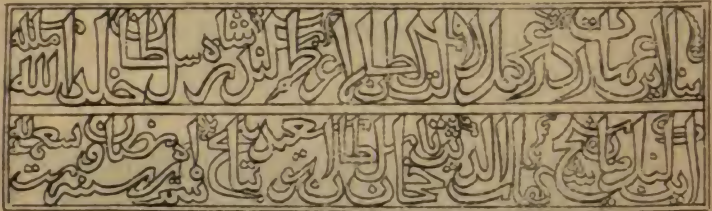
کہ حاکم شاہ جهان آباد بود این فی سنہ ۱۲۶۳ لہ الور بود در روضہ متبرکہ مرتب نمود



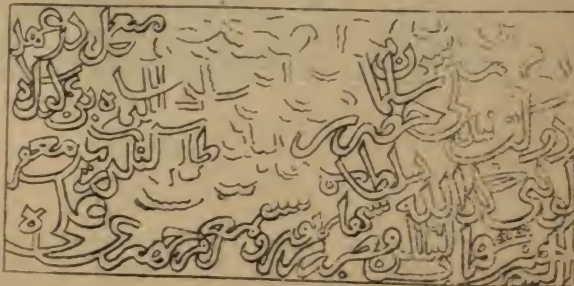
۲۱ نمبر کتبہ دروازہ روشن چراغ دہلی



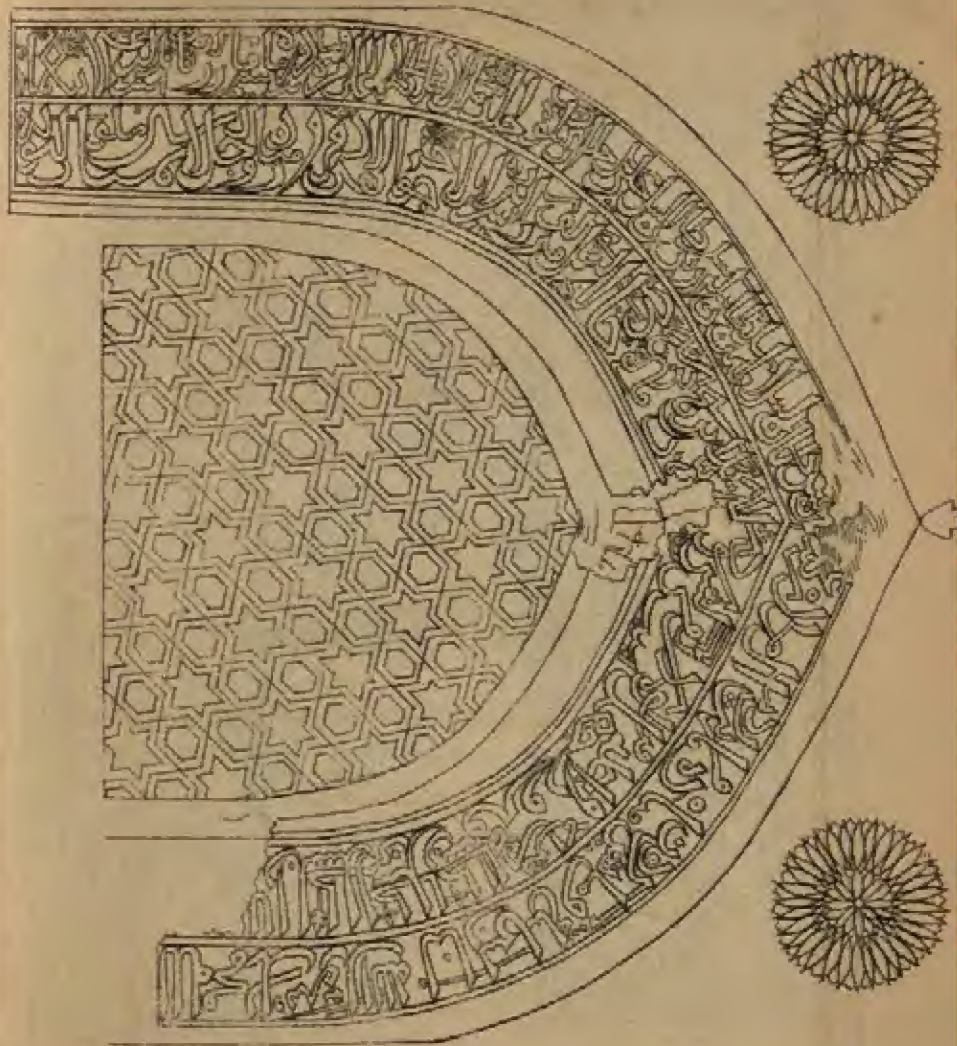
۲۲ نمبر کتبہ برج شہاب الدین تاج خان



نمبر ۲۵ کتبہ چاہ مسجد موہ



۲۳ منبر کتبه مقبره فیروز شاه



۲۸ نمبر کتبہ ہائے نعلی چھتری

اللہ اکبر

بدیہ حضرت جہانگیر شاہ اکبر

عجب پرفیض جارس کامر نیست

نشین کاہ جنت آشیانیست

۱۲۷ جلوس جہانگیری موافق ۲۸

یا فتاح

وقتی کہ بادشاہ ہفت کشور نورالدین

جہانگیر بادشاہ غازی ازدار الخلفانہ

آگرہ متوجہ سیر کشمیر جنت نظیر بودند

این مطلع را بر زبان الہام بیان گذرانیدند

۲۹ نمبر کتبہ ہائے نعلی چھتری

اللہ اکبر

ہمایون شاہ ابن شاہ بابر

کہ اصل پاش از صاحب قرانیت

۱۲۶ جلوس مبارک

جہانگیری موافق ۲۹

یا ناصر

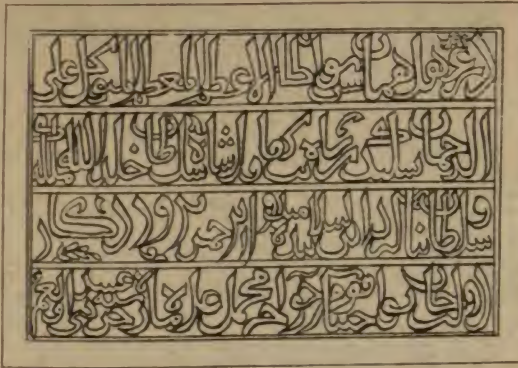
چون آن شہنشاہ گیتی پناہ از کشمیر دلپذیر

مرحبت نمودند و باین مکان فیض رسان

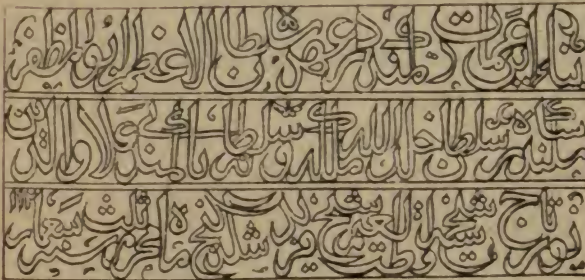
نزول اجلال فرمودند حکم کردند کہ

این حسن مطلع را نیز نقش نمایند

نمبر ۲۶ کتبہ راجون کی مائین کا



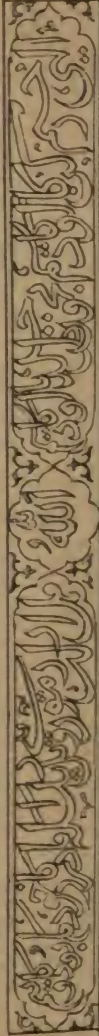
نمبر ۲۷ کتبہ درگاہ یوسف قتال

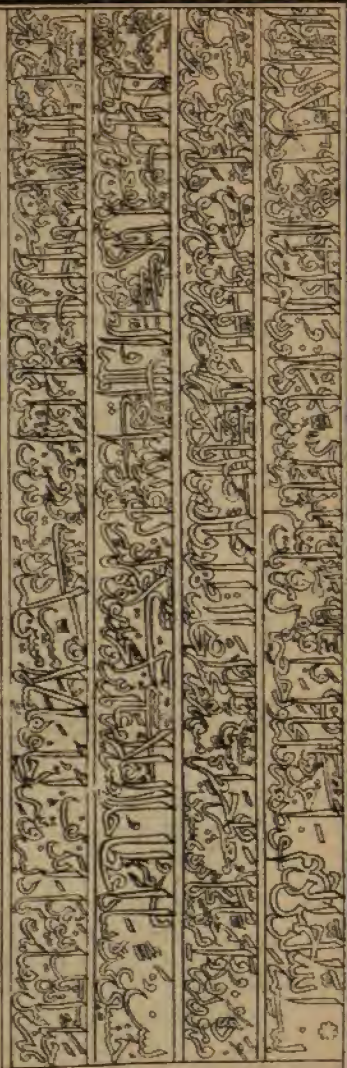


۳۲ نمبر کتبہ دروازہ درگاہ قطب صاحب

<p>الحد</p> <p>محمد</p> <p>ابوبکر</p> <p>عمر</p> <p>عثمان</p> <p>علی</p> <p>الحد</p>		<p>فی حقہ</p> <p>از سنی کترین غلامان شجرہ یار</p> <p>با اعتقاد معتقد کامل العیار</p> <p>تاریخ یافت دست درصدا بر پشت عدن</p> <p>از سنی کترین غلامان شجرہ یار</p> <p>با اعتقاد معتقد کامل العیار</p> <p>تاریخ یافت دست درصدا بر پشت عدن</p>	
--	--	---	--

۳۳ نمبر کتبہ ہای مسجد پرانا است





الله
عنان
ابوبکر
محمد
الله

ما نند قیلا اشراف چون کعبه محرم	تیمیر شد مجر از سب او منتظم
گرد دیگر در اوضه آ و آدم و ملک	گر در مر از خواجده یقین فک
منشخ سیر شهنشاه آسمان غلام	از حکم بادشاه جهان شهنشاه نام

نمبر به کتبه درگاه امام ضامن

نمبر ۳ کتبه دروازه قطب صاحب

۳۳ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان

نمبر ۳۳ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان
نمبر ۳۳ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان
نمبر ۳۳ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان

نمبر ۳۳
کتبہ فیض النازل

بدران وصال الیقین محمد
ولی مقبرہ عیسیٰ خان مقبرہ عیسیٰ خان
نمبر ۳۳ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان

قلم سار کس

۳۳ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان

باہتمام درویش سین

نمبر ۳۳ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان
نمبر ۳۳ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان
نمبر ۳۳ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان

بسم الله الرحمن الرحيم
 و بسم الله الرحمن الرحيم
 و بسم الله الرحمن الرحيم
 و بسم الله الرحمن الرحيم
 و بسم الله الرحمن الرحيم

۳۳ نمبر کتبہ ہای کمار ی باولی

بسم الله الرحمن الرحيم
 و بسم الله الرحمن الرحيم
 و بسم الله الرحمن الرحيم
 و بسم الله الرحمن الرحيم
 و بسم الله الرحمن الرحيم

سنگ این کتبہ کم شد

لا اله الا الله
محمد رسول الله

زمین را ازین لوح شد سرورگار
بدوران بخت شاه کار

میر سرحد و ملک سخن
آن طایفه ندر یاسی کمال
نژاد و کشته سراز مارمین
نظم او صافی تر از انبال
بلبل و ستان سحر می بین
عظمی سکر متعال مثال
از لی تاریخ سال نو آد
چون بک دم سر بر آید خیال
شد قدیم المثل یک تاریخ او
دیکه شی طوطی سکر متعال
زمن و حال طایفه و طایفه و طایفه
یاقی سوره و بی بی طایفه و طایفه
محمدی خواجه طایفه و طایفه

شده با حسن اساتیس
نظم شمس حسن محمدی خواجه
تایخ بنای این چکر و طایفه
عمر و شهاب السعادی خواجه

نمبره ۳ کتبه درگاه طاق امیر خسرو

الحمد
الحمد
نور العین محمد
بدو شمس عالم طایفه و طایفه
بادشاه عادل خواجه
خلد المد طایفه و طایفه
علی العالمین برده و احسان

۳۴ نمبر کتبیں سلیم کردہ

سید محمد شاہ نور الدین جہانگیر علیہ السلام
سال و ماہ و یوم مبارک انوار الطاف
۱۰۵۰

۳۴ نمبر کتبیں سلیم کردہ

الذکر	بجکم بادشاہت مفت کشور	جل جلالہ	شہنشاہ بعد ازل داد و دہیر	باقی
یانا ص	جہانگیر بن شاہنشاہ اکبر	یافض	کہ شمشیرش جہان را کر تخریر	یاجی
شہ	چو این کی شہت در دہان	جلوس	کہ وصفش را نشانید کہ تحریر	جہانگیر
باتمام	بی تا رخ اتماش خرو گفت	حسین	پیل شاہنشاہ دہلی جہانگیر	کلیف

نمبر ۳۹ کتبه باره پله

	
از جهانگیرش که شاه	انکه پیش صاحب عالم کل
دوستان او به دست افروز	دشمنان را با ناله غل
سند را در زبان سلطان	عبه می نویسد اسفندیار
بوستانیت حضرت دلی	بوی از گل گرفته زینت دل
سال منعم محمد سلطان	که سال از چو گل لبس
مخلص خاص صاحبان	خادم قهر شاه و مملکت
که تعمیر این بنی است	که شود در پیش از میر کل
سال تازیش از کتب	گشت رویش از عی کل
گفت بردار خاد و مخلص	بست از راه میر مالی کل

فرد بودی تبه کر کردن نبود نایش طاق یرد طاق اگر خفتش نبودی که کشان
 فرور شمسده پیش طاق جهان نمایش روشنی بخش مصایح سموت پرتو کس کنبد
 مالم ارایش نور افزای قنادیل جنات مندر سنگ مرمش چون مخمر مسجد قلی مرقات

و نهم

مقام قاب قوسین او ادنی هجر اب فیض کسرش اندر صحب صادق کشاده پیشا بشارت رسان
 ولقد جاءهم من ربه الهدى ابواب حمت یا نبش صلا والله ید عوالی دار السلام قسبا مع
 خاتم عام رسائیده منار بهر مدارش ندای و مجری الذین احسنوا بالحسنة زنه
 رواق کنبده فیروزه فامرکن را ید سق ف رفیع با صفایش شاه روحانیان کوه افلاک

و دهم

صحن وسیع دلکشایش مسجد کاه پالک نژادان معموره خاک روح فضای فیض
 انما وطیب هوای روح افزایش از روضه رضوان حکایت کرده وعد و بیا معین
 حوض دلنشین نظافت امایش از چشمه سلسبیل خبر داده در روز جمعه دهم
 شهر شوال سال هزار شست و هجری موافق سال چهارم رازد و رستوم جلوس عیمت
 مانوس بساعت نهم

و یازدهم

وظالم شایسته سرمایه ابتنا و پیرایه تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال محسن سیر
 کار پردازان کارگران و فرط اعتنا و اهتمام کار فرمایان صداقت دار و بدل جد

نمبر ۴

بقیه مسجد جامع

در اول

بقره مان شهرنشده جهان بادشاه زمین و زمان که مان خدیو کشورستان کیتی خداوند
 کردون توان مؤسس قوانین عدل سیاست مشید ارکان ملک و دولت بسیار د
 علی فطرت قضا فرمان قدرت فرخنده رای نجسته منظر فرخ طالع بلند اخلاق
 اختر آسمان حشمت انجم سپاه خورشید عظمت فلک بارگاه

در دوم

منظر قدرت الهی مودت کرامت نامتناهی منظر کرامت الله العلیا مروج المله الخلیفه البیضا
 طهار الملوک و السلاطین خلیفه الله فی الارضین الخاقان الاعظم و الخاقان لاجل اکرم
 ابوالمخلف شهاب الدین محمد صاحبقران شاه جهان بادشاه غار لالک را بایات دولته ضو
 واعد اخبراته مقهوره کردید بصیرت حق بینش ارشعشع انوار هدایتی غایب مساجد الله

در سوم

من امن بالله والیوم الآخر مستدین است اینده خیمه صدق کزینش از اشعه مشکوره روایت
 احب الیاد الی الله مساجد رها فروغ پذیر این مسجد کوه اساس کردون حماس که کریمه
 لمسیدائیس علی النقیی بیان بنیان پایدار اوست بنید و الله فی الارض و امین تمید بکم کتاب الو
 استوار و قمر و قمر فلک شائش از طبقات آسمان گذشت و شرفه طاق پهر نشانش با و کواکب

در چهارم

کز طاق قمر معصومه اش جوئی نشنا
 هیچ نتوان گفت غیر از که کشان و آسمان

افزائی متردد اقطان در تهنیت آسمانیان و دار النفع زمینیانست و عهد سعادت مهد پادشاه
 اسلام که هفتاد و سالیه و لا پایه پروردگار خلیفه بر کزیه کردگار رحمت عمده و الجلال
 منظره اقراد ادری همال ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان
 پادشاه غازی پرستار خاص پادشاهی پرستنده با اخلاص ظل الهی موفق
 خیرات و مبرات محرمه سعادت و حسنات اعز القیاس مشهوره با کبر ابادی
 محل بفرمان معالی بنا کرد و بجهت انتقاء رضا الهی و اقتناء ثواب اخروی حاصل سر
 محتوی بر مسجد با و حقوق و مرافق داخله و خارجه وقف لازم شرع نمود
 و مقبره ساخت که اگر مقبره متین آئینه احتیاج افتاد انچه از حاصل موقوف
 بعد الترمیم باقی ماند بخند صه مسجد و حتماً قی طلبة علم رسانند
 و الاً تمام را بجماعه مسطورید اهدا این منازل منیع در عرص
 دو سال بقصر صد و پنجاه هزار و بیست و پنج شهر رمضان المبارک
 سال هزار و ششم هجری مطابق بیست و چهارم سال جلوس عالم را صورت
 انجام پذیرفت ایزد تعالی اجر این خیر جاری و نفع باقی بر روزگار
 فرخنده اثار پادشاه دین پرور و حق کزین حقیقت کسر
 و بانشاء این مبانی عامره مغایه عائد گرداند
 امین یا رب العالمین

تکمل استادان ماهر دانشور و وفور کوشش پیشه کاران چابک دست متناهمز و اتفاق
میلغده لک رویه صورت انجام و طراحت تمام پذیرفت و مقارن اتمام در روز عید فطر

هشتم

بقیة و اقدس پادشاه ظل الله صافی بیت خدا اکاه زیب گرفت و باقامت نماز عید
وادی وظایف اسلام چون مسجد الحرام در روز عید باطنی موجب طوایف انام گردید
و مبانی اسلام و ایمان را مانت گرامت فرمود سیتا خان ربع مسکون و مسالک
نور دان کوه و هامون را از اسبه عمارتیه باین رفعت و حصانت را ببینیه بصر

نهم

و مراتب خیال مرثیه نگشته و حقایق کواران و قایع دهر و فکر پردان نظم و نثر را
که سوانح نگاران ندایم ارباب حاک و دولت و صنایع شناسان اصحاب کنت و قدرینه
افراختن بنائی باین شکوه و عظمت بر زمان قلم و قلم زبان نگاشته فرازنده کالیه فسیحه
و طراز ندانند و پیوسته این بنیان رفیع را که قره العین بنش و زینت بخش کارخان افروشن است
پایدار داشته صدایسبحه انشاهنگامه را می فرایند و بجا می ملکوت و زمزمه و هیل و هیلانش را
نشاندن و متکفان و خواص جبروت و اراد و در میان معوره جهان را خطبه دولت جاوید طراوت
پناه داد گرد و زینت که بیدار میزدان مقدمه مبارکش را بجا می فرمایند و در کارگاه است و کارگاه را به
نمیر ۳۳

کتاب مسجد اکبر آبادی

این مسجد فیض انما و سر را خطبه تمام و تفاوت ما و خود نگاشته که عبادتگاه جزوستان دوزگار و در

۴۴ نمبر کتبہ قبر جهان آریکم
۴۵ نمبر کتبہ قبر زین النساءیم

هُوَ أَحْيُ الْقَيُّومِ

بغیر سبزه نبو شد کسی مزار مرا

که قبر پوش غریبانه کیه بست

الفقيرة الفانية جهان رامید

خواجهکان چشت بنت شاه جهان

بادشاه غازی انار الله برعانه

سنه ۹۳۰

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعلنا من
الانبياء والمرسلين
الذين هم خير الامم
والايمان بالله
والنبي محمد
والصلاة والسلام
على من لا نبي بعده
والله اعلم بالصواب

۵۲ نمبر کتبہ باغ ناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم بفرمان محمد شاہ عادل کہ بر قشش و تاج و تبارک

بنامی گلشنی قطب گردید کہ کلمایش زن رضوان تبارک بود سر بند ایم و زافزون

بحق سورہ صاد و تبارک پی تاریخ سانش گفت تہف خدا باری بود اسد مبارک

۶۱ الہ ہجری مقدسہ ۱۳۱۰ جلوس مبارک محمد شاہ

۵۳ نمبر کتبہ سنہری مسجد زیر تلمہ

شکر حق و عہد احمد شاہ غازی بادشاہ مسجدی گدہ بنا نواب سی منقہ
خلق پرورداد کر شاہان عالم بر بناہ بادد ایم فیض عالم آن ملاک مسجد گاہ

سعی نواب صاحب الطیف و کرم چاہ و حوض صاف و بخش آفرینی زمرت
ساخت تعمیر چاہ وید عالی شگاہ ہر کہ از ایش طہارت کرد و شہ پال کنہا

سال تا بخش خیرم یا از الہام غیب
مسجد بیت مقدس طلع نور الہ

۵۴ نمبر کتبہ مقبرہ منصور

۸۴ نمبر کتبہ سنہری مسجد کو توالی

بعد بادشاہ ہفت کشور سیلان نسر محمد شاہ اور بہ نذر شاہ بھیکہ آن قطب فاق

شد این مسجد بزرگ باطن خدایانیت لیک از کجاست بنام روشن الد و ظفر خان

تباخیش ز رحمت تاشمارا نہرار و یکصد و سی چہارا

۵۰ نمبر کتبہ باغ محمد ارخان

خدا داد و صد آرزو در جهان	بنا کشت افضل حق این مکان
پی باغ تاریخ کفتم عین	قدای محمد مہلدار خان
بہ نذر حند کردہ باغ جانا	غلام نبی ناظر مہلدار خان

در دواڑہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بر تر پو لویہ

بفضل رسول زمان چنان رستہ بازار و تر پو لویہ ز ہاتف ندا آمدہ اسچین
بنا کرد ناظر مہلدار خان کہ ماندہ دوران گستی نشان کہ باشد ابد مستقل این مکان

۱۵ نمبر کتبہ مسجد روشن الدولہ واقع قاضی دروازہ

شکر حق کہ بزرگترین نعمت	خدا داد و صد آرزو در جهان	در زمانہ سکندر نشان	محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ
روشن الدولہ ظفر خان صاحب	کریم علی شاہ	محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ	محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ
محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ	محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ	محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ	محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ
محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ	محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ	محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ	محمد کتبہ محمد شاہ غازی بادشاہ

نمبر ۵۶ کتبہ اراکلی متصل حویلی پالم جبکہ پتھر موضع ہرہ علیہ السلام

स्मृति रक्षति संहर्ती हयास्तिरयति प्रिति बोधयति प्रजाः समवता भवता प्रहो
हो भवतु भावित भावुक भावकः ९

अभोजि तोसै राहो बीहान्यो स्मदनतं
हरिवानक भूषेया शर्केन्द्रेः शास्यते धुना ३ आदी साहव दीनस्तनः परशुदव
दानभूपालः जातोय समस दीन खेरुजसा हि व भूव भूमिपतिः ४ पश्चाज्ज
लाल दीनस्तदनतरमजनि भोज दीनदपः श्रीमानल बुद्दीनोद पति वरोनस
दीनदधीन्द्र ५ आगोडा ज्ञाणा नन्द विद्वज्जनपदात्मेतु वन्धात्समतादत्तस
लोषपूरो सकलजनपदे प्राज्यमोरज्ये यत्सेवायतया माक्षितिपति मुकुटो
द्वन्द्वनभृष्टत ज्वालजाल प्रवालैर्वहति वसमती वन्धवासललीलीम् ६
गंगासागर सङ्ग-सम्पुतिदिने प्राच्याप्रतीच्यामपि स्नातुं सिन्धुसमुद्रमंगस

چو آن صدف صحرای سحر	ز دافنا گشت طلت گنیزن
---------------------	-----------------------

پندین سال تاریخ او نهد در	که باد آتیم بهشت برین
---------------------------	-----------------------

ه ه نمبر کتبه قبر کن پور پر کنه شرتی جو پتر هانمین جاتا

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم
 یا ارحم الراحمین

संतति माप्रदुःखजलधिं विद्राव्य निद्रायते ११ अस्यानेक महापुरीषातपनेराज्ञोभनादरि
 राणि हिंस्त्रिनाममहापुरीविजयते भस्त्रिविहोषिराणां याप्रवृष्वीवविचित्रत्वनिलयाद्यौ
 रिनन्दिनी यापातालपुरीवदन्मनिलयासायेवयामाहिनी १२ श्रीयोगिनीपुर
 मिति प्रथिताभिधाने हिंस्त्रापुरे पुरपतिः सुकतीवभूव श्रीमानवोष गुराराग
 विरपेतदोषो धीमानुदारमतिरुद्धरनामधेयः १३ वितशाविषाशाज्ञातद्रुभिराभि
 र्भिल्लित्वा मलाचन्द्रभागाविभागा गुरस्तादुदस्यै स्तरंगैरंगैरिष्यताम्यव सिन्धुः
 सुबन्धुः १४ सुधामधुमुधासीधुमुधादि विमुधारसः येन सिन्धुमुधापीतातस्य
 ज्ञानमुधाभ्यर्धः १५ तत्सिन्धुदिव्यमुधयापरिधीतभूमि हारस्थले सकलपा
 पहरे पवित्रे उच्चैः सदञ्चति ह सत्पमरानवतीमा मुञ्चापुरीसुरधुनीतववासिनीसा
 १६ तस्यामस्यपिताभूद्वरिपालस्तान्धिताम्यशोरान्नः इक्ष्वाहरसञ्जनकः किमु
 रस्यपितेति पितृवंशः १७ उद्धरमाता चन्द्रीदृषु पुरीदृषु पिता हरिश्चन्द्रः उच्चाहणो

होयन्मैत्र्यभाधावति होलान्दोन्नतपाशिकाककारगाल्करोरावाराङ्गनाःमा
न्यायान्तिवनिर्ममाः यदुपयाञ्चित्राभवराडुभ्वराः ७ यत्सनाप्रसरतुरानभुप
सोभाविक्षोभिताः शत्रुनान्तिवारयन्तिपुरतोदरेणभूरावा सोसंसप्तसमुद्रमुद्रित
महीहारावलीनायकः श्रीहम्सीरगयासुदीनन्दपतिः साम्राजमुज्ज्ममते दय
धादीवेराधावतुरगरवुरमुदापातसंचूर्णमान क्षोणीरिशुच्छदाभिः कवलिनक
दुभिव्योमिसमच्छाद्यामनि आदित्यस्यप्रतापः करतरविमरहीभिभिः साकभक्त
यातिप्रायेरा राजप्रभृतिशुगागानाकाचरावोदिवावा र्दयस्मिन्दिविजयप्रयाणा
कपरेगीडानिराडुभ्वरा रक्षारत्नपरयाणाः भयवशाविष्केल्यः केरलाः कणाटाश्च
यिकन्दराश्चपराभ्रहामदाराष्ट्रका सत्यकेज्ज्जिः किलगुर्जराः समभवन्लादकि
रादाइव १० अस्मिन्नाजनिविभृतिक्षितितल्लेदोषोपनिः शोधतो भूभारसमपास्यवे
हनवमहाशब्दापदसंश्रितः लक्ष्मीवंक्षसिसोपविधेदुगुनाप्रक्षिप्यरक्षाविधो विना

कस्तमोहापहारिणी २६ मीनोनुंग पयोधरापरिलुवधाना व्यली विभ्रमा तद्व्या-
 भ्रमपदनेक कामुकजनविश्रामशान्तिप्रदा कुल्लन्मीलि तरुप्रसूनपटल श्रेणी
 श्रियामोहिता वापीकापिमहामुदन्दिशानुवः कांतेवकान्तादृशा मानसमीपहस-
 तिसतानिजप्रसादेनकलुषमयि विनुषानिजविष्णोतविधात्री विह्वेवाध्यात्म-
 वेदिनांभवति २८ अस्तुस्वस्तिममस्तवस्तु विषयाभोगयोपभोगात्मभिः भावैःपुत्र-
 कलत्रमित्रजनतामुक्तायमुक्तात्मनो भक्तायो वरदक्षराय सहने स्वर्गायवर्गिदया
 नन्दायेनृकलावतंसचरणाद्वै कनिष्ठात्मने २९ अरवाडुप्रकाशेनयोगिभ्युरेगा
 प्रशान्तिः कृतापरिहतेनप्रशान्ता समस्ता ॥ शिषामेकपात्रस्यवापी विविक्तं सुवि-
 स्तारयन्मुहुरस्य ३० सम्बन्धोरेस्मिन् श्रीनृपविक्रमार्कस्य २३३३
 ॥ ७१ किं सुसुही ॥ सरि ३ ॥ रसिङ्गीयु ॥ ९० रे ३ ॥ धं रा का स दि
 । ली क्य ह धं धि धलं भय वे स उ ॥ रे ७ भां सि न्य ट वि से म्मा इ स रि दा रं ड

स्रजनकः सहदेवमुतः सतीलमतः १८ तौलपितायाश्चरः सिंहमुतो गौरपुत्र इति वंश
 वलीति प्रथिते प्रबन्धे वंशहृदये पूर्वमभाणि सम्यक् अजापितस्य स्मृतये प्रशस्तीनामा
 निकामं प्रतिपादितानि १९ इच्छा ज्ञान क्रिया शक्तिस्तपास्तिस्त्वोस्योपधितः राजश्री
 चारत्तदेव्या जाजला ज्येष्ठगहिनी २० तस्याश्च पुत्रो हीराजनामा कायेन वाचामन
 मापवित्रः स्व्यातश्चतुष्षष्टिकलानिधानं प्रत्यक्षा बहुर्भुवर्नैकजिह्वु २१ अस्मानु
 जौ च स्थिरराज जैत्रसंज्ञा समंवीरह या विभातः स्वस्ता परस्मा आपमध्यमायाः पुत्रौ
 पुरामूढनवत्सुदासा गुणराज भूपती अभिपुत्रो हौत हनुरत्तदेव्याश्च हरिदेवो नाथ
 इति रव्यतिः पुत्रो पकन्यान्मा २३ उत्तमराजः पुत्रः सावली पुत्रिके तमपत्ने च मूलल
 ताशारवाफलकुडम्बकं कल्पविदपितो स्येत्सम् २४ स्याने स्याने धर्मशाला वि
 शाला काकानेनाकारि सचादि कर्त्री किंत्वचापि शाल पांथश्मार्ति च्छेदे चावापि
 काकाप्मकारि २५ पालन्वाशम पूर्वचकुसुम्भपुरपाश्चिमे कृतावकृतिना वापी

سو یہ سات نعمت روا ہے جو زمین سے مثل بارسات لوئی کا اُس کا ایک یعنی مالک میر خیاث الدینؒ اجار کج کرتا اور جسکے فصاح و دین رو درسی
 دور سے ہوئے جو کھوڑے اُس کے سمت ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جو زمین اُس کی خود دہائی چاہی نیز اطراف عالم کا زمین ہوتا تھا اور پہنچ آسمان پہنچا جاتا اور اُس وقت
 روشتی آفتاب بہت زمینیں دہائی تو پھر اور را جاؤں کی کیا نوبت (۹) جسکے اطراف عالم کی فتح کر کے روٹا گئی یہ وقت کو بدیشی سے پہلے پڑا ان ہو گئے
 اور اور نہ ہر ویش واسے واسطے اپنے پھاؤ کے سوراخ زمین تلاش کرنے لگے اور بسبب خوف کیرل ویش واسے بحیل بھول گئے اور کائنات دیش کے پاس کے
 کھوڑے میں جا رہے اور جو انا شتر یعنی برہمہ برہمہ یعنی بے حلق ہو گئے اور کجرات کے لوگ نہ انا چھوڑا اور لالت لوگ مثل کیررات یعنی بیویوں کے
 (۱۰) جس وقت کرائے نام دے زمین کا ابا اٹھایا یعنی پرورش اور انتظام میں مصروف ہوا اُس وقت جس کو ہمارا ج دیکھی نے زمین کو بار چھوڑ کر قوار سے
 وقت بستر کو کہہ کر کہے پھوڑا اور وہی بٹن بھگوان بھی پسں چھو لو اپنے سینے میں رکھ کر دنیا کی پرورش کے تود کو چھوڑ کر سوتے ہیں (۱۱) اور وہ
 بڑے بڑے شہر نکا جو رہا ہے اسکے نام ایک برہمہ بڑے بڑے یعنی شہر سب سے غالب ہو گیا جو بدیشیوں کی واسطے مثل تیرہ کے لاو جس طرح زمین
 تمام جو اہرون سے دیکھی تہ دنیا کا ان سب جو اہرات کی جو پویشت کی طرح جوشی واسے روپا مال پورے کی طرح دیسوں کے رہنے کا مکان ہے اور
 قدرت کی طرح بلانے واسے (۱۲) اُس دہائی میں جو کھو گئی پو یعنی جگہ پورہ کہلا آ ہے وہاں پویتی یعنی زمیندار ایک بہت جو نعمت جو صفت
 موصوف اور ہے عجیب عقل مند مخیر اور نام ہوا (۱۳) سبیا اور برہمہ پاشا یعنی بیا سا اور شتر در یعنی تلخ اور چند بھگاکا یعنی چٹا ران سے

صورت تھ ایک بیٹا ہوا اور ایک دختر اور ہوئی (۲۳) اور آخر راج بیٹا اور سادلی نام پڑی رتن دیوی کی اور دیوی سواد و نادی درخت طوبی
 کی اس طرح اور شاخ اور برگ اور پکا نشانہ رکھتا (۲۴) اس جگہ غیرہ کے نزدیک اور ڈرنے بہت ہی جگہ چبے بے دھم سالانہ پائے اور اس جگہ
 تھکے ہوئے سافرنکے درخت دو درختوں والے اور طلوع ہونے والے اور ڈرنے نانی ناوڈے بنوائی (۲۵) پالم کافو کی پورب میں اور کسنہ پودے پچھ میں اس
 یہ کجنت نے باوڑی بنوائی سب دو کھڑے دو کر کے والے (۲۶) اونچی اونچی چوڑے چوڑے میں نیند ہر مہینی جگہ پانی کے رکھتی جگہ کوٹھی اور کمل
 کتے پین اور تھوڑے ہوئے دھارا دتی یعنی لہر و ٹکڑے جس میں اور پیاسے بھرتے ہوئے بہت لوگو کو قیام اور آرام دینے والے جھولے ہوئے
 میں سکھتی ایسی دختران کے پھولوں کے مجمع کی آرائش اور خوشبو سے خوش ہوئے ایسی ایک نئی باوڑی شکل جو ان عورت کے آکھوں کو
 پیار سے کم خوشی بخشتی (۲۷) یہ باوڑے اپنی خوشی سے اچھے لوگوں کے میں کو بندستی ہوئے مضاف اپنے لوگو کو آرام دیتے ہوئے کمان بنیہ کپڑے
 باوڑے پور (۲۸) بیٹا اور جوڑا اور رعایا اور مال خزانہ سمیت اُس اور درختوں نے واسطے بہشت اور کست یعنی لامکان کے واسطے وہاں شیعہ
 کے چرونوں میں لگایا نہ ہو چھو (۲۹) اکسپرکاش نام چوگیشو ریندر نے یہ اشلوک جس سے تانا پنام رہے نانی سب دایوں کے لائق
 ایک طرف جو یہ اوڑھے اس کا چھپا ہوا جس نے ٹیکنا می کو یہ باوڑے غلام کر و سمبست (۳۰) اکبر ماجست

لکھتے ہو یعنی ایک جس جگہ برٹش ٹرسٹس ہیر ہولن سے ملا جتنی بتی ہو (۱۴۲) جسے سند ہو یعنی ایک کا پانی کی شکل آب حیات ہو یا اُسے
 نزدیک شہد شراب اور امرت کچھ حقیقت نہیں لک گیا ان امرت ہی (۱۴۱) اُس سند ہو کے پانی سے دھوئی دھوئی جو زمین لایق جب سب گناہوں
 دور کرنے والے اور پاک اُس پر ایک روح نام شہر ہو جو نگنگا کے نزدیک ہونے والی امراتی یعنی بہشت کو ہوتا ہے (۱۴۶) اُس روح میں
 اس اور کا باپ ہری بال نام ہوا جب کا باپ بہو راج اُس کا باپ دوسر اُس باپ کی پود ہوا یہ نسبت نامدار اور کا ہو (۱۴۷) اور کی کا نام چند
 سو پرتھوی دختر پرتھو کا باپ سرش چند اُس کا باپ اوچا من اوچا من کا باپ سم دیو سم دیو کا باپ تول (۱۴۸) تول کا باپ شہر ہو وہ شہر پرتھو کا بیٹا اور کا
 پوتا ہوا یہ حسب نام یعنی تنہا اور کا اگرچہ نہی بنادلی نام کرت یعنی کتا ب میں دروس پہلے کے ہیں میان بھی واسطے یادداشت کے نام لکھیے
 ہیں (۱۴۹) جس امر کے جاننے کا ارادہ کرے اُسے جان نیکی طاقت اور جس امر کے کرنے کا ارادہ کرے اُسے کرنے کی طاقت اور چاہیہ تیون
 جسے مطلع اور بعد اُٹل زوج کے راہگیری اور رتن دیوی ان دونوں تیون سمیت جس کی بڑی رانی جا جانا نام ہے (۱۵۰) اس جا جانا
 بنیا سری راج نام کہ جو تین من بچن کر کے پاک اور چوٹھ کلاون کا گھر مشہور ہے اور جسکی بین ملاح اور اکلیاے قابل مستح یا تابی نام ملک
 کے (۱۵۱) اُسے بھائی دو ایک بواکس تہر راج اور دوسرا ہے اخیر رانا نام اپنی بہن سمیت سو بھائی ہیں اور جو بھائی رانی راہگیری
 نام اُسکی ایک وطن تانی نام دختر پہلے ہوئی بہت مخیر (۱۵۲) اور اُس کے نیچھے کن راج اور ہو پتی دودھے ہوئے اور رتن دیوی کے ہر دیو

نقل كتبه نمبر ١٠ متولي اين منارة فضل ابن ابوالعالى برده است
نقل كتبه نمبر ١١ امر باتامه هذه العمارة الملك المويد من السماء
شمس الحق والدين ايلتمش السلطان ناصر امير المؤمنين

نقل كتبه نمبر ١٢ السلطان الاعظم شهنشاه المعظم مالك رقاب
الامم مخمر ملوك العرب والعجم ظل الله في العالم شمس الدينار والدين غياث
الاسلام والمسلمين تاج الملوك والسلاطين باسط العدل في العالمين
علاء الدولة القاهرة جلال الملة الباهرة المويد من السماء المظفر
على الاعداء شهاب سماء الخلافة ناصر العدل والرافعة محمد مالك الدنيا
ومظهر كلمة الله العليا ابوالمظفر ايلتمش السلطان ناصر امير المؤمنين
خلد الله ملكه وسلطانه واعلى امره وشانه

نقل كتبه بالاي دروازه كتيبه نمبر ١٢ السلطان المعظم شهنشاه
الاعظم مالك رقاب الامم مخامر ملوك العرب والعجم المريد من السماء
المظفر على الاعداء سلطان ارض الله حافظ بلاد الله ناصر عباد الله محمد
مالك الدنيا والدين مظهر كلمة الله العليا جلال الدولة القاهرة
نظام الملة الباهرة شهاب الدنيا والدين غياث الاسلام والمسلمين
ظل الله في العالمين التاج الامم والخلافة صاحب العدل والرافعة
سلطان السلاطين

نقل كتبه بجلوى دروازه كتيبه نمبر ١٢ تمت هذه العمارة في نوبت العبد المذنب محمد امين
نقل سطر درجه سوم كتيبه نمبر ١٢ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالك رقاب الامم
ملوك العرب والعجم سلطان السلاطين في العالم حافظ بلاد الله ناصر عباد الله المظفر على الاعداء
المريد من السماء تاج الاسلام والمسلمين غياث الملوك والسلاطين الحامي لبلاد الله الرافع لعباده

نقول بعض كتبه ها

نقل كتبه نبر ٩٠ این حصار را فتح کرد و این مسجد جامع را بسا بتاریخی
 شهر سنه سبع و ثمانین و خمسائة امیر اسفها لارا جل کبیر قطب الدوله والین امیر
 الامرای بک سلطالی اعز الله انصاره و بست هفت اله بتخانه مرکبی در هر بتخانه دو
 یا هزار بار هنر اردلیوال صرف شده بود درین مسجد بکار بسته شده است خدای
 عزوجل بران بنده رحمت کند هر که برینت با فی خیر دعاء ایمان گوید
 نقل كتبه نبر ٩٠ الامیر الامرا الاسفها لارا جل کبیر الدوله قطب
 نقل كتبه سطر دوم نبر ٩٠ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب
 الامم مولی ملوک العرب و البحر اعدل السلاطین فی العالم معز الدنیا والین غیاث
 الاسلام و المسلمین تاج الملوک و السلاطین باسط العدل و الاحسان فی الثقلین
 ظل الله فی الخافقین الراعی بعباد الله الحامی البلاد المرید من السماء المنصور علی
 الاحداء علاء الدوله القاہرۃ جلال الامۃ الباہرۃ فک الملة الطاهره
 سلطان البر و البحر محمد رحما لک الدنیا و نظم هر کلمۃ الله العلیا سکنت الشا
 ابو المظفر محمد بن مسام ناصر امیر المؤمنین خلد ملکه و سلطانه و یعلی امر و شانہ
 نقل سطر چهارم كتبه نبر ٩٠ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم
 مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب و البحر سلطان السلاطین
 فی العالم غیاث الدنیا والین معز الاسلام و المسلمین محی العدل
 فی العلمین علاء الدوله القاہرۃ فک الملة الطاهره جلال
 الامۃ الباہرۃ شہاب الخلافة باسط الاحسان و الرافۃ فی الثقلین
 ظل الله فی الخافقین الحامی لبلاد الله الراعی بعباد الله محمد رحما لک
 الدنیا و نظم هر کلمۃ الله العلیا ابو المظفر محمد بن مسام قسیم امیر المؤمنین خلد ملکه

ابوالمظفر محمد شاه السلطان بين الخلافة ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه الى يوم الدين -
 نقل كتبه نمبر ١٦ بتوفيق ايزد بهي متا و معاونت منشی نثار اشال مسجد اسس علی تقوی تعالی
 رسول الله علیه السلام كما قال من بنى مسجدا لله بنى الله له بيتا في الجنة مجلس اعلى خد ايكاز سلطانين
 امراء و متان و قوالی عدله و احسانه بر مفضل خير ما مورامر قول و جهك شطر المسجد الحرام محمد
 زمان شه نشاه موسی فریمان مکان راعی شرایط شریعت محمدی حامی مراسم ملت احمدی موکد
 منابر و عالم و مساجد و موطد قواعدا رس و معايد و مهد بنیان رسوم مسلمان فی مؤسس
 مبانی مذ هب تعالی علم اصول مدره فجار و قاطع قروع قیده کفار و عاد مبناء صوامع احصاء
 رافع اساس جماع اسلام مظهر آیات قاهر کفره روف متین قاهر فجره روی زمین فاتحه قلاع
 سامع امکان ضابط بقاء راسخ بنیان المقصم بجلال الله المنان ابوالمظفر محمد شاه السلطان بين
 الخلافة مبين دين الله ناصر امير المؤمنين مد الله ظلال جلاله على بوس العالمين الى يوم الدين
 بناء فرمود اين مسجد که مسجد جامع اولياء و ملتئم ملت تقيا و جمع ملايك کرام محض ارواح انبياء اعظم
 است بتاريخ في الخامس عشر من شوال سنة عشر و سبعمائة

در عهد همايون حضرت عليا خد امكن سلاطين جهان علاه الدنيا و الدين لعالي مجروح المظفر
 ابوالمظفر محمد شاه السلطان بين الخلافة ناصر امير المؤمنين مد الله ظلال خلافة على و بن العالمين
 الى يوم الدين اين مسجد که بومقد و من دخله کان امانا موصوف است

اين مسجدی که در فمحت و رفعت چون بیت المقدس مشهور بلکه ثانی بیت المعور است حضرت احد
 خدایگان فایض فضل شامل احسان المؤید بتأيید الملك المنان علا و الدنيا و الدين المظفر
 ابوالمظفر محمد شاه السلطان بين الخلافة ناصر امير المؤمنين مد الله ظلال عظمته الى يوم الدين
 بصدق نیت و خلوص عقیدت بنا فرمود

نقل كتبه نمبر ١٧ - بناء ابن بقعه شريف و اساس اين عمارت فيف بود در عهد سلطنت ايام
 مملکت خد ايكاز سلاطين جهان خسرو دارانشان سلطان کامل وافر احشاء شه نشاه شامل و

الله يميز الخلافة بأسط العاد والرافة ابو المظفر القش السلطان ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه وسلطان العراق وشاه
نقل سطر در رجحان ركتبه نمبر ١٢ أمر بهذه العراق في أيام الدولة السلطان المعظم شافنا المعظم
مالك تراب الامام مولى ملوك الترك والعرب والعجم شمس الدنيا والدين معز الاسلام والمسلمين
ذو الاموال الامان وارث ملك سليمان ابو المظفر يلقب السلطان ناصر امير المؤمنين
نقل كتبه نمبر ١٢ عمارت منار مبارك حضرت سلطان السلاطين شمس الدين والدين مرحوم
منفرد بآثاره وجعل الحجة مشواه شكست شده و در منار مذکور در عهد دولت سلطان
الاعظم والمعظم المعكرم سكند شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملكه وسلطان واعلى امره
وشانه على خازن اذ فتح ان بن مسند على خواص حان جونا ناكتيد و در بنده مرتبه بابا لامرست
كرده مرتب كنائيد العزة من ماه ربيع الاخر سنة تسع وتسعمائة

نقل كتبه نمبر ١٥ چون ايزد تعالى علا اعلاءه ومهيماؤه براى ايماءى مراسم ملت اعلاء
معالم شريعت خدايگان جهان را بر كزديد تاه لمح اساس دين محمدى استحكام مى پديد و در لحظه
بناء شريعت احمدى قوى ميكرد داز براى و ام مملكت نظام سلطنت عمارت مساجد طاعات
بحكم كلام من لارب سواه كه انما يعمر مساجد الله من امن بالله ابو المظفر محمد شاه
السلطاني بين الخلافة ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه الى يوم القيام رفعه فى بناء جوامع الاسلام
وابقائه هدى الزمان فى اشاعة الاحسان التاريخى فى الخامس عشر من شوال سنة عشر و سبعمائة
حضرت عليا خدایگان سلاطين مصطفى جاه الضار ع لاهمرا لله المخصوص بعناية اكرم الاكرمين
علاء الدين والدين غوث الاسلام والمسلمين معز الملوك والسلاطين لقيام بتاكيد الرحمن
ابو المظفر محمد شاه السلطان سكند زفانى يمين الخلافة ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه
بناء اين خيرات سنت و جماعت است عمارت فرمود

اين مسجد كه چون بيت المعمور در افواه جهان بيان مذكور است بخلاص عقيدت قضا طوبيت
مجلس اعلى خدايگان سلاطين زمان علاء الدين والدين سلطان البر و الرحمن المريد بتأييد الرحمن

مقتاد در از هجرت پناهی بر علی و سلم خدا ای بران بنده رحمت کند هر که
بکند ارد این بنده را با فاتحه و دعاء ایمان یاد کند

بدره نمبر ۲۱ بسم الله یقنا بذكره عمارتین کنبه میمون در عهد مهون الوائق بتأید
و المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه سال هفتاد و پنج و هشتصد از تاریخ هجرت
الحمد لله علیه وسلم

نمبر ۲۲ لا اله الا الله محمد الرسول الله در عهد سلطان السلاطین
اسکندر بن سلطان السلاطین سلطان بهلول خلد الله ملکه و سلطان به و اعلى
بانه در بیستم ماه مبارک رمضان سنه ثلث عشر و تسعمائة

السلطان سلطان فیروز شاه طاب ثراه و جعل الجنة مثواه بسبب کشته بود
بدره نمبر ۲۳ بناء این عمارت در عهد دولت سلطان الاعظم اسکندر شاه سلطان
که این کنبه میان شیخ شهاب الدین تاج خان سلطان ابو سعید بتأریخ بیستم ماه
ن سنه ست و تسعمائة

نمبر ۲۴ مسجد در عهد دولت بندگی حضرت سلطان سکندر شاه
شاه لودی خلد الله سلطانه شهاب ساکن قصبه سهار سبور
نمبر ۲۵ در عهد دولت همایون سلطان الاعظم المعظم المملوک علی الرحمن
شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملکه و سلطانه بنا کرد این کنبه بنده العبد و ار
سرور دکار دولت خان خواجه محمد غره ماه رجب سنه اثنه عشر
هجریه

نمبر ۲۶ بناء این عمارت کنبه در عهد سلطان الاعظم ابو المظفر
سلطان خلد الله ملکه و سلطانه باقی کنبه علاء الدین نور تاج شیخ بیسه
بخودید شکر کنیز ماه حرم سنه ثلث تسعمائة

و نافرمان معتمد را بر اسلام می آید از حکام بانی منابر مساجد طاعت و افراسیاب و عبادات
 ما میراد هدایت عامردیار غوایت و سریر مملکت منظر قوانین جرماد برهن بر اهین
 اجتهاد ضابط بلاد سلاطین را فرماید بآغاز منابر اسلام کما سر اسرار صوامع اصنام
 ناصحیای عذیمات حافظ خوانند مسکرات بادشاه کشور کشای سایه رحمت خدای
 مریدان یمنه زردان ابوالمظفر محمد شاه السلطان یمن الخلف ناصر امیر المومنین خلد الله مملکه
 فی عمارت المساجد اید سلطانه فی امارت المعابد و ابقاه فی المملکت و الخلافة مدد الذی یأهلک لیت
 سورة سبحان الله امیری بعد لیا من السجود المحرم الی المسجد الاقصی

بقومان برگزیده حضرت رحمان ضابطهما لک جهان سلطان سلیمان نشان علامه دنیا و الدین
 غوث الاسلام و المسلمین معز الملوك و السلاطین جوامع بآغاز خیر و الملییز را فرماید اسرار حجاب و طیب
 ابوالمظفر محمد شاه السلطان یمن الخلف ناصر امیر المومنین خلد الله مملکه الی یوم التناذر این مسجد سلیم عمار
 کرده شد این مسجد جامع سامع بقومان برگزیده حضرت رحمان مسکن الهی الزمان
 علامه دنیا و الدین خسرو خسروان افق قمر رفیق ابوالمظفر محمد شاه السلطان یمن
 الخلافة منظر العدل و الرافقه ناصر امیر المومنین

نقل کتبه نمبر ۱ امریه بتأهذ البقعة المبارکة السلطان العظیم شاهنشاه الاعظم شاهنشاه
 رقاب لام ظل الله فی العالم ذوالامان سلطان السلاطین شمس الدین و الدین
 المنصور بنایت لب العالمین ابی المظفر بلقش السلطان ناصر امیر المومنین خلد الله مملکه
 الی افق محمود تعجل الله بفرانه و اسکند بجو حقه جناحه فی شهر و سنه تسع و
 عشرين و ستمائة

نقل کتبه نمبر ۲ بکر و فضل حق سبحانه و تعالی در عهد دولت سلطان السلاطین الزمان الواثی
 بتأید الرحمن ابوالمظفر فیروز شاه السلطان خلد الله مملکه و اعلى امره و شأنه این مسجد بنا کرد
 بنده زاده درگاه ایمان جاه عالم پناه جو ناهمه مقبول المقتضیان جهان این شاه جهان در سال

cat

Central Archaeological Library,
NEW DELHI. 5695

Call No. 913.05441/Sye

Author— Rahmatulla, M.

Title— Asar-us-Sanadid

Borrower No.	Date of Issue	Date of Return
M. G. Mehta	7.8.82	10.8.82
Mrs. M. Khatri	24.9.82	18.1.83
Mrs. Khatri	30/12/83	29/6/84

"A book that is shut is but a block"

CENTRAL ARCHAEOLOGICAL LIBRARY
GOVT. OF INDIA
Department of Archaeology
NEW DELHI

Please help us to keep the book
clean and moving.